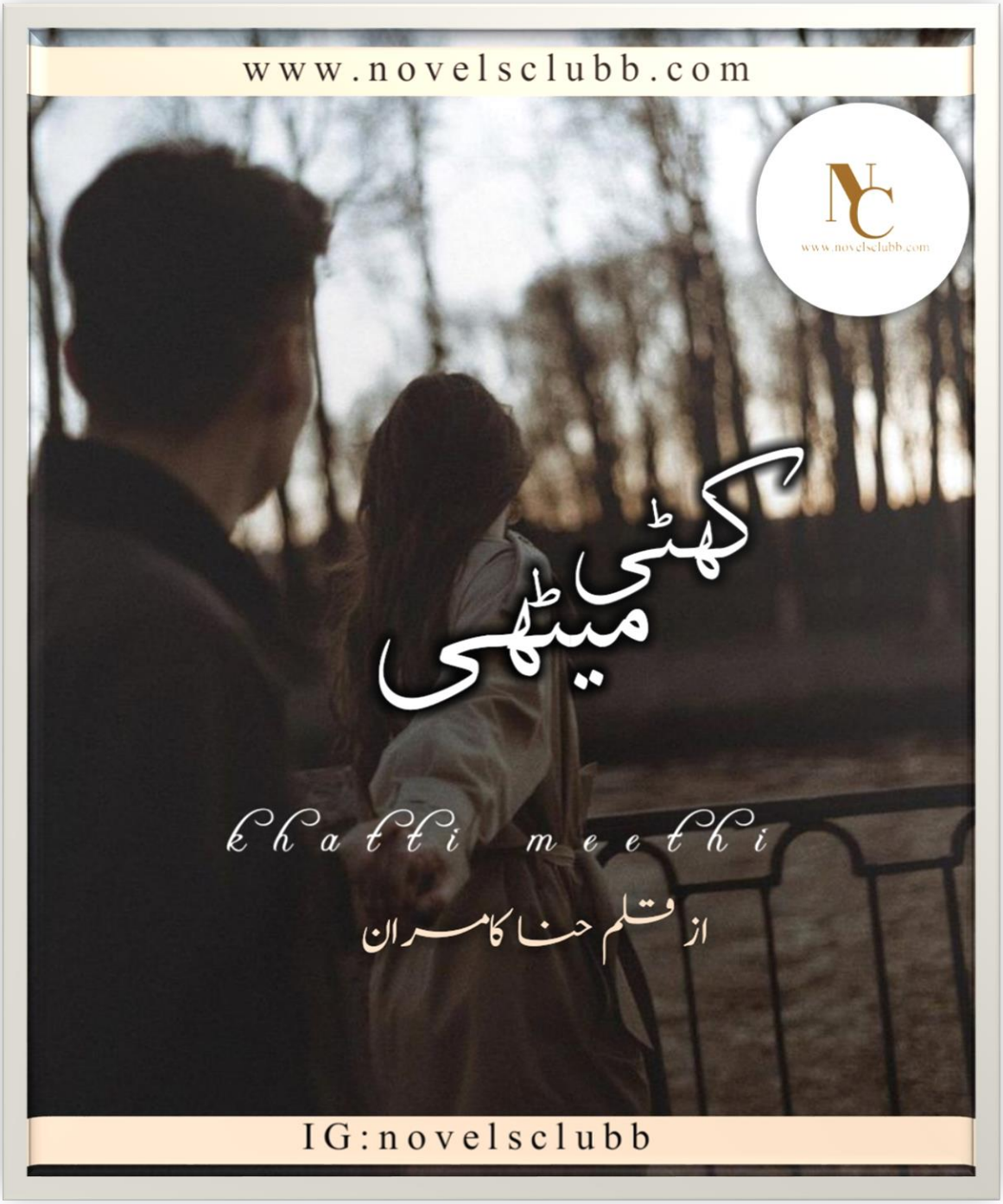
www.novelsclubb.com
کھٹی میٹھی
khatti meethi
از قلم حنا کامران
IG:novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

کھٹی میٹھی

از قلم

حنا کامران

www.novelsclubb.com

اس نے نظر اٹھا کر دیکھا، وہ مکمل شیشوں سے ڈھکی عمارت تھی۔ دھوپ کی حدت سے اس عمارت کے آئنے چمچما رہے تھے۔ ایک ترچھی کرن ان آئنوں سے ٹکرا کر اپنے وجود سے پھوٹتی شعاؤں کو آس پاس بکھیر رہی تھی. وہ ان شعاؤں میں سے ایک میں بھیگی، آنکھوں کے آگے ہاتھوں کا چھجا بنائے برے دل کے ساتھ وہاں کھڑی تھی. گرمی عروج پر تھی. سورج کو گویا سوئیاں چبھونے میں مزا آرہا تھا(حد ہے شرارت کی بھی)اس نے اپنے پسینہ پسینہ وجود کے ساتھ غصے سے آتش فشاں بنے آگ کے گولے کو دیکھا اور ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی لیکن گرمی نے اس آہ کو بھی گرما دیا۔ وہ بڑی بڑی گاڑیوں میں مزے سے آتے جاتے لوگوں خالی نظروں سے تک رہی تھی کہ دفعتاً اسے کسی نے بازو سے کھینچا اس کا ارتکاز ٹوٹا, وہ بری طرح سے چونکی اور کھینچنے والی کے ساتھ اندر بڑھتی چلی گئی۔ وہ سخت کبیدہ خاطر ہو رہی تھی۔ اس گرے عمارت کو نگل جانے والی نظروں سے گھورتی آدھ انچ جتنی ہیل

میں ان کمفرٹیبل سی اس کے ساتھ تیز تیز چل رہی تھی جس کے ملائم ہاتھ میں اس کی کہنی تھی اور جس نے تقریباً تین انچ سے بھی لمبی پینسل ہیل پہنی ہوئی تھی سیاہ سوٹ میں گردن میں پتلی پٹی نما دوپٹہ اوڑھے بلوڈرائیر سے بالوں کو دائیں بائیں پھیلائے وہ سمو کی آئیز کے ساتھ گردن اٹھائے چل رہی تھی اس کے چہرے کے نقوش پتلے پتلے سے تھے۔رنگت گلابی مائل سفید اور آنکھیں شہد سی، بلاشبہ وہ ایک حسین لڑکی تھی جس کے چہرے پر ہمہ وقت رہنے والی مسکان تھی اور جس کی آنکھیں کچھ کر گزرنے کی چاہ رکھتی تھیں اور دوسروں کو بھی آگے بڑھنے کا موقع دیتی تھیں تبھی وہ اپنے پہلو میں سادہ سے کپڑوں میں ملبوس سیاہ بالوں و آنکھوں، بھرے بھرے گالوں اور سنہری گندمی رنگت کی حامل معمولی سی لڑکی کو کھینچتے ہوئے لے جا رہی تھی اس معمولی سی لڑکی کے چہرے پر بیزاریت تھی۔ آنکھوں میں ستائش اور ناک چڑھی ہوئی تھی۔صاف دکھتا تھا وہ خود کو یہاں ان فٹ محسوس کر رہی ہے۔اس لڑکی کا موڈ آف تھا اور پیشانی پر سوچ کی لکیریں جال

بنائے ہوئے تھیں وہ اس کمرے کے آگے آکر رکی جہاں انٹرویو ہونا تھا۔

پس منظر میں چند لڑکیاں اپنی باری کی منتظر بیٹھی تھیں۔ان دونوں کو اندر جاتا دیکھ

سب کا ایک ساتھ منہ بنا

سفارشے کہیں کے۔۔

سب کی سوچ نے ایک دوجے کے ساتھ تانے ملائے اور آنکھیں چڑھا کر اپنے تئیں

غصہ نکالا.

اندر آکر سیاہ کپڑوں والی عروسہ نے اس کا تعارف کروایا تھا۔

"گڈ مارننگ سر! یہ میری بہت اچھی دوست ہے وشمہ, بہت ہی قابل اور ٹیلینٹڈ

ہے میں چاہتی ہوں آپ اسے ایک موقع دیں یہ ضرور ہمیں مایوس نہیں کرے

گی."

اس نے رزیوم ٹیبل پر رکھ کر اپنی ازلی دل موہ لینے والی مسکان کے ساتھ کہا اور

ساتھ ہی تنبیہ نظروں سے آس پاس کا جائزہ لیتی وشمہ کو اٹینٹو رہنے کا اشارہ بھی

کیا۔وہ یکدم الرٹ ہوئی ہینڈسم سے سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا اور زبردستی مسکادی ایسا کرنے سے اس کے گال ابھر آئے تھے۔اس سوبر سے لڑکے نے اس کی سی وی پر سرسری سی نگاہ ڈالی اور مسکرا کر عروسہ کو دیکھا۔

"اس سے بڑی کیا بات ہو سکتی ہے مس عروسہ کہ یہ آپ کی دوست ہیں اس جاب کیلئے یہ حوالہ ہی کافی ہے. آپکی چوائس سے میں آگاہ ہوں اور مجھے یقین ہے جس طرح آپ جنئیس اور محنتی ہیں یقیناً آپ کی فرینڈ بھی ایسی ہی ہو نگی، ٹھیک ہے یہ آج سے جوائننگ دے سکتی ہیں پندرہ دن کا ان کا ٹرائل ہو گا اس کے بعد ہی ان کی سیلری سٹارٹ ہو گی۔"

www.novelsclubb.com

وہ جو بے نیاز سی کھڑی تھی یکدم چونک گئی مطلب جو اتنی ساری محنت کی تھی وہ سب پانی میں گئی،نہ کوئی سوال نہ ہی تلخ کنفیوز کر دینے والی باتیں،اس نے سوالیہ نظروں کے ساتھ پاس کھڑی عروسہ کو دیکھا پھر اس زبردست سے کمرے میں اس کی آواز گونجی۔

"لیکن میری جاب کیا ہو گی؟"

دونوں نے بیک وقت اسے دیکھا. وہ بھنویں اچکا گئی.

"یعنی دو جابز کیلئے ایڈ تھا ان میں سے میں کس پر ہوں."

اس نے عروسہ کی جانب دیکھ کر پوچھا جو "تم باہر چلو تمہیں بتاتی ہوں" والی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی. اس لڑکے جس کا نام خیام تھا نے اپنے دونوں ہاتھ باہم ملائے اور اوپر سے نیچے تک اس نمونے کو تکا.

نیلی قمیض, سفید شلوار, گرے دوپٹہ, بھوری جوتی, سیاہ گھڑی وہ اچھی خاصی کلرفل تھی.

www.novelsclubb.com

"جس طرح کی آپ رنگین ہیں آپ کو کری ایٹو ڈیپارٹمنٹ میں ہونا چاہیے."

اس نے اس کے حلیے پر خفیف سا طنز کیا۔

"لیکن چونکہ ہمیں ہیلپر کی زیادہ ضرورت ہے تو آپ اسی پر فٹ آتی ہیں۔"

اس نے بغیر برا مانے کاندھے اچکا دیے.

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مجھے صرف جاننا تھا۔"

خیام کے لبوں پر مسکان دوڑی۔

'جاننا اچھا ہے۔"

اس کلر فل لڑکی میں اسے دلچسپی ہونے لگی تھی. عروسہ نے دونوں کو دیکھا اور

"تھینک یو سو مچ سر! آپ نے میری بات کا مان رکھا ہم آپ کو بالکل مایوس نہیں کریں گے."

وہ فتح کر دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی. خیام نے اس کی جانب دیکھا اور سر کو خم دیا. عروسہ اس سے اجازت طلب کر کے وشمہ کو باہر لے آئی تھی.

"تم اپنی زبان پر قابو رکھو ورنہ دو منٹ میں کمپنی سے باہر ہو گی۔"

وہ اس دھمکی پر تلملا گئی تنک کر بولی۔

"دیکھو مجھ پر اپنا حکم یا رعب جھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے میں اپنا کام بخوبی جانتی ہوں اور یاد رکھو اس بات کو اگر میں اس کمپنی سے گئی تو نقصان تم لوگوں کو ہی ہونا

ہے اس وقت تمہیں میری ضرورت ہے مجھ جیسی قابل لڑکی ڈھونڈ کر تو دکھاؤ اس ڈوبتی کمپنی کو سنبھالنے کے لیے۔"

عروسہ اس کے اعتماد پر بھنویں اچکا کر رہ گی. لبوں پر مسکان تھی مگر زہریلی کاٹ دار۔ تضحیکی انداز میں عروسہ نے ان منتظر لڑکیوں پر نگاہ دوڑا کر اس کی توجہ وہاں کروائی۔

"تم شاید بھول رہی ہو ہمیں تمہاری ضرورت نہیں تمہیں ہماری ضرورت ہے اور بے بی اگر پیسہ کمانا ہے نا تو وہی کرو جو میں تمہیں کہوں گی مت بھولو تمہیں یہ کام میرے بل بوتے ملا ہے ورنہ جس طرح کی تمہاری زبان چلتی ہے کوئی پوچھے بھی نہ تمہیں, ایک تو بھلائی کرو اوپر سے باتیں بھی سنو."

وہ پھر سے اس کی کلائی تھام کر اسے لے کر چل دی. وہ اس بڑے سے ہال میں آئے تھے جہاں ڈھیر سارے ورکر کام کر رہے تھے.

وشمہ کا یہ دیکھ کر حلق سوکھا کہ وہ ان سب کی ہیلپر تھی۔اسے اپنی کم پڑھائی پر یکدم

کڑھنا آیا ساتھ میں اپنی اس نام نہاد دوست کو منہ بنا کر بھی دیکھا جو اسے اب کسی اور سے متعارف کرانے کے درپے تھی.

"سندس یہ میری دوست ہے اور یہاں کی نئی ورکر، میں چاہتی ہوں تم اسے اچھے سے کام سکھاؤ اور اس پر کڑی نظر رکھو."

"یہ بہت لاابالی ہے."

یہ لائن اس نے سندس کے کان میں کہی تھی وہ مزید کہہ رہی تھی.

"آج سے یہ تم لوگوں کی ہیلپر ہے. مجھے امید ہے کہ پندرہ دن بعد بھی یہ یہاں دکھے گی اس کی ذمہ داری آج سے تم پر ہوئی."

www.novelsclubb.com

وہ سٹائلش سی نازک مزاج لمبے قد کی سندس سے اس کا تعارف کروا کر چلی گئی تھی.

اب وہ فرصت سے اس رینبو کو دیکھ رہی تھی جو بیزار دیکھتی تھی.

"سو، تمہارا نام وشمہ ہے تم اچھی ہو." اس تعریف پر بمشکل وشمہ کے لب پھیلے.

اتنی ساری عوام کی ہیلپر یہی سوچ اس کا دل دہلا رہی تھی.

"تھینک یو تم بھی اچھی ہو"

گویا جیسے جان چھڑائی ہو سندس مجھے پتا ہے والے انداز میں مسکرا کر چلنے لگی اور اسے بھی ساتھ آنے کو کہا.

"میں تمہیں کام سکھاؤ گی, زیادہ مشکل نہیں ہے لیکن آسان بھی نہیں. تمہیں سب کی ہیلپ کرنی ہو گی جو فائل جس سے لو گی اسے سیو جگہ پر رکھنی ہو گی. جہاں کہاں جائے وہاں جانا ہو گا لیکن یہ جانا آفس کی حدود تک ہی ہے اس سے باہر نہیں، ڈاکومنٹس کو اچھے سے پاس کرنا ہو گا اور ڈیسپلین کا خاص خیال رکھنا ہو گا. چھٹی ہم لوگ ایک بھی افورڈ نہیں کر سکتے سو تم سنڈے کے علاوہ یہاں ہر روز پائی جاؤ میرے آفس آنے سے پہلے میں تمہیں یہاں دیکھوں اگر مجھے تمہارا کام اچھا لگا تو میں تمہیں اپنے ساتھ رکھ سکتی ہوں سب سے اہم بات۔"

وہ بولنے کے ساتھ ساتھ اسے آفس بھی دکھاتی جا رہی تھی آرچیو روم کے آگے آکر رکی۔

"سنجیدگی، سنجیدگی نمبر ٹو پر ہے، نمبر ون پر رولز ہیں جنہیں تمہیں فالو کرنا ہوگا نہ کرنے پر تم ایک سکینڈ میں اس کمپنی سے باہر ہو گئی۔"

وشمہ نے اوکے والے انداز میں سر ہلایا۔

"اور وہ رولز کیا ہیں؟" سندس نے متاثر کن انداز میں بولنا شروع کیا۔

"رول نمبر ایک یہ ہے کہ تمام رولز تم پر واجب ہیں بالکل ایسے جیسے سانس تم پر واجب ہے۔"

"رول نمبر دو تمہیں ہمہ وقت سنجیدہ رہنا ہے شغل لاابالی اور ٹھٹوں کی یہاں کوئی گنجائش نہیں۔ نمبر تین تمہارا یہاں کوئی ملنے والا نہیں آسکتا نہ تم کسی کے پاس دورانِ کام جاسکتی ہو صرف وہ باس ہوں گے, خیام, زویا جو تمہیں اپنے ساتھ کہیں بھی لے جاسکتے ہیں کسی بھی وقت.

دوستیاں یہاں نہیں چلتی جو کرنا ہے باہر کرو۔"

"چھٹی ممنوع ہے اور ہالف چھٹی ناقابل قبول."

"سگریٹ نوشی یا بری حرکت پر تم لمحے کے ہزاروں حصے میں یہاں سے باہر ہو گئی۔"

"تمہیں یہاں ہر وقت مسکراتے رہنا ہے."

"کام کام بس کام یہی کرنا ہے."

"جو کام کرنا ہے اس کی رازداری تم پر فرض ہے."

"جھوٹ یہاں نہیں چلے گا دھوکا ناقابل معافی ہے اس صورت میں تمہیں جیل جانا ہو گا۔"

"فضول موبائل یوزنگ پر پابندی ہے ہاں ضروری کالز تم کر سکتی ہو اور یہاں صرف انگلش چلتی ہے کوئی اور زبان خاص کر اردو بولنے پر تمہاری سیلری سے کٹوتی ہو گی۔"

وہ تیز تیز بولتی یکدم رکی تھی وشمہ کسی جیل کے سے رولز سن کر حواس باختہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ جو ایک سانس میں بول رہی تھی یکدم اس کے بے حد

قریب آئی اس کی آنکھوں میں دیکھا اور بچوں کی کہانیوں میں موجود چڑیل کا سا چہرہ بنا کر کہنے لگی۔

"اور ہاں تمہیں باس سے سوفٹ دور رہنا ہو گا۔"

وشمہ نے تھوک نگلا اور اس چڑیل کا چہرہ دیکھ کر گویا ہوئی۔

"کیا یہ اسی کمپنی کے رولز ہیں اگر ہاں تو بہت ہی بھیانک ہیں۔"

چڑیل کا چہرہ پری چہرے میں بدلا.

"میں تم سے اکتفا کرتی ہوں لیکن ہاں یہ اسی کمپنی کے رولز ہیں جن کی فہرست کافی لمبی ہے میں تمہیں ریٹن فارم میں دے دوں گی۔پڑھ لینا اور یاد کر لینا۔"

وہ پھر سے اپنی ہیل کی آواز پیدا کر کے چلنے لگی۔وشمہ بھی اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

"مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی باس سے کیوں سوفٹ دور رہنا ہے آئی مین اگر انہیں مجھ سے کوئی کام ہوا تو۔"

وہ اپنے کیبن میں پہنچ گئی تھی اس کی بات پر رک کر اسے دیکھا انداز سنجیدہ تھا۔

"کیونکہ میں باس کی سیکرٹری ہوں جو کام ہوتا ہے وہ میرے تھرو ہی کرواتے ہیں ذیادہ ہجوم اور ذیادہ لوگوں سے انہیں کوفت ہوتی ہے۔"

وشمہ نے اثبات میں سر ہلایا.

"لیکن انہیں دیکھ کر لگتا تو نہیں۔"

اس نے مسکراہٹوں کے بادشاہ خیام کو سوچتے ہوئے کہا۔اسے اب سمجھ آرہی تھی یہاں ہر کوئی مسکرا کیوں رہا تھا۔رول نمبر سات۔

"کیا۔۔کیا کہا, تم نے انہیں کہاں دیکھا؟"سندس نے ٹھٹھکتے ہوئے اس سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ ابھی انہوں نے میرا انٹرویو لیا تھا۔"

اس بات پر سندس کا بہت ہلکا قہقہ برجستہ تھا۔نازک گڑیا سی سندس اسے ہنستے ہوئے بہت اچھی لگی۔

"ہنی وہ یہاں کے باس نہیں بلکہ جنرل مینیجر ہیں۔باس کو تم ابھی نہیں جانتی اور

شاید جانو گی بھی نہیں۔"

"کیوں کیا وہ مارس سے آئے ہیں۔"اس نے شرارت سے کہا تھا سندس کو اس کی شرارت بھلی لگی ایسے جیسے وہ دو سال کی بچی ہو۔

"جاننا چاہو گی انہیں؟"

"بالکل۔"

"تو سنو۔"

وہ کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھی خلاء میں گھورنے لگی۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی شہزادے کی شان میں قصیدے پڑھنے جا رہی ہو۔وہ کہہ رہی تھی اور اس گرے دیواروں والے آفس کے ساتھ مل کر وہ اسے سن رہی تھی۔دونوں کو دلچسپی تھی اسے سننے میں جاننے میں جو دیوالیہ نکلتی کمپنی کا مالک تھا۔

"ان کا نام المیر رائے ہے۔بہت سخت مزاج اور اصولوں کے پابند ہیں۔غصہ تو جیسے ان کا ٹریڈ مارک ہے۔ماتھے پر ہمہ وقت تیوری رہتی ہے۔بہت کم گو اور ٹھنڈے

مزاج کے ہیں۔ان کے آفس میں جانا گویا انڈیا کی سرحد پار کرنے جیسا ہے۔ایٹی ٹیوڈ سے بھرپور ہیں، بے عزتی تو پل میں کر دیتے ہیں۔انہیں بچگانہ لوگ ہر گز پسند نہیں کڑوے ہیں اور کڑوی چیزوں کو پسند کرتے ہیں اس لئے تمہیں کہہ رہی ہوں ان سے دور رہو."

وہ اس بھیانک نقشے پر ذرا بھی متاثر نہیں ہوئی ہاں جھرجھری ضرور بھری.

"تمہیں اس لیے یہ بتا رہی ہوں تاکہ تم ان سے دور رہو ہاں اگر یہ بات لیک ہوئی تو جان لو تم نے اس کمپنی سے بھی لیک ہو جانا ہے سو یاد رکھنا میرے کیمرے کی آنکھ تمہیں دیکھ رہی ہے."

www.novelsclubb.com

اس نے کیمرے کی طرف اشارہ کیا وشمہ نے گردن اٹھائی اور پھر اسے دیکھ کر کہنے لگی.

"تمہیں اپنے باس کی برائی نہیں کرنی چاہیے." وہ اپنے دل کی بات منہ پر لے آئی.

"بالکل ٹھیک کہا تم نے لیکن یہ برائی نہیں ہے حقیقت ہے۔مجھے عروسہ نے بتایا

تمہارے بارے میں جان کر افسوس ہوا اس لئے چاہتی ہوں تم اس سے دور رہو تاکہ وہ تمہیں یہاں سے نکال نہ دے تمہارا جاب کرنا ضروری ہے ہنی میں تمہارے لیے اچھا ہی سوچ رہی ہوں۔" وشمہ نے ہاں تھینک یو والے انداز میں سر ہلایا اور مزید اسے سننے لگی جو کہہ رہی تھی۔

"اور ہاں احتیاط کرنا یہاں جو بھی گاسپ ہوتی ہے مجھ تک پہنچ جاتی ہے میں روز گھر جا کر سب کی باتیں سنتی ہیں سو بی کیئر فل۔"

وشمہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ آپ کی باتیں کون سنتا ہے لیکن خاموشی کو ہی بہتر جانا یہاں تو جو دیکھو باس بنا پھرتا ہے پتا نہیں کیسے کٹیں گے اس کے یہ چند سال۔ اس نے گہرا سانس بھرا اور خود کو وقت کے سپرد کر دیا

سندس نے سب سے اس کا تعارف کروا تو دیا لیکن اس تعارف کے بعد جو اس کی واٹ لگی تھی آف۔ بیچاری کو پھرکی کی طرح گھمایا گیا. کبھی اس کا کام تو کبھی اس کا کام۔ کبھی یہاں جاؤ یہ لے کر آؤ تو کبھی وہاں جاؤ وہ لے کر آؤ۔ اس فاعل کا ڈیٹا جلدی سے کاپی کر کے مجھے سینڈ کرو تو ان فائلز کے بنڈل اٹھا کر میرے پیچھے آؤ۔ یہ سب کرتے ہوئے اس کے 15 دن گزر گئے تھے۔ اس کا ٹرائل مکمل تھا اور اب سے وہ پراپر طریقے سے وہاں کام کرنے کی اہل ہو گئی تھی۔ پہلے دن کی مشقت اور مسلسل کام نے اسے ایک بات سمجھا دی تھی کہ ہیل اس کے لئے بالکل بھی نہیں بنی اس پر صرف سے سلیپر، کھسے اور سمپل شوز ہی سوٹ کرتے ہیں. عروسہ کے کہنے پر بھی اس نے ہیل نہیں پہنی تھی اس نے پہننی ہی نہیں تھی جو بھی کچھ بھی کہے اس کی بلا سے۔

"ہے تم چپ چپ کیوں ہو؟"

باہر بارش برس رہی تھی وہ ان بوندوں میں کھوئی جانے کن سوچوں میں گم تھی

جب پیچھے سے ماہم نے اسے پکارا تھا ماہم وہ دوسری لڑکی تھی جو اس کے ساتھ منتخب ہوئی تھی. اس نے چونک کر ان بوندوں سے نگاہیں ہٹائیں اور اس کو دیکھا۔

"کچھ نہیں بس آج کچھ زیادہ ہی تھک گئی تم سناؤ کیسا جا رہا ہے سب۔"

ماہم نے بھی اس کی طرح ٹھنڈی آہ بھری اور باہر جاری وساری گرج چمک کو دیکھ کر بولی۔

"یار میرا تو مسکرا مسکرا کر جبڑا تھک گیا ہے عجیب قسم کے لوگ ہیں ہر وقت مسکرانے کو بولتے رہتے ہیں۔"

وہ حقیقت میں اس بات سے افسردہ دیکھ رہی تھی۔

"بالکل میں تمہاری بات سے سو فیصد اتفاق کرتی ہوں بھلا مصنوئی مسکرانا بھی کوئی مسکرانا ہوا خوشی اندر سے نکلتی ہے اور یہاں کوئی ایسا سامان نہیں جو مسکرانے پر مجبور کرے عجیب ڈیپریشن زدہ ماحول ہے. مجھے تو لگتا ہے یہاں کا جو سنکی باس ہے کچھ زیادہ ہی کھسکا ہوا ہے یا ذہنی بیماری کا شکار ہے مطلب یہ کوئی بات ہوئی یہ نہ کرو

وہ نہ کروا تنی قد عنیں مجھے تو لگتا ہے اس آدمی نے گوانتاناموبے سے فرار حاصل کی ہے یا شاید احساس کمتری کا شکار ہے بڈھے کھوسٹ مجھے تو دکھ ہو رہا ہے اپنی قسمت پر کہاں سائیکو سز میں پھنس گئی ہوں یہ تم کیا بار بار گردن کو جھٹکا دے رہی ہو لگتا ہے تم پر بھی ان پاگلوں کا اثر ہو گیا ہے۔"

وہ جو روانی میں بول رہی تھی ماہم کی اجڑی رنگت پر ٹھٹھکی۔وہ بار بار گردن سے پیچھے کا اشارہ کر رہی تھی۔اور اب تو وہ خاموش تھی لیکن اس کی آنکھوں میں تم تو گئی والا تاثر تھا۔وشمہ نے کاندھے اچکائے۔

"کیا تم نے کوئی بھوت دیکھ لیا ہے ڈونٹ ٹیل می کے یہ جگہ آسیب زدہ ہے ماہم کیا ہے پیچھے۔"

وہ یکدم مڑی تھی اور مڑتے ہی اس کی بولتی بند ہوئی خیام سر کے ساتھ ساکت آنکھوں والا سوٹڈ بوٹڈ ٹھنڈا انسان کھڑا تھا. پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ جو بھی تھا بہت اثر ورسوخ والا لگتا تھا۔کیا وہ کسی نئی کمپنی کا منیجر تھا جس نے اس کی چلتی

زبان دیکھ لی تھی اور اب وہ اس کمپنی کو اپنا پروجیکٹ نہیں دے گا کیونکہ اسے بد تمیز لوگوں کے ساتھ کام نہیں کرنا تو یعنی اس کا یہاں آج آخری دن ہے اگر وہ آج یہاں سے نکالی گئی تو کیا کرے گی اس سے آگے اس سے سوچا نہیں گیا۔

"گڈ مارننگ سر۔"

بہت مشکل سے زبان کو ہلایا. وہ برفیلا انسان اسے ایک نظر میں ہی جما گیا۔اس کے چہرے کے تاثرات تنے سے تھے۔ماتھے پر تیوری تھی اور سخت آنکھوں میں عجیب سی سرداہٹ۔

"ان مس کو میرے آفس میں بھیجیں۔"

وہ خیام سے کہتا آگے کو چل دیا خیام نے تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے گردن پر ذباح والے انداز میں ہاتھ چلایا اور اس کے پیچھے ہو لیا۔

"کیا ان کے آفس۔" وشمہ کا بھی رنگ اڑا۔

"اور نہیں تو کیا۔" ماہم اس کے سامنے آئی تھی۔

"کب سے اشارے کر رہی تھی بندہ چپ ہی ہو جاتا ہے لیکن نہیں تمہیں تو اپنی بات پوری کرنی ہے چاہے کچھ بھی ہو جائے، میڈم یہ اس جگہ کے آنرہیں دی المر رائے اور انہوں نے تمہاری ساری بکواس سن لی ہے اب تو تم گئی کام سے۔"

کہتے تھے ساتھ ہی وہاں سے بھاگی تھی مبادہ اس کے ساتھ گاسپ کرنے پر اس کی چھٹی ہی نہ کر دی جائے جاتے ہوئے ماہم نے دیکھا کہ عروسہ اونچی ہیل میں تیزی سے چلتی آ رہی ہے اس کا انداز جارحانہ تھا آتے ساتھ ہی وہ اس بیچارے پر برس پڑیں.

"وشمہ کیا کرتی پھر رہی ہو تم، کہا تھا نا اپنی زبان بند رکھنا اب دیکھنا وہ کیسے تمہاری چھٹی کرتا ہے ایک نمبر کا."

تیز بولتے بولتے اس نے آواز دھیمی کی یہاں وہاں دیکھا مبادہ کوئی سن تو نہیں رہا تسلی ہونے پر پھر بولنا شروع کیا.

"ایک نمبر کا پاگل انسان ہے انسلٹ کرے گا تمہاری اور پھر ہو گئی تم اس کمپنی سے

باہر پھر کر لینا جو تم کرنے آئی تھی مل گئے پیسے تمہیں۔"

وہ غصے میں تھی اس کا غصے میں ہونا بنتا بھی تھا لیکن اس کی باتیں وشمہ کے دل میں جوار بھاٹا جلا گئیں۔

"مجھے ہر وقت یاد مت دلاتی رہا کرو مجھے پتا ہے مجھے کیا کرنا ہے اور بائی داوے میں نے اسے نہیں کہا تھا کہ میری پیچھے آکر میری باتیں سنے بے عزتی کرے گا کرلے (اس کی ہمت کہ وہ میری انسلٹ کرے ہنہہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا آتا ہے مجھے) لیکن میں اس جاب سے دستبردار نہیں ہوں گی چاہے جو کچھ بھی ہو جائے ڈٹ جاؤنگی۔"

www.novelsclubb.com

عروسہ کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے۔

"تو تمہیں کس نے کہا تھا اس کے بارے میں باتیں کرنے کو اس کی باتیں مت کیا کرو اس سے جتنا دور رہو گی اچھا ہے تمہارے لئے۔"

وشمہ نے گہرا سانس بھر کر چھت کی طرف منہ کیا اور پھر اس کی جانب دیکھا۔

اگر میں اس سے دور رہوں گی تو اپنا کام نہیں کر پاؤں گی تم جانتی ہو یہ بات مجھے ہر صورت اس کا دل جیتنا ہے تاکہ وہ مجھے اس جاب سے نہ نکالے ورنہ تم نے ہی بتایا تھا آئے روز یہاں سے لوگوں کو نکالا جاتا ہے۔"

"وشمہ تم انتہائی احمق ہو مجھے تم پر شدید غصہ آرہا ہے۔" عروسہ نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"کہا تو ہے اس کی انسلٹ برداشت کر لوں گی لیکن یہ جاب نہیں چھوڑوں گی تم سے زیادہ مجھے فکر ہے اپنے گھر والوں کی۔"

اب کی بار عروسہ نے نرم لہجہ اختیار کیا اور کہنے لگی۔

"میں چلتی تمہارے ساتھ لیکن وہ بیک وقت دو جنوں کو نہیں آنے دیتا تم سنبھال لینا اگر معاملہ گڑ بڑا گیا تو میں دیکھ لوں گی۔"

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اللہ کا نام لے کر اس کے آفس کی طرف گئی۔ جاتے سمے بہت سی نظریں اسے ترحم سے دیکھ رہی تھی۔ جیسے وہ قربانی کا جانور ہو اور

قربان ہونے جا رہا ہو۔اس نے گہرا سانس لیا اور ناک کر کے اندر آ گئی۔

سامنے جائنٹ کرسی پر بیٹھے شخص نے چہرا اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کے ماتھے پر جال بنتا گیا۔

"کیا میں نے آپ کو اندر آنے کی اجازت دی؟اور کیا آپ بھول گئی ہیں کہ تین بار ناک کیا جاتا ہے۔"

وہ اس جما دینے والی آواز اور آنکھوں سے بوکھلائی، جھٹ سے واپس باہر گئی اور تین بار دروازے پر دستک دی۔ایسا کرتے اس نے پیچھے دیکھنے سے گریز کیا تھا جانے کیسی کیسی نظریں اسے دیکھ رہی تھیں۔اس کا تو کانفیڈنس جاتا رہتا۔

"یس۔"

لٹھ مارتا یس تھا وہ اس آواز پر اندر آ گئی اور آتے ہی کرسی پر بیٹھ گئی وہ اتنی گھبرائی ہوئی تھی کہ اس لگژری آفس کو دیکھ بھی نہ سکی کرسی میں دھنسا وہ شخص پھر سے اسے بھنویں اچکا کر دیکھنے لگا۔

"کیا پھر سے کوئی غلطی ہو گئی ہے؟"

یہ بڑبڑاہٹ تھی اور کافی اونچی تھی۔وہ شخص ہنوز اسی پوزیشن میں اسے تکتا رہا۔اچکی بھنویں، تنے تاثرات، ٹھنڈی آنکھیں وہ سمجھ نہیں پائی۔

"اگر آپ مجھے ایسے ہی دیکھتے رہیں گے تو مجھے پتا کیسے چلے گا کہ کیا غلطی ہوئی ہے۔"

بلا آخر وہ منمنائی حالانکہ خیالات میں وہ اس کی ٹھنڈی گولے جیسی آنکھیں نکال کر کئی بار ان کا بھرکس بنا چکی تھی۔

اس شخص نے ہاتھ باہم پھنسائے آگے کو ہوا اور جب بولا تو آواز بھی گلیشیر جیسی تھی۔

"مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے اس بات پر کے آپ بنیادی اخلاقیات سے بھی نابلد ہیں۔آپ اچھی خاصی بڑی ہیں اور اب تک آپ کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ کسی کے روم میں اجازت لے کر آیا جاتا ہے اور اس سے پوچھ کر بیٹھا جاتا ہے۔اسے وش کیا

جاتا ہے اور اس سب سے پہلے اسے سلام کیا جاتا ہے۔"

وشمہ کا اس بے عزتی پر سانس رک گیا اس کی گھوری کا مطلب آب سمجھ آیا تھا۔ جھٹ سے کھڑی ہوئی دروازے تک گئی اور کرسی کے پاس آکر رکی اور۔

"السلام علیکم سر! گڈ آفٹر نون۔" اڑے ہوئے سانس کے ساتھ بولی۔

اس شخص نے اپنی کہنی ٹیبل پر ٹکائی اور شہادت کی انگلی ہونٹوں پر رکھ لی۔

"آپ کو کس نے اپائنٹ کیا ہے؟"

لو جی گئی نوکری ہاتھ سے بیٹھنے کو بھی نہیں کہا سیدھا یہ سوال داغا مطلب تم اس جاب کی اہل نہیں جاؤ اپنے گھر، اس کا منہ اتر گیا۔

"سوری سر۔" وہ یہ کہتے ہی مڑنے لگی تھی۔ اس سے پہلے وہ دروازہ تھامتی پیچھے سے آتی آواز نے اسے روک دیا۔

"کیا میں نے آپ سے کہا کہ آپ جا سکتی ہیں۔"

آواز میں سختی تھی۔ وہ جو جاب پر ڈٹ جانے کا سوچے بیٹھی تھی سامنے بیٹھے انسان

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی سرد اہٹ سے سے کپکپا کر یہ ارادہ ملتوی کر دیا۔اسکے پاس دوسرا آپشن تھا وہ وہاں اپنی قسمت آزما سکتی تھی۔

"نہیں۔"سرگوشی کے سے انداز میں آواز نکلی۔

"تو پھر فوراً واپس آئیں اور یہاں بیٹھیں۔"آنکھوں سے شعلے نکالتا وہ اسے ایسے حکم دے رہا تھا جیسے خرید بیٹھا ہو۔وشمہ نے اپنے اندر کی سر پھری لڑکی کو کنٹرول کیا اور چپ چاپ آکر بیٹھ گئی۔اسے عروسہ کی بات یاد آئی کہ پہلے یہ بے عزت کرتا ہے اور پھر نوکری سے نکالتا ہے۔(کر کے تو دکھائے انسلٹ)اسے کیا پتا تھا کہ اس کا باس ایک جوان آدمی ہے وہ تو سمجھی تھی اس طرح کے سخت رولز بنانے والا کوئی سنکی سا بڈھا ہو گا۔اگر اسے زرا سی بھی بھنک پڑ جاتی تو وہ کبھی اس کے بارے میں کچھ نہ کہتی اپنے پاؤں پر کلہاڑی کون مارتا ہے بھلا۔

"نام کیا ہے آپ کا؟"تو یعنی اب یہ نام لے کر انسلٹ کرے گیں ڈیش کہیں کے۔

"وشمہ ناصر۔"میز کی چکنی سطح میں نظر آتے اس کے چہرے کو دیکھ کر جواب دیا۔

"کوالیفکیشن؟" وہی سخت سا لہجہ۔

ایف اے۔" اس نے وہی کہا جو عروسہ نے اسے کہنے کو کہا تھا۔

"اتیج؟"

"ہیں۔" وہ یکدم اچنبھے سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔ المیر نے کاندھے اچکا دیے۔

"اتیج پوچھی ہے میں نے آپ سے، آپ کے اے ٹی ایم کی پن نہیں مانگی جو اتنا حیران ہو رہی ہیں۔"

اتیج سے بھلا کونسی انسلٹ ہوتی ہے، وہ سوچنے لگی۔

"تتیس۔" وہ اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔

کس نے اپائنٹ کیا ہے آپ کو؟"

گھوم پھر کر پھر وہی سوال، اس نے منتی نگاہوں سے دیکھا اور بولنا شروع کیا۔

سر آپ نے جو کہنا ہے مجھے کہہ لیں واللہ میں اف تک نہیں کروں گی لیکن خیام سر کی انسلٹ مت کرنا وہ بہت اچھے ہیں۔ انہوں نے میری دوست عروسہ پر یقین

کرتے ہوئے مجھے اس جاب پر رکھا ہے یوں بھی کسی نہ کسی کو تو اس جاب پر رکھنا ہی تھا نا تو انہوں نے مجھے چانس دیا۔ آپ چاہیں تو سب سے پوچھ لیں سب میرے کام سے بے حد امپریس ہیں۔"

وہ کہتے کہتے یکدم رکی المیرا اسے سنجیدہ نظروں سے دیکھتا گیا۔

"ہو گیا؟" وشمہ نے جھٹ نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر جو کہنا ہے ابھی کہو بعد میں تمہیں صرف سننا ہو گا۔" وہ اشارہ ملتے ہی شروع ہو چکی تھی دفاع بھی تو کرنا تھا نا۔

"سر، اللہ پاک جانتا ہے مجھے نہیں پتا تھا آپ ماشاءاللہ سے جوان آدمی ہیں۔ میں تو سمجھی تھی اس طرح کے احساس کمتری چھلکاتے رولز کسی ایجڈ نے بنائے ہیں۔ آئی مین زبردستی مسکراؤ، فون یوز نہیں کرنا، دوست نہیں بنانے، آپس میں بات چیت نہیں کرنی مطلب یہ بھی کوئی رولز ہوئے یہ تو۔"

وہ بولتے بولتے پھر سے رکی چہرہ رو دینے کو ہو گیا۔ المیر کی نگاہیں "آپ کی چھٹی

ہوئی" والا پیغام دے رہی تھیں۔

"میں تو کہہ رہی تھی خوش قدرتی طور پر ہوا جاتا ہے جھوٹا مسکرانا تو پاگل پن ہے سوری سر میں بالکل بھی آپ کے بارے میں برا نہیں کہنا چاہتی تھی۔ تو اب۔۔۔ میں۔۔۔ فائر؟"

المیر نے ہونٹوں سے انگلی ہٹائی، اس سنہری رنگت والی عام سی لڑکی کو دیکھا اور انٹر کام اٹھا لیا۔

"دو کپ کافی بغیر چینی اور دودھ کے۔"

.....

وشمہ اپنی انگلیاں چٹخاتی بیٹھی تھی المیر نے آرڈر دینے کے بعد اس کی جانب دیکھا۔

"رول میں تو یہ بھی شامل تھا کہ صرف انگلش زبان کا استعمال کرنی ہے۔"

جو قومیں اپنی زبان کو چھوڑ دیتی ہیں نا وہ اسی طرح زوال کا شکار ہوتی ہیں جس طرح اس وقت آپ کی کمپنی ہو رہی ہے۔

اس نے دل میں سوچا مجال تھی جو وہ ان الفاظ کو زبان کی نوک پر بھی لیے آئے مرنا تھا کیا۔

"سر میری انگلش اچھی نہیں ہے۔" اس کے کہنے کے دوران دروازے پر دستک ہوئی تھی المیر نے یس بولا تو سندس چھوٹی ٹرے میں دو کپ کافی رکھ کر لے آئی.

اس نے وہ ٹرے شیشے کی میز پر رکھتے ہوئے المیر سے پوچھا۔

"سر آپ کو اور کچھ چاہیے؟"

"نہیں آپ جا سکتی ہیں۔"

وہ مہذبانہ انداز میں وہاں سے چلی گئی، المیر نے اپنا کپ اٹھایا اور دوسرا اسے لینے کو کہا۔

"جی۔" وشمہ کا حیرت بھرا جی سننے کے قابل تھا۔

"میں کوئی خلائی زبان تو نہیں بول رہا نہ ہی میں انگلش میں بات کر رہا ہوں۔ میں نے سادہ سی اردو زبان میں کہا ہے کہ آپ اپنا کپ اٹھائیں۔"

وہ مسلسل انگلش میں سوال کر رہا تھا اور وہ اسے اردو میں جواب دے رہی تھی اب جب کہ المیر کو یقین ہو چلا کہ سامنے بیٹھی ہستی انگلش میں کمزور ہے تو اس نے اردو میں کہا تھا اپنی کمپنی کے تیار کردہ اصولوں کو توڑنے کا افتتاح آج اس نے خود ہی کیا اور اسے خبر بھی نہ ہوئی۔

"میں کافی نہیں پیتی میں نے زندگی میں نہیں پی۔" رو دینے والے انداز میں اس نے سیاہ مائع کو دیکھا بھلا یہ کالا پانی بھی کوئی پینے والی چیز ہے۔

"لگتا ہے آپ کو کسی نے بتایا نہیں جو بھی یہاں کام کا آغاز کرتا ہے اسے میرے ساتھ کافی پینی پڑتی ہے وہ بھی میرے ٹیسٹ کی۔"

وہ مزے سے گرما گرم کافی حلق میں انڈیلتا کہہ رہا تھا وشمہ حیران ہوئی۔

"لیکن سر آپ تو میری انسلٹ کر کے مجھے نکالنے والے ہیں نا تو پھر یہ منی ٹارچر کیوں؟"

ٹھیک ہے اسے اس جاب سے دستبردار ہونا منظور تھا لیکن یہ کڑوا ابلا ہوا پانی پینا

ہر گز نہیں۔

"اگر میں آپ کو نکالنے والا ہوتا تو ابھی یہ کافی ہم دونوں کے بیچ پڑی ہوئی نہ ہوتی، ٹھیک ہے آپ اپنا کام جاری رکھ سکتی ہیں لیکن جو آپ نے کیا اس کی سزا آپ کو ضرور ملے گی، گاسپ کی اس کمپنی میں قطعی گنجائش نہیں اس لیے آپ کی سیلری میں سے کٹوتی ہو گی تاکہ نیکسٹ ٹائم آپ محتاط رہیں اب اٹھائیں اپنا کپ اور دو منٹ میں اسے خالی کریں۔"

وشمہ نے سہمی نگاہوں سے اس کپ کو دیکھا اور منمناتے ہوئے بولی۔

"کیا ماہم بھی سے پیئے گی؟" وہ مسلسل کافی کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی اللہ پوچھے گا تمہیں تو۔

"بالکل یہ رول سب کے لئے ہے۔"

اس نے جی کڑا کیا سفید کپ کو اٹھایا اور سیاہ مائع کو منہ سے لگا لیا۔ کڑوے کسیلے ذائقے پر اس کا حلق اندر تک زہر آلود ہو گیا پھر اس کے جو منہ بنے دیکھنے کے قابل تھے

ایک لمحے تو ایسا لگا جیسے وہ ابھی الٹی کر دے گی مگر اس نے خود کو سنبھال لیا، کافی ختم کی اور سامنے بیٹھے اس جنگلی کو دیکھا جو ایسی عجیب و غریب چیزیں پسند فرماتا تھا۔

"اب آپ جا سکتی ہیں۔" شان بے نیازی سے کہتے ہوئے وہ کام میں مصروف ہو گیا تھا۔ وشمہ پہلی فرصت میں وہاں سے اٹھ کر بھاگی باہر آ کر اس نے واش روم کا رخ کیا اور کلیاں کر کے اپنے سارے حلق کو صاف کرنے لگی۔

"تم ٹھیک ہو؟" سندس اس کے پیچھے آئی اور پیار سے پوچھنے لگی۔ وشمہ تڑخ گئی۔

"تمہارا باس واقعی سنکی ہے پاگل اور اور بے حس بھی کوئی پوچھے کہاں لکھا ہے دوسروں کو اذیت دے کر خود کی تفشی کرنا، کون سے مالک ہوتے ہیں جو اپنے ماتحتوں کو یہ زہر پلاتے ہیں میرا حلق کڑوا کر دیا اس سڑیل انسان نے۔"

سندس نے جلدی سے دروازہ بند کیا۔

"آہستہ بولو وہ ایک موقع ہر کسی کو دیتا ہے مگر دوسرے پر اگلے بندے کی چھٹی ہی ہوتی ہے۔"

اس نے جلدی سے اپنے پرس میں سے کینڈی نکال کر اسے دی۔

"ارے بھاڑ میں جائے ایسی نوکری میرا حلق کڑوا کر دیا اس نے۔"

"ہاں جانتی ہوں یہ دور ہر ایک پر بھاری گزرتا ہے لیکن کیا کریں کرنا پڑتا ہے خیر تم جلدی سے باہر آجاؤ سولہ دن کے ٹور پر گئے تھے سر! آج ہی لوٹے ہیں کوئی لمبی سی تقریر ضرور دیں گے۔"

وہ منہ بسورتی اس کے ساتھ ہی باہر چلی گئی۔

میٹنگ روم میں سب الرٹ بیٹھے تھے ان سب میں وشمہ بھی تھی۔ چند منٹ بعد المیرا اپنی کھڑی ناک اور سرد اہٹ کا احساس چھلکاتے وجود کے ساتھ وہاں تھا۔ اس نے سب پر طائرانہ نگاہ ڈال کر بات کا آغاز کیا۔

"جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کمپنی پچھلے کچھ ماہ سے بحران کا شکار ہے شیئرز گر رہے ہیں اور ہماری مارکیٹ ویلیو خاصی متاثر ہو رہی ہے۔ ہمیں پراجیکٹ نہیں مل

رہے اور جو ملتے ہیں وہ پہلے سے ہی دوسری کمپنی اپنے مفاد میں لے جاتی ہے مطلب۔"

وہ ٹہلتے ٹہلتے رکا سب پر عمیق نگاہ دوڑائی اور پھر سے بولا۔

"اس کمپنی میں ایک سپائے موجود ہے جو ہمارے آئیڈیاز سے دوسری کمپنیوں کو دے رہا ہے اس تک ہمارے پراجیکٹس پہنچا رہا ہے اور اس کمپنی کا خاکہ بہت بری طرح سے پیش کر رہا ہے۔ جس سے ظاہر ہماری اتنی پرانی کمپنی کا نام خراب ہو رہا ہے اس کی ساکھ بری طرح سے متاثر ہو رہی ہے۔ لیکن کیا آپ جانتے ہیں اس جاسوس کا انجام کیا ہے؟"

www.novelsclubb.com

ایسا کہتے وقت اس کی بھوری آنکھوں میں سیاہی گھل گئی۔ وشمہ نے اپنے دل کو نگلا، ہونٹ کچلے، وہ مضمحل سی بیٹھی تھی۔

"اس کا انجام نہایت عبرت ناک ہے اس کے ساتھ جو میں کروں گا وہ اس کے لیے سرپرائز ہو گا اور آپ سب جانتے ہیں میرے سرپرائز کیسے ہوتے ہیں۔"

وہ رکا،اس کی نگاہیں کافی لوگوں پر تھیں گھوم پھر کر اس نے خود کو وشمہ پر روکا جو عروسہ کو دیکھ رہی تھی۔

"اس لئے میں کہہ رہا ہوں وہ جو کوئی بھی ہے آج کل میں اس کمپنی کو چھوڑ دے ورنہ میرے ہاتھ لگ گیا تو میں نے اسے بخشنا نہیں ہے۔"

ہنہہ بخشنے کا اختیار صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے جب لوگ یونہی خود کو خدا سمجھ بیٹھتے ہیں تو اسی طرح ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں۔

وہ منہ میں بڑبڑائی تھی۔المیر کی نگاہ اسی کی طرف تھی تبھی اس نے اس کی بڑبڑاہٹ سن لی۔

www.novelsclubb.com

"مس وشمہ آپ کو کچھ کہنا ہے؟"

وہ اس کی یخ بستہ آواز پر چونک گئی جھٹ سے نفی میں سر ہلایا۔

"نن۔۔نہیں تو،میں تو کچھ سوچ رہی تھی۔"

اس نے جلدی سے سے کہا تھا مبادہ وہ اس پر برس ہی نا پڑے مگر وہ برس گیا۔

"بہتر ہو گا آپ اپنی سوچ خود تک ہی محدود رکھیں مجھے میری میٹنگ میں اس طرح کی چیزیں شدید ناگوار گزرتی ہیں اگر آپ خود پر کنٹرول نہیں کر سکتی تو دروازہ اس طرف ہے۔"

اس سرد لٹھ مارتے انداز پر اس کا چہرہ سرخ ہوا۔اس نے دیکھا سب اسے ہی دیکھ رہے تھے خاص کر عروسہ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آل رائیٹ آپ سب اپنا کام کریں اب، مس عروسہ آپ خیام سے فائلز لے کر میرے کمرے میں آئیں اور سندس آپ میرے لئے کافی بھیجیں۔"

آرڈر دینے کے بعد وہ وہاں سے گیا تھا وشمہ نے اسے اینڈ تک کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"اچھا ہوا اور ڈوبے اس کی کمپنی۔"

وہ بد دلی سے اٹھ کر وہاں سے گئی تھی۔

"تو تم کمپنی کی طرف سے میسر فلیٹ میں رہو گی۔"

سوئیاں تیزی سے حرکت میں تھیں دن اور رات منٹوں میں ایک دوسرے کے اوپر چڑھ اتر رہے تھے۔ گرمی ویسی ہی تھی۔ سورج ابھی تک بنی نو سے خفا تھا۔اسی طرح کے خفا سے دن میں وہ کونے میں کھڑی کیمرے سے خود کو بچاتی کسی کام میں مصروف تھی۔وہ جیسے ہی اپنے کام سے فارغ ہوئی اذان نے اسے گھیر لیا۔اذان اس کا کلیگ تھا اس سے سینیئر اور قابل بھی۔

"ہاں اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہے میرا گھر یہاں سے خاصہ دور پڑتا ہے سو اس آپشن پر غور کرنا پڑا۔"اس نے فائلز کے بنڈل سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہمم یہ بھی ٹھیک ہے لیکن یہاں کی جو انتظامیہ ہے بہت سخت ہے بالکل ویسے ہی جیسے کالجز کے ہوسٹل ہوتے ہیں۔"

وہ ہنسی تھی ہنستے ہوئے اس کے گال ابھر آئے تھے۔

"انتظامیہ چاہے جتنی بھی سخت ہو سٹوڈنٹ یاور کرو ہی کرتا ہے جو اسے کرنا ہوتا

ہے رولز کس لیے ہوتے ہیں توڑنے کے لئے ہی۔"

یہ اس کمپنی کی پالیسی تھی وہ ورکرز کو کھانا اور رہائش دیتے تھے یہ ان لوگوں کے لیے ہوتا تھا جو یہاں سے دور رہتے ہوں یا کسی دوسرے شہر سے آئے ہوں۔ایک فلیٹ میں چار لڑکیاں رہتی تھیں ماہم، سندس، عروسہ کے ساتھ وہ فلیٹ شیئر کرنے والی تھی۔

وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی آج بھی وہ رنگ برنگی تھی کالا ٹراؤزر، شاکنگ پنک شرٹ، وائٹ دوپٹہ اپنے اسی حلیے کی وجہ سے وہ رینبو کہلاتی تھی جو کہ ظاہر ہے اسے پسند نہیں تھا لیکن کہنے والے کا وہ منہ ضرورت توڑ دیتی تھی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہوں میں تم سے اکتفا کرتا ہوں لیکن وہ جو ہٹلر بیٹھا ہے نا اس کے بڑے مخبر ہیں یہاں، تم دھیان رکھنا کہیں شکایت ہی نہ پہنچ جائے۔"

وہ رازدارانہ انداز میں اسے کہہ رہا تھا دونوں اس وقت اردو میں بات کر رہے تھے وشمہ کی آنکھوں میں شرارت اور کھوج ابھری۔

"کہیں تم بھی تو اس کے جاسوس نہیں۔" وہ بے چارہ گڑبڑایا تھا۔ وشمہ کی چندھی ہوئی آنکھوں نے اس سے ایک دم بوکھلا دیا۔

"توبہ کرو کیسی باتیں کر رہی ہو میں تمہارا دوست ہوں یقین کرو۔"

وہ مسکرائی تھی اس کی مسکراہٹ کو بریک ہٹلر کو آتے دیکھ کر لگی تھی۔

"کچھ لوگوں کے کپڑے ہی نہیں بلکہ منہ بھی استری شدہ ہوتے ہیں سپاٹ ایکسپریشن لیس اور ان میں المیر سر نمبر ون پر آتے ہیں۔" وہ اذان کے کان میں پھسپھسائی تھی۔ وہ بیچارو وشمہ کی اس پھسپھساہٹ سے گھبرا کر رہ گیا کیونکہ المیر ناک کی سیدھ میں چلتا وہیں آ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ آنکھوں پر نیلے گاگلز لگائے استری شدہ چہرے کے ساتھ بڑے قدموں سے چلتا ہوا آ رہا تھا اس کی ڈائریکشن ان دونوں کی طرف ہی تھی. وشمہ نے اسے اگنور کرنا مناسب جانا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔؟ وہ ان کے پاس آ کر کا تھا۔ اس کے ساتھ سندس بھی تھی۔

اس نے گلاسز اتارے اور پہلا سوال داغا، انداز ایسا تھا جیسے وہ ابھی کے ابھی ان دونوں کو یہیں پر کھڑے ختم کر دے گا۔

"وہ ہم نئے ایڈ کو ڈسکس کر رہے تھے۔"

اذان نے فوراً کہا تھا ساتھ میں وشمہ کو تصدیقی انداز میں دیکھا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"بالکل یہ مجھے۔" وہ رکی کاؤنٹر کے پیچھے سے ڈھیر سارے ورکرز پر اچٹتی نگاہ ڈالی جو اس ہٹلر کے آتے ہی چوکنا ہو گئے تھے۔

"یہ مجھے پینسل کے ایڈ کے بارے میں بتا رہے تھے۔ ہم اسی کو ڈسکس کر رہے تھے ہاں ایسا ہی ہے۔ ہے نا۔"

اس نے اذان کی طرف دیکھا جو زور سے سر ہلانے لگا تھا۔

"اوکے تو پھر کیا آئیڈیا ملا آپ لوگوں کو پلیز بتائیں۔"

جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ طنزیہ انداز میں اس سے پوچھ رہا تھا وشمہ اس کے انداز پر

گڑ بڑا گئی۔

"وہ میں یہاں نہیں بتا سکتی۔ بات لیک بھی ہو سکتی ہے، ہو سکتا ہے کوئی جاسوس بیٹھا ہوں اور سن لے بالکل بھی نہیں، ابھی ممکن نہیں کہ میں آپ کو بتا دوں پھر کبھی پوچھ لیجئے گا۔"

وہ ستے ہوئے چہرے کے ساتھ کہہ کر سندس کو دیکھ رہی تھی جو کندھے اچکا گئی۔اس کا کانفیڈنس نیچے گرنے لگا تھا کیونکہ وہ ہٹلر سرد مگر خاموش نگاہوں سے اسے دیکھنے میں مگن تھا۔

"شاید رولز میں یہ بھی شامل تھا کہ جھوٹ نہیں بولنا۔"اس نے اپنی سیاہ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔وشمہ کے دل نے زور پکڑا۔

"بالکل، جھوٹ بولنا بالکل بھی اچھا نہیں یہ بہت بری بات ہے اور ہمارے مذہب میں بھی اس کی ممانعت ہے۔ ہمیں ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے۔"وشمہ کی آواز خوامخواہ کے ڈر کے زیر اثر لڑکھڑا گئی تھی۔وہ اثبات میں سر ہلا رہا تھا جب کہ اندر سے اس پر

کھول رہا تھا۔

"تو پھر مذہب کی بات مانیں اور سچ اگلیں۔" اس کی تیز آواز پر سب متوجہ ہو گئے تھے۔

"ہزار دفعہ کہا ہے کام کے وقت صرف کام گاسپ کرنی ہے تو لنچ ٹائم کا انتظار کریں لیکن نہیں یہاں پر تو مفت کے پیسے ملتے ہیں نا تو اڑائے جاؤ وقت کو ہوا کی طرح، کام جائے بھاڑ میں کمپنی جائے بھاڑ میں آپ لوگوں کا پیسہ نہیں لگتا نا نقصان آپ لوگوں کو نہیں ہوتا۔ دیوالیہ ہمارا نکلتا ہے نقصان ہم اٹھاتے ہیں آپ لوگ تو مزے سے ماہانہ وار تنخواہ لیتے ہیں اور انجوائے کرتے ہیں اپنی زندگی، خوار تو ہمیں ہونا پڑتا ہے پینسل کے ایڈ کے بارے میں بات کر رہے تھے نکل گیا وہ ایڈ ہمارے ہاتھ سے۔"

وہ ان دونوں پر برفباری کرتا ہوا کی سپیڈ سے وہاں سے گیا تھا۔ وشمہ نظریں نیچے کیے کھڑی رہی اذان نے اسے معذرت خواہ نظروں سے دیکھا وہ پھیکا سا مسکرائی۔

"کوئی نہیں میں سائیکولوگوں کی باتوں کو دل پر نہیں لیتی تم خوامخواہ شرمندہ مت ہو۔" وہ اسے کہتی اپنی جگہ پر آکر بیٹھی تھی اسے غصہ آرہا تھا شدید غصہ۔اسی غصے کے سبب اس نے پینسل اٹھا کر توڑی اور سیل میں بنائی گئی تصاویر سینڈ کر دیں۔

"بد تہذیب، بد تمیز، اوور، کھڑوس، جیلر، ہٹلر اور دنیا کے سارے برے القبات صرف اور صرف المیر سر کیلئے ہیں۔" وہ دل ہی دل میں اسے اچھی خاصی صلواتیں سنا رہی تھی دوسری جانب خیام المیر کے آفس کا دروازہ کھولتا اندر جا رہا تھا۔

"میں نے سنا ہے تم ابھی کسی پر بھڑکے ہو ویسے یار جو نئی لڑکی آئی ہے اس نے پہلے دن ہی تمہاری اچھی خاصی نہیں کر دی تھی۔"

خیام اس کا خالہ زاد تھا المیر کے بعد وہی اس کمپنی کو دیکھتا تھا اور اسی میں اتنی جرات تھی جو وہ المیر سے اس طرح کھلے میں مذاق کر لیا کرتا تھا ورنہ کسی میں کہاں اتنی ہمت کہ وہ المیر کے ساتھ اس طرح بات کر سکے۔

"حالات تمہارے سامنے ہیں غصہ نہ آئے تو کیا کروں میرا تو دل کر رہا ہے سب کو

ری پلیس کر دوں خیام پوچھو زویا سے کب واپس آ رہی ہے۔"

وہ اس کی باتوں کو اگنور کر کے زویا کا پوچھ رہا تھا جو خیام کی بہن تھی اور اس کمپنی کو بڑے احسن طریقے سے چلا رہی تھی اور آج کل اٹلی کسی کام سے گئی ہوئی تھی۔

"اسے ابھی مزید دن لگنے ہیں اور تم ٹینشن نہ لو اللہ بہتر کرے گا اپنے موڈ کو ٹھنڈا کرو زیادہ غصہ کرنے سے انسان جلدی بوڑھا ہو جاتا ہے۔"

المیر اس کی بات پر سر جھٹکتا رہ گیا تھوڑی کو ہلکا سا کھجایا اور پھر کہنے لگا۔

"تمہاری اپنی منطقیں ہیں بوڑھے سے یاد آیا مریم اگلے سال واپس آ رہی ہے میں چاہتا ہوں اس کے آتے ہی تم دونوں کی شادی کر دی جائے کیا کہتے ہو تم؟"

اس کی کل ہی مریم سے بات ہوئی تھی اسی نے اس بات کا ذکر کیا تھا تبھی برے موڈ کے باوجود اسے یہ بات کرنی پڑی۔ وہ خیام سے بچپن سے منسوب تھی۔ پڑھائی کے سلسلے میں باہر گئی ہوئی تھی۔ خیام اس بات پر تھوڑا جذبذب کا شکار ہوا۔

"ہاں وہ آ جائے تو دیکھتے ہیں۔ میں چلتا ہوں اب کچھ فائلز ہیں جنہیں ریڈ کرنا ہے

پھر میں انہیں تم تک بھیجوں گا دیکھ لینا۔"

المیر نے کچھ سوچ کر سر ہلایا اور کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اس کا گہرا سانس یہ گرے رنگ کے در و دیوار سن رہے تھے۔

"جیسا تم کہہ رہے ہو میں ویسا نہیں کر سکتی تم جانتے نہیں ہو یہاں کا باس کس قدر بد تمیز اور بد اخلاق ہے. اسے اپنے پیسے پر انتہائی گھمنڈ ہے اسی وجہ سے وہ دوسروں کو گھاس تک نہیں ڈالتا اچھا ہی ہو رہا ہے اس کے ساتھ, لوگوں کے کرما پھر سامنے آتے ہی ہیں."

www.novelsclubb.com

وہ آگ میں گھری اس کی برائی کر رہی تھی. وہ چاہتی تو پورا دن اس کی برائی کرتی رہتی لیکن اس کے پاس ٹائم نہیں تھا تبھی کال ڈسکنیکٹ کر کے وہ تیز تیز چلتی اندر آئی. اس نے دیکھا اذان اپنے کیبن کے پاس کھڑا تھا وہ اس کے پاس ہی آ گئی.

"کیا ہو رہا ہے؟ تم سب یہاں." وہ اپنے باقی کولیگز کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی.

"ہاں یار ہم عروسہ کی پروموشن کے بارے میں بات کر رہے ہیں وہ ایک قدم اور آگے بڑھ گئی ہے۔" یہ اذان کا دوست تھا جو کہہ رہا تھا۔ وشمہ یہ خبر سن کر خوش ہوئی۔

"کیا ایسا ہے؟ پھر تو یہ خوشی کی بات ہے۔" صدقِ دل سے خوش ہوتے ہوئے اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

"ہاں یار محنت اور آپ کی پرسنالٹی بہت معنی رکھتی ہے وہ خوبصورت بھی تو بہت ہے۔"

رمشہ نے بھی اپنی رائے دی تھی وہ قائل نہیں ہوئی۔

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک ہو لیکن مجھے نہیں لگتا کہ کامیابی کیلئے خوبصورت ہونا ضروری ہے۔ آپ کی قابلیت معنی رکھتی ہے نا کہ ناز و ادا، باقی سب کی اپنی اپنی سوچ۔"

وہ اپنی ٹیبل پر آکر بیٹھی ساری لڑکیوں پر طائرانہ نگاہ دوڑائی۔ سب ہی خوبصورت و سٹائلش تھیں تو پھر یہ سب بھی پروموٹ کیوں نہیں ہو گئیں۔ وہ ایسے ہی سب کو

بیٹھی دیکھ کر سوچ رہی تھی جب ایکدم اس کی میز پر دونوں ہاتھ رکھ کر کوئی جھکا تھا. وشمہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا وہ المیر تھا.

"میرے آفس میں آئیں آپ." کہتے ساتھ ہی وہ چل دیا. وشمہ نے گہرہ سانس بھرا اور ہمت مجتمع کرتی اٹھ گئی. اب اس سے کونسی غلطی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اسے باتیں سننے کو ملیں گی. وہ برے دل سے اٹھی. ناک کر کے اس کے یس بولنے پر اندر آئی.

"یس سر!" المیر نے کوٹ اتار کر کرسی کی بیک پر پھیلا دیا تھا. سفید شرٹ پر سلور گرے ٹائی جھول رہی تھی اور وہ فائلز اکھٹی کرنے میں مگن تھا.

"مس سندس بیماری کی وجہ سے غیر حاضر ہیں اس لیے آج آپ کو مجھے اسسٹ کرنا ہو گا. میں ابھی شوٹنگ دیکھنے نکل رہا ہوں آپ دو منٹ میں ریڈی ہو جائیں اور ماہم کو کہیں آپ کا کام سنبھال لے, اسے یہ فائلز دیں اور کہیں جب تک میں آؤں تو یہ تمام فائلز پرنٹ آؤٹ ہو جانی چاہیے. گاٹ اٹ؟"

وہ چیزیں سمیٹتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہہ رہا تھا. وشمہ اس کی بات سن کر سہم گئی. اس کے ساتھ باہر جانا گویا اپنی واٹ لگوانے کے مترادف تھا.

"کیا میں چلوں آپ کے ساتھ؟ آپ ماہم کو لے جائیں."

اس کی زبان پھسلی تھی جسے اس نے فوراً دانتوں میں لیا اور پھیکا سا مسکائی.

"میں یہاں حکم دیتا ہوں لیتا نہیں, سمجھ آئی." اپنی کرخت آواز میں وہ ماتھے پر اپنا ٹریڈ مارک سجاتے ہوئے بولا. المیر کے کہنے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا. اس گلیشیئر سے سر پھوڑنے سے بہتر تھا اس کی سردی برداشت کر لی جائے.

"گڈ! پکڑیں یہ فائل اور ماہم کو جا کر دیں اور دو منٹ میں واپس آئیں."

وہ سفید فائل اس سے پکڑ کر ماہم کو دے آئی تھی اور اذان اور ماہم کو خود کیلئے دعا کرنے کا کہہ کر وہ المیر کے پیچھے ہو لی تھی. المیر چل رہا تھا اور اسے اس تک پہنچنے کیلئے دوڑنا پڑ رہا تھا. وہ آس پاس کسی نہ کسی سے ٹکراتی المیر تک پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی جو آنکھوں پر گلاسز لگائے ناک کی سیدھ میں چلتا جا رہا تھا.

"کوئی ان کو بتائے یہاں میرا تھن ریس نہیں چل رہی. "اندر ہی اندر بڑبڑاتے ہوئے وہ اس تک پہنچی تھی. شوفر نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا المیر اس میں بیٹھ گیا لیکن وہ تذبذب کے عالم میں وہاں کھڑی رہی مطلب اس نے جانا کیسے تھا اس کے ساتھ گاڑی میں یا ٹرانسپورٹ کے ذریعے ؟اس کی مشکل جلد ہی دور ہو گئی جب المیر نے اسے بیٹھنے کو کہا.

"کیا آپ کو بیٹھنے کیلئے انویٹیشن کارڈ دینا پڑے گا."

اس کی اس طنزیہ بات پر وہ نفی میں سر ہلاتی بیٹھ گئی تھی.

"نہیں مجھے لگا مجھے پبلک ٹرانسپورٹ سے جانا ہے. آپ باس ہیں اور آپ کی گاڑی میں ہم عام سے ورکرز کا بیٹھنا شاید آپ کو پسند نہ ہو."

المیر نے آنکھیں اچکاتے ہوئے گلاسز اتارے تھے ماتھے پر تیوری لیے اسے دیکھا اور پھر کچھ سوچ کر اثبات میں سر ہلایا.

"ہاں درست کہا آپ نے, اتریں گاڑی سے۔" وہ اس کی سنجیدہ آواز پر

گھبرا گئی، مطلب اس نے تو ایسے ہی کہہ دیا تھا اس کا مطلب یہ تھوڑی بنتا ہے کہ وہ اس گرمی میں گاڑی سے اتاری جائے یا پھر سڑو نے بھول کر اسے بٹھا دیا تھا۔

"جی؟"

حیرت پر قابو نہ رکھ کر اس نے پوچھا تھا المیر نے چند ثانیے کا وقت لیا، بولا تو لہجہ پہلے سے زیادہ اکھڑ تھا۔

"میرے خیال سے مس وشمہ آپ کو اپنے کانوں کا علاج کرانا چاہیے اس کی آپ کو شدید ضرورت ہے۔"

بھنویں اچکا کر اسے پھر سے اتر جانے کا کہا گیا وہ کھسیا سی گئی۔آہستہ سے دروازہ کھول کر نیچے اتری پھر کچھ یاد آجانے پر جھکی۔اس سے پہلے گاڑی چلتی اس نے فوراً سے سوال داغا۔

"بٹ سر، مجھے تو جگہ کا پتا ہی نہیں، میں کہاں آؤں؟" المیر نے عینک کو ناک پر ٹکایا اور بولا۔

"آپ دوسری گاڑی میں آئیں گی۔"

کہتے ساتھ ہی اس نے شیشہ اوپر چڑھا لیا تھا۔ وہ خود اسے سی گاڑی میں بیٹھا چل دیا جبکہ وشمہ سوئیاں چبھاتی دھوپ میں کھڑی اس کی گاڑی کو دور جاتا دیکھتی رہی۔ اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھوں کا پیالہ تھا فقط پانچ منٹ کے انتظار کے بعد چھوٹی سی مہران ڈبہ اسے لیے وہاں پہنچی جہاں پہلے سے المیر موجود تھا۔

وہ ابھی گاڑی سے نکل ہی رہا تھا کے وشمہ ڈرائیور کے کہنے پر جلدی سے گاڑی سے باہر آئی اس کے پاس آکر رک گئی۔ المیر کے ڈرائیور نے اسے چھتری پکڑائی تھی وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی شوٹنگ والی جگہ پر آئی جہاں ماڈل اپنی اداؤں کے جلوے دکھا رہی تھی۔ وشمہ کو اس کے کپڑے ایک آنکھ نہیں بھائے. نیلی چست ٹائٹس پر اس نے چھوٹی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ ٹیل پونی کے ساتھ عینک لگا کر وہ خود کو بچی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ یہ ایک لالی پاپ کا کمرشل تھا جس کی شوٹنگ بس اب ختم ہوئی چاہتی تھی۔ وشمہ کا دل برا ہوا بھلا اس طرح کے کپڑے

پہن کر ہی وہ ایڈ کر سکتی تھی کوئی ڈھنگ کے کپڑے بھی تو ہو سکتے تھے اسے ڈیزائنر پر سخت غصہ آیا. المیر ڈائریکٹر کے ساتھ بیٹھا مکمل ہوئے ایڈ کو دیکھ رہا تھا اس میں کچھ ایڈیٹنگ کروا رہا تھا. وشمہ کو یقین ہو چلا کہ اس ایڈ نے فلاپ ہو جانا ہے۔ وہ اپنی سوچوں میں غلطاں تھی جب اسے انتہائی تحقیر بھرے انداز میں پکارا گیا۔

"ہے تم ادھر آؤ۔"

وہ اس آواز پر چونک گئی آس پاس دیکھا اور پھر نگاہ اس ماڈل پر پڑ گئی جو کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی. وشمہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں کیا مجھے پکارا؟

"یس یو جلدی سے میرے لیے جوس لے کر آؤں ہری اپ۔"

وہ اس آرڈر پر تلملا گئی دور بیٹھے المیر کو دیکھا اور پھر اس نازک پری کو اس کی اندر کی لڑکی عود کر آئی۔

"کیوں میں کیا تمہارے سپاٹ بوائے ہوں اسے دو یہ آرڈر جو سن لیتا ہے میں کوئی نہیں لانے والی جوس ووس۔"

بڑے سارے باغ کو جسے شوٹنگ کے لیے چنا گیا تھا اور جہاں سب لوگ چھتریوں کے نیچے بیٹھے تھے اس ماڈل کی دھاڑ پر متوجہ ہوئے جو وشمہ پر برس پڑی تھی۔

"تمہاری اتنی ہمت جو تم مجھ سے اس طرح بات کرو تمہارا تو میں ابھی صفایا کرواتی ہوں۔ کون ہو تم ایک غریب انسان تم میرے سے زبان چلاؤ گی تم جانتی نہیں میں کون ہوں المیر المیر۔۔"

وہ سیخ پا سی اسے آوازیں لگانے لگی۔

وشمہ سینے پر ہاتھ باندھے تحمل سے اسے سن رہی تھی اور اس گلابی پری کا سرخ چہرہ دیکھ رہی تھی. کیسے کیسے نقاب چھپے ہوتے ہیں لوگوں کے چہروں پر. یہ لوگ ٹی وی پر ایسے ہوتے ہیں جیسے ان جیسا اچھا انسانیت کا علمبردار کوئی ہے ہی نہیں اور حقیقت میں عام انسان سے بھی سطحی سوچ کے مالک ہوتے ہیں ان جیسے چھوٹی سوچ شاید

ہی کسی کی ہو۔

"مجھے جاننا بھی نہیں سیر ئسلی مجھے تمہیں جاننے میں کوئی دلچسپی نہیں اور غریب میں تمہاری نظر میں ہو نگی اپنی نظر میں, میں اس دنیا کی امیر اور حسین ترین لڑکی ہوں تم تو میرے بال برابر بھی نہیں ہو اور تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے ڈراوے میں آکر میں وہ کرنے لگوں گی جو تم مجھے کہہ رہی ہو. میں جاب کرتی ہوں غلامی نہیں وہی کام کروں گی جس کے مجھے پیسے ملتے ہیں۔"

اس ماڈل کا تو روم روم بھڑک اٹھا. اتنی تضحیک اس نے اپنا کلچ اٹھایا اور ہزار کا نوٹ وشمہ کے منہ پر اچھال دیا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ تو بات کھل کر اب سامنے آئی ہے سیدھی طرح سے کہتی نا کہ پیسے چاہیے اتنا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی اب پکڑو پیسے اور لاؤ جو س میرے لیے۔"

وشمہ نے اپنے پاؤں میں گرے نوٹ کو دیکھا جھکی اسے اٹھایا اور اس کی کرسی پر رکھ دیا۔

"اپنا کام خود کرو اور اگر اتنے زیادہ پیسے ہیں نا تو اپنے دماغ کا علاج کرواؤ جو تمھارے قدم زمین پر ٹکنے نہیں دے رہا. ٹرسٹ میں منہ کے بل گر جاؤ گی اور جو منہ کے بل گرتے ہیں نا وہ اپنی ناک ضرور تڑوا لیتے ہیں۔"

وہ کہتے ہی مڑی تھی مگر اگلے ہی پل ٹھٹھک گئی وجہ المیر تھا جو اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا. گلاسز کی وجہ سے اس کے آنکھوں کا تاثر پڑھنا مشکل تھا. وہ ماڈل تو جیسے اس کا ہی انتظار کر رہی تھی فوراً اس کے پاس پہنچی کہنی سے پکڑا اور جھوٹے نادیدہ آنسو چھلکانے لگی۔

"المیر یہ کیسے کیسے جاہل اور بیگرز ٹائپ ورکر رکھے ہوئے ہیں تم نے, اس لڑکی کو تو بات کرنے کی تمیز بھی نہیں کتنی سبکی ہوئی ہے میری سب کے سامنے تم اسے ابھی اور اسی وقت فائر کر دو۔"

وہ اس سے چپکی کس قدر لاڈ اور یقین سے کہہ رہی تھی وشمہ نے خود کو اس کمپنی سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا۔ کوئی نہیں عزت عزیز ہے پیسہ....ہاں وہ بھی تو عزیز ہے.

اس نے گہری سانس بھری اس سے پہلے المیرا سے نکالے وہ خود ہی وہاں سے چلی جاتی ہے یہ بہتر ہے یوں بھی اس کے پاس دوسرا آپشن موجود ہے۔

"اٹس اوکے سر آپ زحمت نہ کریں میں خود ہی چلی جاتی ہو۔" ابھی اس نے دوسرا قدم بھی نہیں اٹھایا تھا کہ اسے رکنا پڑا اور طہ حیرت میں گھر کر وہ المیر کو دیکھ رہی تھی جو کہہ رہا تھا۔

"مس وشمہ کیا آپ کو نہیں لگتا کہ آپ نے کم انسلٹ کی ہے ان کی۔"

کیا یہ کسی قسم کا ٹونٹ ہے یا یہ سائیڈ لے رہے ہیں؟ وشمہ سوچ میں پڑ گئی۔ وہ ماڈل بھی المیر سے حیرانی سے دور ہوئی تھی۔

"آپ کو کم از کم ایک تھپڑ تو مارنا ہی چاہیے تھا لیکن میں متاثر ہوا، آپ کی زبان نے یہ کام کر دیا لیکن اب میں یہ ضرور چاہوں گا کہ ابھی جو ویڈیو بنی ہے آپ دونوں کی کیٹ فائٹ کی وہ کل تک سوشل میڈیا کی زینت بن جائے، کیوں سائرہ میں نے ٹھیک کہا نا۔"

المیر نے حواس باختہ سی ماڈل کو دیکھتے ہوئے کہا تھا سوشل میڈیا کے نام سے تو اس کی روح ہی فنا ہو گئی اگر یہ ویڈیو لیک ہو گئی تو اس کا کتنا مذاق بنے گا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو المیر ہوش میں تو ہو۔"

وہ بلند آواز سے بولی تھیں لیکن المیر کی ایک نگاہ غلط نے اس کی بولتی بند کر دی۔اس نگاہ کا مفہوم یہ تھا کہ "مجھ سے حد میں رہ کر بات کرو میں اونچی آواز برداشت نہیں کرتا۔"

"سوری بولو اسے۔" حتمیٰ میں لہجے میں کہے گے اس کے الفاظ نے سائرہ کے اوسان خطا کر دیے۔

www.novelsclubb.com

"واٹ۔"اسی حیرانگی سے کہا گیا۔اس کی حیرانگی عروج پر تھی وشمہ نے خود کو درمیان میں لانا مناسب سمجھا۔

"نہیں مجھے سوری نہیں چاہیے اٹس او۔"

المیر کی نگاہ نے اسے بھی وارن کیا تھا۔وہ اب تو پوں کا رخ اس کی جانب کر رہا تھا۔

سائرہ نے ضبط سے ہاتھ ملے وہ جانتی تھی کہ المیر کتنا سنکی قسم کا آدمی ہے اگر اس نے سوری نہیں کیا تو یہ ایڈ نہیں چلنے والا۔اتنے عرصے بعد تو اسے مشکل سے کوئی کام ملا تھا ورنہ وہ رونے دھونے والے بورنگ سوپ کر کر کے اکتا چکی تھی. اس کا سر گوشی نما سوری بلند ہوا جو وشمہ تک مشکل سے ہی پہنچ سکا۔

"اتنی ہی آواز میں بولو جتنی میں تم نے اس کی انسلٹ کی تھی۔"

اب کی بار اس نے بلند آواز میں سوری کہا اور زہر خندہ نظروں سے وشمہ کو دیکھنے لگی اسے تو وہ ضرور بتائے گی۔

"گڈ آئندہ سے احتیاط برتنا۔" وشمہ کو اشارہ کرتا وہ چل دیا تھا۔وہ فوراً اس کے پیچھے بھاگی۔مہران ڈبے میں وہ آفس پہنچی اور اس کے پیچھے ہی چلنے لگی. وہ مسکراتے ہوئے اس خرانٹ کو دیکھ رہی تھی جس کے ساتھ چلنے میں اسے دوڑنا پڑتا تھا وہ دونوں مین دروازے کے پاس پہنچے۔ان کی آہٹ سن کر شیشے کا دروازہ دو حصوں میں بٹ چکا تھا وشمہ اس کے ساتھ ہی اس میں سے گزری اور اوپر چڑھتی سیڑھیوں

میں اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔

"کھڑوس ہے لیکن دل کا اچھا ہے کیا ہو جاتا اگر اس بندے کے منہ پر بھی سمائل ہوتی۔"

وہ اس کے پیچھے کھڑی سوچ رہی تھی سیڑھیاں ختم ہوئیں اور وہ اس کے پیچھے چلتے مین ہال میں آئی جہاں سب زور و شور سے کام کرنے میں مصروف تھے یا پھر اس ہٹلر کے آتے ہی ہو گئے تھے۔وہ اس کے پیچھے تیز تیز چل رہی تھی کہ اچانک اسے رکنا پڑا وجہ المیر کا مڑنا تھا۔

"کیا آپ کو مجھے کچھ کہنا ہے؟"اس نے زور سے نفی میں سر ہلایا۔وہ دونوں اس وقت کاؤنٹر کے پیچھے تھے جہاں سے ہال کے تمام لوگ انہیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔

"تو پھر اس تعاقب کا مطلب؟"

"میں تعاقب تو نہیں کر رہی مجھے لگا آپ نے مجھے کچھ اور کام دینا ہے۔"

صاف لگتا تھا وہ اس سے کچھ کہنا چاہتی ہے.المیر کے ماتھے کی تیوری ابھری یعنی

جھوٹ پر اس کا پارہ چڑھا۔اس سے پہلے وہ پھٹتا وشمہ کی زبان تیزی سے چلنے لگی۔

"مطلب مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا جس طرح آج آپ نے میری سائیڈ لی اس سائرہ کی واٹ لگائی

مجھے اچھا لگا یعنی کسی کو بھی اچھا لگ سکتا ہے آپ اتنے بھی کھڑوس نہیں ہیں جتنا سب سمجھتے ہیں آپ کے اندر ایک اچھا انسان موجود ہے جسے آپ کو۔"

ایک دم اسے بریک لگی,اپنے لفظوں کا احساس ہوا تو اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔

"اف وشمہ افففف۔"

www.novelsclubb.com

المیر کی پتھر جیسی آنکھیں اسے ریزہ ریزہ کرنے لگی تھیں آواز نے تو اسے جلا ہی ڈالا۔

"کھڑوس! کون کہتا ہے مجھے کھڑوس؟"

اس نے رونی صورت سے نفی میں سر ہلایا سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے۔ہونٹ

کو دانت کے نیچے کچلتے ہوئے وہ المیر کا بھیانک چہرہ دیکھ رہی تھی اس نے کھڑے کھڑے خود کو المیر سے بے عزت ہوتا اور اس کمپنی سے نکلتا دیکھ لیا تھا۔

"کیا میں فائر ہوں؟"

"کیا یہ میرے سوال کا جواب ہے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا اس بندے سے تو جھوٹ بھی نہیں بولا جاتا تھا اب کیا کہانی گھڑے۔

"ایکچوئلی، سر کھڑوس کے معنی میرے نظریہ کے مطابق تھوڑے روڈ والے ہیں یعنی جس سے ڈرا جائے، سب آپ سے ڈرتے ہیں اس لئے میں نے یہ لفظ استعمال کیا اور میں جانتی ہوں اب آپ اچھے انسان والی بات پوچھیں گے۔"

صفائی دیتے ہوئے وہ اول فول بکنے لگی تھی۔

"تو اس کا یہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے اندر ایک حساس انسان موجود ہے جو سب سے پیار کرتا ہے آپ اتنے سخت نہیں ہیں یقیناً جتنا آپ خود کو ظاہر کرتے ہیں۔"

"آہ وشمہ آہ کیا کیا بولے جا رہی ہو۔" وہ اس اوٹ پٹانگ باتوں پر خود بھی پزل تھی۔المیر پر نگاہ ڈالے خود کا کانفیڈینس لوز ہوتا دیکھ رہی تھی۔

المیر اسے سخت نگاہوں سے دیکھ رہا تھا دیکھتا رہا پھر ایک دم مڑا وجہ وہ روٹھی ہوئی مسکان تھی جس نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا تو یعنی اس کی خزاں رسیدہ زندگی میں بھی بہار آگئی تھی۔

اس کی ویران زندگی کی رونق،اس کے اندھیروں کی روشنی،ڈوبتی شام کی صبح۔

اس صبح کی آواز پیچھے سے آئی۔

"کیا میں نکالی جا چکی ہوں۔" کوئی پوچھے تازہ تازہ ملی زندگی کو بھی نکالا جاتا ہے بھلا؟

اذان اس کمپنی کا سب سے پرانا ایماندار امپلائے ہے۔اپنے کام سے اسے عشق ہے اور وہ اسے عشق کی طرح ہی نبھاتا ہے بغیر کسی ملاوٹ یا دھوکا دہی کے وہ اس عشق کا بار پچھلے چھ سالوں سے اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھا۔اس بوجھ سے وہ

جھکتا نہیں بلکہ سینہ تان کر کھڑا ہوتا ہے۔کچھ بوجھ ہوتے ہی ایسے ہیں جو بوجھ کم بلکہ زندگی جینے کا ضامن زیادہ ہوتے ہیں۔ان کے نہ ہونے سے جیسے وجود خالی خالی اور ہلکا لگتا ہے اتنا ہلکا جیسے ہوا بھرا غبارہ جو ہلکے سے جھونکے سے ہی فضا میں تیرتا بے نام ونشاں ہو جائے بھلا تنہائی سے لبریز وسعتیں بھی کسی کو چاہیے ہوتی ہیں؟

سو وہ اپنے کام سے انتہا کرتے ہوئے دلی طور پر جڑا ہے۔اس کے جڑے دل کو جھٹکا تب لگا جب اسے کنفیشن روم میں بلایا گیا تفتیش وغیر کرنے کے لئے۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

یعنی اس پر شک کیا گیا۔اس کے ننھے دل میں موجود کام سے عشق کا پھول پتی پتی بکھرنے لگا۔اس پر شک کیا گیا تبھی تو وہ کٹہرے میں موجود ہے اس کے ننھے دل کو دکھ پہنچا۔

"میرے چھ سالہ ریکارڈ میں سب درج ہے جو آپ کے سامنے رکھے لیپ ٹاپ میں کھلا ہوا ہے وہاں سے دیکھ لیں۔"

اس نے آج المیر کی بھی پرواہ نہیں کی تھی بھلا وہ کیوں کرتا۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ پچھلے چھ سالوں سے کس قدر جانفشانی سے اپنا کام کرتا رہا ہے۔ اس سے وفادار رہا ہے۔ تفتیشی افسر کے پوچھنے پر اس نے بگڑتے ہوئے کہا تھا۔

المیر نے بڑی خاموشی سے اس کا بگڑنا سہا۔ اس کمرے میں وہ، المیر اور گہری مونچھوں والا کرپٹ تفتیشی افسر بیٹھا تھا۔ اذان کو تو وہ کم از کم کرپٹ ہی لگا تھا۔

"جو پوچھا ہے اس کا جواب دو یہاں تم نے صرف وہی کہنا ہے جو میں نے پوچھنا ہے نہیں تو بنا کسی ثبوت کے تم جاسوس ڈکلیئر کر دیے جاؤ گے۔"

دیکھا وہ درست سمجھا وہ کرپٹ ہی ہے۔

"تو ٹھیک ہے مجھے کر دو کیونکہ وہ میں ہی ہوں جو پچھلے چند سالوں سے اس کمپنی کو ڈبونے کے درپے ہوں پر افسوس میری کاوشیں رنگ نہیں لا رہیں۔"

ہاتھ باندھے بلیو جینز پر چیک دار شرٹ پہنے خوش شکل سا اذان اس سمے کڑوے کریلے سے بھی زیادہ کڑوا لگتا تھا۔ اس افسر نے المیر کی جانب دیکھا۔ اس کی آنکھیں

کہہ رہی تھیں، "کیا یہ لڑکا درست ہے؟" المیر نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"اذان! تمہیں کس بات کا برا لگ رہا ہے؟"

وہی مختصر بولنے کی عادت والے نے ویسا ہی مختصر سوال کیا۔ اذان کی کرچی کرچی خفا آنکھیں اسے چونکا گئیں۔

"اگر آپ بھی یہ پوچھیں گے تو مجھے واقعی افسوس ہے کہ میں نے اپنی زندگی کے اہم چھے سال بے کار جگہ پر ضائع کر دیے پھر بھی میں بتاتا چلوں کہ یہ میں ہی ہوں جو اس کمپنی کے لیے دن رات جاگ کر کام کرتا ہوں، جس نے ان چھے سالوں میں چھے چھٹیاں بھی نہیں کیں۔ میری انگلیاں کمپیوٹر کی کیز دبا دبا کر گھس گئی ہیں۔ میری آنکھوں کے نیچے حلقے پڑ گئے۔ میری منگیتر نے مجھے اس لیے چھوڑ دیا کیونکہ اس ڈوبتی کمپنی کو کنارے پر لانے کیلئے میں اسے وقت نہیں دے پاتا تھا۔ میں عید پر بھی دل پر پتھر رکھ کر گھر جاتا ہوں کیونکہ پھر خوفناک خواب مجھے ڈرا کر اٹھا دیتے۔ ہیں ان خوابوں میں, میں دیکھتا ہوں کہ میرا لیپ ٹاپ جس میں

اہم چیزیں درج ہیں۔ جس میں ہمارے پراجیٹس کی تمام تفصیل ہے وہ کسی نے چرا لیا ہے یا اس کے وہ لاکس توڑ دیے ہیں جو میں نے ماہر کمپیوٹر سے لگوائے ہیں تاکہ اپنے لیپ ٹاپ کو صرف میں کھول سکوں کوئی اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے۔اس سب کے باوجود بھی اگر آپ مجھے کٹہرے میں لا کر کھڑا کرتے ہیں تو پھر میں لاجواب ہوں۔پوچھ لیں جو پوچھنا ہے۔"

ایک سانس میں گردن کی رگیں پھلائے وہ تیز تیز کہہ گیا تھا۔وہ آج واقعی المیر کے غصے کی پرواہ نہیں کر رہا تھا یا پھر یہ اس ڈوز کا اثر تھا جو اس نے ڈپریشن میں آکر اس وقت لی تھی جب اسے پتا چلا تھا کہ بس کچھ دیر بعد ہی اسے شک کی بنا پر انویسٹیگیشن کے لیے بلایا جائے گا۔المیر نے آفیسر کو اجازت دی۔

نام، عمر، کام، تجربہ، تعلیم، گھر سب کا پوچھنے کمپنی کے چند سوال کرنے کے بعد اس نے اذان کے سر پر بم پھوڑا تھا۔

"تو تم نے اس پر پاسورڈز لگائے ہیں۔"

وہ اس کا لیپ ٹاپ اپنی تحویل میں کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا اذان نے سر ہلا دیا۔

"ہاں اور اس کے لیے مجھے ہزاروں خرچ کرنے پڑے۔"

آفیسر نے لیپ ٹاپ کا رخ اس کی طرف کیا۔

"تو کیا یہ تمہارے علاوہ کوئی نہیں کھول سکتا؟"

"بالکل۔" وہ سینہ تانے فخر سے کھڑا کہہ رہا تھا۔ بھلا اس کا اتنا مشکل پاسورڈ بھی کوئی توڑنے والی چیز ہے ہر گز نہیں۔

"اور کیا تم نے کبھی اس کی ہسٹری میرا مطلب ہے ڈیلیٹ کردہ ہسٹری جاننے کی کوشش کی ہے؟"

www.novelsclubb.com

اذان کا منہ بنا۔ یہ بھی کوئی سوال تھا پوچھنے والا۔

"میں نے کہا نہ مجھے کام کے علاوہ کس چیز کی فرصت نہیں ہوتی میں بس اپنا کام کرتا ہوں لیپ ٹاپ بند کر کے اپنی ٹیبل کی دراز میں رکھتا ہوں اور گھر چلا جاتا ہوں۔"

افسر نے سینے پر ہاتھ باندھے اور اپنا بھاری وجود کرسی کی پشت پر گرا دیا۔ لیپ ٹاپ

کا رخ ابھی بھی اس کی جانب تھا۔وہ تفتیشی آفیسر کے اشارے پر اسے دیکھنے لگا اور جیسے اسے دیکھتے ہی اس کی روح فنا ہوئی تھی۔

"یہ۔۔یہ جھوٹ ہے۔"

اس افسر کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ رینگی۔

"ہر چور، فریبی دھوکے باز یہی کہتا ہے تم کہتے ہو تم اس کمپنی کے پرانے امپلائے ہو یعنی تم یہاں کی ہر اونچ نیچ سے واقف ہو۔یہاں کیا ہو رہا ہے کیا نہیں تمہیں معلوم ہے۔تم راتوں کو دیر تک کام کرتے ہو۔سب چلے جاتے ہیں۔کیمرا ز بند ہو جاتے ہیں مگر تم موجود ہوتے ہو یعنی تم آزاد ہو کچھ بھی کر سکتے ہو۔کوئی بھی فائل اٹھا کر میل کر سکتے ہو۔کوئی بھی تم پر شک نہیں کرنے والا کیونکہ تم یہاں کے پرانے اور ایماندار امپلائی ہو جو کبھی چھٹی نہیں کرتا کیوں نہیں کرتا کیونکہ جاسوسی کے زمرے میں چھٹی بڑے نقصان کا پیش خیمہ ہے۔یہ سارے پراجیکٹس جو پچھلے کچھ سالوں سے کمپنی سے چھن گئے ہیں تمہارے کمپیوٹر سے

گئے ہیں جس پر تم نے بھاری رقم ادا کر کے پاسورڈز لگاوائے تاکہ کوئی تمہاری چوری پکڑ نہ لے۔"

المیر کی آنکھیں لال انگارہ ہونے لگی تھیں۔ان میں بے اعتباری اور غصہ واضح دیکھا جا سکتا تھا۔اذان کا رنگ سفید پڑ گیا۔

"یہ میں نہیں ہوں سر، مجھے پھنسایا گیا ہے۔میرا یقین کریں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا میں تو ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔"

اپنی ساکھ، اپنی عزت، اپنی وفاداری کو وہ المیر کی آنکھوں میں ڈھتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔اسے شدید صدمہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کہا تھا جو بھی ہے چپ چاپ اس کمپنی سے نکل جائے ورنہ اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔"

اذان کا دل ڈوب گیا۔کیا واقعی اس پر وہ ٹیگ لگ جائے گا جو وہ نہیں تھا جو اس کیلئے نہیں تھا۔وہ بھلا کیسے اس کیلئے ہو سکتا تھا۔بے ضرر سا اذان کتنا بے مول ہو گیا

تھا۔اسے واقعی افسوس ہوا کہ اس نے اپنی زندگی غلط جگہ پر جھونک دی۔

"مجھے سزا سے ڈر نہیں لگتا مجھے کسی چیز سے ڈر نہیں لگتا بھلے آپ مجھے پوری دنیا کے سامنے بے عزت کریں۔چاہیں تو تھپڑ تک مار دیں میں اف نہیں کروں گا لیکن یہ الزام یہ سراسر موت کا عندیہ ہے۔"

تفتیشی افسر اس کی جذباتی تقریر پر محظوظ ہوا۔

"ہم تمہیں جیل بھیجیں گے، تم پر غبن کا کیس چلے گا۔"

اذان نے اپنے لب کچلے۔یہ واقعی موت کا اندیہ ہی تھا۔وہ خود کو بہت بے کار سمجھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کچھ نہیں کیا سر! میرا یقین کریں۔ٹھیک ہے میں جیل جانے کے لیے تیار ہوں کوئی بھی کیس چلا دیں لیکن غبن یا فراڈ کا کیس نہیں یہ میری زندگی پر، میری کام سے محبت پر بہت بڑا دھبہ ہو گا میں سہہ نہیں پاؤں گا۔"

وہ جذباتی ہو گیا تھا۔اس کی آنکھوں سے چمکتا پانی اس کی بے گناہی کا ثبوت دے رہا

تھا اسے اپنا دل پکڑنا پڑا۔افسر نے المیر کو دیکھا وہ کھڑا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے تم بے قصور ہو جا سکتے ہو۔"

المیر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔وہ آنکھیں پھاڑے ڈوبتے دل کے ساتھ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے کہا تم جا سکتے ہو ٹھیک ہے یہ ایک ٹریپنگ ٹرک تھی۔مجھے تم پر کوئی شک نہیں تم ہمارے ساتھ وفادار ہو لیکن خود کو مضبوط بناؤ آدمی بنو۔"

وہ اس کا شانہ تھپتھپا رہا تھا اذان کے حواس آہستہ آہستہ کام کرنے لگے۔وہ پلٹنے لگا۔ یہ مذاق بڑا ہی گھٹیا تھا جو اسے سلگا گیا۔وہ مزید یہاں کھڑے ہونے کی تاب نہیں لا سکتا تھا۔اسے پیچھے سے تفتیشی افسر کی آواز سنائی دی وہ اسے کہہ رہا تھا۔

"تم نے اپنے پیسے پانی میں جھونک دیے تمہارا پاسورڈ توڑنا میرے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔"

وہ باہر آیا باہر آتے ہی وشمہ اسے ملی تھی۔کرسی پر بٹھا کر وہ اسے پانی دے رہی

تھی۔

"کیا پوچھا کیا کہا؟" وہ اس متجسس آواز پر سر اٹھا کر رہ گیا لمحے لگے اسے بولنے میں۔

"مجھ پر الزام لگایا گیا اسے سچ ثابت کیا گیا پھر جب دیکھا کہ میں بے قصور ہوں تو مجھے جانے کے لیے کہہ دیا۔"

وہ اس کے سامنے بیٹھی تھی اذان کی اڑی رنگت اسے بالکل اچھی نہیں لگی۔ وہ گھونٹ گھونٹ ہچکی کی صورت پانی حلق سے نیچے اتار رہا تھا۔

"غلط کیا، پھر اب تم کیا کرو گے کیا یہ کمپنی چھوڑ دو گے اگر ایسا ہے تو میں واقعی اپنا اچھا دوست کھو دوں گی۔"

www.novelsclubb.com

یہ سوچ ہی اسے اداس کر رہی تھی کہ اذان یہ کمپنی چھوڑ جائے گا۔ وہ کتنا اچھا ہے کتنا مزاحیہ بندہ جو ہر وقت ہنستا رہتا ہے اور ہنساتے رہنے کی کوشش کرتا ہے جو کبھی اسے رینبو نہیں کہتا۔ اپنے کام میں وہ اتنا مگن رہتا ہے کہ اسے آس پاس کی ہوش نہیں رہتی لیکن پھر بھی وہ کوئی معمولی سا لمحہ چرا لیتا تھا اور اپنی ہنسی کے نذرانے اس

اداس بورنگ کمپنی میں بکھیر دیتا تھا۔وہ بیک وقت کمپنی کی رونق اور مشین تھا۔کیا اتنے اچھے انسان کو کھو دینا عقل والا کام تھا؟ہر گز نہیں۔

"کاش میں ایسا کر سکتا اس کمپنی نے میرا اس وقت ساتھ دیا جب مجھے اس کی ضرورت تھی اب میں اسے مشکل دور میں کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔"

وہ اس بات پر خوش ہوئی۔

"کیا۔۔۔"اس کا"کیا"خوشی کے ریپر میں لپٹا تھا جسے اندر سے کھولو تو شادمانی کی چاکلیٹ نکلے تفتیشی افسر اسے دور تک گھورتے ہوئے گیا تھا۔وہ ان دونوں سے بے خبر رہی۔

www.novelsclubb.com

"تم نے مجھے بہت خوشی دی، تم اچھے ہو میں دعا کروں گی کہ تمہارا اچھا دل کبھی نہ دکھے۔"

المیر نے اس کے یہ الفاظ بھی سنے تھے۔لنچ ٹائم تھا اسی وجہ سے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔وہ چپ چاپ اپنے آفس میں آ گیا۔

"مجھے اس لڑکی سے بھی پوچھ تاچھ کرنی ہے۔"

شعیب نے اندر آتے ہوئے کہا تھا وہ دونوں کالج میں اچھے فیلوز رہ چکے تھے۔المیر اس بات پر چونکا سر کو نہ میں ہلایا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں،اسے ابھی ایک ماہ بھی نہیں ہوا جوائن کرتے ہوئے جبکہ یہ چکر تین سال پرانا ہے۔"

شعیب نے اسے پر سوچ انداز میں دیکھا وہ کافی آرڈر کر رہا تھا۔

"اس کے آنے کے بعد کتنے پراجیکٹس ہاتھ سے گئے ہیں؟"اس کا انداز شکی تھا۔

"ایک وہ بھی اس کے ٹرائل ختم ہونے کے اگلے دن تم اس پر شک کرنا چھوڑ دو مجھے نہیں لگتا وہ ان سب میں ملوث ہے اور وہ عروسہ کی دوست ہے تم نے اس کا ریکارڈ دیکھ لیا اس سے تفتیش کر لی وہ شفاف ہے۔ کمپنی کے ساتھ وفادار بھی بالکل ویسے جیسے اذان ہے۔یہ بتاؤ گھر میں سب کیسے ہیں بھابھی ٹھیک ہیں؟"

سندس کافی رکھ کر چلی گئی۔شعیب نے اپنی کریمی کافی کا کپ اٹھایا۔

"ہاں وہ تو ٹھیک ہے تمہارا پوچھ رہی تھی۔ کہا تھا جب تم سے ملوں تو پوچھو کہ کب سہرا سجانا ہے میں نے کہا بیگم وہ آدم بیزار ہے اس کا دور دور تک اس فضول سے کام سے کوئی لینا دینا نہیں تو وہ کہنے لگی آدم بیزار ہے عورت بیزار تو نہیں۔"

وہ اپنی بات پر قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔ شعیب اور اس کی بیوی دونوں المیر کی کلاس فیلورہ چکے تھے۔ المیر نے سیاہ مائع کو حلق سے نیچے اتارا۔ دماغ کی اندھیری غار میں ایک چمکتا ہوا چہرہ ابھرا تھا جسے اس نے جھٹک دیا۔ وہ واقعی ان فضول سے کاموں میں نہیں پڑنا چاہتا تھا لیکن دل تھا جو بغاوت پر اتر آیا تھا۔

"کیا میں تمہاری پلکنگ کر دوں؟"

رات جوبن پر تھی۔ آسمان ہیروں جڑی چادر کی مانند جگمگا رہا تھا۔ ہوا کے جھونکے جھوم جھوم جا رہے تھے۔ چاند نور کی تھالی بنا زمین والوں پر مہربان تھا۔ وہ چاروں اس روشن رات میں ٹیرس پر بیٹھیں چاندنی میں بھیگ رہی تھیں جب سندس نے

اسے پکارا اور ایکسائٹڈ ہو کر پوچھا۔

"خبردار، مجھ سے دور رہو مجھے نہیں پالنے یہ جان کے وبال تمہیں ہی مبارک ہوں۔"

وہ اپنی دونوں بھنوں پر ہاتھ رکھ کر کہہ رہی تھی مبادہ وہ جھپٹ ہی نا پڑے۔سندس کا منہ بنا۔وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھی تھیں جبکہ ماہم اپنے قدموں میں بیٹھی عروسہ کی گوری چمڑی کو مزید نکھارنے کیلئے اس کے چہرے پر فیشل کر رہی تھی۔

"تم تو بہت بورنگ ہو فیشل کرواتی ہو نہ پلکنگ، کپڑے بھی پتا نہیں کون سے اماؤں کے اٹھا کر پہن لیتی ہو، نیلز بڑھانا تمہیں پسند نہیں لڑکی بھی ہو یا ہمیں دھوکا دے رہی ہو؟" وہ شکی سا اسے تکے گئی وشمہ برجستہ کھلکھلائی تھی۔

"تمہیں کیسے پتا چلا؟" اس نے مزاحیہ انداز میں پوچھا پھر اچانک اسے اہم بات یاد آئی تھی۔

"اچھا یہ تو بتاؤ کل کی پیشی کی تیاری کی تم نے؟"

سندس اس بات پر سہم گئی چہرا اتر گیا۔اتنا پیارا اترا ہوا چہرا اسے بالکل اچھا نہیں لگا۔

"نہیں جو ہو گا دیکھا جائے گا ویسے میں سوچ رہی ہوں اس پوسٹ سے دستبردار ہو جاؤں۔"

اس کے اتنے دل برداشتہ انداز پر وہ تو وہ عروسہ اور ماہم بھی چونکے تھے اگر یہ فیصلہ تھا تو بہت بے وقوفانہ تھا۔

"واٹ۔۔۔اتنی اچھی پوسٹ سے ہٹ جانا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔" یہ عروسہ تھی جو اس کے فیصلے سے ناخوش دکھ رہی تھی۔سندس نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے گھورا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں تم تو کہو گی نا اتنا ہنس مکھ نرم خو باس جو ملا ہے۔زرا گزارنا ایک دن بھی اس ہٹلر کے باپ کے ساتھ، مجال ہے جو اوپر نیچے کوئی بات سن لے روبوٹ کی طرح رکھتے ہیں پورا دن، میں نے بھی کام میں غلطیاں کرنی شروع کر دی ہیں۔مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا میں اس پوسٹ سے فیڈ اپ ہو چکی ہوں۔میں نے ہاں کہہ دیا

دیکھو کیا کرتے ہیں اب، ویسے میں وہ دسویں انسان ہوں گی جو المیر سر کی اسسٹنسی سے دستبردار ہو رہی ہوں گی۔"

عروسہ کی چچ چچ سندس نے بڑی مشکل سے پی تھی وشمہ جھرجھری بھر کر رہ گئی وہاں سے اٹھی۔

"تم کہاں چلی اتنی رات کو؟ پتا ہے نا اس وقت باہر جانا منع ہے۔" اسے بیگ اٹھاتے دیکھ ماہم نے کہا تھا۔

"بچوں کیلئے ہونگے یہ رولز میں نہیں مانتی، چہل قدمی کو جا رہی ہوں چاہو تو جوائن کر سکتی ہو۔"

www.novelsclubb.com

وہ تینوں چپ رہیں تو وشمہ شانے اچکاتی ٹیرس سے ملحق پائپ سے نیچے اترنے لگی۔ زمین پر آ کر اس نے بیک دیوار پھلانگی اور یہ ہوئی وہ اس قید خانے سے رہا۔ کھلی فضا میں سانس لیتے ہوئے وہ اپنے کراس بیگ کو تھامے نور برساتے آسمان کے نیچے چل رہی تھی۔ اسے اپنا دل خالی خالی لگا بالکل اس خاموش سڑک کی طرح جس پر

اس سمے صرف وہ تھی اور اس کی تنہائی۔

بہت بڑی سیمنٹ سے بنی فٹ بال پر بیٹھ کر وہ سیل فون نکال رہی تھی۔اس نے نمبر ڈائل کیا، کال اٹھالی گئی۔

"اداس تھی تو سوچا کال کر لوں سب کیسے ہیں؟"

اس کی آواز اداسی کے ساتھ ویرانے میں ہمت لیے ہوئے تھی۔

"سب ٹھیک ہیں۔ تم کیسی ہو, اپنا خیال رکھا کرو میں تم سے جلد ملنا چاہتی ہوں۔"

وشمہ نے سکھ کا سانس لیا۔

"ہاں ایسا ہی ہو گا ہم جلد ملیں گے امی ٹھیک ہیں؟"ایک اور سوال وہی پرانا جواب کچھ رد و بدل کے ساتھ۔

"ہاں میں نے کہا نا سب ٹھیک ہیں۔ تم اس وقت کہاں ہو خاصی خاموشی ہے ورنہ جب بھی بات کرتی ہوں تو ایک شور برپا ہوتا ہے پیچھے۔"

وہ ہنسی, اس کی ہنسی اچھی تھی سڑک پر نگاہیں مرکوز کئے وہ کسی سائے کو قریب آتا

دیکھ رہی تھی۔وہ سایہ بڑا تھا یعنی وہ ابھی دور تھا۔اس نے فوراً خود کو بڑی ساری فٹ بال کے پیچھے چھپایا اور سرگوشی میں بولی۔

"میں راستے میں ہوں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں چارجنگ ڈاؤن ہو رہی ہے سیل فون کی۔"

اس نے جھوٹ بولا مبادہ وہ پھر سے کال نہ کر لے۔اپنے سیل کو اس نے بند کیا تھوڑا سا سر اٹھایا اور جان گنوا بیٹھی۔وہ المیر تھا۔ٹریک سوٹ میں ملبوس، جاگنگ کرتا ہوا۔اس کے ایک ہاتھ میں واٹر بوٹل تھی۔وہ اسی سیمنٹ سے بنی فٹ بال پر آکر بیٹھا جہاں پر وشمہ بیٹھی تھی۔پانی کی بوتل لبوں سے لگائے وہ گھڑی میں وقت دیکھ رہا تھا۔دس کا ٹائم تھا اور یہ جاگنگ ٹریک میں ڈھلی سڑک ویران تھی۔وشمہ کی جان پر بن آئی اگر اسے پتا چل گیا کہ وہ یہاں پر ہے تو کیا ہو گا؟بس اس سے آگے سوچنے کی اس میں سکت نہیں تھی۔وہ اس کے جانے کا ویٹ کرنے لگی۔دل بھی دھک دھک کر رہا تھا۔

المیر نے پندرہ منٹ فون میں لگائے اور پھر وہاں سے چلا گیا۔وشمہ کی کب سے اڑی ہوئی سانس اب بحال ہوئی تھی۔وہ پہلی فرصت میں وہاں سے بھاگی تھی۔سانس بھی فلیٹ میں آکر لیا۔

"تم کیوں ہانپ رہی ہو کیا بھوت پیچھے لگ گیا تھا؟"

عروسہ کی بات پر اس نے جو جواب دیا اس پر وہ اپنی ہنسی کنٹرول نہ رکھ پائی۔

"بھوت نہیں بھوتوں کا سردار المیر رائے۔"

عروسہ اس کی بات پر چونکی تھی۔

"ہیں۔۔وہ تمہیں کہاں مل گئے؟"چاند کی روشنی میں نہائی وہ ایک ادا سے پوچھ رہی تھی پتا نہیں لڑکیوں کو بولنے کے اتنے گٹس کہاں سے آتے ہیں۔اس نے دل مسوسہ۔

"ایسے ہی رستے میں شکر ہے دیکھا نہیں۔"

وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگی تھی۔عروسہ نے بھی اپنے کمرے کا رخ کیا۔

"ہاں شکر ہے ورنہ اب تک تمہارا بوریا بستر ہ یہاں سے باہر ہوتا۔"

ایک تو یہ لوگ اور ان کے ڈراوے، وہ برا سا منہ بناتی کمرے کا دروازہ زور سے بند کر گئی۔ یہ اطلاع تھی اس بات کی کہ اسے عروسہ کی بات بالکل پسند نہیں آئی۔

صبح کے اجالوں میں ایک عجیب سی ٹینشن گھلی تھی وجہ المیر کا بات بے بات سب کو جھڑکنا تھا۔ وہ بھی اس کی جھڑک کا شکار ہوئی اور کیا خوب ہوئی۔ آج وہ پندرہ منٹ لیٹ تھی۔

"مس وشمہ آفس ٹائم کیا ہے؟"

www.novelsclubb.com

وہ جب آئی تو وہ ہال میں کھڑا ماہم پر بھڑک رہا تھا۔ اسے بیگ سمیت آتا دیکھ جان گیا کہ یہ لڑکی لیٹ ہے۔

"سوری سر۔" اس نے سب کے جھکے چہروں پر طائرانہ نگاہ ڈال کر کہا۔

"کیا یہ میرے سوال کا جواب ہے؟" کھردرا لہجہ، پتھریلی آنکھیں، پتا نہیں آج

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کون سی مرچیں کھا کر بیٹھے ہیں۔اس نے دل میں سوچا۔

"میں پندرہ منٹ لیٹ ہوں اس کیلئے معذرت کر رہی ہوں۔" سیخ پا سا المیر ضبط کے کڑے مراحل کو چھو گیا۔اس لڑکی کی وجہ سے وہ اپنا بچا کھچا سکون بھی گنوا بیٹھا تھا۔جس کی وجہ سے اس کے خیالات بھٹکنے لگے تھے۔جس نے اسے مسکرانا سکھا دیا تھا۔کیا یہ لڑکی اتنی غیر معمولی ہے جو وہ سیکنڈوں میں اسے چت کر بیٹھی تھی۔کیا تھا اس میں معمولی قد، گندمی رنگت، سیاہ آنکھیں عام سے نقوش۔کیا وہ ایسی لڑکی تھی جس کیلئے خود کو بدلا جاتا؟اس کا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ ابھی اور اسی وقت اسے نکال دے مگر دل اس دماغ کو تھپکی دے رہا تھا۔شانت کرا رہا تھا اور وہ شانت ہو بھی گیا۔ہزار چاہنے کے باوجود بھی وہ اسے نکال نہیں پایا البتہ اس نے خود کو یہ کہتے ہوئے ضرور سنا۔

"میری شدید خواہش ہو رہی ہے کہ آپ کو یہاں سے نکال دوں لیکن چونکہ اس سے کمپنی کو نقصان ہو گا مخالف پارٹی کو پتہ چلے گا کہ یہاں کوئی ٹک کر نہیں بیٹھ سکتا

اس لیے میں آپ کو نہ نکالنے پر مجبور ہوں بہتر ہو گا وقت کی پابندی کریں اور رولز کو اچھے سے یاد کریں۔"

ماہم کی جان بخشی کر کے وہ اسے اپنے نادر خیالات سے آگاہ کرنے کے ساتھ دھمک پیدا کرتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وشمہ نے لمبا افففف کہا۔

"یہ آدمی شدید ذہنی بیمار ہے۔ اس کا علاج ضروری ہے ورنہ اس نے خودکشی کر لینی ہے۔"

وہ ماہم کے بسورتے چہرے کو نظر انداز کر کے گویا ہوئی تھی برے دل کے ساتھ بھی وہ ہنس دی۔

www.novelsclubb.com

"کاش کر ہی لیں پتا ہے صرف اس بات پر کہ میں نے مسٹر الیاس کو کال کیوں نہیں کی میری واٹ لگا دی۔ بھئی میں اور بھی کام کر رہی تھی فارغ تھوڑی نا تھی۔ وقت نکال کر کر ہی لیتی بھولی تھوڑی نا تھی۔ پتہ نہیں یہ دنیا میں کیوں آئے یا ہم یہاں کیوں آئے۔" اس کا دل جلا ہوا تھا اور کچھ زیادہ ہی جلا ہوا تھا اچھی مراعات اور

رہائش کی فیسلیٹی کی وجہ سے سب یہاں پر ٹکے ہوئے تھے ورنہ تو کب کے چھوڑ کر جا چکے ہوتے۔ماہم کی بات پر وہ ایسے مسکائی کہ اس کے گال آنکھوں پر جا لگے جیسے سمندر میں لہر اٹھ آئی ہو۔

"ہے تم پاگل ہو جو پاگل کی بات کو دل پر لے رہی ہو۔وہ سائیکو ہے اسے سائیکو ہی سمجھو زیادہ سر پر سوار مت کرو۔"

وہ ماہم کے ساتھ باتوں میں لگی تھی۔اس نے دور سے ہی عروسہ اور خیام کو دیکھ لیا تھا جو روبوٹی نہیں بلکہ حقیقی مسکان چہرے پر سجائے پرفیکٹ کپل کی طرح المیر کے آفس جا رہے تھے۔انہوں نے دروازہ ناک کیا اور اجازت ملنے پر اندر چلے گئے کچھ دیر بعد ان کی واپسی ہوئی تھی۔اب المیر بھی ان کے ساتھ تھا۔عروسہ،خیام المیر اور کچھ اور لوگ ٹیم کی صورت ہاتھوں میں فائلز اور بڑے بڑے فولڈر چارٹس پکڑے کہیں جا رہے تھے۔

"یہ مجاہد کہاں جانے کی تیاریوں میں ہیں۔"اس نے ابھی ابھی انہیں جوائن کرتے

اذان سے پوچھا۔اس کے ہاتھ میں بڑا سارا سیاہی سے بھرا پیج تھا جسے وہ محویت سے پڑھ رہا تھا۔وشمہ کی ٹیبل پر اسے کچھ کام تھا تبھی آیا تھا۔

"کیا تمہیں نہیں پتا وہ لوگ میٹنگ کیلئے گئے ہیں دعا کرو آج فیصلہ ہمارے حق میں ہو ورنہ ہم دعا کے مستحق ہو جائیں گے جس طرح جلاد کا موڈ ہے کوئی ایک تو سولی پر چڑھے گا ہی۔"

وہ آیا اس کی میز سے اجازت لیکر چند چیزیں اٹھائیں اور پھر صور نامی کوئی چیز پھونک کر چلا گیا۔

"یار یہ کیا بکواس ہے اب، ناکامی کی صورت میں بھی ہم لوگ شکار ہوں گے۔"

ماہم کا دل سخت برا ہوا تھا اسے یقین ہو چلا تھا اگلی پیشی اسی کی ہے جس طرح المیر صبح سے اس کے پیچھے پڑا ہے آج اس کا اس آفس میں آخری دن ہے۔

"ماہم ہم ایک کام کرتے ہیں اس جاسوس کو ڈھونڈ نکالتے ہیں جو یہ میس پھیلا رہا ہے نہ ہو گا بانس نہ بجے گی بانسوری۔"

اس کا روشن آئیڈیا ماہم کے دل کو لگا لیکن وہ کنفیوز ہو گئی۔

"لیکن ہم ڈھونڈیں گے کیسے ایک منٹ تو آرام کا ملتا نہیں۔کام کے بہانے بات کر لیتے ہیں ورنہ تو یہاں ہلنا بھی منع ہے۔"

وشمہ اس کے جلے دل سے اکتا گئی۔

"اوف ہو بس بھی کرو اب, ہم ڈھونڈ نکالیں گے لنچ ٹائم میں کریں گے یہ کام یوں کہ کسی کو شک بھی نہ ہو اور ہمارا کام بھی ہو جائے ہو سکتا ہے اس کے بعد المیر رائے صاجب ہمیں گارڈ آف آنر سے نواز دیں۔"

اپنی بات پر وہ خود ہی ہنسی تھی۔اس کی ہنسی بلند تھی سب نے سر اٹھا کر دیکھا۔سندس کی نگاہیں تنبیہ لیے ہوئی تھیں۔

"چل یار جیلر کونسا ابھی یہاں موجود ہے۔"

اس نے بلند آواز سے کہا۔ماہم نے اس کی آستین کھینچی تھی۔

"کیا کر رہی ہو اس کے اتنے چمچے یہاں بیٹھے ہیں شکایت وغیرہ لگا دی نا تو پھر گھساتی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پھر نا اپنی جوتیاں سڑک پر۔"

وہ مسکا دی بھلا وہ کونسا کسی سے ڈرنے والی تھی۔

رنگ و بو کا سماں ہے۔ہر چہرہ خوش ہے اور ہر سوچ آزاد۔آنکھیں پر نم ہیں (خوشی والی نمی) اور چال گفتار،جی ہاں یہ پارٹی سیزن ہے اور وہ سب بڑے سارے ہوٹل میں پارٹی کرنے آئے ہیں وجہ یہ کہ ایک بہت بڑی پرفیوم کمپنی کا ایڈ انہیں ملا ہے نہ صرف ایڈ ملا ہے بلکہ ہالف پے منٹ بھی کر دی گئی ہے کچھ دنوں بعد اس ایڈ کی شوٹنگ ہے اور اس شوٹنگ کے بعد المیر کی طرف سے ان سب کو ڈنر بھی ملے گا اور وہ اس صورت ہو گا جب ایڈ سپر ہٹ جائے گا اگر ایڈ سپر ہٹ نہ گیا تو ایک ایک فوڈ باکس ان سب کی ٹیبل پر ہو گا جو کہ فائیو سٹار کمپنی سے منگوایا گیا ہو گا پچھلا ایڈ فلاپ گیا تھا تبھی ان سب کی میزیں خالی تھیں۔آج ایڈ ملا ہے تو میز سجی ہے۔

یہاں وہاں لوگ منڈلا رہے ہیں کسی بھی ٹینشن کے بغیر مسکرا رہے ہیں کہ اس دن

سب کو اپنی مرضی کی اجازت ہوتی ہے۔اس دن المیر بھی کالم ہوتا ہے تبھی وہ کونے والی میز پر بیٹھا ہے اور اس کی نگاہیں اطراف میں بار بار بھٹک رہی ہیں پھر ان کو خالی پا کر وہ سیل میں بزی ہو جاتا، پھر نظر اٹھاتا کچھ کھوجتا اور سیل میں بزی ہو جاتا ایسا وہ پچاسیوں بار کر چکا تھا۔

"کیا تم بور ہو رہے ہو؟" خیام اس کے پاس آ کر بیٹھا۔جوس کا گلاس سے پکڑایا اور تھوڑے دور کھڑے آکسٹرا بجاتے گروپ کو دیکھا۔

"تم جانتے ہو مجھے ان سب چیزوں میں دلچسپی نہیں، کیا سارا اسٹاف آیا ہے؟"

خیام نے گلاس لبوں سے لگایا۔اس کے مصروف سے انداز میں کوئی بھی چیز چونکا دینے والی نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ چونکا کیونکہ پہلی بار وہ یہ سوال المیر سے سن رہا تھا۔

"نہیں کچھ غیر حاضر ہیں جن کا گھر دور ہیں۔"

المیر نے آنے والی کال کاٹی اور واپس ٹیکسٹ کرنے لگا۔

"ہمم اور جو کمپنی کی طرف سے دیئے گئے اپارٹمنٹس میں رہتے ہیں وہ؟"

خیام دوسری بار چونکا کیا یہ ماہم کے بارے میں پوچھ رہا ہے؟ ہاں ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو، صبح اتنی انسلٹ جو کی تھی اس کی یہ بھی ناپاگل ہے۔

"ان کا مجھے نہیں پتا ہر کسی کی اپنی مرضی ہوتی ہے۔" اس نے بے نیازی سے کہا

المیر نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"جو دور ہیں ان کے لیے گاڑی بھیجو اور جو نزدیک ہیں انہیں ابھی آنے کے لیے کہو یہ ہماری جیت کی سیلیبریشن ہے اور سب کا ہونا لازم ہے نہیں تو میں خود کو یہ سوچنے سے روک نہیں پاؤں گا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو دغا باز ہیں۔"

واہ کیا بات بنائی تھی یہ واقعی پاگل ہے۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔"

خیام مایوس ہوا ٹھیک کہتی ہیں ماما اس نے کبھی نہیں سدھرنا۔ وہ اپنا سیل نکال کر باقی سٹاف کو آنے کے لیے کہنے لگا جن کے کچھ مسائل تھے یعنی دوری تو انہی پک

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اینڈ ڈراپ کا کہہ دیا تبھی وہ آنے پر راضی ہو گئے تھے۔آخری کال اس نے ماہم کو کی تھی۔

مونگ پھلی کھاتی زور و شور سے جیو راسک ورلڈ کا مزا اٹھاتی ماہم سیل کی رنگ ٹون سے چونکی تھی مگر اس نے اٹھائی نہیں۔وہ اوون کو موٹر سائیکل پر جاتے ہوئے دیکھنے میں بری طرح مگن تھی۔اس کے پیچھے گاڑیاں اور آگے سدھائے ہوئے ڈائناسور تھے جو اسے اپنا مالک سمجھتے تھے. وہ ان دونوں کے درمیان ہیرو بنا جا رہا تھا۔خیام نے وشمہ کو کال ملائی وہ یہ مووی دیکھ چکی تھی تبھی کچن میں کھڑی نوڈلز بنا رہی تھی۔ سیل کے چیخنے پر اس کی جانب لپکی اور نام دیکھتے ہی کال اٹھالی۔سلام دعا کے بعد جو بات خیام نے کی اس پر وہ تذبذب کا شکار ہوئی۔

"میں ضرور آتی لیکن۔"اس نے دانستہ بات درمیان میں چھوڑی تھی۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں تم اور ماہم ابھی کے ابھی آرہے ہو یہ پارٹی سب کے لئے ہے اور تم دونوں کا آنا لازم ہے اچھا تو نہیں لگتا نا ہے سب ہوں اور تم دونوں نہ ہوں۔"

المیر بڑی توجہ سے اسے تم تم کرتا سن رہا تھا سیل فون سائیڈ پر رکھ کر وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ماہم انسلٹ کی وجہ سے اپ سیٹ ہے میں اسے چھوڑ کر کیسے آسکتی ہوں۔ وہ آنے پر راضی نہیں تھی اس لیے میں اس کے ساتھ رک گئی۔"

یہ آواز المیر نے بھی سنی تھی اسے وشمہ کے جھوٹے ہونے پر افسوس ہوا۔

"تم میری بات کرواؤ اس سے ذرا میں نے فون کیا تھا اس نے اٹھایا نہیں۔"

وہ فوراً کچن سے باہر نکلی ماہم کو اس نے اشاروں کنائیوں سے بتا دیا تھا اور ساتھ میں یہ بھی کہا تھا کہ وہ سہولت سے انکار کر دے لیکن اب وہ فون کو تھامے جی اچھا سر ٹھیک ہے ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں کہہ رہی تھی اور وشمہ اسے کھا جانے والے نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہے نگلو گی کیا۔"

کال رکھ کر تیار ہونے کے لئے اٹھتی ماہم نے کہا تھا۔ وہ بے چاری تو جانے کو پر تول

رہی تھی لیکن اپنی انسلٹ کی وجہ سے رک گئی تھی۔وشمہ نے بہت مشکل سے اپنے غصے کو روکا۔

"تم جانتی ہو مجھے وہاں نہیں جانا تھا اور شاید تم بھول گئی تمہیں بھی وہاں نہیں جانا تھا پھر بھی تم نے تابعداری کی ساری حدیں پار کر دیں کیوں؟"

صبح سے ماہم کی ایک ہی رٹ تھی کہ اسے نہیں جانا پارٹی میں تو بس نہیں جانا. المیر نے اسے جس انداز میں ڈانٹا اس کی واٹ لگائی اس کے بعد بھی کوئی گنجائش بچتی تھی کیا کہ وہ اس کی پارٹی میں شرکت کر لے؟عزت نفس بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔وہ تو اسی قسم کے بلاوے کے انتظار میں تھی جو کہ فقط ایک خواب ہی لگتا تھا اب وہی خواب مجسم صورت اس کے سامنے تھا تو وہ کیونکر انکار کرتی بھلا۔

"ہاں تو اسپیشلی بلایا ہے اب بھی نہ جاؤں پاگل ہوں کیا اور تم بھی اپنے نخرے بند کرو میری وجہ سے رکی تھی تھینکس اب فوراً تیار ہو چلتے ہیں بڑا مزا آئے گا۔"

پندرہ منٹ میں وہ دونوں وہاں تھیں۔ماہم تو نک سک سی تیار ہوئی تھی البتہ اس

نے کوئی خاص تردد نہیں کیا تھا۔ کپڑے چینج کر کے دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ وہ جیسے سب پر احسان عظیم کر کے یہاں پر پہنچی تھی اور دوسری لڑکیوں کو دیکھ کر حیران ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مسکرائے بھی جا رہی تھی۔ مطلب اتنا فارغ وقت ان کے پاس ہے جو ایسے تیار ہو کر آئی ہیں جیسے یہاں فلمی ستاروں کی آمد ہو اور کوئی مشہور ڈائریکٹر انہیں بس کاسٹ کرنے ہی والا ہو اس نے اپنی ہنسی دبائی۔

المیرا اسے دیکھ کر کرسی سے اٹھا تھا لیکن پھر اسے بیٹھ جانا پڑا اپنی حرکت اسے غیر ضروری لگی تھی کچھ وہ خیام کو ان دونوں کی جانب جاتا ہوا بھی دیکھ چکا تھا۔ وہ اب اچھے خاصے موڈ میں باتیں کرتے پائے جا رہے تھے کچھ دیر قبل کی جو گھٹن و تاریکی اس کے اندر سمائی تھی وہ اس نے رفتہ رفتہ خود میں سے نکلتے ہوئے دیکھی۔ آنکھوں کی ماند پڑتی جوت نے روشنیوں کا سفر طے کیا اور وہ اس راستے کا مسافر ہو گیا جس کی منزل اسے کبھی نہیں ملنی تھی۔ گھٹن و تاریکی سے خالی ہوتے دل نے اپنے اندر بے

چینی کو جگہ دی اور وہ پہلو بدل کر رہ گیا یہ خطرناک علامات تھیں جن سے وہ خود کو حتیٰ المقدور بچانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ناکام جا رہا تھا اس کا سیل میسج ٹیون سے تھرتھرا اٹھا۔ وہ زویا کا پیغام تھا جو سمندر پار سے آیا تھا۔ اس پیغام میں درج تھا۔

"میں نے تمہیں یاد کیا اور روز یہ سوچ کر سانس لیتی رہی کہ تم بھی مجھے یاد کرو گے۔"

المیر نے پھیکی مسکان والے اسٹیکر سے سجا یہ میسج پڑھا اور لکھنے لگا۔

"بلاشبہ میں نے بھی تمہیں یاد کیا تمہاری سانس کا اخراج ضائع نہیں گیا۔"

اپنی طرح کا ہی سنجیدہ سٹیکر لگا کر اس نے یہ میسیج ہواؤں کے سپرد کیا اور پھر غیر ارادی طور پر اسے دیکھنے لگا جو ہاتھ میں منٹ مارگریٹا پکڑے کھڑی تھی المیر نے اپنے سامنے رکھے جوس کے گلاس کو معمولی سی جنبش سے پرے کیا اور پاس سے گزرتے ویٹر کی ٹرے سے ویسا ہی گلاس اٹھا لیا جیسے اس نے پکڑا ہوا تھا۔ یہ سب غیر ارادی طور پر ہوا بس یوں ہی۔

"مجھے یقین کر لینے دو یہ تم کہہ رہے ہو۔"

وہ حیران ہوئی تھی۔ حیرانی بنتی بھی تھی۔ لوٹ جانے والے کو بھلا دینے والا آج یاد کرنے کی بات کر رہا تھا یہ تو حیرانی ہی تھی۔

"کیا اس یاد کا تعلق کام سے ہے؟"

"تم بڑی ہونے کے ساتھ ذہین ہوتی جا رہی ہو، مجھے چھٹیاں درکار ہیں کب آؤں گی؟"

زویا کی غصے بھری ہنسی نکلی۔

"اور تم بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ سنکی اور سیلفش۔"

وہ ادھار کیوں چھوڑتی زبان چڑانے والا ایموجی سینڈ کر کے وہ اس کے ریپلائے کی منتظر تھی جو چند سیکنڈ میں آ بھی گیا۔

"تمہارا سینس آف ہیومر بھی بڑھتا جا رہا ہے تم ضرور بزنس کی دنیا میں تہلکہ مچا دو گی۔ مجھے کہنے دو چند سالوں بعد میں تمہیں میری کرسی پر بیٹھا دیکھ رہا ہوں۔"

اس کا لمبا سا ہاہاہا۔۔۔آیا تھا ساتھ میں ہنسی سے لوٹ پوٹ ایموجی بھی۔

"تم جیسے ذہین بندے کے ساتھ وقت گزارنے کا نتیجہ ہے یہ، تمہارا شکریہ مجھے اتنا بڑا خراج دینے کا ویسے کیا پاکستان کا چاند مشرق سے نکلا ہے؟ تمہارے جواب بدلے بدلے سے ہیں۔"

المیر نے بھی ہاہا لکھا۔

"نہیں ایسا سانحہ ابھی یہاں نہیں ہوا، شکریہ کیلئے شکریہ۔"

اس کی فوراً کال آگئی۔المیر نے سیل فون کان سے لگایا۔

"ضرور کچھ گڑبڑ ہے تم نے کیا کھالیا ہے جو اس طرح کی باتیں کر رہے ہو مجھے یقین نہیں آرہا میں تمہارے امم، ہمم، ہوں، اچھا، اوکے، یس، یپ، نوپ کو مس کرنے لگی ہوں اتنی لمبی لمبی باتیں تم کب سے کرنے لگے ہو۔"

وہ اس کی بات پر مسکرایا تھا مسکان قدرتی تھی۔دور کھڑی وشمہ پر اس کی نگاہ پڑی فوراً سر جھٹک کر اس نے خود پر نقب لگایا۔

"کیا واقعی ایسا ہے میں لمبی باتیں کرنے لگا ہوں ویسے میں بزنس کرتا ہوں بولنا ہی میرا کام ہے تمہیں ہی چینج لگ رہا ہے ورنہ ایسی کوئی بات نہیں۔"

زویا نے روما کے چاند کو کھڑکی میں کھڑے ہوتے ہوئے چمکتے پانی میں ڈوبتے دیکھا۔ پورا چاند تھا آدھا پانی میں جا لگا تھا۔ اس کی چاندنی پانی سمیت پورے عالم کو منور کیے ہوئے تھی۔ وہ ان روشنیوں کو آنکھوں میں رکھتی کہہ رہی تھی۔

"ہو سکتا ہے یہ بات سچ ہو لیکن تم ایک بات یاد رکھنا کسی کا دل صرف تمہارے نام پر دھڑکتا ہے۔ تمہیں بدلنا ہے تو صرف اس کے لئے جو ہمیشہ سے تمہیں بدلنا چاہتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

المیر نے خالی دل سے کال ڈسکنیکٹ کی۔ زویا کی پھر سے کال آ رہی تھی لیکن اس نے بزی کر دی. اس کا دل برا ہو چکا تھا۔ وہ ٹیوٹر آن کر کے بیٹھ گیا پھر کچھ دیر بعد اس نے نگاہ اٹھائی اور فون سیل سائیڈ پر رکھ دیا وجہ وشمہ کا اس کے پاس آنا تھا۔ اس کے ساتھ ماہم بھی تھی دونوں اسے وش کر رہی تھیں لیکن ایسا کرتے ان کے

چہرے کچھ خاص تاثر نہیں دے رہے تھے۔اس نے وشمہ کو روک لیا یہ بھی غیر ارادی طور پر تھا۔

"ماہم کی تو سمجھ آتی ہے لیکن آپ کو کیا ہوا ہے جو یوں منہ لٹکا ہوا ہے کیا آپ اس جیت سے خوش نہیں یا کچھ اور معاملہ ہے۔"

"ہیں تو سائیکو ہی نا اپنے جیسا ہی سوال پوچھیں گے۔" وشمہ نے اسے دل میں خوب سنا کر چہرے کو مسکراہٹ میں ڈھالا۔

"شاید میں واقعی اس جیت سے خوش نہیں ہوں ہو سکتا ہے میں وہ جاسوس ہوں جس کی آپ کو تلاش ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ خاموشی و سنجیدگی سے اسے دیکھتا گیا پس منظر میں اس کا پورا اسٹاف یہاں وہاں گھوم رہا تھا۔آرکیسٹرا کی لے پر جھوم رہا تھا۔اس کامیابی کا جشن منا رہا تھا جو کل عید میں ڈھلنے والی تھی۔

"آپ کی زبان کچھ زیادہ نہیں چلتی ویل آپ کی بات پر غور کیا جاتا اگر یہ مسئلہ پرانا

نہ ہوتا۔"

وشمہ نے شانے اچکا دیے۔

"عروسہ بھی یہی کہتی ہے لیکن مجھے اس پر اختیار نہیں کچھ چیزوں پر اختیار نہ ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔"

وہ اسے غور سے اسے دیکھتا رہا۔ایک وہی لڑکی تھی جو دو بدو اس سے بات کر لیا کرتی تھی باقی تو کسی کی جرات بھی نہیں تھی اس کے سامنے دو منٹ بھی کھڑے ہونے کی۔

"ہو سکتا ہے آپ کی بات درست ہو اور میں عروسہ سے اکتفا کرتا ہوں ٹھیک ہے آپ پارٹی انجوائے کر سکتی ہیں۔"

"سڑو میں کونسا آپ سے بات کرنے کے لیے مری جا رہی ہوں برف کی دکان۔"

وہ برے برے منہ بناتی وہاں سے گئی تھی۔المیر نے اس کے جاتے ہی گہری سانس لی اور زویا کے میسیجز پڑھنے لگا جو اس نے اس دوران اگنور کر دیے تھے۔

آج سنڈے تھا۔ موسم خوشگوار تھا۔ ہوا اپنے جوبن پر تھی۔ سورج پھیکا سا کھڑا تھا بارش کا گماں تھا اور دل پریشان۔

ورک آؤٹ کرنے کے بعد وہ فریش سا لان میں بیٹھا تھا۔ اس کے بالکل سامنے خیام تھا اور چھوٹی سی میز پر دو کپ کافی اور ایک چائے کا پڑا ہوا تھا۔ وہ دونوں خاموش نہیں تھے بات کر رہے تھے۔ موضوع خیام کی شادی تھا۔ المیر کی آواز اس بڑے سارے سبزے سے ڈھکے لان میں گونج رہی تھی۔ اس کی پشت پر نیلے پانیوں والا سوئمنگ پل تھا اور آنکھوں کے سامنے خیام کے پیچھے ڈھیر سارے درخت۔ اس اچھے سے ویو میں اس کی بری سی اکتائی ہوئی آواز گونج رہی تھی۔ درختوں نے کان لگایا تو انہیں سننے میں آسانی ہوئی۔ وہ خیام سے کہہ رہا تھا۔

"مجھے بتاؤ کیا تم کسی اور میں دلچسپی رکھتے ہو؟ میں نہیں چاہتا مریم کا دل دکھے یہ سب میری برداشت سے باہر ہو گا۔"

وہ اس موضوع سے ناک تک عاجز آ گیا تھا ابھی زویا سے بھی اتنا لمبا لیکچر سن کر بیٹھا تھا اور اب المیر شروع ہو گیا تھا۔اس نے چائے کو حلق سے نیچے جانے دیا اور کمال مہارت سے بات کو بدلا۔

"تمہیں یاد ہے ناشوٹنگ آج ہے کیا تم نے سب کو الرٹ کر لیا ہے؟"

المیر نے سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھا اور اپنی سابقہ بات جاری رکھی۔

"نیکسٹ منتھ مریم کی واپسی ہے اور وہ چاہتی ہے جو رشتہ بڑے بچپن میں طے کر چکے ہیں اس کو نام دیا جائے۔"

المیر کی ہٹ دھرمی پر اس نے کپ پرچ میں رکھا۔وہ جانتا تھا کا المیر پسند نہ ہونے کے باوجود اگر یہ بات خود کے منہ سے بار بار کر رہا ہے تو کون ہے جو اسے ایسا کرن پر مجبور کر رہا ہے؟کون ہے جو اس کی عزت نفس کچلنے کی ہر لمحہ ترغیب لگاتا رہتا ہے؟کون ہے جسے المیر کو جھکانے میں مزا آتا ہے اور وہ کسی لچکیلی ٹہنی کی طرح زمین بوس ہوا جاتا ہے۔

"مریم یقیناً اچھی لڑکی ہے لیکن میں اتنا اچھا نہیں ہوں کہ اس کے معیار پر پورا اتر سکوں اور تم کٹھ پتلی بننا بند کرو۔ یہ جو تمہارے آس پاس بہت سارے نادیدہ سے دھاگے ہیں نا جو تمہیں لکڑی کے گڈے کی طرح نچاتے پھرتے ہیں انہیں کاٹ دو۔ میری بات پر غور کرو المیر نہیں تو ایک دن تم توڑ دیے جاؤ گے وہ بھی ایسے کہ جڑنے میں صدیاں بیت جائیں گی پھر بھی نامکمل ہی رہو گے۔"

المیر نے ضبط سے اپنے لب بھینچے۔

"مجھے نہیں پتا تم کیا کہہ رہے ہو لیکن مریم کی بات میں خود کر رہا ہوں۔ وہ میری بہن ہے۔ مجھے اس کی فکر ہے اور کیا میں تمہاری بات سے یہ سمجھوں کہ تم اس رشتے سے انکاری ہو۔"

اس نے جذبات سے عاری بندے کو کسی روبوٹ کی طرح بولتے دیکھا تو تاسف کو خود پر چڑھنے سے روک نہ پایا۔

"یعنی پھر مجھے دل سے انکاری ہو جانا چاہیے؟"

یہ ایک جملہ تھا جس نے بات ختم کر دی تھی۔المیر کتنی ہی سعاتیں اسے دیکھتا رہا سوچتا رہا کیا ایسا بھی ممکن تھا؟ یہ بھی ہونا تھا۔کیا واقعی اب اس کا اور مریم کا رشتہ ختم؟اور اگر مریم نے یہ جان لیا تو اس کا کیا رد عمل ہو گا؟ کیا اس کے دل کو بھی روگ لگا ہے اگر ہاں تو معاملہ شدید پیچیدہ ہونے والا ہے۔

"میں تمہارے دل کی سلامتی کی دعا کرونگا لیکن مرد کا دل جلد بدل جاتا ہے۔وہ جلد بھول جاتا ہے اسے بس دوسری طرف توجہ لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔"

استہزا کی ایک بڑی لکیر خیام کے چہرے پر پھیلی۔وہ کہنا چاہتا تھا"اچھا واقعی ایسا ہے؟ اگر ہاں تو پھر تم اُنہیں اب تک کیوں نہیں بھولے جس سے نفرت کے دعوے تم کھلے عام کرتے پھرتے ہو اور اس سے منہ کیوں نہیں موڑ پائے جس کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ تم سے نفرت کرتی ہیں۔"

لیکن اس نے نہیں کہا۔وہ ایسا کہہ کر المیر دل کو دکھ نہیں پہنچانا چاہتا تھا لیکن المیر کے دل کو دکھ پہنچ گیا۔اس نے وہ تمام سن لیا جو خیام سوچ رہا تھا۔

بعض اوقات سب کچھ جان لینے کے بعد بھی انجان بننا بہتر ہوتا ہے کیونکہ جب حقیقت کے تلخ اوراق کھلتے ہیں تو شدید تکلیف چھوڑ جاتے ہیں فی الحال وہ کسی بھی تکلیف کو جھیلنے کا متحمل نہیں تھا۔دکھ کو برداشت کرنے کی اس میں سکت نہیں تھی کیونکہ اس نے موو آن کرنے کا سوچ لیا تھا۔

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک ہو لیکن میں دیکھوں گا،اگر دوبارہ مریم یہ بات کہے تو اسے کہنا مجھ سے ڈائریکٹ بات کرے میں ہینڈل کر لوں گا۔"

اس نے کافی کو ختم کر لیا تھا۔تاثرات چھپانے میں ماہر المیر رائے اس بار بھی فتح یاب ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور میں امید کرتا ہوں یہ سب مریم کے حق میں جائے گا لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم میرے سامنے بیٹھے اتنے پرانے رشتے سے انکاری ہو کیا یہ زیادتی نہیں۔"

المیر کی بات پر اس نے کڑوا گھونٹ پیا،سہانہ موسم آپ ہی آپ برا لگا۔وہ کڑوے انداز میں بولا۔

"اگر تمہیں یہ زیادتی لگ رہی ہے تو بہت افسوس کی بات ہے۔کیا تم بھی اس بات پر اکتفا کرو گے کہ تمہاری صرف زبانی کلامی بات کی جائے وہ بھی اس عمر میں جس میں آپ ان سب سے بے خبر ہوں اور پھر اس بات کو ایسے فراموش کر دیا جائے جیسے وہ تو کبھی ہوئی ہی نہیں تھی اور پھر چند سال گزریں اور تمہیں یاد کرا دیا جائے کہ اوہ ہاں کیا تم بھول گئے دادا نے مرتے سمے کہا تھا کہ وہ ننھی گڑیا جو ابھی ابھی پیدا ہوئی ہے وہ آج سے تمہاری ذمہ داری ہے۔میں ضرور اسے اپنی ذمہ داری مانتا اگر بچپن سے یہ بات میرے یا مریم کے کان میں ڈالی جاتی۔وقت کے ہندسے گزرتے ہی بالغ ہونے کے بہت بہت بعد تب جب آپ اپنا دل گنوا بیٹھتے ہو آپ کو بتا دیا جاتا ہے کہ آپ کسی اور سے منسوب ہو یہ سراسر زیادتی نہیں ہے کسی کے بھی ساتھ,اور پھر بھی تم مجھ پر افسوس کر رہے ہو،واؤ۔"

اس کا انداز غصیلہ تھا۔واقعی یہ بات ٹھیک نہیں تھی لیکن وہ کیسے اس سے اکتفا کرتا جبکہ دوسری سائیڈ پر اس کی بہن تھی۔خیام کا دل بھرا نہیں تھا وہ مزید کہہ رہا تھا۔

"تمہاری موم چاہتی ہی نہیں تھیں انہیں بالکل بھی پسند نہیں تھا کہ میں مریم کا شوہر بنوں۔ان کا لاڈلا بھانجا جب منہ موڑ کر گیا تو اچانک سے انہیں میں یاد آ گیا۔کیا بات ہے ان کی۔"

المیر کے ماتھے پر تیوری ابھری۔

"تم بھول رہے ہو کہ کس کے سامنے بیٹھ کر کس کی بات کر رہے ہو اور رہی بات مریم کی تو اسے آصف کبھی بھی پسند نہیں تھا وہ تو شروع سے تمہیں لائک کرتی ہے۔"

خیام نے ایسی استہزائیہ مسکان لبوں پر سجائی جیسے کہہ رہا ہو مجھے تو پتا نہیں نا کیا سچ ہے کیا جھوٹ۔

"تم بھی بھول رہے ہو وہ تمہاری سگی ماں ہے اور نہ ہی سگی بہن اور نہ ہی تم ان کے جگرے دونوں کا چہیتا تو نور وز ہے۔آنکھیں کھولو اور اپنا راستہ صاف کرو۔دنیا کو خود کی نظر سے دیکھو اور کنارہ کشی اختیار کر لو۔جو مطلبی اور خود غرض ہوتے ہیں نا

ان سے پیٹھ موڑنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ سنبھل جاؤ ابھی بھی وقت ہے پھر نہ کہنا میں نے وارن نہیں کیا۔"

اس کے ہر لفظ پر المیر کی کنپٹی میں خون تیزی سے گردش کر رہا تھا۔اس نے بہت تحمل سے خود کو کول ڈاؤن کیا اور جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کر پول سائیڈ پر جانے لگا۔

"یونو مالو یو سو مچ، تمہارے بغیر بالکل بھی نہیں رہ سکتیں۔وعدہ کرو مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گے ہمیشہ میرے ساتھ رہو گے۔میں چاہتی ہوں ہم دونوں جنت میں ساتھ واک کریں۔کیا تم وہاں میرے ساتھ ہو گے؟"

اس کے قدم جارحانہ تھے منزل انجان۔خیام نے دکھے دل کے ساتھ اسے جاتے دیکھا لیکن پیچھے نہیں گیا۔وہ چاہتا تھا اب المیر حقیقت کو قبول کر لے۔اپنے دردوں پر کڑھنا چھوڑ دے۔خاموشی کا جو چولہ اس نے پہنا ہے وہ اتار پھینکے۔ان تکلیف دہ یادوں سے چھٹکارہ حاصل کر لے جو اس کی مسکراہٹ چرا کر لے گئی ہیں۔اسے اب

خود جینا چاہیے اور جینے کیلئے اسے خود پر چھائے تمام ساؤں سے نکل کر خود کو روشنی میں لے آنا چاہیے جو اسے منور کرنے کیلئے بے چین ہیں۔

موسم خوشگوار تھا۔ پہاڑی علاقے میں ٹھنڈی میٹھی ہوائیں چل رہی تھیں۔ دور بادلوں کی اوٹ میں برستی بارش کے تھمنے کے بعد آسمان پر رنگ برنگی لائنیں بن چکی تھیں۔ پرندے غول در غول یہاں وہاں اڑ رہے تھے اور بڑے عام سے انداز میں نیچے ہوتا ہے وہ سب دیکھ رہے تھے جو اکثر و بیشتر انہیں دیکھنے کو ملتا تھا۔ سیٹ لگ چکا تھا۔ ماڈل تیار تھی۔ بیوٹیشنز اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگانے کے لیے اور محنت کر رہے تھے۔ رنگ برنگی چھتریوں اور کھلے آسمان کے نیچے وہ سب چھوٹی سکرینوں کے آگے بیٹھے تھے۔ دو سیٹ تھے اور ساتھ ساتھ اٹیچ تھے جن پر ماڈل نے واک کرنی تھی۔ اپنے بیڈ روم سے اس نے جنت کی طرز کی جگہ پر جانا تھا اور پھر وہاں سے پریوں کی سیڑھیوں پر خود کو چلانا تھا۔

ڈائریکٹر نے کیس ٹیک ون کا اشارہ دیا۔

ٹراؤزر شرٹ میں کسمسا کر اٹھی ماڈل نے جونہی خود پر پرفیوم کا چھڑکاؤ کیا, آنکھ بند کر کے کھلنے پر اس نے خود کو جنت کی طرز کی جگہ پر پایا۔ وشمہ نے اس کے دوسرے سیٹ پر آتے ہی ماہم کے ساتھ مل کر اس پر گلابی پھولوں کی بوچھاڑ کر دی۔ ایک اور نے آسمان کی طرز کی چھت پر سے روئی کے گالے چھوڑے۔ اس کے ساتھ ہی مصنوعی دھواں چہار جانب چھانے لگا۔ وہ زمین کو چھوتی سرمئی پھولوں، بیلوں سے سجی پوشاک میں سر پر فلاور کراؤن سجائے ایک ادا سے سر جھکاتی گلاب کو چھو رہی تھی۔ بند گلاب کھلتا ہے اور اس میں سے چھوٹی پرفیوم کی شیشی نکلتی ہے۔ وہ دوبارہ سے اس کا چھڑکاؤ اپنی گردن پر کرتی ہے اور جنت میں اترتی سیڑھیوں پر چڑھنے لگتی ہے۔ ایسا کرنے سے اس کی فراک پوری کی پوری پھیل جاتی ہے اور اس پر ستارے جگمگانے لگتے ہیں۔ اس ماڈل نے ناز سے مڑ کر پرفیوم کا نام لیا اور واپس ماورائی دنیا میں جانے لگی۔ ڈائریکٹر نے اوکے کا اشارہ دیا اور یوں شوٹنگ مکمل

ہوئی۔

یہ پندرہ سیکنڈ سے بھی کم کے ایڈ نے ان کے چکر لگا دیے تھے۔انہیں صبح سے دوپہر ہو گئی تھی۔ بار بار دیکھ کر تسلی کر کے سیٹ کو پیک کرنے کا حکم دیتا وہ پُرامید نگاہوں سے اس شاندار ایڈ کو دیکھ رہا تھا۔اسے امید تھی یہ چلے گا،لالی پاپ والے ایڈ کی طرح فلاپ نہیں ہو گا۔وہ اپنے دوست ڈائریکٹر کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔خود کی تسلی کروا رہا تھا جب اس کی نظر سندس پر پڑی۔وہ شال کو زور زور سے جھٹک کر اٹھا رہی تھی۔ پھولوں کو سائیڈ پر لگاتی وشمہ کو شال زور سے لگی تھی۔وہ وہیں سے چلائی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے بتاؤ کیا تمہارے ہاتھ ادھار کے ہیں یا تم ان کی مالک نہیں یا پھر یہ ذاتی عناد ہے جس کے سبب تم مجھے زخمی کرنے کے درپے ہو دیکھو میرے منہ پر نشان بھی پڑ گیا ہو گا یقیناً۔"

سندس وہیں سے ہنسی تھی۔اس کی ہنسی شرارتی تھی تو ثابت ہوا کہ وہ جان بوجھ کر

اس پر نشانہ تانے ہوئے تھی۔

"مجھے یقین کر لینے دو کہ یہ تم کہہ رہی ہو جو خود کو آئرن لیڈی ثابت کرنے کی جی جان کو شش کرتی ہے۔کیا واقعی سنو وائٹ تم زخمی ہو گئی؟"

وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر نزاکت سے کہہ رہی تھی۔اس کا انداز مکمل طور پر اس کا مذاق اڑانے والا تھا۔وشمہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"آئرن لیڈی نہیں لیکن خود کو اتنا مضبوط ضرور ظاہر کرتی ہوں کہ میری کسی بھی چیز سے کوئی مجھے کمزور یا بزدل نہ سمجھے اور میں سوچتی ہوں کم از کم ہر لڑکی کو تو ایسا ہونا ہی چاہیے کہ وہ کسی کو بھی پچھاڑنے کی ہمت رکھتی ہو اور اس میں حوصلے ماؤنٹ ایورسٹ جتنا ہو چلو اتنا اوپر نہیں جاتے کے۔ٹو ٹھیک ہے لیکن جانتی ہو اس سوچ کی پہلی فرصت پر تم آتی ہو مس نازک انہدام۔"

المیر نے اس سے نگاہیں ہٹائیں ساتھ میں کان بھی،اس کی آنکھیں اور کان کچھ اور سوچنے اور دیکھنے لگے تھے۔وہ سوچ یہ تھی۔

"تمہاری ماں حوصلہ مند خاتون تھی۔وہ کہتی تھی کہ اس کے پاس ماؤنٹ ایورسٹ جتنا حوصلہ ہے وہ شراکت برداشت کرلے گی لیکن وہ جھوٹی نکلی۔"

ڈائریکٹر جس کا نام ریحان تھا اس نے اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا۔

"تم کہاں گم ہو؟ کیا اس کے ساتھ جنت میں اتر گئے وہ واقعی حور لگتی ہے۔"

اس نے نک سک سی پری نما ماڈل کی جانب اشارہ کر کے کہا جو اپنی سیلفیز بنانے میں مگن تھی. المیر نے ریحان کو دیکھا پھر اس کی بات کو اگنور کرنا مناسب جانا وہ خیام کے پاس اٹھ کر آیا جو عروسہ کے ساتھ کچھ ڈسکس کرنے میں مصروف تھا۔ عروسہ المیر کو دیکھ کر مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"جیت ہماری ہے نہ ہی ایڈ کا تھیم لیک ہوا اور نہ ہی ماڈل بکی، یہ ہمارا پروجیکٹ ہے اور اب یہ کامیاب ہے۔"

عروسہ کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔المیر نے مصنوعی مسکان سجا کر اثبات میں سر ہلایا۔اس کی مصنوعی مسکان ایسی ہوتی تھی جیسے وہ دوسرے پر نہ جانے کتنا احسان

عظیم کر کے لبوں کو کھینچ رہا ہے۔ عروسہ اس کی پھیکی, خشک مسکان پر اپنا جوش نیچے گرتے ہوئے دیکھنے لگی۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن ہمیں محتاط رہنا چاہیئے اس کامیابی پر خوش ہو کر کھوج کو بھول جانا یا ان سانحات کو فراموش کر دینا جنہوں نے ہمیں نقصان پہنچایا تھا بیوقوفی کی بات ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ اب بھی اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھیں۔"

یہ نصیحت تھی جو اس خوشی کے بدلے اسے المیر سے ملی تھی۔ وہ اثبات میں سر ہلا کر ان سے ایکسکیوز کر کے وشمہ کو ڈھونڈنے نکلی تھی جو ایک طرف اذان کے ساتھ کام میں بزی تھی. عروسہ کو اپنی طرف آتا دیکھ وہ اس کی سمت بڑھ رہی تھی۔

"کتنا پرفسوں سیٹ بنایا تھا آرگنائزر نے ایسا لگ رہا تھا واقعی جنت ہو ماڈل خوش نصیب ہے جو ان سیڑھیوں پر چڑھ پائی ایک دن میں نے بھی ان پر چلنا ہے۔"

عروسہ اس کی بات پر ہنسی تھی اس کی طرح اس کی مسکان بھی قاتلانہ تھی۔

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو جتنا گڑ ڈالو اتنا میٹھا ملتا ہے۔ مسٹر رام چند اچھے خاصے رتبے والے ہیں اپنی حیثیت کے مطابق ہی کام کروایا مجھے لگتا ہے یہ ایڈ سارے ریکارڈ بریک کرے گا ان شااللہ۔"

وہ دور کھڑی رام چند کے مینجر کو دیکھ کر کہہ رہی تھی جو سارا وقت ان کے ساتھ رہا تھا اور اب المیر اور خیام کو جوائن کر چکا تھا۔

"ان شاءاللہ ایسا ہی ہو گا اچھا سنو! گھر کب چلنا ہے؟ مجھے زوروں کی بھوک لگی ہے اور نیند بھی آ رہی ہے ان لوگوں کا تو لگتا ہے یہیں پڑاؤ کرنے کا ارادہ ہے۔"

اس نے ڈھلتے سورج کے نیچے کھڑے ہو کر کہا۔ سورج کی زرد روشنی میں اس کا رنگ اور دمک رہا تھا۔ سنہری گندم کی بالیوں جیسی رنگت کی لڑکی اس وقت اکتائی ہوئی کھڑی تھی۔ تھکاوٹ اس کے روم روم سے عیاں تھی۔

"کیا تمہیں نہیں پتا آج کا ہمارا ڈنر باہر ہے۔ پیک اپ کے بعد ہم یہیں کھلے آسمان کے نیچے ڈنر کریں گے ڈھیر ساری باتیں ہوں گی اور خوب گپ شپ بھی۔"

وہ ایکسائٹڈ سی کہہ رہی تھی۔وشمہ کو اپنی نیند پیاری تھی۔اس نے اتنی ساری عوام کو دیکھا اور عروسہ کو چھوڑا ذان کی طرف آئی۔

"کیا تم گھر جانے والے ہو یا یہیں ان سب کے ساتھ وقت بتانے والے ہو؟"

وہ مصنوعی دھوئیں کی مشین کو اٹھوانے میں مدد دے رہا تھا۔اٹھوا چکنے کے بعد جیسے ہی اس نے ہاتھ صاف کئے وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

"میں یقیناً گھر جاؤں گا مجھے ان بور لوگوں کی بور کمپنی میں بیٹھنے کا قطعی شوق نہیں اوپر سے المیر سر بھی سامنے ہوں گے بندہ کچھ بول ہی نہ پائے یوں بھی جب سے ان لوگوں نے شک کیا ہے میرا چڑیا سا دل ٹوٹ کر رہ گیا ہے اس لیے مجھے انہیں جوائن نہیں کرنا۔ہر کسی کی اپنی مرضی ہوتی ہے وہ ڈنر باکس لے کر گھر بھی جا سکتا ہے۔"

وشمہ کی آنکھیں خوشی سے چمکیں۔

"کیا ایسا ہے اگر ہاں تو چلو ہم اپنے باکس لے کر چلتے ہیں۔مجھے بھی ان کھڑوس برف کے گولے کے سامنے نہیں بیٹھنا جو دیکھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے اسکین کر

رہے ہوں. بندہ اپنے آپ میں ہی ڈر جائے کہ یار اب کون سی غلطی ہم سے سرزد ہو گئی ہے جو یہ ہمیں یوں کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے ہیں واللہ میں نے آج تک اپنی لائف میں ان جیسا خشک، سرد اور اکھڑ انسان نہیں دیکھا یہ کیا تم آئی بروکو جھٹکے دے رہے ہو۔"

وہ اس کے بار بار آئی بروز کو جھٹکنے پر بولی تھی. اذان کا رنگ بدلا, اس کا سانس تیز تر ہوا اور وہ وہاں سے راکٹ کی سپیڈ میں نکل گیا۔ وشمہ کی سمجھ میں ساری بات آ گئی اس کے دل نے رفتار پکڑی، آنکھیں میچ کر وہ پھیکے چہرے کے ساتھ مڑی تھی۔ برف کا گولا عین اس کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ ہاتھ سینے پر بندھے تھے، چہرہ پتھر کی طرح بالکل سپاٹ اور آنکھیں کسی بھی تاثر سے خالی اس سے زیادہ خالی اور ہنٹر کی طرح اس کی آواز تھی جو کہ یہ تھی۔

"میرا دل کہہ رہا ہے کہ میں آپ پر ترس کھاؤں آپ کو شدید قسم کی اچھی تربیت کی ضرورت ہے نہیں تو وہ کلاسز تو آپ کو ضرور لینی چاہیے جن میں آپ اخلاقی

باتیں سیکھ سکیں۔"

وشمہ کی گردن کی ہڈی اوپر نیچے ہوئی تھی اس نے پھنسی آواز کے ساتھ کہا۔

"یعنی، میں تو بس یونہی۔؟"

المیر نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے یہ جان کر بھی افسوس ہو رہا ہے کہ آپ "معذرت" لفظ سے بھی واقف نہیں آپ کو واقعی ایک اچھے اخلاقی ٹیوٹر کی ضرورت ہے۔"

اس پر گھڑوں پانی پڑا ساتھ میں غصہ بھی آیا کہ وہ کیوں اس کی باتیں سن رہی ہے لیکن غلطی اس کی تھی تو سننا بھی اسے ہی تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایم سوری لیکن آپ تربیت کا کہہ کر میری امی کی انسلٹ نہیں کر سکتے۔"

المیر نے گہری سانس چھوڑ کر اسے دیکھا جس کے ماتھے پر ایک سلوٹ بھی نہیں تھی پھر بھی وہ غصہ اور بے بسی چھلکا رہی تھی۔

"کسی کی اتنی جرات نہیں کہ وہ کسی کی امی کی انسلٹ کریں آپ کو ایسا لگا تو رئیلی

ویری سوری لیکن کیا آپ نے اپنے لفظوں پر غور کیا؟اپنا لہجہ دیکھا اور کیا آپ نے ماحول دیکھا جہاں آپ اپنے نادر خیالات بیان کر رہی تھیں۔آپ سیدھے سیدھے لوگوں کو ہمت دے رہی ہیں کہ وہ میری عزت کرنا چھوڑ دیں،ایسا ہی نا؟"

وشمہ نے جھٹ نفی میں سر ہلایا۔آسمان پر دھنک رنگ منتشر ہونے لگے تھے۔ پرندے اب ندارد تھے ہاں سفید روئی کے پھاہے سے جا بجا پھیلے تھے۔وہ اس نیلے سمندر سے آسمان کے نیچے کھڑا قطعی غصہ نہیں تھا ہاں اسے برا ضرور لگ رہا تھا جس کا وہ اظہار برملا کر رہا تھا۔

"میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا یقین کریں وہ تو بس ایسے ہی۔"

اس نے منمناتے ہوئے اس ٹھنڈے بندے کو دیکھا جس کی بھوری آنکھیں اتنی ہی خالی تھیں جتنی یہ دور تک پھیلی گھاٹیاں،المیر مڑ گیا لیکن اس کے چمکتے شوز میں مقید پاؤں کو دو قدم آگے جا کر رکنا پڑا وجہ وشمہ کا سوال تھا۔

"آپ مجھے نکالیں گے تو نہیں نا؟"

المیر نے مڑ کر اسے دیکھا۔ ویران آنکھوں میں یکدم کوئی پرندہ پر مار کر اڑنے لگا تھا۔

"نہیں میں ابھی مزید اور کچھ جاننا چاہتا ہوں وہ جو آپ کے دل میں میرے لئے ہے۔"

اس نے کہا کچھ اور تھا اور وہ سمجھ کچھ اور گئی۔ خود پر لعنت ملامت کرتی وہ اذان کو ڈھونڈنے گئی تھی کہ اسے اس کے ساتھ جانا تھا۔

دن چڑھتے ہی قائد اعظم کا قول اپنا ناپڑا کام، کام، کام اور بس کام۔ وہ جو پہلے سے ہی مشین تھا چار، پانچ میٹنگز بھگتا کر مزید دو کی تیاری کر کے اچھے کی امید رکھے ہوئے تھا۔ پچھلے تین سالوں سے اس کے آفس میں گھسے مخالف پارٹی کے جاسوسوں نے اس کی راتوں کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں۔ کتنے ہی پروجیکٹس ہاتھ سے گئے تھے اور کتنے ہی ملے تو فلاپ ہو گئے اور جن کی تیاری مکمل تھی وہ آل ریڈی کوئی دوسری کمپنی بنا کر کھڑی ہو جاتی تھی۔ وہ ان تین سالوں میں شدید خسارے میں

رہا تھا۔ایک پل کو تو اس کا دل چاہا تھا وہ اس کمپنی کو ہی بند کر دے مگر زویا اور خیام کے "پش" نے ان کی تسلیوں نے اسے آگے بڑھنے کی ہمت دی۔ڈیڈ کے وہ الفاظ یاد آئے جن میں اس کے لیے کم ہمتی تھی۔وہ کہا کرتے تھے۔

"مجھے افسوس ہے کہ میرا بڑا بیٹا ناکارہ ہے اور میں خوشی محسوس کرتا ہوں جب میں نوروز کو آگے وقتوں میں جانا مانا بزنس مین دیکھ رہا ہوں کاش المیر بھی کسی لائق ہوتا۔"

اور بس یہیں وہ خود میں قوت پیدا کرتا جو اسے کچھ کر گزرنے کی اور دھکیل دیتی۔

وہ ابھی گریجوئیٹ کے آخری سال میں ہی تھا جب اس نے خیام کے ساتھ مل کر یہ کمپنی کھول لی۔موم نے اسے بہت ڈرایا تھا۔منع کیا تھا۔زمانے کی چالاکیوں سے آگاہ کیا تھا کہ وہ اسے لوٹ کھائیں گے وہ تباہ ہو جائے گا اور پھر جب اس کا بزنس ناکام ہو گا تو ڈیڈ اسے دوبارہ ناکارہ کہیں گے اور وہ تو المیر کے لیے ناکارہ لفظ برداشت ہی نہیں کر سکتیں کیونکہ انہیں المیر سے پیار جو ہے لیکن اس نے اس بار تھوڑی

گستاخی کی،ان کی بات نہیں سنی اور یہی پاکستان میں ہی اپنی ایڈورٹائزنگ کمپنی کھول لی۔چنانچہ وہ کم پیمانے پر کھلی تھی لیکن خیام اور المیر کی محنت سے وہ دن دگنی رات چگنی ترقی کرنے لگی ساتھ میں پھر زویا نے بھی اپنا حصہ ڈالا اور یوں یہ کمپنی بھاگنے لگی تھی۔اس کامیابی کی سیڑھیاں چڑھتی کمپنی کو جانے کس کی حرص زدہ نظر لگی تھی کہ وہ پچھلے تین سالوں سے ڈوبنے کے دہانے پر آگئی۔ان تین سالوں کے دوران اس نے جی توڑ اس جاسوس کو ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ایک ایک کو شک اور شک کی تصدیق پر نکالا بھی لیکن پھر وہی کچھ شروع ہونے لگا۔اب جب اتنے عرصے بعد پھر سب ٹھیک ہونے جا رہا تھا تو وہ محتاط سا اپنے کام سرانجام دے رہا تھا اور سب پر عقاب سی نظر بھی رکھے ہوئے تھا۔

"سر ہمارا ایڈ آن ائر ہو چکا ہے اور ٹی آر پی بھی اچھی آ رہی ہے۔یہ واقعی سپر ہٹ ہے اس کے بعد دوبارہ ہمارے پاس ایڈز کی لائن لگ جانی ہے۔"

سندس نے اپنے ازلی مصنوعی مسکان کو ترک کر کے اس بار دل سے کہا۔

"ان شاءاللہ مس سندس میں چاہتا ہوں اللہ اسی طرح ہم پر مہربان رہے اچھا اگر آپ نے یزدانی والی فائل کو ریڈ آؤٹ کر لیا ہے تو مجھے لا دیں میں اسے میٹنگ سے پہلے ایک بار دیکھنا چاہتا ہوں اور ہاں پلیز ایک کپ کافی بھی لا دیں شدید طلب ہو رہی ہے۔"

وہ اسے جی اچھا کہہ کر باہر آئی تھی باہر وشمہ اور ماہم پراسرار سرگرمی میں مصروف تھے۔وہ اروی کے لیپ ٹاپ پر جھکی تھی. دونوں ہاتھ کمر پر اور ماتھے پر تیوری تھی اور آنکھوں میں کچھ کھوج نکالنے کی چاہ,اروی اس کے پچھلے پانچ منٹ سے اسی طرح کھڑے رہنے پر اکتا گئی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے بتاؤ وشمہ وہ کیا چیز ہے جو تمہیں مل نہیں رہی؟تم مجھے ڈسٹرب کر رہی ہو تمہاری وجہ سے میں کلر کمبینیشن نہیں کر پا رہی۔"

اس کے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نیل پینٹ والا ہاتھ لبوں پر ادا سے رکھے لڑکی کا چہرہ تھا جس کے بیک گراؤنڈ پر اسے مناسب رنگ چوز کر کے فٹ کرنا تھا۔وہ مال روڈ

پر تازہ تازہ خالی ہوئے بل بورڈ کے لیے بینر بنا رہی تھی۔ وشمہ کا اس طرح کھڑے ہونا اسے کوفت میں مبتلا کر رہا تھا اس نے زچ آتے ہوئے کہا تھا۔

"تم مجھے اپنی ہسٹری دکھا سکتی ہوں؟"

اس نے رول توڑتے ہوئے اردو میں کہا جبکہ اروی کو رول عزیز تھے تبھی ان کی پاسداری کرتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔

"کیوں تم اسے کیوں دیکھنا چاہتی ہو؟ دیکھو مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے تم مجھ پر شک کر رہی ہو اگر ایسا ہے تو میں یہ گرم گرم کافی ضرور تمہارے چہرے پر گرانا چاہوں گی تاکہ تمہارے بگڑے ہوئے دماغ کو عقل آئے جان لو میں اس کمپنی میں تین سال پرانی ہوں۔"

وہ یکدم اس کے تیور دیکھ کر پیچھے ہوئی کہ اپنے باس کی طرح مشہور سنکی اروی کہیں واقعی اس کا چہرہ نہ جلا دے۔ اس سے کوئی بعید بھی نہیں تھا لیکن وہ تین سال پر چونکی اس نے سنا تھا کہ تین سال سے یہ کمپنی خسارے کا شکار ہے۔ اس کی آنکھیں

مزید متجسس ہوئیں۔ارلوی نے جنگلی بھینسے کی طرح نتھنے پھلائے اور۔

"وشمہ کی بچی میں تمہیں قتل کر دوں گی۔"

کہہ کر اس نے اپنا کپ فضا میں لہرایا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟"سندس نے کافی مشین سے مگ بھرتے ہوئے پوچھا۔ارلوی کا غصیلا چہرہ اور وشمہ کی کھوجتی نگاہیں اسے سب سمجھ میں آ گیا۔اس نے لبوں پر پھوٹتی ہنسی کا راستہ روکا اور سنجیدگی سے پوچھا۔

"یہ تو آپ اس سے ہی پوچھیں جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے نہیں یہاں آئے ہوئے اور چلی ہے مجھ پر شک کرنے میں بتا رہی ہوں اگر یہ میرے ارد گرد نظر بھی آئی تو میں نے اسے جلا ڈالنا ہے۔"

وہ تیز تیز برٹش لہجے میں بولتی وہاں سے گئی تھی۔وشمہ نے اس کی نقل اتاری سندس سے اپنی ہنسی چھپانا محال ہو گیا۔

"ہو،دیکھو تو کیسے کہہ رہی ہے جیسے بڑی وفادار ہو کمپنی کیلئے مجھے تو پکا یقین ہے یہی

ہے جو انفارمیشن لیک کرتی ہے۔"

رازدارانہ انداز میں وہ اس کے کان میں کھسر پھسر کر رہی تھی۔اس کی آنکھیں شکی بندے کی طرح چندھیائی ہوئی تھی سندس ہنسی۔

"ایسا ہرگز نہیں ہے اس کا ریکارڈ صاف ہے اور اب کوئی بھی انفارمیشن لیک نہیں کر سکتا سب کے سیل فونز اور لیپ ٹاپس انڈر کنٹرول ہیں بگ ہو رہے ہیں۔"

اس بات پر وشمہ کی پوری آنکھیں کھلیں۔

"کیا ہر وقت سیل فون ہیک رہیں گے یا صرف آفس کی حدود تک ویسے یہ کتنی غیر اخلاقی حرکت ہے. سیل فونز کون ہیک کرتا ہے۔"

وہ کافی کا مگ بھر چکی تھی اس کی جانب مڑی۔

"تم ٹھیک ہو لیکن یہ صرف آفس کی حدود تک ہی ہے۔"

وہ آنکھ دباتی جانے لگی تھی جب خیام نے اسے پکارا۔

"سندس میرے کیبن میں آؤ مجھے یزدانی کی فائل کے بارے میں کچھ ڈسکس کرنا

ہے۔"

وہ کہہ کر چلا گیا تھا سندس نے کافی وشمہ کے ہاتھ میں تھمائی۔

"یہ تم المیر سر کو دے آؤ اور کہو یزدانی کی فائل خیام سر کے پاس ہے وہ میں ابھی لے کر آ رہی ہوں۔"

وہ جلدی سے کہتی خیام کے آفس کی جانب بھاگی تھی۔وشمہ متحیر سی وہاں کھڑی رہ گئی۔

"پر میں کیسے؟"

اس نے المیر کے کمرے کی جانب دیکھا پھر ہمت مجتمع کر کے مگ تھامتی اس کے کمرے کی جانب چل دی۔

المیر نیچے جھکا دراز میں سے کچھ نکال رہا تھا سیدھا ہوا تو اسے دیکھ کر معمولی سا تاثر دیا۔"سندس کہاں ہے؟"

"وہ خیام سر کے ساتھ ہیں یزدانی کی فائل کے بارے میں انہیں سندس میم سے کچھ

پوچھنا تھا۔"

اس نے وہی کہا جو اسے کہنے کو کہا گیا تھا المیر نے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے آپ ایک کام کری یہاں بیٹھیں اور ان فائلز کو الفابیٹ کے حساب سے ترتیب دیں۔"

اس نے ڈھیر ساری فائلز کا بنڈل اٹھا کر اسے دیا اور خود آنکھوں پر عینک لگائے سرخ فائل کی ورق گردانی کرنے لگا تھا۔ وہ بہت سنجیدہ تھا جیسے اس کے پاس وقت ہی نہ ہو، ماتھے پر وہی ٹریڈ مارک آن بان شان کے ساتھ موجود تھا۔ وہ برا منہ بناتے ہوئے بیٹھ گئی اپنا کام کیا کم تھا جو وہ دوسروں کا کام بھی کرے، اس نے سندس کو کوسا اور تیزی تیزی ہاتھ چلاتے ہوئے فائلز کو ترتیب دینے لگی۔ المیر اسے کام کرتا دیکھ گھڑی کی جانب دیکھ رہا تھا اس کی اگلی میٹنگ ٹھیک ڈیڑھ گھنٹے بعد تھی وقت کم تھا اور کام زیادہ اس نے انٹر کام اٹھا کر عروسہ کو ٹیم ممبرز کو تیار کرنے کو کہا۔

"ہو گیا۔"

وہ اس کی آواز سن کر چونکا تھا نظر اٹھا کر ایسے حیرت سے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو "کیا واقعی تم سے اتنی جلدی کی توقع تو نہیں تھی۔" آگے جھک کر اس نے بنڈل کو خود کی جانب کھسکایا اور تسلی کرنے کے بعد اسے نیا حکم صادر کیا۔

" صحیح، انہیں ترتیب سے ریک میں لگا دیں اور مجھے ایک گلاس پانی دیں۔"

وشمہ نے اس مہا مصروف آدمی کو دیکھا اور سندس کو سبق سکھانے کی غرض سے سر ہلاتی گلاس میں پانی بھر کر اسے دینے لگی۔ المیر نے سر اٹھائے بغیر اس کے ہاتھ سے گلاس پکڑا اور اسے لبوں سے لگا لیا۔ وہ اب بھاری بنڈل اٹھا کر ریک کی سمت بڑھی اور انہیں ایک ایک کر کے رکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

المیر نے بغیر فریم والے نظر کے گلاسز سے نگاہ اٹھا کر اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"میں نے محبت کی ایک معصوم سی شرارت دیکھی ہے۔ وہ اس کے نزدیک رہنے کے بہانے ڈھونڈتی ہے جو دل کو خود سے بھی پیارا ہونے لگتا ہے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے نا ایک شخص جسے آپ نہ جانتے ہیں نہ پہچانتے، آپ کی پہچان بن جاتا ہے۔

آپ اس سے جانے جاتے ہو اس کا وجود ہی آپ کے لئے کل کائنات بن جاتا ہے اور پھر کتنے ہی دکھ کی بات ہے نا آپ اسی شخص سے خود کو بچاتے پھرتے ہو دل کے آگے قدغن لگا دیتے ہو، جذبات کو بڑھنے نہیں دیتے کیوں؟ کیوں کہ آپ خود کو اس کے قابل نہیں سمجھتے۔"

المیر نے گہری سانس بھر کر اس سے نظریں ہٹائیں یہ وہ راہ نہیں ہے جس پر اسے چلنا ہے نا یہ وہ چاہے جس کا مکمل ہونا طے ہے۔اس کے ادھورے وجود کی طرح اس کی یہ بے ضرر سی خواہش بھی ادھوری رہ جائے گی اسے یقین تھا۔

"کیا تم اسے پسند کرتی ہو؟"

"ہاں میں اسے پسند کرتی ہوں۔"

"یہ پسند کس نوعیت کی ہے یعنی دل کا معاملہ ہے یا انسیت؟"

"یہ دل کی بات ہے۔"

"تو پھر کہہ دو اسے۔"

"نہیں کہہ سکتی۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ مجھے لگتا ہے وہ کسی اور کو پسند کرتا ہے۔"

"کس کو، کیا وہ یہاں ہے؟"

"ہاں۔"

"کون؟"

"وشمہ۔"

www.novelsclubb.com

دونوں کی آوازیں سرگوشی نما تھیں۔ایک میں تجسس جھلکتا تھا تو دوسری میں پریشانی۔وہ دونوں اس وقت آرچیو روم کے باہر بیٹھی تھیں۔لنچ ٹائم تھا تو کوئی روک ٹوک نہ تھی ماہم سندس کے ہلدی رنگ سے متوجہ ہو کر اس کی طرف آئی تھی اور اب اس کا حال دل سن رہی تھی۔وشمہ نام پر ماہم نے اذان کے ساتھ

مسکراتی ہوئی کھڑی لڑکی کو دیکھا اور پھر نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں مجھے نہیں لگتا اذان اسے پسند کرتا ہے یہ معاملہ فقط دوستی تک ہی ہے ان دونوں میں مان بھرا رشتہ ہے تم دیکھ سکتی ہو۔"

سندس نے سر اٹھایا وہ ہاتھوں میں چائے پکڑے کسی بات پر مسکرا رہے تھے۔

سندس کے دیکھنے پر اذان کی نظر وہاں بھٹکی تھی۔پل بھر نظر ڈال کر وہ پھر سے وشمہ کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔

"تمہاری بات درست نکلے اور میرے دل پر رکھا بوجھ سرک جائے کاش ایسا ہی ہو جیسا تم کہہ رہی ہوں لیکن مجھے صاف دکھتا ہے کہ اذان وشمہ میں انٹرسٹڈ ہے۔"

خیام کے پاس جاتا المیرا اس کی بات سن کر رکا غیر ارادی طور پر اس نے خود کو اروی کی میز پر جھکا لیا تھا۔وہ ایک ہاتھ میز پر رکھے اور دوسرے سے میگزین کی ورق گردانی کرنے لگا۔اسے ابھی بھی ان دونوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"ہو سکتا ہے تم اذان میں انٹرسٹڈ ہو اس لیے تمہیں ایسا لگ رہا ہے لیکن جہاں تک

مجھے معلوم ہے وہ دونوں صرف دوست ہیں۔"

سندس اس کی بات پر استہزا سے مسکائی،اس کی مسکراہٹ میں قدیم دکھ تھا۔

"تم نے دیکھا نہیں یا پھر غور نہیں کیا پہلے دن سے ہی اذان کا جھکاؤ اس کی طرف ہے۔وہ جو کہتی ہے وہ کرتا ہے جو چاہتی ہے اسے اذان عمل میں لاتا ہے۔شوٹنگ والے دن کیسے اس نے وشمہ کو رین بو رین بو کہتے مدثر کو پاؤں اڑا کر گرادیا تھا اور پارٹی میں جب وہ الگ تھلگ چپ چاپ بیٹھی تھی تو فقط اسے ہنسانے کی خاطر اس نے ڈانس کرنا شروع کر دیا تھا۔المیر سر کے سامنے بھی اس کی غلطی کو اپنے سر لے کر اسے بچایا تھا اگر ان سب پر غور کرو تو تم کیا نتیجہ اخذ کروں گی؟"

اس کے تو لفظ اداس تھے تھوڑی دور کوئی مجسم اداس کھڑا رہ گیا۔

"اچھا ایسا ہے تو پھر میں اس سے پوچھ لوں گی لیکن کیا اس سب کے بعد تم وشمہ سے دوستی ختم کر دوں گی؟"

ماہم اور وہ ہیلپر تھے جبکہ سندس المیر کی سیکرٹری،وہ ان دونوں سے پوسٹ میں

بڑی تھی اس کا ساتھ معنی رکھتا تھا۔

"میں اتنی کم ظرف نہیں ہوں میں خود کو بہلا لوں گی ہو سکتا ہے اذان وشمہ کے لیے ہی بنا ہو۔"

اس نے سخیوں جیسا ظرف دکھاتے ہوئے حاتم تائی کو بھی مات دے دی۔ماہم اس کے جواب سے حیران ہوئی تھی۔المیرا اپنے آفس کے جانب واپس مڑ گیا۔اس کے اندر سب ویران اور خالی سا لگنے لگا تھا۔خیام کو بتائے بغیر ہی وہ میٹنگ کے لیے نکل گیا۔

"میں تمہارے فیصلے کی عزت کرتی ہوں لیکن ہمیں ایک بار وشمہ سے بات کر لینی چاہیے ہو سکتا ہے کوئی سبیل نکل آئے۔"

سندس نے جیسے پہلے سے ہی ہار مان لی تھی ہاتھ اٹھا لیے۔

"نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں یہ وقت کا ضیاع ہے فقط دل کے زخم کا باعث بنے گا اور کچھ نہیں، میں نہیں چاہتی میری ماما کی طرح میں بھی دل کی بیماری ہو

جاؤں۔"

شانے چکاتی وہ جیسے اس سب سے چھٹکارا پانا چاہتی تھی کون پڑے اس روگِ جاں میں۔

ماہم کو اس کی ماما کی سٹوری نہیں پتا تھی اس نے پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔وہ چپ چاپ بیٹھی رہی اور اب اذان اور وشمہ کو دیکھ رہی تھی جو باتیں کرنے میں حد سے زیادہ مگن تھے۔

"تم نے دیکھا سندس ابھی مجھے دیکھ رہی تھی۔"

وہ دبے دبے جوش سے بول رہا تھا۔وشمہ نے نگاہیں اٹھائیں اور اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"ہاں میں نے دیکھا، تم اس کے دیکھنے سے اتنے بلش کیوں ہو جاتے ہو یقیناً وہ ایسی لڑکی ہے جس سے شرمایا جائے لیکن تمہارے شرمانے میں کچھ گڑ بڑ ہے بتاؤ کیا بات ہے؟"

اذان اس کے کریدنے اور کچھ کچھ درست اندازہ لگانے پر مزید بلش ہوا نفی میں سر ہلایا۔

"ابھی نہیں لیکن صحیح وقت آنے پر بتاؤں گا۔ تمہیں وعدہ کرنا ہوگا تم ہر صورت میری مدد کرو گی آخر کار ہم دوست ہیں۔"

وہ خود کے درست اندازے پر ڈھکے چھپے لفظوں میں تصدیق کی مہر لگائے جانے پر پرجوش سی ہوگئی۔ زوردار انداز میں سر ہلایا۔

"ہاں ہم دوست ہیں اور میں ضرور تمہاری مدد کروں گی اچھا سنو!"

وہ اس کے نزدیک آئی اور کان میں ہولے سے پھسپھسائی۔

"وہ جیلر کہاں گئے ہیں اور کب تک آنے کی امید ہے ان کی؟ کہہ دو کہ آج انہوں نے واپس نہیں آنا ایک گھنٹہ فضول کے کام کروائے مجھ سے قسم سے اب تو کندھے جواب دے رہے ہیں۔ میں گھر جا کر لمبی تان کر سونا چاہتی ہوں۔"

اذان اس کی کاہلی سے عاجز آیا۔ اس کا چہرہ بنا بالکل ویسے ہی جیسے ہم چھپکلی کو دیکھ کر

بناتے ہیں۔استغفراللہ۔

"سخت ناگوار گزرتا ہے مجھے وہ شخص جو سست ہوتا ہے۔انسان کو چست, چاک وچوبند ہونا چاہیے۔کام کے علاوہ اس کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہونا چاہیے۔ سونا اپنے وقت کو کھونے کے مترادف ہے۔"

وشمہ آنکھیں اور منہ کھولے اسے حیرت سے تک رہی تھی اسے تو بولنے میں بھی چند ثانیے لگے۔

"تمہیں فوراً دماغی ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے۔"

اپنی کرسی پر بیٹھتا اذان ٹھٹکا۔

"کس لئے، کیا تم ٹھیک ہو؟"

پہلی صورت میں اسے وشمہ کا خیال آیا کہیں یہ بیمار نہ ہو اور کہیں یہی گری پڑی ہو لیکن وشمہ کی اگلی بات سن کر تو وہ بھی کرسی سے سپرنگ کی طرح اچھلا۔

"میں ٹھیک ہوں لیکن تم ٹھیک نہیں ہو تم بالکل جیلر کی طرح بات کر رہے ہو تم پر

ان کا اثر ہوتا جا رہا ہے۔"

پہلے تو وہ سمجھا نہیں لیکن جیسے ہی دماغ نے کام کیا اسے زور کا جھٹکا لگا۔

"جیلر سے تمہاری مراد المیر سر ہیں رائیٹ؟"

وشمہ نے جھٹ اُڑے چہرے کے ساتھ سر ہلایا۔

"کیا میں.. واقعی، نن۔۔۔ نہیں۔۔ ہیں؟ کیا میں واقعی ان کی طرح بول رہا تھا ایم سو سوری۔"

اس کے دماغ میں المیر کا چہرہ بن رہا تھا وہ کیسے ان کی طرح بات کر سکتا ہے۔اس نے اپنے دماغ سے اسے جھٹکنا چاہا۔اس کے دماغ میں ڈیرہ جماتا المیر اا اس وقت سپاٹ چہرے کے ساتھ ڈرائیونگ کر رہا تھا۔خالی دماغ و دل کے ساتھ وہ جانے کن رستوں کا مسافر تھا۔سڑک شناسا تھی نظریں غیر شناسا اس کا فون بجا۔اس نے اگنور کیا۔وہ پھر بجا اس نے پھر اگنور کیا۔تیسری باری پر اس نے کال رسیو کر لی۔

"کیا تم اتنے بڑے ہو گئے ہو کہ اب اپنی ماں کو اگنور کرو گے۔"

اس تلخ، غصے اور مان بھری آواز پر اس نے پاؤں بریک پر رکھا۔اس کی نگاہوں کے سامنے شور مچاتا ہوا ٹریفک تھا۔وہ پارکنگ میں گاڑی روک کر ان کی بات سننے لگا۔

"میری اتنی جرات نہیں، کیسی ہیں آپ؟"

دوسری جانب کی مسکراہٹ اس نے بغور سنی۔سورج کی شعاعیں ترچھی ہو کر اس کے شیشے سے ٹکرا رہی تھیں۔وہ ان شعاعوں میں ڈوبا ناخوش سا ہر احساس سے عاری تھا۔

"میں ٹھیک ہوں لگتا ہے وہ تم ہو جو ٹھیک نہیں ہو مجھ سے کہو میں ضرور تمہاری مدد کروں گی۔تم جانتے ہو نا تم مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتے۔"

اے سی چلنے کے باوجود اس نے اپنے ہونٹوں کے اوپر آئے پسینے کو صاف کیا۔

"آپ ٹھیک کہتی ہیں لیکن ایسی کوئی بات نہیں یقین کریں۔"

سنہری ذروں میں دمکتی اس کی آنکھیں سونے کا سا منظر پیش کر رہی تھیں۔ان میں چمک تھی، خالی پن اور پتھریلا سا تاثر بھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پھر تو ضرور کچھ نہ کچھ ہے بول دو نہیں تو مجھے وہاں آنا پڑے گا اور تم اچھے سے جانتے ہو کہ میرا تم سے ملنا کن نتائج کو سامنے لاتا ہے۔"

المیر نے کرب سے آنکھیں میچیں اپنے باپ سے نفرت وہ پھر بھی نہیں کر پایا۔

دونوں ہی خود میں کچھ نہ کچھ جانتے تھے بس کہتے نہیں تھے۔

"آپ نہ آئیں آپ کا آنا ضروری بھی نہیں پاکستان کی ڈسٹ آپ کو الرجی کر دے گی۔"

اس نے غیر دانستہ طور پر اپنی جان چھڑائی تھی دوسری جانب روبینہ نے ضبط بھرا سانس کھینچا۔

www.novelsclubb.com

"تو پھر بتا دو کیا اب میں اتنی پرائی ہو گئی ہوں جو تم مجھ سے اپنا دکھ بھی شیئر نہیں کرو گے۔"

وہ بتانے پر مصر نہیں تھا اور وہ کریدنے کی انتہا کر رہی تھیں۔المیر نے سوچا کاش وہ واقعی اس کی اپنی ہوتی اس نے بھی پھر بم چھوڑا۔

"میں شادی کرنا چاہتا ہوں مجھے نہیں پتا مجھے اس سے محبت ہے یا کیا لیکن میرا دل اس کی چاہ کرنے لگا ہے اور اب وہ ضروری ہے۔"

جوس پیتی روبینہ کو اس کی بات سن کر زور کا اچھو لگا۔ المیر خاموشی سے ان کی کھانسی کو سنتا گیا۔ کبھی کبھی اسے خیام کی ان کے متعلق کہی باتیں درست لگتی تھیں جیسے اس وقت لگ رہی تھی۔

"وہ کبھی تمہیں خوش دیکھنا نہیں چاہتیں تم برباد ہو یہی ان کی سب سے بڑی خواہش ہے۔ ان کا دل کبھی بھی تمہارے لیے صاف نہیں ہو گا اپنی خوشیاں انہیں مت بتایا کرو۔"

www.novelsclubb.com

"کک۔۔۔ کیا کہا؟ کیا کہہ رہے ہو تم، ہوش میں تو ہو, کیا تم اپنے لفظوں سے واقف ہو؟ تم نہیں جانتے کتنے بڑے نقصان کا شکار ہونے والے ہو۔ اپنی زندگی کا سودا مت کرو المیر تمہیں دکھ پہنچے گا۔"

وہ کال کاٹنا چاہتا تھا لیکن نہیں کاٹی وہ آج سب کچھ سن لینے اور کہہ دینے کے

ارادے میں تھا۔

"مجھے ابھی ہی ہوش آیا ہے موم، وہ مجھے اچھی لگنے لگی ہے اس اچھے پن کی نوعیت کیا ہے میں نہیں جانتا لیکن ہاں میرا دل کرتا ہے کہ میں اپنے دل میں موجود سارے دکھوں کو اس کے سامنے بیان کر دوں۔ آپ نے ہی کہا تھا نا کہ جب تمہیں کوئی ایسی ملے جس کے سامنے تم اپنا دل کھول کر رکھنا چاہو تو اسے فوراً پرپوز کر دینا دیر مت کرنا یہی کہہ کر ہی آپ نے میری منگنی صالحہ سے تڑوائی تھی نا کہ وہ سنگدل ہے مجھے دکھ دے گی اور میرے دکھی ہونے سے آپ بھی دکھی ہوں گی جبکہ ہم دونوں کو ایسا لگتا تھا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہیں۔ نہیں مجھے اس سے محبت نہیں تھی ہم دونوں بچپن کے ساتھی تھے۔ وہ مجھ سے مخلص تھی ہم دونوں کھل کر بات کر لیا کرتے تھے لیکن آپ نے ٹھیک کیا تھا ایسا کرنے کا اختیار آپ رکھتی تھی۔"

انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑے کانچ کے گلاس کو پوری قوت سے دبایا۔ ان میں

شاید زور کم تھا تبھی وہ ٹوٹا نہیں۔

"تم نے اتنی باتیں کرنا کہاں سے سیکھ لی ہیں کون ہے وہ جو مجھ سے میرا بیٹا چھیننے کی تگ ودو میں ہے۔"

ان کی غراہٹ سن کر اس نے سونے کے پانی میں دمکتی اپنی آنکھیں بند کیں۔ایک پل کو لگا تمام عالم اندھیرے میں ڈوب گیا ہے لیکن اس اندھیرے کی مدت خاصی کم تھی۔اس کی روشنیوں نے پھر سے عالم کو جگمگا دیا۔

"وہ تو جانتی بھی نہیں کہ میں اسے پسند کرتا ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے انکار نہیں کرے گی۔"

www.novelsclubb.com

اس کا دل انجانے ڈر سے سہما ہوا تھا۔وہ اس ڈر کو ختم کرنے کے لیے اس طرح کی باتیں کر رہا تھا۔

"وہ تمہارا دل توڑ دے گی اسے ٹوٹنے سے بچالو۔"

"وہ مجھے سمیٹ لے گی وہ میرے دل کو ٹوٹنے نہیں دے گی۔"

وہ یہ سب کہنا نہیں چاہتا تھا کہہ رہا تھا۔وہ شاید اپنی جیت یا اپنی ویران زندگی میں کھلتے گلاب کا پیغام دے کر ان کے دل میں جلتے شعلوں کی گرمی کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔دل دکھانے والوں سے بدلہ، آنسو دینے والوں سے اپنی فتح کا اعلان کر کے انہیں مات دینا چاہتا تھا اور وہ یہ سب زندگی میں پہلی بار کر رہا تھا۔

"انجان لڑکیاں مردوں کو اپنے جال میں پھنسا کر انہیں برباد کر دیتی ہیں۔"

جانے کون سے وقت کی تلخ یاد کی زہر آلود مسکان نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا اور اس کی آنکھوں میں آواز والی کے لیے نفرت ابھری۔

"واقعی وہ برباد کر دیتی ہیں اس مرد کو بھی اور اس کی اولاد کو بھی۔"

اس کی زبان پھسلی نہیں تھی اس نے جان بوجھ کر یہ بات کہی. روبینہ گڑبڑا گئیں گفتگو خطرناک لفظوں میں ڈھل چکی تھی۔یہ بھی زندگی میں پہلی بار ہوا تھا۔وہ اس بوجھل اثر کو زائل کرنے کے لئے بولیں۔

"المیر ہمیں ملنا چاہیے میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

وہ مزید کچھ کہہ رہی تھیں کہ اس نے گستاخی کر دی۔کال کاٹ دی۔سٹیر نگ پر سر رکھے اس کا روم روم تھکن زدہ تھا۔اس کے کانوں میں ایک ہی آواز گونج رہی تھی۔

"اذان اسے پسند کرتا ہے۔"

آآآ۔۔روبینہ نے زور سے سیل فون نیچے پھینک کر مارا شدت اتنی تھی کہ وہ چکنا چور ہو گیا.لان میں آتی مریم ان کے تیور سے ٹھٹھک کر رک گئی۔ماتھے پر چند بل پڑے اور وہ پینسل ہیل میں تیز تیز چل کر ان کے پاس آئی۔

"آپ ٹھیک ہیں کیا ہوا آپ کا چہرہ سرخ ہے ماما, ضرور کچھ بات ہوئی ہے مجھے بتائیں میں پریشان ہو رہی ہوں۔"

وہ ان کے ساتھ والی کرسی پر ٹک کر بیٹھ گئی بات میں عجلت اور پریشانی گھلی ہوئی تھی۔روبینہ نے ہاتھوں میں تھاما سر اٹھایا اور شعلہ بار نظروں سے گھورتی اسے کہنے

لگیں۔

"وہ اب میری بات رد کرے گا میری کال کاٹے گا۔ تم اس کی جرات تو دیکھو اس نے مجھ پر ٹونٹ کیا وہ بھی ایک لڑکی کے پیچھے، تم یقین کرو گی میں المیر کی بات کر رہی ہوں۔"

ان کی پھنکار میں مریم کو کچھ غیر معمولی سا پن محسوس ہوا اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"ہو سکتا ہے کچھ اور بات ہوئی ہو المیر ایسا نہیں ہے وہ آپ کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔ موم بھلے ہی وہ بیک وقت آپ سے محبت اور نفرت دونوں کرتا ہے لیکن اس نے اپنی نفرت کو سلا دیا ہے اب جاگی ہوئی ہے تو فقط محبت اور مجھے نہیں لگتا کہ المیر جیسے شدت پسند انسان کے ساتھ کوئی لڑکی زیادہ دیر ٹک سکتی ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

روبینہ کی زبانی کلامی روداد سننے کے بعد اس نے جیسے ان کے ساتھ خود کو بھی تسلی دی تھی۔ سڈنی کی ٹھنڈی ہوا میں اس نے اپنے گرم موم کو پر سکون کرنا چاہا تھا۔

"تم سمجھ نہیں رہی ہو اس کی زبان میں بغاوت کی بو تھی مریم مجھے ڈر ہے اس نے اگر اپنے باپ سے رابطہ کر لیا تو سب ختم ہو جائے گا۔ میں نہیں چاہتی وہ اس سلسلے میں فیاض سے بات کرے اگر اس نے ایسا کیا تو قسم خدا کی میں اسے برباد کر کے رکھ دوں گی۔"

انہوں نے اپنے خیالوں میں ہی اسے برباد کر کے جیسے دل کو سکون پہنچایا تھا۔ مریم کہنا چاہتی تھی کہ اور مزید اسے کتنا تباہ کریں گی لیکن اس نے اپنے زبان کو بند ہی رکھا ہاں دوسری بات بلا آخر اس نے کر ہی دی جو اس ٹھنڈی دوپہر نے بھی سنی اور سن کر اسے سراہا بھی۔

www.novelsclubb.com

"موم بس کر دیں نا، اب تو چھوڑ دیں اس کی جان وہ بے ضرر سا ہے بلیومی آپ اسے جو کہیں گی کر دے گا۔"

روبینہ نے اسے کاٹ کھانے والے انداز میں دیکھا وہ گھبرا گئی۔

"تم جانتی نہیں وہ بے ضرر کتنا سنکی اور اکھڑ دماغ کا ہے اس کی ماں نے جو کیا تھا اس کا

خمیازہ تو وہ بھگت چکی لیکن اس کی سزا بہت کم تھی. میں کیسے اس انسان کی اولاد سے پیار کر سکتی ہوں جس نے میری ساری خوشیاں چھین لیں نہیں ابھی یہ وقت اور چلے گا اور اسے چلتے ہی رہنا چاہیے۔"

مریم شانے اچکا کر رہ گئی اس کی بلا سے وہ جو بھی کریں وہ کیوں بھلا ان کے راستے میں آ کر خود کو ہلکان کرے۔اس نے وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا ابھی مریم نے لان ہی عبور کیا ہو گا کہ فیاض کی گاڑی مین گیٹ سے اندر آتی ہوئی دکھائی دی۔

روبینہ تیز تیز قدموں سے چلتی ان کی جانب بڑھیں۔

"میں آپ کو ہی یاد کر رہی تھی کیا آپ کو نئی خبر ملی؟"

وہ ان کا کوٹ اتارتی ہاتھ میں تھامے پھولے سانس سے پوچھ رہی تھیں۔فیاض نے گلاسز کے پیچھے سے ان کے ہانپتے وجود کو دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔

"المیر نے شادی کر لی ہے اور وہ لڑکی کچھ ٹھیک نہیں ہے دولت کی خاطر اس سے شادی کر چکی ہے خیام کا کہنا ہے کہ بہت جلد ان کے ڈرائیورس ہو جائے گی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انہوں نے جھوٹ کی انتہا کرتے ہوئے ان تک یہ بات پہنچائی، وہ مزید فیاض کو اس سے بدگمان کرنا چاہتی تھیں تاکہ وہ غلطی جو سالوں پہلے انہوں نے کی وہ ٹھیک کر لیں۔فیاض نے خاموش نظروں سے انہیں دیکھ کر یہ سب سنا اور اندر کی جانب بڑھ گئے روبینہ کی گرفت کوٹ پر ایسی تھی کہ وہ بھی اسے چیر پھاڑ دیں گی۔فیاض نے اندر آ کر اپنی ٹائی اتاری اور بیڈ پر ڈھے سے گئے۔ سیل فون آن کر کے انہوں نے ایک فولڈر نکالا اسے زور سے سکرول کیا اور ایک تصویر پر آ کر رک گئے۔ان کی آنکھیں آبدیدہ تھیں۔جوان ہنستا مسکراتا المیر فیاض ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔وہ جانتے تھے ویسا کچھ نہیں ہے جیسا روبینہ نے بتایا ہے لیکن ہاں کوئی بات تو تھی جو انہوں نے اتنا بڑھا چڑھا کر کہا۔انہوں نے خیام کا نمبر ملایا۔

سبزے پر ٹہلتا خیام شام کی ٹھنڈی ہوا کا مزہ لے رہا تھا۔اس سے کافی فاصلے پر بیٹھا المیر کاوچ پر ٹیک لگائے پول کے پانیوں کے عکس میں جھلملاتا ہوا بیٹھا تھا۔خیّام نے اسے بھی ٹہلنے کی دعوت دی تھی لیکن اس نے فرصت سے انکار کر دیا اب جب وہ

اس کی جانب بڑھنے لگا تھا اس کا فون بج اٹھا۔ نمبر دیکھ کر خیام نے المیر کو جوائن کرنے کا ارادہ ترک کیا اور واپس ٹہلنے لگا سلام دعا کے بعد فیاض صاحب کی آواز ہچکچاہٹ میں بدل گئی۔

"تم سے کچھ پوچھوں تو بتاؤ گے کیا؟ لیکن مجھے سچ سننا ہے۔"

وہ ان کے "سچ" سے واقف ہو گیا تھا کہ بات المیر کی ہے تبھی ان کی آواز میں ہچکچاہٹ اور غیر معمولی سا پن ہے بھی۔

"پوچھ لیں انکل مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے۔" اس کا لہجہ نہ چاہتے ہوئے بھی کھردرا ہو گیا فیاض نے ماتھا کھجایا۔

"کیا المیر شادی کر چکا ہے؟"

اس نے پہلے آنکھیں کھولیں پھر منہ اور پھر آسمان کی جانب چہرہ کر کے اتنی زور سے قہقہ لگایا کہ دور بیٹھے المیر نے فون سے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا جبکہ فیاض نے موبائل فون کو کان سے تھوڑا دور کر لیا۔

"مذاق کر رہے ہیں یا سنجیدگی میں پوچھا ہے یہ سوال؟"

فیاض نے اس کے مسلسل ہنسنے پر گہرا سانس بھرا۔

"میں سنجیدہ ہوں بیٹا لیکن لگتا ہے آپ اس وقت سنجیدگی میں نہیں ہیں۔"

ان کی بات سن کر اس نے ہنسی کو بریک لگائی۔

"مجھے جاننا ہے جو میں سن چکا ہوں وہ درست ہے یا غلط۔"

خیام کی آنکھوں کی لائنیں سرخ ہونے لگیں اس نے گستاخانہ آواز پر کنٹرول کر کے کہنا شروع کیا جو وہ کہنا چاہتا تھا.

"کیا آپ کو لگتا ہے وہ سب جو اس کی زندگی میں ہو چکا ہے اس کے بعد ان سب چیزوں کی گنجائش رہتی ہے۔ کیا اس کے بعد وہ ایک ہیلدی لائف گزار سکتا ہے وہ سب جو اس کے دماغ میں فٹ کر دیا گیا ہے ان سب کو نکالنا اتنا آسان ہے؟ بالکل نہیں کیونکہ وہ سب اس کی زندگی سے مائنس ہو گا تب ہی وہ کسی اور کو خود میں ایڈ کر سکے گا۔ شادی کی بات کر رہے ہیں آپ وہ تو لڑکی نامی چیز سے ہی خار کھاتا ہے۔ زویا

کو تو جانتے ہیں نا آپ غالباً آپ کی بیوی کی بد قسمتی سے بہن کی بیٹی ہے۔وہ پچھلے چار سالوں سے ان کوششوں میں ہے لیکن پتھر نہیں پگھلا ہاں لاوہ ضرور بن گیا ہے جو اپنے قریب آتے ہر وجود کو جلا دیتا ہے۔المیر اپنی لائف میں کسی کو بھی آنے نہیں دیتا وہ تنہائی پسند ہے اور اس پر تنہائیاں جچتی بھی ہیں اگر بھیڑ میں اس نے خود کو گم کر لیا نا تو ابھی جس سے ہم مل بھی لیتے ہیں وہ بھی کھو جانا ہے کیا آپ چاہتے ہیں ایسا ہو؟"

فیاض نے تحمل سے اس کی بات سنی۔

"تم المیر کو مت بتانا کہ میں اس کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔"

خیام کی ہنسی تضحیک سے لبریز تھی۔

"ڈونٹ وری جیسے اتنے سالوں سے چھپایا ہے اب بھی چھپا لوں گا یوں بھی مجھے اسے اذیت دینے کا کوئی شوق نہیں۔"

فیاض نے فون بند کیا ان کی کال کٹنے کے بعد خیام نے اس کی جانب رخ کیا اور

فاصلہ طے کر کے اس کے ساتھ کاؤچ پر بیٹھ گیا۔ بڑے غور سے اسے دیکھا اور پھر اسے خود اپنے ہی لفظوں پر یقین نہیں آیا۔

"کیا تم نے شادی کر لی ہے؟"

بیڑہ غرق ہو اس شک کی چنگاری کا بھی اللہ پوچھے اس روبینہ چڑیل کو۔ المیر نے اسے حیرت سے دیکھا جیسے وہ پوچھ رہا ہو کہ کیا تم نے پلوٹو کو ڈھونڈ نکالا؟

"کیا کہہ رہے ہو ہوش میں تو ہو۔"

اسے خود سننے کے تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تھا نا گواری سے کہہ کر وہ پھر سے فون میں بزی ہو گیا۔ خیام نے سیل اس کے ہاتھ سے چھینا۔

"دیکھ اس وقت میں سنجیدہ ہوں اور چاہتا ہوں کہ تو بھی مجھے سنجیدگی سے جواب دے چل شاباش شروع ہو جا۔"

المیر نے سیل لینا چاہا اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ پانی کے سائے اب بھی اس پر پڑ رہے تھے. مدھم زرد روشنیوں میں گھرا وہ جھنجھلا گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا بکواس ہے خیام، یہ کوئی وقت ہے مذاق کرنے کا۔"

اس کی سخت اکتائی ہوئی آواز ہی بتا گئی کہ روبینہ کس قدر جھوٹی ہے لیکن کوئی تو بات ہے جو یہ بات نکلی تھی تبھی اس نے دوسرا سوال پوچھا۔

"ٹھیک ہے بکواس چھوڑ رہا ہوں یہ بتاوہ کون ہے جس نے جوالا مکھی کو ٹھنڈا کرنے کا عزم کر لیا ہے۔"

المیر نے کمال مہارت سے نظریں چرائیں مبادا وہ ان میں بسے چور کو پکڑ ہی نہ لے۔

اس کا دل زور کا دھڑکا کیا واقعی وہ سب سچ ہے جو اتنے دنوں سے وہ محسوس کر رہا تھا اسے اپنے دل پر حیرت ہوئی. نہیں ایسا نہیں ہو سکتا یہ صرف چند دنوں پر محیط پسندیدگی ہے ایک فطری وقتی جذبہ اور کچھ نہیں۔

"ایک بکواس چھوڑ کر تم نے دوسری شروع کر دی لگتا ہے فضول کے سیزن دیکھ دیکھ کر تمہارا دماغ چل نکلا ہے اس کا علاج کراؤ۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا عشاء کی اذانیں ہو چلی تھیں۔اس نے کاؤچ پر پاؤں رکھ

کر جینز کو فولڈ کیا۔خیام نے کندھے اچکا دیے۔

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک ہو لیکن مجھے کچھ اور ہی لگ رہا ہے اور تم تو میرے تجسس سے واقف ہو۔"

المیر کے پینٹ فولڈ کرتے ہاتھ تھامے اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔بھوری آنکھوں میں خفگی تھی وہ آواز میں بھی ان آنکھوں کا اثر ڈال کر بولا۔

"کیا لگتا ہے تمہیں ہاں کیا کہنا چاہ رہے ہو؟"

سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے پوچھا۔خیام کی فضول گوئی سن کر اس نے سینے پر ہاتھ باندھ لیے ماتھے پر تیوری تو تھی ہی۔

"یہی کہ تمہارا کوئی نہ کوئی سین ضرور ہے اور یہ بھی کہ تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو حیرت نہیں وہ شخص جسے جھوٹ سے نفرت ہے وہ اپنے بھائی جیسے کزن سے جھوٹ بول سکتا ہے المیر آج سے میں تمہارے پیچھے ہوں خبردار رہنا۔"

المیر نے کوفت سے گہرا سانس بھرا۔

آفرین المیر آفرین ابھی تو خود کو بھی مکمل طور پر یقین نہیں دلا پایا اور دوسروں کو بھی پتہ چلنا شروع ہو گیا تمہارے لیے تھری کلیپس۔

"تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے اور کچھ نہیں۔"

وہ جینز کے پائنچے فولڈ کر چکا تھا سیدھا کھڑا ہوا اور باہر کی جانب چل دیا وہ دونوں ساتھ چل رہے تھے۔

"دیکھو اگر میرا شک درست ہے تو مجھے اپنے دماغ خراب ہونے پر ناز ہے۔ المیر کیا وہ کوئی میری بہن ہے اگر ایسا ہے تو میں بہت خوش ہوں۔"

المیر نے مسجد کے سامنے رک کر اسے دیکھا۔ اس کی بھوری آنکھوں میں آج خیام کو خالی پن نظر نہیں آیا تھا. اس نے دعا کی المیر کی ویران آنکھیں یوں ہی بھری رہیں۔

"خیام پلیز میں سنجیدہ ہوں وہ کوئی بھی نہ تو تمہاری بہن اور نہ ہی کوئی اور کیونکہ وہ کوئی میری زندگی میں ہے ہی نہیں ٹرسٹ می، مجھے نہیں پتا کہ تم کیوں اس بات کو

اتنا کریدرہے ہو اگر تمہیں کسی بھی بات سے شک ہوا ہے تو میں یقیناً اس پر کنٹرول کروں گا تاکہ آئندہ کسی کو بھی غلط فہمی نہ ہو۔ تم جانتے ہو میں کوئی بھی رشتہ افورڈ نہیں کر سکتا۔"

اس نے پہلی بار وہ بات کہی جسے خود اسے کہنے میں دشواری ہو رہی تھی لیکن وہ مکمل طور پر سنجیدہ تھا۔ اسے وشمہ سے کوئی تعلق بنانا تھا اور نہ ہی کبھی خود کے جذبوں سے واقفیت دلوانی تھی۔ وہ اس انجانے احساس کے ساتھ خود تنہا ہی رہنا چاہتا تھا اگر یہ منظر عام پر آجاتا تو تباہی مچ جانی تھی رہی بات روبینہ کی تو سب جانتے تھے کہ وہ جھوٹی ہیں اور جھوٹوں کی باتیں بے بنیاد ہوا کرتی ہیں۔ خیام نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا لیکن اس کی آنکھیں صاف بتا رہی تھیں کہ وہ باز نہیں آنے والا المیر نے تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا والے انداز میں سر ہلایا اور فیصل مسجد کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

"یار یہ جیلر اتنا شانت کیوں ہے؟"

صبح سے آفس میں خاموشی کا راج تھا۔سب مست مگن سے کاموں میں مصروف تھے۔ مسکراہٹوں کا ہر جانب بول بالا تھا۔المیر مقرر وقت پر جو آفس میں آکر گھسا تھا پھر باہر نہ نکلا ہاں سندس کی پیشی ہر منٹ بعد لگ رہی تھی۔ابھی بھی وہ اسے کافی دے کر آئی تھی۔اس کے آتے ہی وشمہ نے پوچھ ڈالا۔سندس مسکائی اذان فائلوں میں سر دیے بیٹھا تھا۔اس نے یوں ہی دونوں کو نظر اٹھا کر دیکھا۔المیر جو لنچ ٹائم شروع ہوتے ہی آفس سے باہر آرہا تھا نے اذان کو اسے دیکھتے پکڑ لیا لیکن اس نے ایسے نگاہیں پھریں جیسے کچھ دیکھا ہی نہ ہو ناک کی سیدھ میں چلتا وہ ان دونوں کی پشت سے ہی باہر چلا گیا۔

"سر کی طبیعت کچھ ناساز سی ہے ان کا چہرہ بھی اترا ہوا لگ رہا ہے اس لیے وہ آج راؤنڈ کیلئے بھی باہر نہیں آئے اور ایک طرح سے یہ اچھا ہی ہے ورنہ چڑچڑے ہونے کے باعث سب پر بھڑک پڑتے اچھا سنو! میں چاہتی ہوں تم میری جگہ لے

لو پی اے کیلئے کمپنی نے ایڈ ڈالا ہے تم اپلائے کر دو پے اچھی ہے۔"

وشمہ کے چہرے پر تاریکی دوڑی۔

"کیا تم جاب چھوڑ رہی ہو؟"

اسے یکدم اذان کی فکر ہونے لگی تھی کہیں اس (سندس) کی شادی تو نہیں ہو رہی؟ اوہ خدایا اگر ایسا ہو تو اذان کا ننھا سا دل ٹوٹ جائے گا۔ اس نے دلہن بنی سندس کو کسی دوسرے کے ہمراہ جاتے ہوئے اور اذان کو اس کی گاڑی کے پیچھے مجنوں کی طرح دوڑتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس نے جھرجھری بھری۔

"ارے نہیں یار میں نے اپنا ٹرانسفر کروالیا ہے میں اب اکاؤنٹنٹ ہوں۔"

وشمہ نے سکون کا سانس لیا مسکرا کر پیچھے اذان کو دیکھا اس کے بھرے بھرے گال ادا سے اوپر اٹھے ہوئے تھے۔

"یہ تو اچھی بات ہے شکر تمہاری جان اس کھڑوس سے چھوٹی۔"

"تو یعنی تم میری سیٹ نہیں لے رہی۔"

وشمہ نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"نا بابا مجھے اپنی زندگی پیاری ہے وقت سے پہلے سنکی بڑھیا بننے کا مجھے کوئی شوق نہیں۔"

وہ مزید کچھ کہتی کہ پیچھے سے آتی آواز پر اس نے ضبط سے مڑ کر دیکھا مگر دیکھنے پر وہ مسکرا دی۔

"ہے رین بو، کیا تم فارغ ہو اگر ہاں تو میرے آفس میں آؤ۔"

وہ خیام تھا جو اپنے شوخ پن سے ہر ایک کا دل عزیز تھا ماسوائے ان کے جو جیلر کی طرح ہی سنکی اور بد دماغ تھے۔ وشمہ اسے ایکسکیوز کرتی خیام کے پیچھے گئی تھی۔ وہ اس کے ساتھ ہی دروازہ ناک کر کے اندر آئی اور بیٹھ گئی۔ یہ المیر نہیں تھا جو لمبے لمبے لیکچر دیتا، خیام نے دروازہ بند کیا اور اس کے سامنے آ کر بیٹھا۔ وشمہ اسے دیکھ رہی تھی جب خیام نے گلا کھنکھار کر بات کا آغاز کیا۔

"تمہیں پتا ہے سندس اپنی پوسٹ سے دستبردار ہو رہی ہے اور کل سے اس نے اپچ

آرڈیپارٹمنٹ جوائن کرنا ہے۔"

اس نے اثبات میں سر ہلایا خوبصورت سا سجا اس کا آفس ہلکا پھلکا سا تاثر دیتا تھا۔

یہاں سانس آزاد لگتی تھی۔

"مجھے معلوم تو کافی دنوں سے تھا کنفرم اب ہوا بس تھوڑی دیر پہلے۔"

"گڈ تو پھر خود کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

خیام کی بات پر وہ چونکی تھی، چونکی تو اس کمرے میں موجود ہر جاندار اور بے جان شے بھی تھی۔

"خود کے بارے میں سر، نہیں ہرگز نہیں میں کبھی بھی اس پوسٹ کیلئے اپلائے نہیں کرونگی میں نے بڑی مشکلوں سے خود کو یہاں ایڈجسٹ کیا ہے۔آپ کیا چاہتے ہیں میں واپس چلی جاؤں؟ المیر سر کی پی اے بننا تو ایسا ہے جیسے گہرے پانیوں میں کھڑے ہو کر یہ سوچنا کہ میں نے ڈوبنا نہیں، آپ جانتے ہیں یہ ناممکن ہے۔"

خیام کا اس کی لمبی چوڑی وضاحت پر منہ بنا۔

"اب تم زیادتی کر رہی ہو اتنا اچھا تو ہے میرا بھائی بس تھوڑا ریزروڈ سا ہے یقین مانو تمہیں اس پوسٹ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ سندس بہت پرانی ہے اور تجربہ کار بھی اس کی جگہ لینا اتنا آسان نہیں ہے۔"

وشمہ کھڑی ہو گئی۔

"مجھے کسی کی جگہ لینی بھی نہیں، مجھے خود کی جگہ بنانا آتا ہے۔"

خیام نے اسے کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا تو باس والا لہجہ اپنایا رعب دار آواز میں بولا۔

"بیٹھ جاؤ کھڑی کیوں ہوئی ہو کیا میں نے کہا ہے کھڑے ہونے کو۔"

وشمہ نے لب بھینچے اور بیٹھ گئی۔ ہیں تو دونوں کزن ہی نا کھڑوس کہیں کے۔

وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ کر تھوڑا سا کھسیایا۔ اس کی کبھی بھی عادت نہیں رہی تھی ایمپلائز پر رعب جھاڑنے کی یا حکم چلا کر اپنی بات منوانے کی یہ ڈیپارٹمنٹ تو المیر کا ہی رہا تھا۔ وہ تو اس بات کا قائل تھا کہ جب ہم پیار و محبت سے

کام کروا سکتے ہیں تو اس دبدبے کی کیا ضرورت اس لیے وہ اور زویا ہمیشہ اپنے ایمپلائز کو فیملی کی طرح ہی ٹریٹ کرتے تھے اور تبھی ہر ایک کے دل عزیز بھی تھے۔

"دیکھو مجھے عروسہ نے تمہارے بارے میں بتایا تھا جان کر بہت افسوس ہوا میں اتنے عرصے سے اسی تاک میں تھا کہ کوئی اچھی پوسٹ خالی ہو اور تمہیں وہاں فٹ کروا دوں اب جب موقع مل رہا ہے تو کیوں اجتناب کر رہی ہو یقین کرو اس سے بہتر جاب پھر تمہیں کہیں نہیں ملنی ٹھیک ہے المیر کے ساتھ کام کرنا دشوار ہے لیکن یہ چیلنجنگ بھی تو ہے۔ میں نے تمہیں دیکھا ہے تمہارے کام کو بھی دیکھا ہے تم بہت ڈیڈیکیٹڈ ہو اور سب سے بڑی بات تم المیر سے ڈرتی نہیں۔"

اس ساری بات میں اسے ایک بات بری لگی تھی اور وہ یہ کہ عروسہ کو اس کے برے وقت کا ڈھنڈورا پیٹنا اس نے سوچ لیا تھا جاتے ہی وہ اس کی کلاس لے گی۔

"ویل آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں میں ان سے نہیں ڈرتی اور نہ ہی مجھے ڈرنے کی

ضرورت ہے رزق وروزی اللہ کے اختیار میں ہے بندے کے نہیں، اگر المیر سر مجھے جاب سے نکال بھی دیں تو کون سا میری دنیا ختم ہو جانی ہے یہاں کام نہیں کروں گی تو کہیں اور سہی لیکن میں اپنی پوسٹ پر خوش ہوں مجھے المیر سر کی پی اے بننے کا قطعی شوق نہیں اس سے بہتر ہے میں سوپر بن جاؤں تھینک یو ویری مچ سر میرے بارے میں سوچنے کے لئے۔"

وہ اس ضدی لڑکی کو دیکھتا رہا، وشمہ وہاں سے نکلی اس کا رخ عروسہ کے آفس کی جانب تھا بغیر ناک کے دروازے کھولنے کے بعد وہ اس کے سر پر کھڑی تھی۔

عروسہ اپنا بیگ اٹھا رہی تھی شاید اس کا کہیں جانے کا ارادہ تھا لیکن وشمہ کو دیکھ کر رک گئی حیرت بھی ہوئی کیونکہ اس کے تیور کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔

"مجھے بتاؤ، تم کیا چاہتی ہو یہی کہ لوگ مجھ پر ترس کھائیں مجھے بیچاری جانیں مائی فٹ اگر میں ان حالوں میں ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم سب میں ڈھنڈورا پیٹتی پھرو پہلے سندس اور اب خیام سر، تم کیوں کر رہی ہو ایسا؟"

ساری بات سمجھتے ہوئے گڑیا سی عروسہ نے اپنا پرس واپس میز پر رکھا اور گھوم کر اس کے سامنے آئی۔

"تم غلط سمجھ رہی ہو میں نے یہ سب کیا تو فقط تمہارے لیے میں چاہتی تھی اس خواری والی پوسٹ سے ہٹ کر تم اچھی پوسٹ پر آ جاؤ۔"

وشمہ نے تنفر سے سر مارا۔

"یقین کرو سندس کو بتانے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ وہ اپنی پوسٹ کیلئے تمہیں سامنے رکھے وہ کافی عرصے سے اس سے دستبرداری کا کہہ رہی تھی۔ میں چاہتی تھی وہ تمہارے حق میں ووٹ دے اور رہی بات خیام کی تو انہیں صرف اس لیے بتایا تاکہ ان کے کہنے پر المیر سر یہ پوسٹ تمہیں دے دیں۔ تم جانتی ہو اس پوسٹ کیلئے کتنی ریکوائرمنٹس ڈالی ہیں انہوں نے ایڈمیں؟ اگر میں یہ سب نہ کرتی تو تم کبھی اپلائے نہیں کر سکتی تھی۔"

وہ وشمہ کے ہاتھ تھامے کہہ رہی تھی۔ وشمہ نے انہیں چھڑانا چاہا لیکن عروسہ نے

انہیں اور مضبوطی سے تھام لیا۔وہ ورطہ حیرت میں گھری اسے دیکھ رہی تھی جو بڑی سی بڑی بات کو اگنور کر کے مسکرانے کی قائل تھی در گزر جس میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اور جو لیٹ اٹ گو کرنے میں مہارت رکھتی تھی آج وہی بپھری ہوئی تھی حیرت تو پھر بنتی تھی۔

"میں اس فضول سی پوسٹ پر اپلائے کرنا بھی نہیں چاہتی مجھے میری خواری والی جاب ہی پسند ہے۔"

عروسہ نے اسے تھکی نگاہوں سے دیکھا سمجھ نہیں آیا اس ضدی لڑکی کو کیسے سمجھائے۔

www.novelsclubb.com

"وشمہ میں تمہارے ساتھ مخلص ہوں تم میری نیک نیتی پر شک نہیں کر سکتی تم سے زیادہ مجھے تمہاری فکر ہے اور میں حیران ہوں میری اتنی پیاری کنڑولڈ سی دوست اتنی روڈ کیوں ہو رہی ہے۔"

وہ پکی چھوئی موئی سی لڑکی تھی وشمہ کے تھوڑے سے تلخ رویے پر روہانسی ہو گئی۔

وشمہ نے گہرا سانس بھرا اور خود کو پر سکون کر کے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"میں تم سے خفا نہیں ہوں بس مجھے تمہارا انداز اچھا نہیں لگا امید کرتی ہوں آگے سے تم ایسا نہیں کرو گی۔"

وہ اس سے ہاتھ چھڑتی کہہ رہی تھی۔ عروسہ نے جھٹ اثبات میں سر ہلایا۔

اسی دن کی شام کو وہ کلوزنگ سے کچھ دیر پہلے اداس سی بیٹھی تھی جب اذان اس کے سر پر آ دھمکا۔

"ہٹلر نے تمہیں یاد کیا ہے ارے یہ کیا تمہارا چہرہ سرخ کیوں ہے کس کی جرات ہوئی میری رین بو کو تنگ کرنے کی مجھے بتاؤ میں ابھی کے ابھی اسے فائر کرتا ہوں یہ لوگ کیا سمجھتے ہیں۔ میں ایسا ہی فارغ ہوں، مجھے یہ اختیار ہے کہ میں یہاں سے غیر ضروری سرگرمیوں کو نوٹ کر کے کسی کو بھی آؤٹ کر دوں مجھے موقع دو کہ میں اس بار ایسا کر گزروں کون ہے وہ جس نے تمہیں پریشان کیا ہے۔ یہ غیر اخلاقی

حرکت ہے اس پر کسی کو بھی فائر کیا جا سکتا ہے۔"

وہ نان سٹاپ اسے بہلانے کی غرض سے بولتا گیا۔وشمہ کا موڈ آج صبح سے آف تھا کیوں تھا ایویں ہی بے وجہ، کبھی کبھی کسی بھی تغیر کیلئے کسی وجہ کی ضرورت نہیں ہوتی یہ بس یونہی ہوتا چلا جاتا ہے جیسے اس سمے اس کے غصے کا گراف بلند ہوتا جا رہا تھا۔اس نے اعوذ باللہ پڑھی شیطان بھی نا ایک نمبر کا شیطان ہے اچھے سے اچھے انسان کا کباڑہ کر دیتا ہے جیسے ابھی اس نے وشمہ کا کیا وہ اذان پر برس پڑی۔

"ٹھیک ہے تو پھر نکالو ان کو میں بتاتی ہوں ان کے نام ایک عروسہ دوسرے خیام اور تیسرے تم بولو پھر کب ان تینوں کی چھٹی کر رہے ہو آج ابھی یا کل، ہاں یہ ریزن ضرور لکھنا کہ ان تینوں نے میرا خون جلایا ہے خون جلانا بھی تو بری حرکت ہے نا۔"

اذان کی سیٹی گم ہو گئی وہ اس کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھے گیا۔المیر نے اسے بلایا ہے وہ یہ بھی بھول گیا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں کوئی پریشانی ہے کیا؟"

دنیا جہاں کا تفکر آواز میں سموئے وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ وشمہ نے رک کر اسے دیکھا پھر گہرا سانس لیا۔ نفی میں سر ہلایا وہ بھلا کیوں اپنے وجہ سے دوسروں کو پریشان کرے۔

"نہیں یہ ابلیس کا کام ہے وہ چاہتا ہے میری خوش اخلاقی مسخ ہو کر رہ جائے۔"

اذان اس کے اداس چہرے کے پیچھے چھپی پریشانی کو بھانپ گیا۔

"ہم اچھے دوست ہیں دوستوں سے ہی پریشانی شیئر کی جاتی ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں ہر ممکن مدد کروں گا اگر تم رونا چاہتی ہو تو ہم مل کر ساتھ رو لیں گے لیکن جو تمہارے دل میں ہلچل مچا رہا ہے اسے نکال دو نہیں تو یہ ہلچل زلزلے میں بدل جائے گی اور زلزلے پھر تباہیاں ہی لاتے ہیں میں نہیں چاہتا تمہارا اتنا پیارا دل ٹوٹے میری موم کہتی ہیں جب دل بھرتا ہے تو آنسو نکل پڑتے ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں تمہاری آنکھیں نم ہو رہی ہیں۔"

وشمہ فوراً سے مڑی تھی اس کے قدم واش روم کی جانب تھے۔اذان بے بسی سے اسے دیکھتا رہا اگر وہ کسی کونے میں جاتی تو وہ ضرور اس کے پیچھے جاتا لیکن وہ لیڈیز واش روم میں گھس گئی تھی۔اس نے کام کی جانب خود کو متوجہ کرنا چاہا لیکن ناکام رہا دس منٹ بعد وہ اسے وہاں سے المیر کے کمرے میں جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

اس نے دعا کی کہ المیر آج اسے کچھ نہ کہیں نہیں تو اس نے ریزگنیشن لیٹر اس کے منہ پر پھینک کر چلے جانا ہے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ وشمہ یہ آفس چھوڑے۔

"مس وشمہ میں آپ کے سامنے دو چوائس رکھتا ہوں ایک یہ کہ یا تو آپ خود کو سوپر کی پوسٹ پر منتقل کرنے کیلئے تیار ہو جائیں یا پھر سندس کی جگہ لے لیں آپ کے پاس دو سیکنڈ ہیں جواب دینے کے لیے کیونکہ مجھے آج کے آج ہی یہ دونوں سیٹس فل کرنی ہیں۔آپ کا ٹائم شروع ہو چکا ہے اور میں جواب کا منتظر ہوں۔"

اس کا چہرہ اترا ہوا تھا لیکن بھوری آنکھوں میں شرارت تھی۔وشمہ نے نگاہیں اٹھائیں اس سے پہلے کہ وہ ٹھٹھکتی المیر کو زور کا جھٹکا لگا۔دو سیکنڈ کا طویل ٹائم جو اس

نے وشمہ کو جواب کے لئے دیا تھا بھول گیا۔وہ اپنی کرسی کی بیک پکڑے کھڑا تھا۔ وشمہ کی نیم گلابی آنکھیں دیکھ کر فوراً بیٹھا۔اسے اپنے الفاظ سنائی دیے جس پر وہ خود بھی حیران ہوا۔

"آپ روئی ہیں کیوں؟ کس نے کیا کہا ہے آپ کو مجھے بتائیں۔"

ماتھے پر اپنا ٹریڈ مارک سجائے لفظوں میں عجلت لیے وہ پوچھ رہا تھا۔اس سے زیادہ تو وشمہ حیران ہوئی المیر کا انداز اسے الرٹ کر گیا تھا۔

"نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

گردن اکڑا کر وہ مضبوط لہجے میں کہنے لگی۔المیر نے نفی میں سر ہلایا جیسے وہ سپریم کورٹ کا جج ہو اور مجرم کے منکر ہونے پر تاسف کر رہا ہو۔

"مجھے ایک بار پھر آپ کے جھوٹے ہونے پر افسوس ہو رہا ہے آپ سچ بتا دیں گی تو سرئسلی آپ کا مذاق نہیں اڑایا جائے گا۔ہو سکتا ہے آپ کا دکھ بڑا ہو اور اس کے عیاں ہونے سے آپ کی انا پر چوٹ پڑتی ہو لیکن ایک بات کہوں میں نے ایسے ایسے

دکھوں میں گھرے لوگ دیکھے ہیں جو خوشی سے ان کو بیان کرتے ہیں کہ دیکھو یہ میرا دکھ ہے اور میں اسے خود سے ہرا دیتا ہوں کیوں کہ میں نے اس سے فتح کر کے فنا کر دیا خود پر طاری نہیں رہنے دیا لیکن پھر میں نے ایسے بھی دیکھے ہیں جو اپنے دکھوں پر کڑھتے رہتے ہیں انہیں زندگی کا حاصل کل جان کر زندگی کی تمام حاصل شدہ چیزوں کو ضائع کر دیتے ہیں میرے نزدیک یہ دوسرے لوگ بڑے خسارے میں ہیں اور ان جیسا بے وقوف کوئی نہیں۔"

وہ اتنے آرام اور ٹھنڈے انداز میں بتا رہا تھا جیسے اس سے بڑا لیکچر دان آج تک اس صفہ ہستی میں پیدا ہی نہیں ہوا۔اس کا انداز کسی ناصح سے کم نہ تھا وشمہ نے اپنی پھسلتی زبان کو گرنے دیا۔

"اچھا تو پھر یعنی آپ بھی دوسرے کیٹگری سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ ٹھنڈے ہیں انٹارکٹیکا سے بھی زیادہ ٹھنڈے،آپ سخت ہی پتھر سے بھی کہیں زیادہ سخت،آپ ایکسپریشن لیس ہیں ایسا لگتا ہے جیسے آپ کچھ محسوس ہی نہیں

کرتے، کبھی مسکرائے ہی نہیں، میں نے کافی بار آپ کو خیالوں میں گم ہوتے ہوئے دیکھا ہے وہ خیال یقیناً بہت برے ہوتے تھے اس سے آپ کے چہرے کی سختی اور آنکھوں کی ویرانی بہت بڑھ جاتی تھی. آپ غصہ کرنے لگتے تھے اور پھر آپ کا قہر ہر جانب پھیل جاتا تھا یعنی کہ آپ بھی انہی لوگوں کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جو کہتے کچھ اور, اور کرتے کچھ اور ہیں مطلب آپ بھی خسارے والے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں اور یہ بہت افسوس کی بات ہے۔"

اس نے بھی پھر بھڑاس نکال دی وہ کیوں کر جھوٹا ہونے کا الزام سہتی، کہتی گئی جو اس نے کہنا تھا۔ المیر ہونٹوں پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا ان ہاتھوں تلے ہی اس نے امنڈ آنے والی مسکان چھپائی جبکہ چہرہ ویسا ہی ایکسپریشن لیس تھا۔

"آپ نے میری بات پوری نہیں ہونے دی، آپ واقعی زبان دراز ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی اس زبان درازی پر کچھ کہہ نہیں رہا۔"

اور پھر وہ جو سمجھی تھی کہ یہ شخص اب اسے ایک سیکنڈ کے اندر اندر اس کمپنی سے

نکال دے گا اس کے یہ الفاظ سن کر اس کا غصہ اور چڑچڑاپن اڑن چھو ہوا اور وہ گھبرا گئی۔

"آئی ایم سوری۔" معاملے کی نزاکت جان کر اس نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔ المیر نے ہاتھ ہونٹوں سے ہٹا لیے۔

"میں نے اس بات پر صبر کر لیا ہے کہ آپ کی زبان بے حد چلتی ہے لیکن کیا واقعی آپ نے اتنا غور کیا ہے مجھ پر؟"

وہ گڑبڑا گئی جھٹ نفی میں پھر ہاں میں پھر نفی میں سر ہلایا۔ اسے المیر کا طنز سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ خشک سرد نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا پھر توقف کے بعد بولا۔

"تو یعنی طے ہوا آپ واقعی جھوٹی ہیں۔"

چچ۔۔۔چچ۔۔۔۔چچ

Hina Kamran

dtpenSrosomimf

mh1

3

i6uit95

2

c06c0

J

u682382

u

aiuc

l

www.novelsclubb.com

142

2

0

cl9

2

2

1

2

y

.

Khatti_Meethi#

www.novelsclubb.com

Hina_Kamran#

Episode_4#

اسے زبردستی سیکرٹری کی پوسٹ پر منتقل کر دیا گیا تھا نہ پوچھا نہ گوچھا بس ایک پیپر تھمایا اس پر سائن لیے اور کہہ دیا ویلکم ٹو نیو پوسٹ !اور وہ مجسم حیرت بنی اپنی قسمت پر ماتم کناں بھری بھری نظروں سے اس کمرے کو دیکھ رہی تھی جس کے اندر بیٹھا شخص آج سے اس کا باس تھا اور جسے آج سے فقط اس کے ہی کام کرنے تھے۔اسے خود کا وجود قابل رحم لگا دل میں جتنی بددعائیں تھیں وہ اس نے سندس اور عروسہ کو دے دیں کیونکہ ہٹلر نے پھر سے اپنے رنگ دکھانا شروع کر دیے تھے۔کوئی کہہ سکتا تھا کہ ابھی کچھ دن قبل وہ اس سے اتنی شائستگی سے بولا ہے کہ وہ خود حیران رہ گئی تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور آج وہی لفظوں کی بجائے پتھر برسائے سب پر پھر رہا تھا۔نیا پروجیکٹ ملا تھا اور اس کی تیاریاں زور و شور سے شروع تھیں۔وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا.ایڈ کا سلوگان تیار تھا۔فائل میں بزی ساتھ ساتھ کافی پیۓ

جارہا تھا۔اس کے سامنے وشمہ بیٹھی تھی اور المیر کا دیا کام کر رہی تھی دفعتاً کافی پیتے المیر کا ارتکاز ٹوٹا وجہ وشمہ کے سیل فون کی رنگ ٹیون تھی۔اس نے ناگواری سے اس لڑکی کو دیکھا اس لڑکی کا رنگ اڑا۔اس نے کال کاٹ کر سیل فون کو سائلنٹ پر لگا دیا۔وہ پھر گھوں گھوں کرنے لگا المیر کا ضبط جواب دے گیا۔

"مس وشمہ کیا آپ اسے بند کریں گی یا پھر کال رسیو کر کے اس مستقل مزاج کو کہیں یہ کام کا ٹائم ہوتا ہے یہاں فون کی اجازت نہیں ہے۔"

وہ سر ہلاتی باہر آئی اور جھٹ سے کال اٹینڈ کر لی پھر اس نے جو سنا وہ اس کے حواس باختہ کر گیا۔اس نے آس پاس دیکھے بغیر باہر کی جانب دوڑ لگا دی۔اذان،سندس اور عروسہ اس وقت میٹنگ روم میں تھے ورنہ اسے یوں جاتے ضرور دیکھتے۔وہ کسی کو بھی اطلاع دیے بغیر آٹو لے کر ہاسپٹل کے لئے روانہ ہو گئی تھی۔

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کیسی ہیں وہ؟"

اس نے رمشہ کے ساتھ تیزی سے چلتے ہوئے پوچھا۔اس کا سانس دھونکنی کی مانند

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چل رہا تھا اور اعصاب شل تھے۔

"ان کی طبیعت ابھی بگڑی ہے وہ ٹھیک نہیں ہیں پلیز کچھ کرو اگر انہیں کچھ ہو گیا تو ہم کیا کریں گے۔"

رمشہ کی روتی آواز پر اس نے اپنے سے بڑی بہن کو سر اٹھا کر دیکھا اور پھر دیوار سے ٹیک لگائے روشانے کو، دونوں کے چہرے پر ہلدی پھیلی ہوئی تھی وہ دونوں دل چھوڑ کر بیٹھی تھیں۔

"کچھ نہیں ہو گا انہیں مجھے سمجھ نہیں آتی اتنی باہمت عورت کی بیٹیاں ہونے کے باوجود تم دونوں اتنی بزدل کیسے ہو یار، وہ ہماری امی ہیں دی سپر وومن کچھ نہیں ہو گا انہیں۔"

وہ ان سے زیادہ خود کو تسلی دے رہی تھی۔ان سے زیادہ اس کے جسم میں ارتعاش تھا۔اس نے آئی سی یو کے دروازے کے گول دائرے میں منہ ٹکایا جس کے اس پار ڈاکٹرز کا ہجوم اس کی امی کے ارد گرد کھڑا تھا۔اس کے دل نے خطرے کی گھنٹیاں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بجانا شروع کیں اس نے ان گھنٹیوں کی آواز کو تھما دیا۔اپنا سیل فون نکالا اور ایک نمبر ملایا۔

"مجھے پیسوں کی ضرورت ہے میری امی کی طبیعت خراب ہے شاید آپریشن کرانا پڑے پلیز میری مدد کرو ہاں میں آپ کا کام کر دوں گی بہت جلد کر دوں گی یقین رکھیں لیکن ابھی مجھے پیسے دے دیں مجھے ان کی سخت ضرورت ہے۔"

وہ کونے میں کھڑی سرگوشیوں میں کہہ رہی تھی اس کی آواز میں ندامت اور دکھ کی آمیزش تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کے سیل فون کی میسج ٹون بجی پیسے اس کے سیل فون میں آ گئے تھے نزدیکی شاپ سے اس نے رقم نکلوائی اور پرس میں رکھتی ہاسپیٹل آ گئی۔

"ڈاکٹرز نے آپریشن بتایا ہے۔"روشانے نے روتے ہوئے اطلاع دی۔"خطیر رقم ہے جو وہ جمع کروانے کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہاں سے آئیں گے اتنے پیسے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ باقاعدہ اونچی آواز میں رونے لگی تھی وشمہ نے رمشہ کو اسے چپ کرانے کو کہا اور خود کاؤنٹر پر آگئی پیسے جمع کرانے کے بعد اس نے پریئر ہال کا رخ کیا تھا اللہ سے معافی اور اپنی امی کی لمبی زندگی کی دعا کی درخواست کر کے وہ جیسے ان دونوں کے پاس آئی تو پتہ چلا ڈاکٹرز انہیں آپریشن تھیٹر میں لے گئے ہیں۔اس نے خود کو دیوار کا سہارا دیا۔

"تمہارے پاس اتنے سارے پیسے کہاں سے آئے؟"

رمشہ نے متفکر لہجے میں پوچھا۔وشمہ کا چہرہ نیچے تھا۔المیر ٹھیک کہتا تھا وہ جھوٹی ہے۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کمپنی سے قرضہ لیا ہے جو ہر ماہ سیلری سے کٹے گا رمشہ، میں چاہتی ہوں تم اپنی رخصتی کروالو ہو سکتا ہے کچھ چینج دیکھ کر امی کی طبیعت میں بہتری آئے وہ تمہارے لیے پریشان بھی رہتی ہیں۔"

وہ وشمہ کی بات سے قطعی متفق نہیں تھی تبھی پرزور آواز میں اس کی بات کی نفی

کی۔

"ہر گز نہیں تم چاہتی ہو میں اس مشکل دور میں تمہیں، امی اور روشانے کو تنہا چھوڑ کر چلی جاؤں تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو؟ جانتی بھی ہو رخصتی کے بعد فیضان نے مجھے کراچی لے جانا ہے تم چاہتی ہو میں تم سب سے اتنی دور چلی جاؤں پھر امی کو کون سنبھالے گا روشانے اس کا دھیان کون رکھے گا؟ تم جانتی ہو وہ ہم سے چھوٹی ہے، جذباتی ہے کچھ سنبھال نہیں سکے گی۔"

روشانے اس کی بات سن چکی تھی آگے آکر بولی۔

"آپی میں بڑی ہو گئی ہوں سب سنبھال سکتی ہوں آپ وہی کریں جو سب چاہتے ہیں، پلیز مجھے بڑا ہونے دیں آپی۔"

وشمہ نے تصدیقی انداز میں سر ہلایا روشانے، نے بھی اسے پلیز مان جاؤ نا والی نظروں سے دیکھا جبکہ اسے دوسرے کی فکر بھی لاحق تھی جس سے وہ دونوں واقف تھیں۔

"امی کے لیے دعا کریں وہ ٹھیک ہو جائیں پھر کچھ سوچتے ہیں۔"

صاف لگ رہا تھا وہ ان دونوں کو ٹال رہی ہے۔ فون کی بیل بجنے پر وشمہ ان سے دور ہوئی۔ یہ المیر کی کال تھی جس بری طرح سے اس کا سیل فون دھاڑا تھا المیر کے غصے کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

وہ دو منٹ تک انتظار کرتا رہا لیکن جب وشمہ کال سن کر اندر نہیں آئی اس نے اروی کو اسے بھیجنے کو کہا آدھے گھنٹے میں اسے میٹنگ کے لیے نکلنا تھا اور ابھی فائلز کی ترتیب بھی اسے کرنی تھی۔ اس طرح کی لاپرواہی کی امید وہ اس سے ہی کر سکتا تھا۔ اس نے گھڑی کی جانب دیکھا تبھی اروی نے اسے اطلاع دی کے وہ آفس میں نہیں ہے۔ المیر نے اسے کیمرا زمیں چیک کرنے کو کہا۔ وہ ان میں بھی کہیں نہیں دیکھی جا سکتی تھی اوری نے کچھ دیر قبل کی کلپ چلائی تو وہ باہر جاتی ہوئی دکھ رہی تھی۔ اور یہی اطلاع اس نے آکر المیر کو دی۔ وہ اس کی جرات پر حیران ہونے کے ساتھ ساتھ سیخ پا بھی ہوا۔ بھلا اتنی بھی کیا آزادی اور خود سری کہ وہ آفس سے

جانے کے لیے اس کی اجازت ہی طلب نہ کرے۔اس نے طیش میں وشمہ کا نمبر ملایا۔

"آپ مجھے فورس کر رہی ہیں کہ میں آپ کو اس کمپنی سے خیر باد کہہ دوں، مس وشمہ یہ رولز فقط دیواروں پر لگانے کے لیے نہیں بنائے گئے ہیں ان کو فالو بھی کرنا ہوتا ہے۔میں آپ سے اس غیر ذمہ دارانہ حرکت کی امید نہیں رکھتا تھا۔آپ اس منتھ کی سیلری لیں اور کہیں ایسی جگہ جاب ڈھونڈیں جو آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق کام کرنے کی اجازت دے سکے کیونکہ میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتا۔"

www.novelsclubb.com

وہ اس کے فون اٹھاتے ہی شروع ہو گیا تھا۔غصے سے اس کی آواز ایسے پھٹ رہی تھی کہ وشمہ کو گمان ہوا کہ اس کے سیل فون کے سپیکرز کہیں ریزہ ریزہ ہی نہ ہو جائیں۔

"سوری سر آپ کو پریشانی ہوئی لیکن میری امی کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی

اس وجہ سے مجھے ارجنٹ جانا پڑا میں اپنی اس حرکت کی وجہ سے شرمندہ ہوں۔"

المیر کو اس کی آواز میں پریشانی گھلی ہوئی محسوس ہوئی وہ یکدم ٹھنڈا ہوا تھا, ماتھا کھجایا۔

"اوہ او کے اب کیسی ہیں وہ کیا ہوا تھا انہیں؟"

اس نے نرم آواز سے پوچھا اس کے دماغ میں پھر سے ان چاہی آواز گونجنے لگی تھی۔

"میں جانتی تھی میری بیماری کا سن کر تم اسی طرح پریشان ہو گے لیکن المیر اتنی محبت بھی اچھی نہیں ہوتی تم اپنا دل تھوڑا سخت کر لو میں نہیں چاہتی جب میں چلی جاؤں تو تمہیں دکھ پہنچے۔"

www.novelsclubb.com

نحیف سی آواز تھی ننھے بچے کا دل چیر گئی۔

"آپ مجھے چھوڑ کر جا رہی ہیں آپ کیسے مجھے چھوڑ کر جا سکتی ہیں؟ مت جائیں نا ماما۔"

بھوری آنکھوں میں چھوڑ جانے کا خوف ایک دم سمٹ آیا تھا۔

"ایک نا ایک دن تو سب ہی سب کو چھوڑ جاتے ہیں۔"

"جی بس اب ٹھیک ہیں میں آتی ہوں تھوڑی دیر تک میٹنگ کب ہے؟"

وشمہ کی آواز اسے واپس حال میں کھینچ لائی۔

"آں نہیں آپ ایسا کریں اپنی امی کو ٹائم دیں اور آج ان کے ساتھ ہی رہیں لیکن نیکسٹ ٹائم آپ کہیں بھی جائیں گی تو انفارم کر کے جائیں گی ٹھیک ہے میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں آپ کی جاب اب بھی برقرار ہے۔"

کہتے ہی اسے تھینکس کہنے کا موقع دیے بغیر اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی۔

خیام ڈھیر ساری فائلز اور بنڈلز کے ساتھ اندر آیا انہیں میز پر رکھا اور پر عزم لہجے میں بولا۔

"مجھے امید ہے آج بھی ہم ہی کامیاب ہوں گے اللہ ہمارا ساتھ دے گا۔ ٹیم ریڈی ہے فل فارم میں ہے یہ سب میں اس لئے اٹھالایا تاکہ تم ایک نظر انہیں دیکھ کر

تسلی کر لو تم ٹھیک ہو۔"

تیز تیز بولتے اس نے اچانک سے پوچھا نگاہ اٹھا کر دیکھا تو المیر کو سوچوں میں محو غلطاں پایا وہ خیام کے پوچھنے پر چونکا خود کو سرزنش کی، وشمہ کی بات دماغ میں گھومی۔

"میں نے اکثر آپ کو سوچوں میں ڈوبا پایا ہے۔"

اس نے سر کو جھٹکا۔"تو اب اسے اس عادت کو بھی ترک کرنا ہو گا" نفی میں سر ہلا کر چارٹس پر جھکا۔"نہیں کچھ نہیں۔"

اس نے سب چیزوں پر طائرانہ نگاہ ڈال کر کہا سارا کام تسلی بخش کیا تھا۔

"وشمہ کہاں ہے؟"وہ جب اپنا کوٹ اٹھا کر باہر کی سمت بڑھا تو خیام نے پوچھ ڈالا۔کسی بھی میٹنگ کے لئے اس کی پی اے اس کے ساتھ ہوتی تھی. ایسا بہت کم ہوتا تھا جب سندس غیر حاضر ہو اس صورت میں وہ اروی یا کسی اور کو اپنے ساتھ رکھ لیتا تھا۔اب بھی اس نے اروی کو ساتھ آنے کو کہا تھا اور اسے بہت کچھ سمجھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھی دیا تھا۔وہ ذہین تھی جلدی سمجھ گئی۔سندس کو اس نے اس لیے نہیں کہا تھا کہ وہ پھر اکاؤنٹس دیکھ رہی تھی اور اپنے کام میں خاصی بزی تھی۔یوں بھی جو لوگ اسے چھوڑ دیتے ہیں وہ پھر ان کی جانب مڑ کر نہیں دیکھتا انہیں اس کی ضرورت نہیں تو بھلا اسے کیونکر ان کی ضرورت ہونے لگی۔دھوکے باز، جھوٹے اور چھوڑ جانے والے لوگوں سے وہ خار کھاتا تھا اور ایسے لوگوں سے وہ سو میل دور رہنا پسند کرتا تھا پھر چاہے وہ اس کے اپنے ہوں یا غیر۔

"اس کی امی کی طبیعت ناساز تھی اس لئے اسے جانا پڑا۔" وہ چلتے چلتے کہہ رہا تھا۔

"اوہ تو تم نے پوچھا اب وہ کیسی ہیں؟" وہ متفکر ہوا تھا۔تفکر اس کی آواز سے جھلکتا تھا۔

"ہاں میں اسے کمپنی سے نکال چکا تھا لیکن پھر جب اس کے بغیر بتائے جانے کا ریزن جسٹیفائی نکلا تو پھر میں نے اسے واپس رکھ لیا۔"

اس نے خیام کو اتنے آرام سے بتایا جیسے اس کے چلے جانے سے اسے کوئی فرق نہیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پڑتا تھا حالانکہ جب وہ اپنا فیصلہ سنا چکا تھا تو اسے ایسا لگا جیسے اس کے آس پاس سب کچھ خالی ہو گیا ہو۔ بیکار کی فیلنگز شیطان کے بہکاوے۔

خیام حیران تو نہیں ہوا ہاں اسے وشمہ کی پریشانی لاحق ہو گئی تبھی اس کی فکر میں بولا۔

"کیا تم نے اسے نکال دیا تھا المیر یہ بہت نارمل بات ہے کہ جب کوئی آفس سے بغیر بتائے جائے تو کچھ نہ کچھ ایمرجنسی ضرور ہوتی ہے جس کے سبب وہ ایسے غائب ہوا تمہیں پہلے تھوڑا غور کرنا چاہئے پھر انویسٹیگیشن اور پھر اپنا فیصلہ سنانا چاہیے یوں تو ہر کوئی یہ سمجھے گا کہ ہماری کمپنی یا ہمارے رویے میں ہی کوئی نہ کوئی فالٹ ضرور ہے جو آئے روز سٹاف چینج ہوتا ہے یا پھر ہم اسے سنبھال نہیں سکتے۔ تم خود دیکھو نیا آنے والا کتنا ٹائم لیتا ہے کتنا زچ بھی کرتا ہے یہ کوئی کوئی ہی ہوتا ہے جو جلد کام سیکھ لیتا ہے نہیں تو تم پوچھو ان لوگوں سے جو کام سکھانے کے چکر میں اپنا کام ڈھنگ سے نہیں کر پاتے اس لیے اسے میری ریکویسٹ سمجھ لو دوسروں کو ہم پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہنسنے کا موقع مت دو اور تحمل سے کام لو۔"

اس نے بہت آرام سے اس سر پھرے کو سمجھانے کی سعی کی جو کہ رائیگاں گئی۔

"مجھے دوسروں سے کوئی فرق نہیں پڑتا کسی قسم کی بد نظمی میری برداشت سے باہر ہے اور کیا تم یہ سب اس لئے کہہ رہے ہو کیونکہ تمہارا بھی حصہ ہے اس کمپنی میں۔"

خیام نے انگلیوں کو زور سے مروڑتے ہوئے پنچ بنایا اور ہونٹ بھینچ لئے۔

"اللہ تجھے ہدایت دے ورنہ تو وہ نہیں جس سے انسیت جتائی جائے میرا دل کہہ رہا ہے خیام تمام لحاظ و مروت سائیڈ پر رکھ اور اور اس انتہائی فضول انسان کا چہرہ بگاڑ دے، تمہارا بھی حصہ ہے اس کمپنی میں۔"

اس نے زیر لب گالی دیتے ہوئے کہا تھا۔المیر نے اس کی بات کو ایسے گنور کیا جیسے سنا ہی نہ ہو۔وہ اپنے گاڑی میں بیٹھا اور اسے شعلہ جوالہ بنا چھوڑ گیا۔

"کیا ہوا تھا آنٹی کو ٹھیک ہیں اب وہ؟ تم جانتی ہو جب مجھے پتا چلا تو میں کتنی پریشان ہو گئی تھی۔ میٹنگ میں بھی میرا دماغ تم لوگوں کی طرف بھٹکتا رہا تھا۔ اب بول بھی چکو کیوں میرا صبر آزما رہی ہو۔"

وہ تھوڑی دھوپ اور تھوڑی چھاؤں میں جھلملاتی صبح کو جیسے ہی آفس پہنچی عروسہ نے اسے گھیر لیا کل وہ کام کی زیادتی اور لیٹ ہو جانے کی وجہ سے ان کی خیریت دریافت نہیں کر پائی تھی۔ وشمہ کو کال کی تو اس کا سیل بند جا رہا تھا۔ یہی حال روشانے اور رمشہ کے سیل کا بھی تھا۔ وہ ان لوگوں کی لاپرواہی سے سخت بدمزا ہوئی تھی اور تلملائی بھی تھی لیکن پھر ضبط کر گئی کہ پریشانی میں انسان اکثر و بیشتر سیل فون سے لاپرواہی برت دیتا ہے۔

"وہ ٹھیک ہیں بس تم ان کے لیے دعا کیا کرو عروسہ، امی نے اور ہم سب نے مل کر فیصلہ کیا ہے کہ رمشہ کی رخصتی کر دی جائے فیضان بھائی بھی دو چار بار باتوں باتوں میں کہہ چکے ہیں۔ دو سال کا نکاح ہے آج تک انہوں نے خاموشی اختیار کیے رکھی

ان کی مہربانی ہے میں نہیں چاہتی کوئی اور مسئلہ کھڑا ہو۔"

عروسہ نے ٹھہر کر اس کی بات سنی وہ تھوڑی تذبذب کا شکار ہوئی۔

"لیکن پھر تم کیسے سب ہینڈل کروں گی شانے ابھی چھوٹی ہے اوپر سے اس کی سٹڈیز، اسے تو کچھ آتا بھی نہیں پھر اتنا خرچہ۔"

وشمہ مسکرائی۔

"شانے کہتی ہے اب اسے بڑا ہونے دیا جائے وہ امی کو سنبھال لے گی اور پیسوں کی تم فکر مت کرو سب ہو جائے گا بس آج کل میں، میں فیضان بھائی سے بات کرنے والی ہوں مجھے تمہاری مدد درکار ہے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا اس کی مسکراہٹ کا ساتھ عروسہ نے اپنی بہت پیاری مسکراہٹ کے ساتھ دیا۔

"ضرور اور یہ تو بہت اچھی بات ہے اس کا بی ایس بھی کمپلیٹ ہونے والا ہے آجکل چھٹیوں کے سبب وہ فری بھی ہو گی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ دونوں ساتھ چلنے لگی تھیں۔

"ہاں تم ٹھیک کہتی ہو اچھا یہ بتاؤ المیر سر کے غصے کا گراف کیسا ہے کہاں تک پہنچا؟ پتا ہے کل انہوں نے مجھے بغیر انفارم کئے جانے پر اس کمپنی سے کک آؤٹ کر دیا تھا پھر جب پتہ چلا کہ امی طبیعت خرابی کی وجہ سے میں گئی تھی تو پھر واپس رکھ لیا۔"

عروسہ چلتے چلتے رکی تھی یہ سب اسے خیام بتا چکا تھا۔

"ہاں مجھے خیام سے پتہ چل گیا تھا تمہیں ہوشیار رہنا چاہیے کہیں بھی کیسی بھی ایمرجنسی ہو تم انہیں بتا کر جایا کرو تم نہیں جانتی ان کے پل پل بدلتے موڈ کا کب مہربان ہوں تو کب جان کا وبال۔"

وہ سر ہلاتی اپنا بیگ رکھ کر وہیں بیٹھ گئی تھی۔المیر ابھی آفس نہیں آیا تھا وہ اور عروسہ جلدی آ گئے تھے۔جلد ہی ماہم اور سندس نے بھی انہیں جوائن کیا تھا۔اذان بھی آ گیا اس کی امی کا حال چال پوچھا اور تھوڑی یہاں وہاں کی باتیں کیں۔ایڈ ملنے کی خوشخبری سنائی اور یہ بھی بتایا کہ آج وہ سب ماڈل چوز کرنے کا کام کریں گے جو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کہ ایک لڑکا ہو گا. فٹ بال کمپنی کا ایڈ تھا اس لئے انہیں کوئی اچھا سا ماڈل چوز کرنا تھا۔ وشمہ نے بھی اپنی دلچسپی دکھائی اور عروسہ کے لیپ ٹاپ پر جھک گئی جہاں اس کے پاس اور بھی لوگ کھڑے تھے۔ وہ ایک سے بڑھ کر ایک ماڈل کو دیکھ رہے تھے کچھ کو کوئی رجیٹ کر رہا تھا تو کوئی پسند، اسی چکر میں خاصا وقت گزر گیا۔ وشمہ کو ایک لڑکا اچھا لگا اس نے جھٹ اپنی پسند کا اظہار کیا۔

"یہ اچھا ہے دیکھو تو اس کی مسکراہٹ کتنی پیاری ہے۔ گال پر ڈمپل بھی ہے اور آئیز بھی کلر ڈ ہیں۔ بال کتنے اچھے ہیں ناشہد جیسے، کافی ہائیٹڈ دکھتا ہے۔ زبردست باڈی ہے گورا کتنا ہے یہ تو مجھے ٹرکش لگ رہا ہے۔"

وہ اپنی دھن میں کہے جا رہی تھی سب اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ خدانا خواستہ ٹرمپ کی باتیں کر رہی ہو۔

"یہ تو بہت پیارا ہے کیا ہو گیا تم لوگوں کو سانپ کیوں سونگھ گیا؟ عروسہ یہی اس ایڈ کے لیے پرفیکٹ رہے گا اس کے سامنے تو سب زیرو ہیں۔ ویسے کیا یہ کسی ڈرامے

میں بھی آتا ہے اگر ہاں تو مجھے بتاؤ میں ضرور اسے دیکھنا پسند کروں گی۔"

اپنی بات ختم کرتے ہی اسے ایک بھیانک آواز سنائی دی۔سب کے سانپ سونگھنے کی وجہ سامنے آگئی۔

"مس وشمہ آپ آفس میں تشریف لائیں۔"

المیر جو کافی دیر سے کھڑا تھا۔دو تین ماڈلز کو دیکھ چکا تھا اور وشمہ کی سنہری رائے بھی سن چکا تھا نے عروسہ کو اسے اوکے کرنے کا اشارہ کیا اور آگے بڑھ گیا۔وہ جوں کی توں کھڑی رہ گئی۔دل میں تھوڑا سا خوف بھی آیا لیکن اس نے جھٹک دیا وہ بھلا کیوں اس سے ڈرنے لگی اسے تو وہ پیارا سا ماڈل دیکھنا تھا جو اتنا پیارا تھا کہ حد نہیں۔

"یار جب تم بولا کرو تو آس پاس دیکھ لیا کرو نان سٹاپ بولتی چلی جاتی ہو۔"

یہ ماہم تھی جو اسے مفید مشورہ دے رہی تھی وشمہ نے اسے گھورا۔

"میں بھلا کیوں دیکھوں میں نے تھوڑی نا کہا ہے میرے پیچھے آکر میری باتیں سنیں ویسے بھی یہ ایک غیر اخلاقی حرکت ہے۔"

اس نے تو جیسے کان پر مکھی نہیں بیٹھنے دی تھی۔وہ تو بس اس ماڈل کو ہی تکے جا رہی تھی۔اس کی سوچ یہی تھی کہ کیا لڑکے بھی اتنے خوبصورت ہوتے ہیں؟

"تم جاؤ المیر سر نے تمہیں بلایا ہے۔"

عروسہ نے اس کے کھڑے رہنے پر کہا وہ سر ہلاتی اپنے سائیڈ پر ڈالے چھوٹے سے گول بیگ کی زپ کھول کر اس میں رکھی لپ بام نکال رہی تھی۔اسے لبوں پر لگا کر آپس میں مس کرنے کے بعد اس کا دروازہ کھڑکانے لگی۔اجازت ملنے پر وہ اس کے سامنے تھی آسمانی رنگ کی فارمل شرٹ پہنے وہ بہت جاذب نظر لگ رہا تھا لیکن ایک چیز جو مشترک تھی وہ یہ تھی کہ وہ اپنی شرٹ کے رنگوں کی طرح ہی ٹھنڈے مزاج کا لگتا تھا۔آج ماتھے پر تیوریاں ضرورت سے زیادہ تھیں اور لیپ ٹاپ کی کیز پر چلتی انگلیوں کی رفتار ریسنگ کار کو بھی پیچھے چھوڑ رہی تھیں۔کوٹ ہمیشہ کی طرح کرسی کی بیک پر پھیلا تھا۔وہ کھڑی رہی المیر مصروف رہا۔وشمہ نے دوبارہ بیٹھنے کا پوچھا اس نے کوئی جواب نہیں دیا بس ٹائپنگ میں بزی رہا۔وہ گہرا سانس بھر کر اس

کا آفس دیکھنے لگی۔

تمام دیواریں تیز گرے رنگ میں سجی تھیں حالانکہ پورا آفس ہلکے گرے رنگ کا تھا لیکن اس کے کیبن کی دیواریں سیاہ رنگ چھلکاتی تھیں۔ تین دیواریں سیاہی مائل گرے تھیں جبکہ ایک گلاس وال تھی جس کے آگے دیواروں کے رنگ کے پردے گرے ہوئے تھے وجہ شدت سے پڑتی دھوپ تھی۔اس کی میز سیاہ شیشے والی تھی جس پر اس کا لیپ ٹاپ فائلز، پن ہولڈر، گلوبز، چند ایک پمفلٹس، بل بورڈز کے چھوٹے نمونے اور کمپنی کی چھوٹی سی ڈمی رکھی ہوئی تھی۔اس کے دائیں سائیڈ پر المیر کے بازو سے تھوڑی دور ایک بورڈ رکھا ہوا تھا جو فی الحال کسی بھی تحریر سے خالی تھا۔ کرسی کے عین پیچھے "دی رائے ایڈورٹائزنگ کمپنی" ہلکے گہرے رنگ میں لکھا ہوا جگمگا رہا تھا۔اس کے اوپر دیوار کے سہارے سے لگی قدیم طرز کی لالٹین جگمگا رہی تھی۔اس کی نگاہیں واپس گھومتی ہوئی المیر کے چہرے پر آکر رک گئی۔ وہ اسے غور سے دیکھنے لگی دیکھتے دیکھتے اسے زور کا جھٹکا لگا تھا۔اسے اس میں کسی

کی شباہت دکھی تھی۔وہ شباہت اتنی زیادہ تھی کہ اس کا سانس رکنے لگا۔وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی تھی۔

وہ اس کے اتنے محویت سے دیکھنے پر چونکا تھا۔اس کی تیز دوڑتی انگلیوں کی رفتار دھیمی پڑی، تیوری والے ماتھے کے ساتھ اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا جو ایکسرے کرتی نگاہوں سے اس کے چہرے کا معائنہ کر رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں تجسس تھا دبا دبا سا جوش اور حیرانگی بھی المیر نے لیپ ٹاپ کو آواز کے ساتھ بند کیا دونوں بازو سینے پر باندھے اور خود کو کرسی کی بیک پر گرا لیا۔مجال ہے جو وشمہ کا ارتکاز ٹوٹا ہو وہ ہنوز اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی۔المیر نے سر اثبات میں ہلا یا تو یعنی طے ہوا اس لڑکی میں اتنی جرات ہے کہ وہ المیر کی سنجیدگی کو بھی خاطر میں نہ لائے۔

"مس وشمہ پھر آپ نے کیا کھوجا کیا آپ کو برمودا ٹرائی اینگل میں چھپے راز کا معلوم

ہو گیا ہے یا پھر آپ نے بلیک ہول کے اندر کی کہانی کو پا لیا ہے۔"

اس نے بڑے ٹھنڈے انداز میں اس پر طنز کیا تھا جو وشمہ نے بڑے آرام سے اٹھا کر سائیڈ پر رکھ دیا۔

"نہیں لیکن آپ کا چہرہ میری چھوٹی بہن کی طرح لگتا ہے ہاں یہ تو بالکل اس جیسا ہے آپ کی آنکھیں ویسی ہی ہیں ویسی ہی ناک اور ہو بہو ہونٹ اوہ آپ نے تو میری بہن کا چہرہ چرا لیا۔"

نفی میں سر ہلاتی وہ ٹرانس کی کیفیت میں کہتی ایک دم پر جوش ہوئی تھی۔اس کی پر جوشیت دیکھنے کے لائق تھی وہ مزید میز پر آگے کو جھکی۔

"اور آپ کی آنکھ کے اندر جو تل ہے وہ بالکل میری ماما جیسا ہے بالکل اسی جگہ پر پلکوں کی باڑ میں چھپا ہوا جیسے گہرے جنگلوں میں چھپا نیکی کا بادشاہ آپ کی آنکھیں تو۔"

اسے یکدم جھٹکا لگا تھا وہ ٹھٹھراتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی دل کی رفتار جو بڑھ گئی

تھی۔اس نے خود کو ان بھوری آنکھوں میں ڈوبتے ہوئے دیکھا۔یہ وہ خشک صحرا تھا جس کی مسافر وہ بننے والی تھی۔اسے خوف محسوس ہوا یہ کیسا جذبہ یکلخت اس میں اجاگر ہوا تھا۔

"اور میری ناک بالکل آپ کے ڈیڈی جیسی ہو گی اور میرے بال بالکل آپ کے بالوں جیسے ہوں گے اور خدانخواستہ ہم میلے میں بچھڑے ہوئے ان بہن بھائیوں کی طرح ہوں گے جو بچپن میں جدا ہو جاتے ہیں۔۔۔نان۔۔۔ سینس۔"

نان سینس کو اس نے چبا کر الگ الگ بولا۔ہاتھوں کی گرہ کو کھول کر اس نے سر کو جھٹکا دیتے ہوئے فائلز سمیٹنی شروع کیں۔

"ایک اہم ڈیلیگیشن سے ملنے ہمیں ابھی نکلنا ہے آپ عروسہ کو جا کر بتا دیں اور یاد رکھیں وقت کی ناقدری مجھ سے بالکل برداشت نہیں ہوتی۔"

وہ برے دل کے ساتھ باہر آئی عروسہ کو اروی پہلے ہی جا کر بتا آئی تھی جو چند منٹس میں ہی لپ اسٹک کی نئی شیڈ اور بلش آن کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"میری مانو تھوڑا میک اپ کو بھی اس منہ پر جگہ دو یقین کرو تمہارے چہرے پر آبلے نہیں پڑ جائیں گے بلکہ یہ تھوڑا اور اچھا لگے گا۔"

اپنی بات کہہ کر وہ منہ پر ہاتھ رکھے نزاکت سے ہنس رہی تھی وشمہ تضحیکی انداز میں مسکرائی۔

"بالکل تم درست ہو لیکن میں ایسی ہی اچھی ہوں اور یجنل بغیر کسی نقاب کے اور ڈارلنگ مجھے لگتا ہے میک اپ صرف تمہارے لئے ہی بنا ہے۔"

عروسہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا اس کا نازک سا ہاتھ کسی روئی سے کم نہ تھا۔

"ہاں تم ٹھیک ہو لیکن کم از کم تم لپ اسٹک تو لگا ہی سکتی ہو تم پر سوٹ بھی کرے گی۔"

وشمہ نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی فائدہ ہی نہیں, تم جانتی ہو مجھے نچلا ہونٹ دانتوں میں رکھ کر چبانے کی عادت ہے اس سے لپ اسٹک مٹ جاتی ہے اس لیے سوری۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے فوراً سے ہاتھ اٹھا کر کہا لیکن عروسہ کہاں سننے والی تھی۔

"تم کلازونا کی یوز کر لو وشمہ یار پلیز مان جاؤ نا ایک بار تو ٹرائے کر کے دیکھو۔"

اس نے اپنے پرس سے ہلکے شیڈ کا لپ گلوز نکالا تھا۔ وشمہ جھٹ سے کھڑی ہوئی وجہ المیر کا اپنے آفس سے نکلنا تھا نا چار عروسہ کو بھی لپ گلوز بیگ میں رکھنا پڑا۔ وہ دونوں المیر اور خیام کے ساتھ چلتی ہوئی باہر آئیں۔ تھوڑی دیر میں ہی وہ ان ڈیلی گیشن کے سامنے بیٹھے تھے۔ وہ ایک مرد اور ایک عورت تھے۔ خیام کے جاننے والے تھے تبھی ان کے ساتھ میٹنگ طے پائی تھی۔ جان پہچان کے مراحل کے بعد وہ مرد جس کا نام آکاش تھا اور جو ساؤتھ نائجیریا کا رہنے والا تھا اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے وشمہ کو گھورے جا رہا تھا وجہ اس کا چپ چپ بیٹھنا تھا. اس کی ساتھی شرلی خیام، المیر اور عروسہ کے ساتھ محو گفتگو تھی لیکن المیر کی اس گفتگو میں دلچسپی دیکھنے کے لائق تھی۔

"آپ خاموش ہو کیا آپ کے ظالم باس نے یہ حکم دیا ہے کہ آپ نے ایک لفظ بھی

نہیں بولنا اگر ایسا ہے تو اسے اس دنیا کا سب سے مغرور انسان نامینیٹ ہو جانا چاہیے۔"

اس نے جان چھڑانے والے انداز میں نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر کچھ کہہ کیوں نہیں رہی ہوں بولو مجھے آپ کی پیاری آواز سننی ہے۔"

المیر کے ماتھے کی تیوریوں میں اضافہ ہوا وہ بظاہر تو شرلی سے بات کر رہا تھا لیکن اس کا سارا دھیان ان دونوں کی طرف ہی تھا۔ کیوں تھا ایسے ہی کیا وہ کسی کی باتیں نہیں سن سکتا بھلا وہ کیوں اپنے کان بند کرنے لگا۔

"ایسی بات نہیں ہے میں بس تھوڑا کم بولتی ہوں۔" وشمہ نے اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ بولا.

سامنے بیٹھے انسان کی آنکھیں متاثر کن انداز میں چمکیں۔

"تو میں کہوں گا اتنی معمولی سی بات پر قفل لگا کر بیٹھنا بے وقوفی ہے ہائے میرا نام آکاش رنڈوانا ہے۔ ممبئی میں پیدا ہوا پھر ہمیشہ کے لیے ساؤتھ نائجیریا آ گیا کیونکہ

میری ممی نائجیرین ہیں۔"

وشمہ کے لب تھوڑے سے پھیلے اس نے کن انکھیوں سے آکاش کو دیکھا تھا۔وہ اچھا خاصا خوبرو انسان تھا جس کی آنکھیں زندگی سے بھرپور چمکی ہوئی تھیں۔دونوں نے نظروں کا تصادم کیا اور پھر ایسے شروع ہوئے جیسے بچھڑے ہوئے ساتھی ہوں اور اتفاق سے آج ہی ملے ہوں۔کھانا آگیا کھالیا گیا نیپکن سے منہ بھی پونچھ لئے گئے لیکن ان کی باتیں ختم نہیں ہوئیں۔وہ اتنی محویت سے آپس میں لگے ہوئے تھے کے انہیں پتہ ہی نہ چلا کب وہ چاروں انہیں دیکھنے لگے، سننے لگے۔وشمہ کی بولتی تو تب تھمی جب المیر نے کھڑے ہو کر شرلی سے ہاتھ ملایا تھا۔ان دونوں کو کھڑے ہوتے دیکھ کر آکاش بھی کھڑا ہوا تھا۔

"آج کا دن اچھا تھا یہ ملاقات بھی قابل غور ہے مجھے نظر آرہا ہے فیوچر میں ہم ساتھ کام کرنے والے ہیں مسٹر المیر ہم آپ کو اپنے ساتھ کام کرنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آکاش نے خوش دلی سے ہاتھ آگے بڑھایا المیر نے اس کے گندمی مائل ہاتھوں کو دیکھا پھر پرجوش انداز میں اس سے ہاتھ ملا کر گویا ہوا۔

"ضرور آپ کو بھی پاکستان میں خوش آمدید۔"

آکاش سے ہاتھ ملانے کے بعد وہ آگے بڑھ گیا تھا۔ عروسہ اور خیام بھی ان دونوں سے مل کر المیر کے پیچھے گئے تھے۔ وشمہ نے بھی ان کی تقلید کی تھی۔ وہ آج المیر کے ساتھ اس کے گاڑی میں آئی تھی سو جانا بھی اس کے ساتھ ہی تھا لیکن یہ کیا پارکنگ میں آکر وہ جیسے ہی المیر کی کار کے پاس پہنچی ڈرائیور المیر کے آرڈر پر اسے زن سے اڑا کر لے گیا۔ خیام کے ساتھ بیٹھی عروسہ نے بھی یہ منظر دیکھا تھا وہ گاڑی کا دروازہ بند کرتی اس کے پاس آئی۔

"اول درجے کے بدتمیز ہیں تم چھوڑو انہیں آؤ میرے ساتھ۔"

وہ اس کا بازو تھامے اسے خیام کی گاڑی کے پاس لا رہی تھی وشمہ نے دانت کچکچائے۔

"اللہ کرے ان کی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو جائے یا فیول ایسی جگہ ختم ہو جہاں دور دور تک گیس اسٹیشن نہ ہو، نہیں تو سلنسر تو ضرور جلے کھڑوس کہیں کے۔"

وہ بد دعائیں دیتے ہوئے عروسہ کے ساتھ چل رہی تھی۔اس کا دل سخت برا ہوا تھا بھلا یہ بھی کوئی طریقہ ہوتا ہے منہ اٹھا کر چلے گئے اور اس کو چھوڑ دیا کون سا اس نے خود کہا تھا اپنے ساتھ لانے کو۔

"آمین ایسا ہی ہو گا بس اب تم چپ کر جاؤ کہیں خیام سر سن نہ لیں۔"

اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پیچھے بیٹھ گئی۔

"ہاں جیسے مجھے اس سے تو فرق پڑتا ہے نا کوئی سنے یا نہ سنے میری بلا سے۔"

زور سے گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے وہ بڑبڑائی تھی۔

"اللہ کرے ان کی گاڑی کا اسٹیرنگ ہی نکل جائے آمین۔"

"مجھے لگتا تھا تمہارے ڈیڈی صرف مجھ سے محبت کرتے ہیں۔وہ کبھی مجھے دھوکا

نہیں دے سکتے لیکن پھر میں نے انہیں بھی عام سطحی مردوں کی طرح پایا۔میری یہ سوچ غلط تھی کہ وہ خاص ہیں۔میری یہ سوچ اس سے بھی زیادہ غلط تھی کہ اس دنیا میں محبت نامی چیز کا کوئی وجود بھی ہے نہیں اس فانی دنیا میں محبت کے علاوہ ہر کچھ ہے جو بھی تم چاہو گے تمہیں مل جائے گا بس محبت نہیں ملے گی۔وہ تو وقت کے پنوں میں اپنی عظمت کے ساتھ جا سوئی ہے آج جو ہے اس کی کاپی ہے اور تم جانتے ہو کاپی اور یجنل کی جگہ کبھی نہیں لے سکتی۔"

اس کے منہ پر کتاب رکھی تھی اور وہ ماورائی سوچوں کے سفر پر گامزن تھا۔

"تو پھر وہ سب کیا ہے جو دل چاہتا ہے؟"

"وہ سب انسیت کی انتہا ہے فقط دل کی چاہ روح کی چاہ نہیں۔"

"دل کی اور روح کی چاہ میں کیا فرق ہے؟"

"بہت سادہ سا فرق ہے دل ہر ایک کو چاہ لیتا ہے اور روح وہ تو بس ایک پر ہی فنا ہو کر رہ جاتی ہے۔تم دیکھ لینا تمہارے دل میں بہت سوں کے لیے ایک سے جذبات

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہونگے لیکن وہ کوئی ایک ہی ہو گا جو روح میں بسا ہو گا جس کے معیار کا کوئی نہیں ہو گا وہ ہی حقیقی محبت ہو گی وہ محبت جواب ناپید ہے۔"

اس نے آنکھیں کھول دیں کتاب کو چہرے سے ہٹایا۔ایک دوسری سوچ اس کے دماغ میں پروان چڑھنے لگی وہ تلخ تھی بہت زیادہ اذیت ناک۔

"تم جانتے ہو محبت کیا ہے محبت وہ ہوس ہے جو پیسے سے آکر شہرت پر ختم ہوتی ہے جیسے تمہاری موم نے پیسے کی خاطر میری جگہ لے کر اپنا نام بنانا چاہا فیاض رائے کی بیوی بن کر منظر عام پر آنا چاہا کتنا غلط کیا انہوں نے ایسا کون کرتا ہے؟ تم بالکل ایسا مت کرنا۔ تم میرے بیٹے ہو نا میں جو کہوں گی وہی کرو گے اگر تم نے ایسا نہ کیا تو رات کو وہی چڑیل تمہارے کمرے میں آئے گی جس کا چہرہ مجھ سے ملتا جلتا ہے۔ پھر وہ تمہیں اذیت دے گی کیوں کہ تم نے میرا دل دکھایا جو ماں کا دل دکھاتا ہے اسے پھر سزا کے طور پر وہی چڑیل ملتی ہے۔وہ تمہاری ماں کی شکل کی ہوتی ہے لیکن بہت سنگدل ہوتی ہے۔وہ موم کی شکل کی اس لیے ہوتی ہے تاکہ تمہیں پتہ چل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سکے کہ جس سے محبت کی جاتی ہے اس سے دکھ ملنا کیسا ہوتا ہے لیکن میں نہیں چاہتی تمہیں دکھ ملے پھر میرے بھی آنسو نکلیں گے۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا دو چار دنوں سے اس کا دل بہت اداس تھا۔ایک ٹھنڈا سا درد تھا جو پورے بدن میں لہو کی طرح گردش کر رہا تھا۔اس درد کی وجہ تو اسے معلوم نہیں تھی لیکن وہ مضطرب تھا۔اس کا اضطراب اس انتہا پر تھا کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان خود غرض لوگوں کی دنیا سے کہیں بہت دور چلا جائے۔ایسے لوگ جو فقط اپنا مفاد دیکھتے ہیں جنہیں بس اپنے دل کی پرواہ ہوتی ہے دوسرے کی نہیں۔اس نے اپنے دکھی دل کو مسلا اسے خود پر رونا بھی آیا اور ترس بھی۔یہ وہ کیسی دوہری مشکل کا شکار ہو گیا تھا کہ دل چاہ بھی رہا تھا دل نہیں بھی چاہ رہا تھا۔روح اقدام محبت کے لیے تیار بھی تھی اور ہچکچا بھی رہی تھی۔اس نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لیں۔وہ ایک اور دھوکا ایک اور تڑپ برداشت نہیں کر سکتا تھا اگر اس بار بھی اسے چھوڑ دیا گیا ٹھکرا دیا گیا تو وہ جانتا تھا جیتے جی مر جائے گا۔

اس نے گھبرا کر اٹھ کر ٹہلنا شروع کیا زویا کا چہرہ اس کے ذہن کے پردے پر ابھرا۔ وہ پھول کی طرح معصوم تھی بے غرض سی اس کے لئے ڈھیروں چاہ رکھنے والی اور سالوں سے اس کی ایک ہاں کی منتظر، اس کے دماغ میں صالحہ گھومی جواب تو شادی شدہ تھی لیکن وہ اس کی کتنی پرواہ کرتی تھی بالکل ایسے جیسے وہ کوئی چھوٹا سا بچہ ہو جس کے روٹھ جانے سے وہ خوف میں مبتلا رہتی تھی جو اس کے لیے بے حد حساس تھی۔ جس کا دل اس کے لیے انتہا سے زیادہ صاف تھا اور جو اس کے ساتھ بے حد مخلص تھی۔ اس نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں وشمہ اس اندھیرے میں کسی روشن چاند کی طرح جگمگائی تھی اس نے بے چینی سے انہیں کھول دیا۔

رات کے اندھیرے میں پورا چاند پول کے نیلے پانی میں تیرتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس کے آس پاس کنیزوں کی طرح بیٹھے ستاروں کا عکس بھی اس میں جھلمل کرنے لگا۔ المیر نے شرٹ اتاری اور سست روی سے پول کے اسٹیپس پر پاؤں رکھتا ہوا پانی میں اتر گیا۔ ستاروں نے بڑی فرصت سے اس کے لئے جگہ بنائی اور چاند جھلملا کر

سائیڈ پر ہو گیا۔اس نے پانی میں ڈبکی لگائی تھی۔

"وہ تمہیں دھوکہ دے گی اپنے دل کو اذیت میں مت ڈالو کیوں خوار ہونا چاہ رہے ہو۔"

پانی میں اسے مریم کی آواز سنائی دی تھی یہ صبح ہی کی تو بات تھی جب اس کی کال آئی وہ اپنے بھائی کو سمجھانا چاہتی تھی۔

"پتا نہیں تمہیں مام نے کیا کہا ہے ایسی کوئی بات نہیں۔"

اس نے کرسی کی بیک سے ٹیک لگاتے ہوئے اپنے جذباتی پن کو کوس کر اسے ٹالا تھا۔وہ اس متعلق کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کا موڈ سخت خراب تھا شاید اس وجہ سے کہ اسے وشمہ کا آکاش کے ساتھ فری ہونا ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔ٹھیک ہے وہ چلبلی ہے ہر ایک کے ساتھ باتیں کرنے انہیں خوش رکھنے اور بور نہ کرنے کا فن اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے لیکن اس کا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ ہی شروع ہو جائے۔

"اگر ایسا کچھ نہیں ہے تو پھر تم نے شادی کی بات کیوں کی یہ کیوں کہا کہ تمہیں اس لڑکی سے محبت ہے۔اتنی بڑی بات کہہ کر تم ایسے ظاہر کر رہے ہو جیسے تمہیں اس بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں،المیر تمہارے منہ سے یہ بات سننا واقعی معنی رکھتا ہے اب مجھے ٹالو مت میں چھوٹی ضرور ہوں لیکن اتنی بھی نہیں کہ میں تمہیں سمجھ نہ سکوں۔"

وہ ٹھنکے ماتھے کے ساتھ اس کی بات سن رہا تھا۔اس نے اتنی بڑی غلطی کیونکر کی یہی قلق اسے بار بار ستائے جا رہا تھا۔جذبات واقعی باغی روح ہوتے ہیں پل میں انسان کو بے بس کر کے وہ کر واڈالتے ہیں جن کا اس نے تصور بھی نہیں کیا ہوتا۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی تمہیں کیسے سمجھاؤں لیکن اب جب تم سب مجھے ہی سمجھنے سے قاصر ہو تو میری تمام دلیلیں تمام وضاحتیں بے کار ہیں مجھے کچھ نہیں کہنا فقط اتنا کہ میں بھی ایک انسان ہوں،جینا چاہتا ہوں۔"

اس کے ساتھ پانی میں تیرتے چاند نے بھی یہ جملے سنے تھے۔اس نے چہرہ پانی سے

باہر نکالا اسے یہ تمام دنیا یہ کہتی ہوئی دکھی۔

"ہاں بڑی تم بھی ایک انسان ہو کم آن نکلو اس خول سے اور کھل کر جیو کہ زندگی کا دوسرا نام ہی جینا ہے۔"

لیکن پھر اسے اپنے اندر کی دنیا کی آواز سنائی دی۔

"نہیں المیر تم ایک اور دکھ سہہ نہیں پاؤ گے نفع نقصان کو ساتھ رکھ کر چلنے والے کے لیے یہ سودا بڑے گھاٹے کا ہے بھول جاؤ کہ بھول جانے میں ہی عافیت ہے۔"

وہ پانی سے باہر نکل آیا اسی چاند نے جو اس کے ساتھ پانی میں محو رقص تھا اس کا چہرہ بنایا جو

www.novelsclubb.com

المیر کے ساتھ تیرتے وجود کی چاہ بن گئی تھی۔ وہ چاہ اس چاند کو جو المیر کے سوئمنگ پول میں پایا جاتا تھا آسمان پر دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں تفکر کے گہرے سائے منڈلا رہے تھے۔ آج المیر کا ٹریڈ مارک اڑ کر اس کے ماتھے پر آن سمایا ان شارٹ وہ مضطرب تھی۔

"امی ٹھیک ہیں ڈاکٹرز پر امید دو آپریشنز اور ہونگے تو وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔"

اسے روشانے کی آواز سنائی دینے لگی جواب خود کو مکمل طور پر بڑا ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔وہ مسکرائی کہ اس کی مسکراہٹ سے ہی اس کی بہنوں کو حوصلہ ملتا تھا۔چاند پر وہ تصور ابھرنے لگے تھے جو شام کی تاریخ اپنے سینے پر رقم کر چکی تھی۔

"مجھے یقین ہے ایسا ہی ہو گا وہ جلد ٹھیک ہو جائیں گی۔"

"لیکن آپی اتنے سارے پیسے کہاں سے آئیں گے ابھی تو وہ لون بھی نہیں اترے گا جو آپ نے کمپنی سے لیا ہے اور پھر ایک اور آپریشن آجائے گا اوپر سے ڈھیر ساری دواؤں کے خرچے اور رمشہ آپی کی شادی یہ سب کیسے چلے گا۔"

اس کی آواز میں پریشانی گھلی تھی وشمہ کو بہت کچھ ,بہت مشکل لگنے لگا۔

"اللہ پر بھروسہ رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا اللہ سب بہتر کریں گے۔"

اس کے سینے پر بھاری سیل پڑی تھی اس کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا لیکن ایک جان

سے بڑھ کر اسے کچھ عزیز نہیں تھا اپنا ضمیر بھی نہیں۔

"آپ ٹھیک کہتی ہیں, آپی ایک بات کہوں۔"

اس کے لہجے میں واضح ہچکچاہٹ تھی وشمہ چونک گئی اثبات میں سر ہلا کر اجازت دی۔

"کیا میں جاب کر لوں کافی مسئلے حل ہو جائیں گے۔"

وشمہ نے محبت بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں ضرور اجازت دیتی اگر امی کی طبیعت ٹھیک ہوتی تو کسی کو تو ان کے پاس رہنا چاہیے نا اور تم کیوں پریشان ہوتی ہو میں ہوں ناسب ٹھیک ہو جائے گا۔ شانے تمہیں پتا ہے میرے باس کا چہرہ بالکل تم سے ملتا ہے ان کی آنکھیں تو سیم تمہاری جیسی ہیں۔"

اس نے بات کا رخ بدلا تھا اور عین اس کی توقع کے مطابق شانے بھی پچھلی بات کو بھول گئی۔

"کیا واقعی؟ اگر ایسا ہے تو میں انہیں ضرور دیکھنا چاہوں گی۔"

اس کے انداز میں جوش بھرا بچپنا تھا۔

"میں نے سنا تھا اس دنیا میں ایک چہرے کے سات لوگ ہوتے ہیں اب دیکھ بھی لیا تم دیکھو گی نا تو یقین کر لوں گی، ان کی آنکھ کے اندر پلکوں کے بیچ میں بالکل امی جیسا تل ہے اور تم جانتی ہو ان کا فیس کٹ بھی مجھے امی جیسا لگا لیکن اللہ معاف کرے وہ مزاج میں کہیں دور نزدیک بھی ہمارے جیسے نہیں ہیں۔ بہت بہت کھڑوس ہیں پتا نہیں ایسا کیا معاملہ ہے ان کے ساتھ جو وہ یوں سخت مزاج ہیں یا پھر یہ ان کی نیچر ہے۔"

www.novelsclubb.com

"یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو؟"

سندس نے اس کے پیچھے سے آکر پوچھا وہ چونکی پھر مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔

"ایسے ہی آج چاند بالکل پورا ہے تو اسے دیکھ رہی تھی تم بتاؤ اب تک کیوں جاگی ہوئی ہو؟"

اس نے اپنی کلائی سے ربڑ بینڈ اتار کر اس میں بالوں کو جکڑا، سندس بھی اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی ریلنگ پر ہاتھ جمائے اور اسے دیکھ کر بولی۔

"میں تو بس ایسے ہی جاگی ہوئی ہوں آج دل نہیں ہے سونے کا۔"

وشمہ اس کی بات پر ہنسی۔

"سونے کا بھی دل ہوا کرتا ہے بھلا یہ تو قدرتی فعل ہے نیند آنا تو متوقع ہے۔"

سندس نے اس کی بات سے اکتفا کیا۔

"ہاں تم ٹھیک کہتی ہو لیکن اس صورت جب آپ مطمئن ہوں جب انسان دو راہوں پر چل رہا ہو تو یہ نیند بھی بیگانی ہو جاتی ہے بھولے سے بھی اپنا دیدار نہیں کراتی۔"

اس نے بہت حیرت سے سندس کو دیکھا اس کا چہرہ پھیکا تھا اور آنکھیں بے نور سیں، وہ الرٹ ہوئی۔

"تمہیں کیا ہوا کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو دیکھو ہم دوست ہیں کچھ بھی آپس میں

شیئر کر سکتے ہیں۔"

وہ پریشان ہوئی پریشانی سے ہی کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں میرا فلسفہ بولنے کا دل تھا۔" وشمہ کا حلق تک کڑوا ہوا۔

"اگر یہ پر فلسفہ تھا تو بالکل بیکار تھا تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا میں نے سوچا یار یہ کیسی بے مطمئنی ہے جو میری پیاری سی دوست کے دل میں آن سمائی ہے آئندہ پلیز میرے سامنے یہ مشکل الفاظ مت بولنا میں ان سب کو نہیں سمجھتی۔"

وہ کہتے ہی اندر کو بڑھ گئی تھی سندس نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"تمہیں واقعی کچھ سمجھ نہیں آتا۔"

مایوسیوں سے بھری شام کی چمکدار صبح تھی۔ سب روٹین ورک کے مطابق اپنے اپنے کاموں میں بزی تھے۔ اذان اپنے لیپ ٹاپ میں بنے فٹ بال ایڈ کا سلوگان دیکھ رہا تھا اسے سیٹ کر رہا تھا۔ اس سے تھوڑے فاصلے پر اروی بل بورڈز کے

ڈیزائن کمپیوٹر میں بنا رہی تھی۔ مدثر اس کی مدد کر رہا تھا دوسری جانب سندس اس ایڈ میں ہونے والی بچت کا بل بنا رہی تھی اور وہ خرچہ دیکھ رہی تھی جو اس میں ہونا تھا۔ خیام اور عروسہ آج ہونے والی شوٹنگ کے انتظامات دیکھنے نکلے ہوئے تھے۔ وشمہ المیر کے ساتھ مل کر ایڈ کی اسکرپٹ پڑھنے میں مصروف تھی اس مصروفیت کو اس کی چہکتی ہوئی آواز نے توڑا تھا۔

"بلاشبہ یہ ایک بلاک بسٹر ایڈ ہو گا ہے نا۔"

ایڈ کو پڑھنے سراہنے کے بعد وہ بے اختیار المیر سے پوچھ بیٹھی۔ اس نے کافی کا مگ لبوں سے لگایا ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلا کر پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ وشمہ نے منہ بنایا اور پھر سے سفید کاغذ پر تحریر اس ایڈ کو پڑھنے لگی۔

"کیا وہی ماڈل ہو گا اس ایڈ میں جس کا نام ساحر تھا اگر وہ ہو گا تو پھر تو اس ایڈ کو سالوں تک ٹی وی کی زینت بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔"

اپنے بولنے کی عادت سے مجبور اس نے دوبارہ پوچھا۔المیر نے وہی سابقہ انداز اپنایا اور پھر سے بزی ہو گیا۔وشمہ کا ایک اور بار منہ بنا وہ بڑبڑاتے ہوئے اسکرپٹ پڑھنے لگی۔المیر کا تو نہیں پتا لیکن ہاں وہ اس ایڈ کی فلم اپنی آنکھوں کے سامنے چلا رہی تھی جس میں وہ ہینڈسم سا ماڈل دیکھتا نظر آ رہا تھا۔

"اگر یہ اس کمرشل میں نیوی بلیو ڈریس پہنے گا تو

واللہ بڑا اچھا لگے گا یہ ہے بھی تو کتنا پیارا نا۔"

اس نے پھر سے بول کر غلطی کی۔المیر نے نگاہ اٹھائی اور کاغذ کو سامنے میز پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔وشمہ اس کی توجہ دیکھ کر اور جوش سے بولنے لگی تھی۔

"اسے زیادہ میک اپ مت کروانا یہ خود ہی اتنا اچھا ہے کہ میک اپ اس کی خوبصورتی کو زائل کر دے گا اور ہاں مجھے لگتا ہے نیلے سوٹ کے ساتھ اسے وائٹ شوز ہرگز نہیں پہنائے جائیں کیونکہ یہ اتنا گورا ہے کہ شوز اور سکن کا کلر مکس ہو جائے گا اور جب یہ بال ہاتھ میں پکڑ کر برینڈ کا نام لے گا تو اسے کہنا اپنے آئی برو ہلکی

سی اچکائے یہ بہت اچھی لگے گی۔"

وہ تصور میں شوٹنگ ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور المیر کو ہدایت بھی کر رہی تھی جیسے وہی تو اس کی ڈائریکٹر ہو۔ وہ بہت خوش دکھ رہی تھی المیر نے بالکل بھی اسے حیرت سے نہیں دیکھا ہاں اس کا چہرہ ضرورت سے زیادہ سپاٹ ہو گیا تھا۔

"اور کیا سر، اس پر بھی پھول برسائے جائیں گے؟"

حلانکہ سین میں نہیں لکھا تھا لیکن پھر بھی اس نے پوچھ لیا اور کیا غضب ہو گیا پوچھنا المیر نے جو اگلی بات کہی اس سے اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا وہ کہہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مس وشمہ چونکہ آپ اس شوٹنگ میں نہیں جا رہی ہیں تو پھولوں کی ضرورت بھی نہیں ہے اور نہ ہی اس اسکرپٹ میں ایسا کوئی سین لکھا ہے آپ کو اروی کو اسسٹ کرنا ہو گا آج۔"

اس نے یہ سب کہہ کر اس کی سماعتوں پر بم پھوڑا تھا۔ وہ حواس باختہ سی اسے دیکھنے

لگی۔

"مگر سر میں کیوں نہیں جا رہی یعنی میرا جانا تو ضروری ہے نا پھر ماہم بھی تو جا رہی ہے میں یہاں کیا کروں گی۔"

اس نے بے بسی سے پوچھا حالانکہ اس کا دل بہت جل رہا تھا اس کی بات پر، بھلا وہ کیوں نہ جائے شوٹنگ پر۔

"آپ وہی کریں گی جو یہاں سب کرتے ہیں اور ہاں آپ درست ہیں ماہم جا رہی ہے اس لیے آپ کی وہاں ضرورت نہیں مجھے مزید کوئی بحث نہیں سننی بہتر ہو گا آپ ابھی سے اروی کو اسسٹ کرنا شروع کر دیں۔"

اس کے لب کھلتے دیکھ کر وہ دوٹوک لہجے میں بات ختم کر گیا تھا۔ وشمہ نے بہت برے دل کے ساتھ اسے دیکھا تھا۔ وہ اچھا خاصا اسے دل ہی دل میں سنا رہی تھی جو حکم دینے کے بعد لیپ ٹاپ میں بزی ہو گیا تھا۔ وشمہ نے جارحیت سے کرسی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چھوڑی اور تن فن کرتی وہاں سے نکلی۔المیر نے اس حرکت پر حیرت سے سر اٹھا کر اسے جاتے ہوئے دیکھا اور کرسی کی پشت پر خود کو گرا کر آنکھیں موند لیں۔

نہیں یہ جیلیسی تو ہرگز نہیں تھی اس نے تو بس ایسے ہی اسے جانے سے روکا تھا آفس میں بھی تو کام ہوتا ہے ایک ماہم کافی ہے وشمہ کا کیا کام وہاں۔

دل جیسے تسلی چاہ رہا تھا اور وہ اسے بہلا رہا تھا۔

تو وہ ہیرو اس اسکرپٹ کو پڑھ کر ایکٹنگ کر رہا تھا اور سب اس کی ایکٹنگ سے حظ اٹھا رہے تھے۔اذان وہاں سے تھوڑا سا دور اپنے سیل فون کا کیمرہ کھولے بیٹھا تھا جس کی مدد سے وشمہ لائیو شوٹنگ دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

بیٹھے بیٹھے اچانک المیر کی نظر اذان پر پڑی تھی جو اپنے سیل فون کے آگے کسی کو آنے نہیں دے رہا تھا جو آتا اسے مہذب انداز میں ہٹا دیتا اور جو لاتوں کے بھوت ٹائپ لوگ تھے وہ اذان کی ڈانٹ کھا کر سائیڈ پر کھسک رہے تھے۔المیر نے اس کی حرکت پر غور کیا پھر اس کے دماغ کی زرخیزی نے کام کیا تھا سب کچھ سمجھ کر اس

نے اپنی جگہ چھوڑی اور یوں ہی غیر ارادی طور پر خود کو سیل فون میں بزی کرتا ہوا عین اذان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بے چارا اب کیا کرتا ہے بھلا المیر کو سائیڈ پر ہو جانے کی کہنے کی اس میں جرات تھی ہر گز نہیں۔

"ارے اب یہ کون آ کر کھڑا ہو گیا ہٹاؤ بھئی اسے حد ہے کھمبے کی طرح جم کر رہ گیا ہے۔"

وہ ایک کونے میں بیٹھی یہ سب دیکھ رہی تھی اچانک سیاہ سوٹ والے کو دیکھ کر کڑوے لہجے میں بولی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سپر سونک لے کر وہاں اڑ کر چلی جائے لیکن اللہ پوچھے اس جلاد (المیر) کو۔

"آہستہ بولو المیر سر ہیں اگر ان تک آواز پہنچ گئی نا تو پھر شامت آ جائے گی ہم دونوں کی۔"

وہ سے تنبیہی انداز میں سرگوشی میں کہہ رہا تھا۔

"ہنہہ المیر سر نہ ہو گئے جان کے وبال ہو گئے اچھا تم ایسا کرو کسی دوسری جگہ چلے

جاؤ جہاں سے مجھے صاف صاف نظر آئے۔"

یہ تجویز اذان کو بھی بھائی تھی وہ دوسری جانب جا کر کھڑا ہو گیا۔المیر نے چند ثانیے وہاں پر بتائے اور پھر ٹہلتا ہوا دوبارہ اذان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا حالانکہ اپنی اس حرکت پر وہ خود بھی حیران تھا مطلب وہ یہ بھی کر سکتا ہے واؤ۔

"میں بتا رہی ہوں اذان اس بندے نے بہت انسلٹ کروانی ہے مجھ سے جان بوجھ کر ہمیں تنگ کر رہے ہیں۔"

وہ ساری حدیں پھلانگ کر غصے میں دھاڑی اذان نے اس کی بات کی نفی کی۔

"نہیں تم یہاں پر غلط ہو المیر سر بالکل بھی ایسے نہیں ہیں انہیں عادت ہے موبائل فون یوز کرتے ہوئے ادھر ادھر ٹہلنے کی تم ان پر بہتان مت لگاؤ میرے پاس ایک اچھا آئیڈیا ہے۔میں تمہیں ان سب کی ویڈیو بنا کر بھیج دوں گا ابھی تم آف لائن چلی جاؤ کہ اس کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں جہاں سے تم واضح شوٹنگ دیکھ سکو۔"

کہتے ساتھ ہی اس نے موبائل کو بند کیا اور دوسری جگہ جا کر بیٹھ گیا۔المیر نے اپنے

ہونٹوں پر بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کو کنٹرول کیا تھا اور پھر سے ٹہلتا ہوا اپنی جگہ چلا گیا۔

بیٹھنے کے ساتھ اس نے اذان کی طرف ضرور دیکھا تھا جو اسے دیکھ کر کنفیوز سا مسکرایا۔

"آج آنے دو انہیں آج تو میں پوچھ کر ہی رہوں گی۔"

وہ غصے میں آگ بگولا سی اس کے کمرے میں آئی تھی۔

"سمجھتے کیا ہیں مجھے ہٹلر کہیں کے پہلے مجھے جانے نہیں دیا اوپر سے جان کر تنگ بھی کرنا کیا میں نہیں جانتی ان کی مکاریاں۔"

میز سی فائلز سمیٹتے ہوئے اس نے انہیں سیدھا کرکے زور سے ٹیبل کی سطح پر مارا ایسا کرنے سے ایک کاغذ فائل میں سے گرا تھا۔ وشمہ نے چونک کر اس کاغذ کو دیکھا پھر فائلز کو میز پر رکھ کر اسے اٹھا کر دیکھنے لگی۔ کاغذ پر لکھی تحریر کو پڑھ کر اس کا دل زور سے دھڑکنے لگا اتنی زور سے کہ اسے لگا وہ ابھی پھٹ جائے گا۔ اس نے جلدی

سے اس کاغذ پر لکھی تحریر کو سیل فون میں قید کیا اور کاغذ کو واپس فائل میں رکھ کر تیزی سے کیبن سے باہر آئی۔وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اپنا موبائل نکال کر اس تصویر کو واٹس اپ کر رہی تھی ایسا کرتے ہوئے اس کا دل تیزی سے حرکت میں تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

اس سے پہلے گرے ٹکس بلو میں کنورٹ ہوتے وہ بری طرح ڈری،مڑ کر دیکھا اور بہت بہت زیادہ برا منہ بنا کر اروی سے مخاطب ہوئی۔

"جاسوسی کر رہی تھی وہ ابھی ابھی تم لوگوں نے ڈیبیٹ کارڈ کے ایڈ کی فائل تیار کی ہے نا اسے چرا کر میں کسی اور کو سینڈ کر رہی تھی دیکھنا چاہو گی تم؟

اس نے حد درجہ بگڑتے موڈ کے ساتھ کہا تھا۔اروی نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو چندھیا کر اسے دیکھا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر تمہاری خیر نہیں مجھے پہلے دن سے ہی تم پر شک ہے ہنی دعا کرو

یہ پروجیکٹ ہاتھ سے نہ نکلے ورنہ۔"

وہ انگلی اٹھا کر اسے دھمکی دیتی وہاں سے چلی گئی تھی۔ وشمہ نے مڑ کر جلے انداز میں اسے دیکھا۔

وہ ضرور اسے جاسوس ثابت کر کے رہے گی اس نے دل میں عزم کیا تھا۔ واٹس اپ کی ٹون بجی اس نے میسج اوپن نہیں کیا بس نوٹیفیکیشن سے ہی دیکھ لیا وہ یہ تھا۔

"تمہارا کام آسان ہو گیا مجھے خوشی ہے میں نے تمہیں اس۔۔۔"

اس سے آگے پڑھنے کے لیے اسے انباکس میں جانا تھا جو کہ فی الحال اس نے ٹال دیا کیونکہ ابھی وہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھی اور نہ ہی یہ مناسب وقت تھا۔

"تم وشمہ کو بھی ساتھ لے آتے سب سے زیادہ وہ ایکسائیٹڈ تھی اس کی شوٹنگ کے لئے۔"

شام کو وہ دونوں جب شوٹنگ سے ڈائریکٹ گھر پہنچے تو خیام نے اس سے کہا۔ وہ

دونوں اس وقت فریش بیٹھے تھے المیر نے سیاہ رنگ کا ٹراؤزر اور شرٹ پہنی ہوئی تھی جبکہ خیام جینز شرٹ میں تھا۔

"میں زیادہ ہجوم نہیں چاہتا تھا اور ماہم تھی تو پھر وشمہ کا وہاں کیا کام آفس میں بھی تو کسی کو ہونا چاہیے سب ہی اُٹھ کر سیٹ پر چلے جائیں گے تو باقی کام کون کرے گا۔"

خیام نے کندھے اچکائے وہ دونوں اس وقت ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے جس پر سٹار وارز لگی ہوئی تھی۔

"ہاں ٹھیک کہا لیکن وہ ہوتی ہے تو سب جگہ خوشیاں بکھیر دیتی ہے وہ کتنی اچھی ہے نا اس کے ہونے سے سب اچھا لگتا ہے تم کیا کہتے ہو۔"

www.novelsclubb.com

المیر اس کی بات پر چونکا پھر نفی میں سر ہلایا یعنی وہ اس کے بارے میں کوئی رائے نہیں دینا چاہتا تھا. وہ رائے دے کر اپنا بھانڈا نہیں پھوڑنا چاہتا تھا اس لیے چپ رہا لیکن ہاں خیام کی بات اسے کھٹکنے لگی تھی جو مزید اس سے کہہ رہا تھا۔

"اگر میری بہن تم میں انٹرسٹڈ نہ ہوتی تو میں ضرور اس کو تمہارے بارے میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سوچتا ٹھیک ہے وہ خوبصورت نہیں ہے لیکن وہ پیاری ہے مجھے اس کی معصومیت خاصی اٹریکٹ کرتی ہے۔"

المیر نے خیام کی بات پر سر کو جھٹکا تھا۔ تھوڑی دیر قبل دل میں اٹھنے والے اندیشے آپ ہی آپ بیٹھتے چلے گئے۔ وہ خیام کی بات پر ہلکا سا دل میں خوش ہوا تو یعنی وہ دونوں واقعی ساتھ اچھے لگیں گے؟ اس نے گہری سانس لے کر سکرین پر توجہ دینا شروع کی۔

"تمہیں پتا ہے وہ خاصے کرائسز سے گزر رہی ہے۔ اس کی امی بیمار ہیں اور وہ پھر بھی مسکراتی پھرتی ہے۔ بہت باہمت لڑکی ہے بہت کم ہوتی ہیں ایسی آج کے دور میں۔"

المیر نے اس کی جانب دیکھا وہ اس دن والی بیماری کا سمجھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں تم ٹھیک کہتے ہو وہ ہمت والی ہے لیکن اس سے زیادہ جذباتی اور بے وقوف بھی ہے۔" اس کے منہ سے بے اختیار پھسلا تھا خیام ہنسا۔

"اس پر بے وقوفی جچتی بھی بہت ہے۔" المیر نے اس کی نفی کی۔

"وہ ہر ایک کے ساتھ فری ہو جاتی ہے انسان کو تھوڑا تو ریزروڈ ہونا چاہیے۔"

وہ آج نقطے بیان کر رہا تھا۔ وشمہ ان دونوں کی گفتگو کا اہم رکن بن گئی تھی اور جانے انجانے میں المیر اس گفتگو کو طول دینا چاہتا تھا۔

"کم آن بروا سے خوشیاں بانٹنی اور سمیٹنی آتی ہیں تبھی وہ جہاں جاتی ہے اپنے دوست بنا لیتی ہے۔" المیر ایک بار پھر اس کی بات سے ایگری نہیں کر رہا تھا۔

"نہیں اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے اسے خود کو ہر ایک کو میسر نہیں ہونے دینا چاہیے۔ اسے اپنے لاابالی پن پر تھوڑا کنٹرول کرنا چاہیے لڑکیاں سنجیدہ ہی اچھی لگتی ہیں۔"

خیام نے بڑی گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ المیر ٹی وی پر نگاہ ہونے کی وجہ سے اس کی محویت نوٹ نہیں کر پایا تبھی بولتا چلا گیا۔

"جب دیکھو ہنستی رہتی ہے ٹھیک ہے اس کی ہنسی اچھی ہے لیکن اس کا یہ مطلب تھوڑی کی سنجیدگی کو منہ پر جگہ ہی نہ دو۔ آفس میں اذان کے ساتھ کھڑی باتیں

کرتی رہتی ہے ہنستی رہتی ہے اور اس دن آکاش کے ساتھ لگ گئی تھی۔ تم نے دیکھا تھا وہ بیچارا کتنا تنگ سا لگ رہا تھا میں تو سوچتا ہوں وہ بول کیسے لیتی ہے اتنا آئی مین اس کے پاس اتنی باتیں آتی کہاں سے ہیں۔"

کہتے کہتے اس نے خیام کی جانب دیکھا جو آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا المیر نے شانے اچکائے۔

"کیا ہوا؟"

وہ خود بھی سوچ رہا تھا کہ اس نے ایسا کیا کہہ دیا جو خیام اسے اتنی خطرناک نظروں سے گھور رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

"تم نے اس کی تعریف کی، تم نے ایک لڑکی کی تعریف کی تم نے کہا اس کی مسکراہٹ اچھی ہے اور پھر تم اس کا کھڑے ہونا اس کا باتیں کرنا نوٹ کرتے ہو تم ایک لڑکی پر تبصرہ کر رہے ہو اور ایسا کرتے ہوئے تمہارے چہرے سے جیلسی ٹپک رہی ہے۔"

وہ جتنا حیران ہو سکتا تھا ہو کر کہہ رہا تھا۔المیر کو یکدم دھکا لگا۔وہ اس لئے تو کچھ نہیں بول رہا تھا فوراً خود پر کنٹرول کر کے اس نے بات بنائی۔

"ہاں تو اگر اس کی مسکراہٹ کو اچھا نہ کہتا تو تم نے میرے پیچھے پڑ جانا تھا اور ویسے بھی وہ میری پی اے ہے اس کی ہر موو پر میری نظر ہوتی ہے اور تم جانتے ہو میں کتنا پروفیشنل بندہ ہوں کسی قسم کی بد نظمی اور کوتاہی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔"

خیام کا سارا جوش اس بات سے بیٹھ گیا۔وہ تو کچھ اور ہی سمجھنے لگا تھا لیکن المیر کے واضح اور قابل غور پوائنٹ پر سر کو جھٹکا دیتے ہوئے ٹی وی کی جانب نگاہیں کر لیں۔

"تمہارا دماغ بہت ہی فضول چلتا ہے اس پر کنٹرول کرو۔"

بدمزہ انداز میں دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے مصنوعی اسے ڈانٹا اور سیل فون میں لگ گیا اس کی انگلیاں ٹائپ کر رہی تھیں۔

"اور پھر جب مجھے لگنے لگتا ہے کہ میرے دل کی بات کسی دوسرے تک جا رہی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ میں ناکام کھڑا ہوں اور وہ جو میرے راز سے واقف ہو گیا ہے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مجھ پر ہنس رہا ہے اور کہہ رہا ہے دیکھو یہ پتھر دل انسان بھی محبت کر سکتا ہے۔ میں نہیں جانتا میں کب اور کیسے اسٹینڈ لو نگا بس اتنا پتا ہے میں اسے کھونے سے ڈرنے لگا ہوں۔ اس لئے میں کبھی بھی اسے اپنے دل کی بات نہیں بتاؤں گا نہ ہی اسے اور نہ ہی کسی اور کو۔"

اس کی ڈائری میں یہ الفاظ نوٹ ہو رہے تھے، وہ الفاظ جو شاید ہی کوئی پڑھ پائے۔

صبح کی پر نور کرنے ہر سو بکھری تھیں۔ ان کی کمان سے نکلتی زرد لائنیں زمین پر جا بجا سنہری تاروں کے جال بچھا رہی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے یہ کسی بادشاہ کے تاج کو بننے کی سعی میں ہوں۔ انہی تاروں کے اوپر اپنے خیالوں میں چلتی وشمہ اس بلڈنگ کے آگے آکر کی جہاں ان کی کمپنی تھی۔ اس نے سائیڈ پاکٹ سے سیل فون نکالا کال آ رہی تھی وہ اسے کان سے لگائے چھاؤں والی جگہ پر پہنچ گئی. وہ اس کی پرانی دوست کی کال تھی. وہ اس سے کھل کر بات کرنا چاہتی تھی اور وشمہ اسے سننے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے لئے ہمہ تن گوش تھی۔یوں بھی وہ جلد ہی آفس آگئی تھی ابھی تو کافی وقت تھا اس لئے وہ اس سے آرام سے بات کر سکتی تھی۔

"اچھا کیا ایسا ہے یار پھر تو تمہارے مزے ہیں بس تم اسی طرح خوش رہو جانتی ہو زندگی کا اصل مزہ ہی تب ہے جب خوشیوں کی چھاؤں آپ کے سر پر رہے۔"

اس کی دوست اس کی کسی بات پر ہنسی تھی پھر یہ تجویز اسے دی تھی۔وشمہ اس کی بات سے اکتفا نہیں کرتی تھی تبھی بولی۔

"نہیں مجھے لگتا ہے زندگی کا اصل مزہ ہی تب ہے جب آپ اس کے حقیقی مسائل سے آشنا ہوں۔ان سے جنگ کریں اور فتح کا تاج سر پر سجائے خود کی نظروں میں سرخرو ہو جائیں۔وہ بھی بھلا کوئی لائف ہوئی جس میں سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوں اور تمام حقیقی خوشیوں سے محروم ہو جائیں مجھے تو کم از کم یہی لگتا ہے کہ جب تک آپ مسائل میں نہیں گھرتے ان سے نہیں نکلتے زندگی میں چارم نہیں رہتا پھر، یہ جو پریشانی کا ٹھنڈا سا پسینہ ہوتا ہے نہ یہی زندگی کا حاصل ہوتا ہے۔"

المیر نے پارکنگ ایریا میں کار لے جاتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔وہ ہنس رہی تھی اور چہرے سے بے فکر لگتی تھی.اس نے اپنی کار پارک کی اور آٹو میٹک کھلتے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ٹھیک دس منٹ بعد جب وہ آفس کے اندر تھی اور اکاد کا سٹاف حاضر ہوا تھا تو وہ نارمل سے انداز میں اس تک چلتا آیا۔وہ کافی مشین کے پاس رکھے اسٹول پر بیٹھی اپنے پرس میں سے کچھ تلاش رہی تھی۔المیر نے گلا کھنکارا وہ اسے دیکھتے ہی کھڑی ہوئی۔سلام کیا اور اسے دیکھتی چلی گئی۔وہ آج اچھا لگ رہا تھا کچھ زیادہ ہی اچھا،اس نے کیمل کلر کی پینٹ کے اوپر وائٹ شرٹ اور کیمل کلر کا ہی ویسٹ کوٹ پہنا ہوا تھا ٹائی حسب عادت ویسٹ کوٹ کے اندر ہی چھپی ہوئی تھی۔اس کے بال جیل سے جمے ہوئے تھے ہاں ان کا اسٹائل آج تھوڑا چینج تھا۔بھوری آنکھوں میں کپڑوں کی جھلک آ رہی تھی اس کے سلام کا جواب دے کر وہ کہہ رہا تھا۔

"ڈونٹ مائنڈ لیکن میں نے آپ کو باہر فون کرتے ہوئے دیکھا آپ کو اندر آ کر

بات کر لینی چاہیے تھی کیونکہ باہر خاصی گرمی ہے۔"

وشمہ کی پہلے تو آنکھیں کھلیں پھر اسے حیرت کے غلبے نے آن لیا یعنی یہ کھڑوس بھی اس طرح کی بات کر سکتے ہیں وہ بھی اتنے نرم اخلاقیات سے پُر لہجے میں۔

"وہ ایکچوئلی میں رولز کو فالو کرنے کے لئے باہر تھی اس لئے وہیں بات کرنا مناسب سمجھا یوں بھی یہاں غیر اخلاقی حرکت ہوتی ہے۔"

غیر اخلاقی حرکت لفظ پر المیر کی آئی برو اچکی تھی وہ مزید کہہ رہی تھی۔

"فون کالز ٹریپ کر کے سنی جاتی ہیں اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی میری باتیں سنے چاہے وہ کوئی بھی انداز ہو۔"

www.novelsclubb.com

المیر نے اپنی آئی برو کھجائی۔

"ویل رولز تو آپ اس وقت بھی توڑ رہی ہیں۔"

وہ اس کے اردو میں بات کرنے کا کہہ رہا تھا وشمہ نے منہ بنایا۔

"اور رہی بات فون کالز سننے کی تو یس میں آپ کی بات سے اگری کرتا ہوں یہ یقیناً

غیر اخلاقی حرکت ہے۔کافی ساری شکائتیں مل چکی ہیں ہمیں لیکن کیا کریں ہماری بھی مجبوری ہے آخر کمپنی کو بھی تو بچانا ہے نااو کے مس وشمہ آپ کافی مشین کے پاس ہی کھڑی ہیں تو کافی بنادیں مجھے۔"

وہ اپنی بات کر کے کافی کا کہنے لگا تھا ساتھ ہی اس کے موبائل فون کی بیل بھی بجی اس نے فون پر نظر دوڑائی وہ زویا کی کال تھی۔کال پک کرنے کے بعد اس نے جس خوشگواریت سے سلام کیا تھا اس پر وشمہ کے کان کھڑے ہو گئے۔

"تم نے تو قسم کھا رکھی ہے خود سے فون نہ کرنے کی بندہ حال احوال ہی پوچھ لیتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

زویا کے گلے پر المیر نے گہرا سانس بھرا۔

"تم شاید بھول رہی ہو ہم نے کل ہی بات کی تھی اور میرے خیال سے میں ایک بزی پرسن ہوں فارغ نہیں جو ہر وقت ہر کسی سے بات کرتا رہوں۔"

زویا کو اس کی بات بری لگی حالانکہ وہ نہ ہی سخت لہجے میں کہہ رہا تھا اور نہ ہی ٹونٹ

کر رہا تھا۔ یہ اس کا انداز تھا اس کی آواز میں نرمی بھی نہیں تھی وہ بس نارمل سے لہجے میں اس سے کہہ رہا تھا۔

"تو یعنی اب میں کسی ہوں ٹھیک ہے المیر تمہاری مرضی ہے تم کچھ بھی کہہ سکتے ہو۔"

وشمہ نے مگ میں کافی بھرنا شروع کی اس کا سارا دھیان المیر کی گفتگو پر تھا۔ وہ جتنی سست روی سے کافی بنا سکتی تھی بنا رہی تھی اور المیر جتنی فرصت سے غیر معمولی طور پر اسے نوٹ کر سکتا تھا کر رہا تھا۔ وشمہ اس کی بات میں انٹرسٹ کیوں لے رہی ہے وہ سمجھ نہیں پایا۔

www.novelsclubb.com

"پتا نہیں تم لڑکیوں کو ایموشنل ہونے کا کیا خبط ہے بات ہوتی نہیں ہے اور آنسوں شروع ہو جاتے ہیں گرو اپ زوئی اب تم بچی نہیں ہو جو چھوٹی چھوٹی باتوں کو دل پر لے لو اور اب تم میرے ساتھ زیادتی کر رہی ہو بات کو غلط رخ پر نہ لے کر جاؤ پلیز۔"

اس نے وشمہ کے ہاتھ سے کافی کا مگ جو کہ وہ دینا نہیں چاہتی تھی پکڑ کر ہونٹوں سے لگایا۔ گرم گرم مائع اس نے حلق سے اتارا تو جیسے راحت سی محسوس ہوئی تھی۔

"ہاں ٹھیک کہا ہم واقعی اموشنل ہو جاتی ہیں کیونکہ ہمارے سینے میں پتھر نہیں دل ہوتا ہے جس کا کام ہی جذبات کو ابھارنا ہے۔"

المیر نے اس کی بات کو اگنور کیا جبکہ زویا نے تو اس پر طعنہ ہی کسا تھا۔

"کتنا کام رہ گیا ہے تمہارا؟" اس نے سوال ہی بدل دیا تھا۔ وشمہ اب پھر سے اپنے سابقہ کام میں بزی ہو چکی تھی یعنی وہ اپنے پرس میں سے کچھ تلاش رہی تھی جبکہ کان ادھر ہی لگے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ابھی رہتا ہے۔" روٹھی آواز میں جواب آیا۔

"کب تک واپس آؤں گی؟"

اب تو وشمہ نے باقاعدہ اس کی جانب دیکھا۔ بھنوروں کو آپس میں ملاتے ہوئے تجسس بھرے انداز میں، اسے المیر کا سائیڈ پوز نظر آ رہا تھا۔

"کچھ وقت لگے گا ابھی۔" پھر سے اُسی روٹھے ہوئے انداز میں جواب دیا گیا المیر نے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے پھر کچھ وقت بعد ملتے ہیں میں امید کرتا ہوں تمہارا وقت اچھا گزرے گا۔"

یہ کہہ کر اس نے فون کوٹ کی جیب میں رکھا۔ وشمہ نے اس سے فوراً نظریں ہٹائیں اور پرس میں ہاتھ مارنے لگی اس کو آخر وہ چیز مل ہی گئی تھی جو وہ ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ چاکلیٹ تھی جس کا ریپر اب وہ کھولنے لگی تھی۔ المیر نے استعجاب سے اس کی چاکلیٹ کو دیکھا اور پھر وشمہ کو۔

"کیا آپ اسے کھانے والی ہیں؟" اس برجستہ سوال پر اس کا ریپر کھولتا ہاتھ رک گیا۔ اس نے ایسے المیر کو دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو کیا یہ سوال مجھسے ہی ہے؟

"جی میں آپ سے ہی پوچھ رہا ہوں کیا آپ اسے کھانے والی ہیں؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"وائے ایم ناٹ سرپرائزڈ۔"اس نے شانے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔

"اس میں کتنی کیلوریز ہوتی ہیں آپ جانتی ہیں؟مجھے اندازہ ہو رہا ہے آپ جم بھی نہیں جاتیں لیکن اگر یہ زویا کھا رہی ہوتی تو اگلے سات دن سات گھنٹے ایکسٹرا جم میں لگاتی ہوئی نظر آتی لیکن چونکہ آپ آپ ہیں تو۔۔"

اس نے دانستہ بات چھوڑی تھی۔یہ بے تکی سی بات کر کے اپنے آفس کی جانب بڑھ گیا تھا۔وشمہ نے مستعجب نگاہوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔زویا کو کچھ زیادہ نہیں جانتے تھے یہ,اس کا ماتھا ٹھنکا پھر اس نے سر کو جھٹک دیا۔ایک نئی سوچ اس کے دماغ میں پروان چڑھ رہی تھی۔کیا بندہ ہے جب دل کرتا ہے بات کرتا ہے۔اچھے موڈ میں ہوتا ہے تو سب اچھا ہوتا ہے نہیں تو کوئی زبان بھی نہ ہلائے اس کے سامنے افف۔۔۔اس کی بلا سے وہ مزے سے چاکلیٹ کھانے لگی۔ماہم جو اس کے پاس سے المیر کو جاتا ہوا دیکھ چکی تھی ایک ہی جست میں اس کے پاس پہنچی۔

"ہواؤں کا رخ کیسا ہے کیا کالی آندھی چلنے کے آثار ہیں یا موسم آج کچھ خوشگوار

رہنے والا ہے؟"

وشمہ نے اسے "ہیں یہ کیا کہہ رہی ہو؟" کہا اور پھر ایک بائیٹ لیکر وہ جیسے بات سمجھ گئی۔

"اوف ہو المیر سر کی بات کر رہی ہوں تمہارے ساتھ کھڑے تھے نا ابھی وہ، کیا کہہ رہے تھے؟ ان کا موڈ کیسا ہے تمہیں ڈانٹا یا پھر انگلی اٹھا کر وارن کیا کہ نیکسٹ ٹائم سے غلطی نہ ہو ورنہ تم فائر ہو گی۔"

اس نے بڑے مزے سے ماہم کی آسکرو ننگ ایکٹنگ دیکھی اور منہ بناتے ہوئے تالیاں بجادیں۔

www.novelsclubb.com

"تم نے کھڑوس کی اچھی نقل اتاری اگر کبھی یہاں تھیٹر کا انتظام کیا گیا تو میں انتظامیہ سے گزارش کروں گی کہ وہ المیر سر کا کارول تمہیں دیں بائی داداوے وہ یہاں صرف کافی کیلئے آئے تھے۔"

ماہم نے اس کی بات کو انجوائے کیا تھا۔

"ڈارلنگ مجھ سے زیادہ تم ان کی اچھی کاپی کرتی ہو اچھا ٹھیک ہے یعنی وہ یہاں صرف کافی کیلئے آئے تھے تمہیں ڈانٹنے نہیں۔"

وشمہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

"تم کیوں مجھے ڈانٹ پڑوانے کے درپے ہو اللہ نہ کرے میرا آج کا دن خراب ہو اور ان کا موڈ اس وقت تو کافی ٹھیک لگ رہا تھا اب اللہ جانے کب بدل جائے۔"

وہ دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگی تھیں۔ وشمہ کی چاکلیٹ ختم ہو گئی اس نے ریپر ڈسٹ بین میں پھینکا تھا۔

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو عجیب پہلی ہیں یہ المیر سر بھی ایک پل میں تولہ ہوتے ہیں تو دوسرے پل میں ماشہ، پتا نہیں کیوں اتنی پراسرار پرسنیلٹی ہے ان کی تم ان کی پی اے ہو معلوم کرو نہ کچھ ان کے بارے میں۔"

وشمہ نے اتنی تحیر سے اس کے جانب دیکھا جیسے اس نے تیسری عالمی جنگ کے بارے میں سن لیا ہو۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اوہیلو میں کام کرتی ہوں کن سوئیاں نہیں لیتی (اوکے ٹھیک ہے ابھی کچھ دیر پہلے وہ المیر سر اور زویا کی باتیں سن رہی تھی لیکن اسے کن سوئیاں لینا تھوڑی کہتے ہیں اسے تو سننا کہتے ہیں ہے نا) اور مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے بارود کی سرنگ میں گھسنے کا۔"

ماہم اس کی بات پر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئی۔اذان اور باقی لوگوں نے بھی اسے ہنستے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

"ہاں صحیح ہے میں نے کوئی بہت بڑا جوک سنایا ہے نا جو تمہاری بتیسی اندر نہیں ہو رہی اسٹوپڈ۔"

www.novelsclubb.com

وہ تیز تیز چلتی اپنی جگہ پر آکر بیٹھی۔اس نے فرصت سے دیکھا تھا کہ المیر اپنے سیل فون میں لگا آفس سے باہر نکلا ہے۔اس نے تھوڑی دیر اذان کے پاس سٹے کیا اور پھر وہ اروی کی طرف بڑھ گیا۔ایک ہاتھ میز پر رکھے وہ جھک کر اس کے لیپ ٹاپ میں کچھ دیکھ رہا تھا۔ساتھ ساتھ نفی میں سر ہلا رہا تھا پھر ایک جگہ پر آکر اس کے چہرے

پر اطمینان پھیلا اروی کی تو جیسے جان میں جان آئی تھی۔وہ اسے چھوڑ عروسہ کو سننے لگا جو اس تک آتی اسے ٹیب میں کچھ دکھا رہی تھی۔اپنی بھنور کھجاتا وہ اپنی آنکھوں میں فتح لئے ٹیب کی اسکرین کو دیکھتا رہا۔اس کا چہرہ اتنے دنوں بعد کتنا پر سکون لگ رہا تھا۔وشمہ نے سوچا کتنا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اسی طرح پر سکون رہتا بغیر کسی سوچ کے گرداب میں پھنسے ہوئے تنے تنے نقوش کو بائے بائے کہتے ہوئے اپنے ماتھے کو بالکل صاف رکھتے ہوئے وہ کتنا اچھا لگ رہا تھا نا۔المیر نے پھر سے اپنی آئی برو کو کھجایا اوہ تو یعنی انہیں یہ بھی عادت ہے۔

وہ مسکرائی تھی۔المیر عروسہ کو وہیں چھوڑ کر اپنے آفس میں آگیا۔دروازہ بند کرتے ہوئے اس کا دل زوروں کا دھڑک رہا تھا۔اس نے مڑ کر اپنے دروازے کے شیشے سے دیکھا(اس کے دروازے کا شیشہ ایسا تھا کہ وہ باہر سب کو دیکھ سکتا تھا لیکن کوئی اندر نہیں دیکھ سکتا تھا)وہ اب اس کے آفس کو گھور رہی تھی۔المیر نے گلاس میں بھرا پانی اٹھا کر لبوں سے لگایا اور دونوں ہاتھ میز پر رکھ کر گردن کو جھکا کر کھڑا

ہو گیا۔

"ان کی آنکھیں گہری ہیں بہت گہری اتنی گہری کہ میں ان میں ڈوب ڈوب جاتی ہوں۔ تم جانتے ہو وہ سیاہ ہیں سیاہ پرل کی طرح پاکیزہ و شفاف میرا دل ان کو دیکھ کر دھڑک اٹھتا ہے خاص کر تب جب وہ مجھے نظر بھر کر دیکھتے ہیں۔"

اس نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔اس کی دھڑکنیں واقعی بے ترتیب تھیں۔اس نے شاکی نگاہوں سے مڑ کر پھر سے وشمہ کو دیکھا تھا۔

"تم مجھے پریشان کر رہی ہو تمہارا دیکھنا مجھے پریشان کر رہا ہے۔ میں نہیں جانتا اس میں تمہاری کون سی نیت پوشیدہ ہے لیکن یہ بہت کنفیوزنگ ہے ابھی میں غصہ کروں گا اور تمہارا یہ ارتکاز ٹوٹے گا ہاں مجھے یہ ہی کرنا چاہیے کیونکہ اگر ایسا ہی چلتا رہا تو بہت بہت برا ہو جائے گا۔"

وہ فوراً میز کی جانب بڑھا۔ایک فائل کا پیج نکال کر اس نے دراز میں رکھا اور انٹر کام اٹھا کر اسے بلایا کچھ دیر بعد وہ اس کے سامنے تھی۔المیرا اپنے ٹریڈ مارک کے ساتھ

برف جیسی سنجیدگی چہرے پر سجائے بیٹھا ہوا تھا۔

"مس وشمہ مجھے بتائیں آپ کب اپنا کام ڈھنگ سے کرنا سیکھیں گی۔آپ کو ڈیڑھ ماہ ہونے کو ہے اور اب بھی آپ کی غیر ذمہ داریاں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہیں اس فائل کا ایک پیج مسنگ ہے جو کہ مجھے پانچ منٹ کے اندر اندر چاہیے فوراً ڈھونڈیں اسے۔"

سیاہ فائل کو ہوا میں لہراتے ہوئے اس نے جتنے غصے سے کہنا تھا کہا۔آواز میں مصنوعی رعب تھا اور نگاہیں یہاں وہاں بھٹک رہی تھیں۔دونوں ہاتھوں کو باہم ملائے وہ ٹانگ کو مسلسل جھلا رہا تھا۔وشمہ نے تفکر سے اس فائل کو اٹھایا پھر جیسے اس کے سرورق پر نظر پڑتے ہی اس کی پریشانی اڑن چھو ہوئی تھی۔

"بٹ سر یہ تو پچھلے پروجیکٹ کی فائل ہے جو کہ آن ائیر بھی ہو چکا ہے آئی مین اس کی ضرورت ہی نہیں اب، میں اس فائل کو یہاں سے اٹھانے ہی والی تھی۔"

المیر نے نظریں اس پر گاڑیں آنکھوں میں غصہ پیدا کیا افف یہ ایکٹنگ بھی۔

"میں نے آپ سے پوچھا یہ پچھلے پروجیکٹ کی فائل ہے یا نہیں، میں نے آپ سے کہا ہے کہ مجھے اس کا مسنگ پیج چاہیے ہر صورت۔"

وشمہ اس کے غصے سے برہم ہوتے ہوئے کام میں لگ گئی اگر پیج نہ ملا تو اس کھڑوس نے اس کا آج کا دن تباہ کر دینا تھا۔ وہ برے دل کے ساتھ صفحہ ڈھونڈنے میں لگی ہوئی تھی۔ المیر اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ دل میں اسے کس قسم کے القابات سے نواز رہی ہو گی۔ وہ اس کی دراز کی جانب بڑھی المیر نے خود کو کرسی کے ساتھ پیچھے کھسکایا تھا۔ وشمہ نے دراز کھولی اور بلیو فائل کے اوپر اسے وہ پیج رکھا ہوا مل گیا۔ صد شکر کہ بچت ہو گئی اس نے بھی دنیا جہان کی سنجیدگی کو اکٹھا کر کے وہ پیج المیر کی طرف بڑھا دیا۔

"گڈ! آئندہ سے دھیان رکھیے گا۔" اثبات میں سر ہلاتی وہ اس کی اجازت پا کر آفس سے باہر جا رہی تھی۔

"سنکی، کھڑوس، سائیکو۔"

وہ دل ہی دل میں دل میں تلملاتی ہوئی باہر گئی تھی۔المیر اس کے جاتے ہی کرسی سے اٹھااور دروازے کے پاس آیا۔اس کے لبوں پر بڑی پیاری سی مسکان تھی۔اس نے ایک ہاتھ دروازے پر رکھا، مسکراہٹ تھوڑی سی بڑھی،اس کے گال اکٹھے ہوئےاور آنکھیں سکڑ گئیں پھراس کے دانت دکھنے لگے۔اس کے بعد اس کا سر پیچھے کو گرااور لبوں سے ہنسی کا فوارہ پھوٹ اٹھا۔ایک زبردست قہقے کے بعداس نے جھٹ سے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ خبردار یہ راز کسی کو نہیں پتا نہیں چلنا چاہیے کہ المیر رائے نے ابھی دل کھول کر خود کو ہنسنے دیا ہے ششش۔۔۔دبالواس بات کو خود میں۔

www.novelsclubb.com

اس نے سیل کا کیمرہ آن کیااور سوجے ہوئے چہرے کے ساتھ بڑبڑاتی ہوئی وشمہ کی تصویریں اس میں قید کرنے لگا۔ تصویریں اتارنے کے بعد وہ اسے جی بھر کر دیکھنے لگا تھا۔اس کا دل آج پر سکون تھا۔اس نے خود کو پر سکون رہنے دیا۔ کبھی کبھی اپنے موڈ کے حساب سے دل کے کہنے پر چلنا کوئی بری بات تو نہیں آخر کو اس کا بھی

تو حق ہوتا ہے ہم پر۔اس نے دل کو دھڑکنے دیا اور خود کو اس سراب میں بہنے دیا جس کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ یہ فقط لاحاصل ہے۔

موم المیر کا کچھ پتہ چلا کیا کر رہا ہے آج کل؟"

وہ اپنے نیلز پر کیوٹکس لگاتے ہوئے روبینہ سے پوچھ رہی تھی جو اپنے بالوں میں کرل لگا رہی تھیں۔

"ہاں ملی کچھ زیادہ ہی ہواؤں میں اڑ رہا ہے اس کی کمپنی کے دو مشہور ہوتے ایڈز نے جو اس کی مارکیٹ ویلیو بڑھائی ہے کہ مت پوچھو ہر دوسری پراڈکٹ کمپنی اب اس سے رابطہ کرنے میں اتاولی ہو رہی ہے۔میں نے تو یہ تک سنا ہے ایک سیریل کا پروموبھی بنانے کو ملا ہے اسے لیکن فی الحال اس نے یہ آفر مسترد کر دی ہے کہ وہ پیسے بہت کم دے رہے تھے اور اس کا بجٹ نہیں بن رہا تھا۔"

وہ جیسے کڑوے کریلے چباتے ہوئے اسے بتا رہی تھیں۔مریم نے اثبات میں سر ہلا

دیا کہ وہ نہ تو اس کے اچھے میں تھی اور نہ ہی برے میں، وہ المیر کے ساتھ نیوٹرل تھی۔

"چلو بہتر ہو گیا۔" اس نے آخری نیل کو سجاتے ہوئے کہا۔ روبینہ نے اسے مڑ کر بری نگاہوں سے دیکھا لیکن ابھی مریم کی بات ختم نہیں ہوئی تھی وہ مزید کہہ رہی تھی۔

"اس لڑکی کا تو پتہ کریں نا جس کو وہ دل دے بیٹھا ہے ویسے موم مجھے تو لگ رہا وہ ایسے ہی کہہ رہا ہے۔ اسے کسی سے کوئی محبت وحبت نہیں ہوئی وہ بس زبردستی اپنے آپ کو اس جذبے کی طرف مائل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اگر اس نے کبھی شادی کی بھی تو زویا سے ہی کرے گا۔ اس کی طرف مجھے المیر کا تھوڑا بہت رجحان لگا ہے یہ لڑکی کا سین تو وقتی ہے۔ آپ جانتی تو ہیں صنف نازک کو اچھے سے اچھے کو بہکا دیتی ہے یہ تو پھر بے غرض سا انسان ہے کیونکر نہ بہکتا۔"

اس نے ناخونوں پر پھونک مارتے ہوئے کہا۔ روبینہ نے اسے شیشے میں سے دیکھا۔

"زویا مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتی بہت تیز ہے میں المیر کو کسی صورت اس سے شادی نہیں کرنے دونگی اگر اس نے المیر سے شادی کر لی نا تو وہ سب ہاتھ سے گیا جس کیلئے ہم تگ ودو کر رہے ہیں اور رہی اس لڑکی کی بات تو اب میں اس طرف سے بے فکر ہوں مجھے بھی یہی لگ رہا ہے کہ یہ ایک زبردستی کا جذبہ ہے وہ جلد اکتا جائے گی۔ المیر جیسے انسان کو جھیلنا آسان کام نہیں ہے۔وہ ایسا ہے کہ جو چیز اس کی ہوتی ہے چاہتا ہے اس کی ہی رہی رہے کوئی اسے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے اگر کسی کی نظر میں اس کی چیز آجائے تو وہ اسے توڑ دیتا ہے یا پھر چھوڑ دیتا ہے وہ بھی اسے چھوڑ دے گا تم دیکھنا، محرومیوں سے بھرے انسان کبھی کسی کے نہیں ہوتے۔"

ان کی بات میں چھپا یقین دیکھنے کے لائق تھا۔مریم نے شانے اچکا دیے ایک اور بات اس کے ذہن میں آئی تھی۔

"میں نے اس سے خیام سے بات کرنے کا کہا تھا کہتا ہے بہت جلد مجھے خبر دے گا۔ میں جانتی ہوں وہ اسے منا لے گا موم! میں بتا رہی ہوں اگر خیام نہیں مانا تو میں نے

کسی سے شادی نہیں کرنی۔"

روبینہ اس کے پاس بیڈ پر آکر بیٹھیں اس کا ہاتھ تھاما۔

"خیام ہر وہ بات مانتا ہے جو المیر کہتا ہے۔اسے وہ سب کرنا ہوتا ہے جس میں المیر کی خوشی ہو تم بے فکر رہو وہ مان جائے گا۔"

روبینہ نے اسے تسلی دی تھی۔مریم کو اس تسلی سے کچھ سکون ملا۔

"ہاں مجھے یقین ہے لیکن آپ بیچ میں آصف کو نہ لاتیں نا تو آج یہ سنگین صورتحال دیکھنے کو نہیں ملتی۔میں نے کتنا کہا تھا کہ مجھے خیام ہی سوٹ کرتا ہے لیکن نہیں آپ کو میری خوشی سے زیادہ آصف کی دولت عزیز تھی دیکھ لیں پھر وہ کیسے مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا اور اب انجوائے کر رہا ہے اپنی شادی شدہ زندگی اس انجلینا کے ساتھ۔"

وہ آصف سے شدید بھری بیٹھی تھی۔اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ اس کے سامنے آئے اور مریم اس کا خون پی جائے۔اسے اپنی موم سے بھی شکایت تھی سوزبان

نوک پر آگئی روبینہ نے اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی۔

"میں نے تمہارا فیوچر سکیئور کرنے کیلئے ہی یہ قدم اٹھایا تھا مجھے کیا پتا تھا وہ یوں دھوکہ دے جائے گا۔بے فکر رہو تم،اس کی شادی کی عمر بہت کم ہے۔جانتی ہوں میں انجلینا کو کہاں زیادہ دیر تک رکنے والی لڑکی ہے. وہ اڑتا پرندہ ہے جلد ہی پر مار کر اڑ جائے گی پھر جب وہ تہی داماں تمہارے پاس آئے گا نا تو تم بھی اپنے سارے حساب بے باک کر لینا اب میں چلتی ہوں تمہارے ڈیڈی کی چائے کا وقت ہو گیا ہے۔"

وہ ہیل کی آواز پیدا کرتی کچن میں آئیں،روزلی کو چائے کا آرڈر دینے کے بعد وہاں بیٹھ کر میگزین کی ورق گردانی کرنے لگیں۔جیسے ہی چائے ریڈی ہوئی وہ اسے لے کر اپنے کمرے سے ملحق چھوٹے سے گارڈن میں آئیں۔وہ بیک ڈور سے وہاں آئیں تھی۔دروازے کو بند کر کے انہوں نے اپنی ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں خود کو دیکھا پراسرار سی مسکراہٹ ان کے لبوں پر تھی۔انہوں نے ڈریسنگ کی دراز کھولی

اور اپنی کریم کی ڈبی میں چھپائے ہوئے کیپسول کو نکالا،اس کے دو ٹکڑے کیے اور اس کے اندر کا سفوف چائے میں ڈال کر چمچ سے اسے مکس کرنے لگیں۔کیپسول کے ٹکڑوں کو انہوں نے ٹشو پیپر میں لپیٹ کر ڈسٹ بین میں ڈال دیا اور چائے لے کر اندر کمرے میں آ گئیں جہاں فیاض "دی ریوینج آف جیو گرافی" پڑھنے میں مصروف تھے۔

"آپ کی چائے۔" شائستہ آواز میں کہہ کر وہ ان کے پاس بیٹھی تھیں۔کتاب ان کے ہاتھ سے لے کر بڑے لاڈ سے انہوں نے سائیڈ پر رکھی۔فیاض نے مسکراتے ہوئے اپنی شریک حیات کو دیکھا جو ان سے ان سے بھی زیادہ محبت کرتی تھیں۔

"تھینک یو۔" انہوں نے چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔روبینہ کی آنکھیں چمکی تھیں۔

"آپ کیلئے میں ہر وقت میسر ہوں مجھے شکریہ کرنے کی ضرورت نہیں یہ تو میرا فرض ہے۔"

وہ اس پیار بھرے انداز پر سرشار ہوئے تھے۔

"کبھی کبھی میں سوچتا ہوں اگر آپ نہ ہوتیں تو میں تو بکھر جاتا۔ یہ آپ ہی تھیں جنہوں نے مجھے ڈوبنے سے بچالیا۔ مجھے آہستہ آہستہ سنوارا اور میرے گھر کو جنت بنادیا آپ واقعی اللہ کی طرف سے نایاب تحفہ ہیں میرے لیے۔"

وہ ہولے سے کھلکھلائیں تھی۔

"آپ مجھے شرمندہ کردیتے ہیں۔ یہ تو ہم دونوں کی قسمت تھی کہ ہم ایک دوجے کے ہوئے پھر شادی تو نام ہی خوبصورت زندگی کا ہے۔ اس میں میرا کمال نہیں ہے آپ کی محبت و توجہ کا ہے۔ میں نے تو بس وہ کیا ہے جو مجھے کرنا تھا۔"

فیاض نے آخری گھونٹ بھرا۔

"آپ بہت اچھی ماں بھی ثابت ہوئیں بس وہ المیر ہی تھا جو اس بات کو سمجھ نہیں پایا۔ میں ہمیشہ اس کیلئے آپ کے سامنے شرمندہ رہوں گا کہ اس نے آپ کو وہ مقام نہیں دیا جو آپ کا حق تھا جبکہ آپ نے اسے نوروز اور مریم سے زیادہ چاہا ہے۔"

المیر کے ذکر پر ان کے چہرے کے نقوش تنے تھے لیکن انہوں نے خود پر کنٹرول کیا اور مسکائیں (ایکٹنگ)

"آپ شرمندہ مت ہوں وہ تھا ہی شروع سے خود سر اور ضدی، اس نے آپ کی بات بھی نہیں مانی تھی۔ ٹھیک ہے وہ اپنی زندگی کا خود مالک ہے اور ہم اس میں دخل اندازی کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے اگر وہ ایسا کہتا ہے تو درست ہی کہتا ہے۔ ایک وقت آئے گا جب اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گا اور پھر وہ واپس ہم تک لوٹ آئے گا فی الحال ہمیں نوروز کے بارے میں سوچنا چاہیے وہ بس کچھ عرصے میں ہی واپس آنے والا ہے۔"

www.novelsclubb.com

انہوں نے بڑے آرام سے ان کے گرد جال بچھایا جس میں وہ پھنس بھی گئے۔

"ہاں اس کی سٹڈی بھی کمپلیٹ ہونے والی ہے پی ایچ ڈی کی ڈگری آنے سے پہلے ہی میں اسے کہوں گا وہ میرا یہاں کا آفس سنبھال لے یوں بھی اب میری نظر کمزور ہو چکی ہے سر بھی دکھنے لگا ہے اور نقاہت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ میں کام کرنے کیلئے

قابل نہیں رہا نور وز ہو گا تو سب سنبھال لے گا۔"

روبینہ کے چہرے پر دبا دبا سا جوش ابھرا انہوں نے جھٹ فیاض کا ہاتھ تھاما۔

"ہاں وہ سنبھال لے گا آپ بس اسے موقع دیں۔وہ بہت قابل ہے اس قابلیت کی بنا پر ہی وہ آج تک اسکالر شپس پر پڑھا ہے۔اس کا دماغ کمپیوٹر سے بھی تیز چلتا ہے۔ مجھے یقین ہے وہ ہمارے کاروبار کیلئے بے حد اچھا فیصلہ ثابت ہو گا۔"

فیاض لیٹ گئے تھے آج ان کی طبیعت صبح سے خراب تھی۔

"آپ درست ہیں یوں بھی آج نہیں تو کل یہ سب اس نے ہی سنبھالنا تھا اس کے علاوہ میرا ہے بھی کون۔"

www.novelsclubb.com

یہ جملے بولتے ہوئے انہیں تکلیف ہوئی تھی جبکہ یہ الفاظ سن کر روبینہ کے دل میں شادمانیوں کا دربار سج گیا تھا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

انہوں نے خود کو یہ کہتے ہوئے پایا۔

-

"ہمارے لیے ایک خوشی کی خبر ہے اور ایک بری جلدی سے بولو پہلے کونسی سناؤں؟"

خیام نے اس کے آفس کے دروازے میں سر ڈالتے ہوئے کہا۔المیر نے لیپ ٹاپ سے نگاہ ہٹائی،اسے دیکھا پھر اسکرین کو کی بورڈ سے لگاتے ہوئے اٹھ کر اس تک آیا۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہارے پاس ہی آنے والا تھا چلو وہیں چل کر بات کرتے ہیں۔"

وہ دونوں ساتھ باہر نکلے تھے۔لنچ ٹائم سٹارٹ تھا ہر جانب چہل پہل مچی ہوئی تھی۔

"اچھا یہ تو بتادو پہلے اچھی خبر سنو گے یا بری؟"اس نے خیام کے آفس کا دروازہ کھولا اور صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔وہ لنچ آرڈر کر چکا تھا کچھ دیر میں ہی رسیو ہونے والا

تھا۔

"پہلے لنچ کر لیں مجھے شدید بھوک لگ رہی ہے پھر بتا دینا۔"

اس نے گھڑی میں ٹائم دیکھتے ہوئے کہا اسی دوران وشمہ ڈلیوری بوائے کو اندر لے کر آئی تھی۔اس کے جانے کے بعد وہ جونہی مڑی خیام نے اسے روک لیا۔

"مس وشمہ کیا آپ نے لنچ کر لیا؟" وہ اس سوال پر چونکی تھی مڑ کر اسے دیکھا۔

"وہی کرنے جا رہی ہوں۔" اس دوران ہی اذان نے دروازہ کھول کر وشمہ کو بلایا کہ لنچ ٹائم میں یہ جسارت کرنے کی ہر ایک کو جرات ہوتی تھی۔

"اگر تم فری ہو گئی ہو تو آ جاؤ لنچ کریں۔" سلاد نکالتے المیر کے ہاتھ رکے تھے۔اس نے چہرہ اٹھا کر ان دونوں کو دیکھا۔

"کیوں نا آج وشمہ ہمارے ساتھ لنچ کرے۔"

اس آفر پر وشمہ کے ساتھ ساتھ المیر اور اذان بھی چونکا تھا۔اذان تو دروازہ چھوڑ کر چل دیا جبکہ وشمہ بوکھلائی سی وہاں کھڑی رہ گئی۔

"میں، آپ لوگوں کے ساتھ، یہ کیسے ممکن ہے؟"

اس نے المیر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو کہ اب خیام کے فارغ ہونے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ وہ اپنی بھوک مٹا سکے۔

"کیوں بھئی کیا میں نے یہ کہہ دیا کہ تم بریڈ پٹ کے ساتھ لنچ کر لو یا پھر ہٹلر کے ساتھ۔" وہ اپنی بات پر خود ہی ہنسا۔

"خیر فرسٹ کے ساتھ تو پھر بھی شاید ممکن ہو لیکن دوسرا اس صدی میں نہیں ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی کاپی ضرور متعارف ہو گئی ہو۔"

اس نے کن انکھیوں سے مزے لیتے ہوئے المیر کو دیکھا جس کے ماتھے کی ایک تیوری میں اضافہ ہوا تھا۔ وشمہ نے بھی ہنسی کو لبوں میں دبایا تھا۔

"تمہاری باتیں ختم ہو گئی ہوں تو لنچ کر لیں مجھے اور بھی کام ہیں۔"

اس نے اکھڑ لہجے میں کہا تھا۔ وشمہ باہر جانے کو پر تول رہی تھی وہ بھلا اس سرد برفیلے، تناؤ والے ماحول کھانا کھا کر کیوں اسے ضائع کرے اسے لگنا کم تھا اور جلنا

ذیادہ۔

"مس وشمہ آئیں نا۔" خیام نے اسے پھر سے آفر کی۔ وہ نہ میں سر ہلانے والی ہی تھی کہ جب المیر کی آواز پر اسے ہتک کا احساس ہوا۔

"جب یہ ہمارے ساتھ لنچ نہیں کرنا چاہ رہیں تو تم کیوں فورس کیوں کر رہے ہو، آپ کا شکریہ اب آپ جا سکتی ہیں۔"

جانے کونسی بات پر اس کا موڈ بدلا تھا۔ وشمہ ایک تیز نظر اس پر ڈالتی ہوئی خیام کو معذرت کرتی ہوئی باہر آئی۔

"ہنہہ، میں تو جیسے مری جا رہی ہوں ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کو، جلاد صفت انسان کوئی انہیں سکھائے بنیادی اخلاقیات۔"

وہ منہ میں بڑبڑاتی ہوئی باہر جا رہی تھی۔ خیام نے افسوس ذدہ نگاہوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

"ویسے یار تو ہے بہت روڈ، حد ہے۔"

اس نے بدمزگی سے کہتے ہوئے کھانا، کھانا شروع کیا۔

"جب پتا ہے تو کیوں ایسی حرکتیں کرتے ہو میں نے تو نہیں کہا تھا اسے دعوت دینے کو۔"

وہ آرام سے اپنا پیٹ بھرنے لگا۔ خیام نے اسے ایک گھوری لگائی اور سٹیک کو کانٹے سے کاٹ کر کھانے لگا۔

"اب بتا بھی دو اچھی اور بری خبر جو تم بتانے والے تھے۔"

المیر کے پوچھنے پر خیام نے گلاس کو لبوں سے لگایا۔ اس چکر میں وہ بھول ہی گیا تھا۔

"پہلے کھانا سکون سے کھالیں پھر بتاتا ہوں ویسے مجھے ایک بات تو بتاوہ کونسا دن ہو گا جب تو نے سدھر جانا ہے۔"

اس نے ایک اور بائیٹ لی اور فرصت سے اس آگ کے گولے کو دیکھتے ہوئے پوچھا جس کا موڈ یکایک خراب ہوا تھا۔

"سدھرنے کیلئے بگڑنا ضروری ہے اپنی بات کرو۔"

اس نے بھی تحمل کا چولا اوڑھ کر کہنا مناسب جانا، خیام کا منہ بنا۔

"بھائی میں تم سے زیادہ سدھرا ہوا ہوں جس مرضی سے پوچھ لو۔ وہ تم ہو جس کو اس کی کلاسز لینے کی ضرورت ہے تیاری پکڑو میں تمہارا ایڈمیشن کرانے کا سوچ رہا ہوں۔"

المیر نے اسے کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ اس کا سیل بج اٹھا نمبر دیکھ کر اس کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔ خیام جان گیا یہ کس کا فون ہو گا اس نے سہولت سے اس سے سیل فون پکڑا کال پک کی اور۔

"اسلام علیکم آنٹی، المیر میٹنگ میں ہے جیسے ہی فری ہوتا ہے میں آپ سے اس کی بات کرواتا ہوں۔"

کہہ کر اس نے کال کاٹ دی، المیر سست روی سے ٹشو سے منہ پونچھ رہا تھا۔ خیام نے بولنا مناسب سمجھا۔

"اچھی خبر یہ ہے کہ آکاش ہمارے ساتھ لانگ لاسٹنگ کانٹریکٹ سائن کرنا چاہتا

ہے اور بری یہ کہ ہم نے ڈیبیٹ کارڈ کمپنی کا ایڈ کھو دیا، انفارمیشنز پھر سے لیک ہوئیں ہیں وہی کچھ جو ہم نے اس ایڈ کیلئے تیار کیا تھا دوسری کمپنی نے لے لیا مطلب وہ جاسوس آج بھی یہاں موجود ہے۔"

المیر نے چونک کر اسے دیکھا، تحمل سے اس کی بات سنی پھر کچھ بھی کہے بغیر وہاں سے اٹھا اور اپنے آفس کی سمت بڑھنے لگا۔ راستے میں اسے اذان کی آواز سنائی دی تھی۔

"کیا تم میرا ساتھ دو گی؟"

وہ شاید وشمہ سے پوچھ رہا تھا۔

"مرتے دم تک۔"

وہ وشمہ کو کہتے ہوئے سن رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کرچیاں ہی کرچیاں بھر گئیں۔ اس نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کیا کچھ نہیں تھا۔ دکھ، شکستگی، ویرانگی، ملال، اس نے جارحیت سے اپنے آفس کا دروازہ بند کیا اتنی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زور سے کہ ہال میں بیٹھے سب ہی چونک گئے یہاں تک کہ وشمہ بھی وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔المیر کی میز گرنے کی آواز سب نے بخوبی سنی۔خیام بھاگتا ہوا وہاں آیا اس کا رخ المیر کے آفس کی جانب تھا باہر سب دل تھامے بیٹھے تھے کہ اب کیا ہو گا؟

خیام اس کے آفس میں آیا تو دیکھا وہاں کا حلیہ بگڑا ہوا تھا۔وہ اس کی میز نہیں تھی جس کی آواز انہوں نے سنی تھی وہ تو وہ چھوٹی سی کرسٹل کی کافی ٹیبل تھی جسے اس نے چلتے ہوئے طیش میں آکر ہاتھ مار کر گرا دیا تھا۔خیام اس کے شیشوں سے بچتا ہوا اس تک آیا۔اس نے دیکھا المیر کی میز پر رکھی تمام فائلز زمین بوس ہو چکی ہیں اور وہ خود میز پر دونوں ہاتھ رکھے سر جھکائے کھڑا ہے۔یہ غصہ کس لیے تھا ایڈجانے پر انفارمیشن لیک ہونے پر یا پھر اس کے پیچھے یکایک کوئی اور وجہ آن کھڑی ہوئی تھی۔اس نے المیر کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"جہاں تک مجھے اندازہ ہے یہ غصہ ایڈ کیلئے نہیں ہے۔ تم وہ بات سن کر پر سکون تھے۔ تم میرے آفس میں سے بھی پر سکون ہی نکلے بیچ میں کیا ہوا میں نہیں جانتا بس اتنا چاہتا ہوں تم مجھ پر اعتبار کرو ہم بھائی ہیں تم کچھ بھی مجھ سے شئیر کر سکتے ہو۔"

وہ اس کے شانے پر اپنے ہاتھ کا بوجھ بڑھا کر اسے اعتماد میں لے رہا تھا۔ المیر کی کنپٹی کی رگیں ہنوز پھڑک رہی تھیں جو بات اس نے کہی اس نے تو خیام کو بھی طیش میں مبتلا کر دیا۔

"اپنے راز کسی کو نہیں بتانے چاہیے لوگ مزاق بنانے میں سیکنڈ نہیں لگاتے۔"

"اور تمہیں لگتا ہے میں ایسا کرونگا؟" اس کی آواز میں دنیا جہاں کا صدمہ تھا۔ "ہاں تم نے ابھی ابھی یہی کہا، مجھے افسوس ہے اس بات پر کہ میں تمہارا اعتماد نہیں جیت سکا۔"

خیام واقعی اس بات سے ہرٹ ہوا تھا اس کی آواز میں دکھ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

"ٹھیک ہے اگر تمہیں لگتا ہے میں تمہارا مزاق بناؤں گا تو اٹس اوکے لیکن خدا کیلئے جو بھی پریشانی اور کنفیوژن تمہیں ستا رہی ہے اس پر بیٹھ کر تحمل سے سوچو نتیجہ نکالو اور کوئی فیصلہ کرو نہیں تو تم اسی طرح اذیت میں مبتلا رہو گے، میں باہر جا رہا ہوں آفس کے تمام لوگ تمہارے رویے سے سہم گئے ہیں۔ میں انہیں دیکھتا ہوں اپنا خیال رکھنا۔"

وہ دکھی دل کے ساتھ مزید کچھ کہے اس کے کندھے کو تھپتھپا کر باہر آ گیا۔ اس کے باہر آتے ہی وشمہ نے اسے گھیرا۔

"کیا ہوا المیر سر کو وہ ٹھیک ہیں نا۔"

اس کے لہجے میں چھپی فکر خیام کو اس گھمبیر صورتحال میں بھی چونکا گئی۔ اس نے بڑے غور سے وشمہ کے دھواں دھواں چہرے کو دیکھا تھا۔

"وہ صبح تو ٹھیک تھے۔ ان کا موڈ بھی اچھا تھا پھر ایسا کیا ہوا کہ وہ یوں طیش میں مبتلا ہو گئے۔"

www.novelsclubb.com

خیام نے اپنے دماغ کو درست رہنے کو کہا۔وشمہ کے ساتھ،اذان،اروئ اور دو چار لوگ اور بھی کھڑے تھے سب کے چہرے ہی حواس باختہ تھے۔المیر ٹھیک کہتا ہے وہ کچھ ذیادہ ہی الٹا سیدھا سوچنے لگا ہے۔

"ڈبیٹ کارڈ والا پراجیکٹ بھی ہم سے مس ہو گیا۔ایک اور بار ہماری انفارمیشنز لیک ہوئی ہیں۔"

اروئ نے یکدم گردن موڑ کر وشمہ کو دیکھا تھا جس کے چہرے کا رنگ اچانک اڑ گیا تھا۔اس نے جھٹ اروئ کے نظروں کو مفہوم کو جان کر نفی میں سر ہلایا اسے کیا پتا تھا اس کے منہ سے نکلے الفاظ سچ ہو جائیں گے اس کا دل بیٹھنے لگا۔

"لیکن اب میں انتظام کرتا ہوں سب کا بہت المیر پر پریشر ڈال لیا۔بہت نقصان اٹھا لیا لیکن اب آپ سب تیار ہو جائیں ذبردست نتائج کیلئے۔"

وہ غصے میں کہتے ہوئے وہاں سے گیا تھا۔خیام کے جاتے ہی اروئ نے اسے کہنی سے پکڑا اور کونے میں لے گئی۔

"تم نے کہا تھا یہ سب تم نے کیا، تم نے اپنے منہ سے قبول کیا تھا اور اس کا ثبوت ہے میرے پاس، میں نے تمہاری آواز ریکارڈ کر لی تھی اب جلدی سے بتاؤ وہ کون ہے جس کیلئے تم کام کرتی ہو۔"

وہ بالکل اس کے منہ کے سامنے اپنا منہ کر کے غصے میں پھنکار رہی تھی۔اس کے لہجے میں حد درجے کا یقین تھا کہ یہ اس نے کیا ہے۔

"تم ایسی بات کر بھی کیسے سکتی ہو تم جانتی ہو میں یہاں پر نئی ہوں۔"

وہ اس کے الزام پر شدید بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی تھی اوپر سے اروی کا یقین اسے اندھی کھائی میں گرانے لگا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں تم ٹھیک ہو تم نئی ہو لیکن کیا پتا تم کسی پرانے ایجنٹ کی رائیٹ سائیڈ بن کر آئی ہو جس پر کوئی شک بھی نہ کر سکے اور وہ اپنا کام بھی کر لے کیوں ایسا ہے نا۔"

اس نے تو منٹوں میں کہانی بنا کر اس پر یقین کی مہر بھی ثبت کر دی تھی۔وشمہ کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا بات سنبھالنے کو وہ جی کڑا کر کے بولی۔

"تم مجھ پر الزام نہیں لگا سکتی اور نہ ہی مجھے بلیک میل کر سکتی ہو۔ میں جان گئی ہوں تمہیں, وہ تم ہی ہو جو یہ سب کر رہی ہے اور اب جب اپنے پھنسنے کا ڈر ہے تمہیں تو تم بیچ میں مجھے گھسیٹ رہی ہو دیکھو اروی، میں کوئی ڈرپوک روتی بسورتی لڑکی نہیں ہوں جو تمہارے رعب میں آجائے گی۔ تم مجھے ہلکا مت لو اگر تم مجھے پھنسانے کی کوشش کرو گی تو جان لو بچنا تم نے بھی نہیں ہے۔"

اس نے بھی اتنے ہی کانفیڈنس سے یہ بات کہی تھی جتنے پختہ یقین سے اروی اس پر بہتان باندھنے کی سعی میں تھی۔ وہ بھی پھر فارم میں آئی اگر یہ لڑائی ہے تو ٹھیک ہے اچھے سے لڑتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

"اگر ایسا ہے تو پھر وہ سب کیا تھا جو تم نے کہا تھا۔ تمہارے الفاظ ہی مجسم حقیقت بنے کھڑے ہیں۔ بتاؤ کیا جھٹلا سکتی ہو انہیں؟ ڈیبیٹ کارڈ کا پراجیکٹ ہی کیوں لیک ہوا، ٹشو پیپر والا بھی تو تھانا اسے جانا چاہیے تھا اور رہی میری بات تو میرا سابقہ تمام ریکارڈ کلئیر ہے میں اپروو ہو چکی ہوں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑے وہ کہہ رہی تھی۔وشمہ اس سوال کیلئے بھی تیار تھی اس نے خود کو ہر سچوئیشن کیلئے تیار کر رکھا تھا۔

"یس یہی پوائنٹ ہے اگر میں خدانخواستہ وہ ہوتی جو تم مجھے کہہ رہی ہو تو کیا میں پاگل تھی جو اسی ایڈکا تمہیں بتاتی جس کی انفارمیشنز لیک کرنی تھیں،خود کو کون پھنساتا ہے بھلا۔"

اس کی بات میں دم تھا لیکن اروی کی پھر بھی تفشی نہیں ہوئی تھی۔اس کی آنکھیں اب بھی ایکسرے کرتی ہی تھی۔وشمہ نے کوسا اس وقت کو جب اس نے اروی پر نظر رکھی تھی۔کاش وہ وقت واپس آجائے اور وہ اپنی اس غلطی کو سدھار کر اس بے نتھ کے بیل سے اپنی جان چھڑا لے۔

"اور مجھے کیا پتا تھا کہ تم مجھے پورا پورا جاسوس بنا بیٹھی ہو،ہو سکتا ہے جب ہم باتیں کر رہے ہو تو کسی نے انہیں سن لیا ہو اور مجھے پھنسانے کیلئے یہ سب کیا ہو تاکہ وہ بچ جائے اور میں پھنس جاؤں اور تم یہ کیوں بھول جاتی ہو کہ میں یہاں نیو ہوں،یہ

معاملہ تو پچھلے کچھ عرصے سے چلا آرہا ہے تب سے جب سے تم لوگ یہاں کام کرتے تھے۔میرے ہوتے ہوئے تو کمپنی کو بڑی کامیابیاں دیکھنے کو ملی ہیں۔"

اس نے لہجے میں کتاہٹ اور فخر ملا کر کہا تھا۔اس کی بات میں وزن محسوس کرتے ہوئے اروی نے مصلحت کا چولا اوڑھا۔

"بھولنا مت میری نظر ہمہ وقت تم پر ہے وہ میں ہی ہو نگی جو تمہارا بھانڈا پھوڑے گی۔"

یہ کہہ کر وہ وہاں سے گئی تھی۔وشمہ نے تکان بھری سانس خارج کی۔کچھ لوگ واقعی نہیں سدھرتے اس نے سیل فون نکالا اور اس ادھورے میسج کو دیکھا جسے اس نے اب تک سین نہیں کیا تھا۔اس کے دل میں اداسیاں اترنے لگیں ان اداسیوں کی جلن میں اس نے خود کو جلتے ہوئے پایا۔وہ وہاں سے اب ورکنگ پلیس میں جارہی تھی۔

"کیا تم میرا ساتھ دو گی؟"

"مرتے دم تک۔"

"تمہیں کوئی نا کوئی فیصلہ کرنا چاہیے نہیں تو تم اذیت میں رہو گے۔"

ٹریڈ مل پر دوڑتے ہوئے اس کے پاؤں میں بجلی کی سی تیزی تھی اور دماغ میں ان لفظوں کا طوفان مچا ہوا تھا۔اس کے چہرے اور گردن سے پسینہ ایسے بہہ رہا تھا جیسے پہاڑ پر سے آبشار گر رہی ہو۔اس کی بھوری آنکھیں پتھر سے بھی زیادہ سخت دکھتی تھیں ایسا پتھر جو بس اب شکست وریخت کا شکار ہونے والا ہو،اس نے مزید سپیڈ بڑھائی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں پتا ہے تمہاری ماما بھاگ گئیں تھی انہوں نے دولت کے پیچھے تمہیں، تمہاری ڈیڈی کو چھوڑ دیا لیکن دیکھو مجھے یہ میں ہی ہوں جس نے ان برے وقتوں میں ان کا ساتھ دیا۔ تمہیں پالا، تم سے ماؤں والی محبت کی۔ تمہاری ماما تمہیں لے کر بھی نہیں گئیں حالانکہ تمہارے ڈیڈی نے ان کی بہت منت کی تھی کہ تم

چھوٹے ہو تمہیں فی الحال ساتھ لے جائے لیکن وہ نہیں مانی انہوں نے کہا وہ جان کا وبال نہیں پالنا چاہتی اسے تم سے محبت نہیں تھی۔"

المیر کے جو گرز میں مقید پاؤں ایسے جارحیت سے دوڑ رہے تھے جیسے وہ ان پاؤں تلے اپنی زندگی میں موجود تمام ناپسندیدہ ہستیوں کو کچل رہا ہو۔

"وہ بہت امیر تھا بہت خوبصورت، تمہاری ماما اتنی پیاری نہیں تھیں وہ معمولی شکل و صورت کی تھیں پھر بھی اس شخص کا دل تمہاری ماں پر آ گیا۔ وہ تمہارے ہوتے ہوئے فیاض سے طلاق لے کر اس سے شادی کر بیٹھی۔ وہ کتنی بری تھی نا جو تمہیں چھوڑ گئی۔ دیکھو مجھے میں بری نہیں ہوں میں تمہیں کبھی بھی نہیں چھوڑ کر جاؤں گی ہر وقت تمہارے ساتھ رہوں گی کیونکہ مجھے تو تم سے پیار ہے نا، بس تم کسی بھی ایسی لڑکی کے ہاتھ کا کھلونا مت بننا جو تمہیں تکلیف دے، اذیت میں مبتلا کرے تم ان سے دور ہی رہنا کیونکہ عورت بڑی ظالم شے ہے، میں نہیں چاہتی کہ تم مجھ سے چھینے جاؤ۔"

المیر چلتی مشین سے نیچے اترا کافی گردنوں نے اسے مڑ کر دیکھا تھا۔وہ گر سکتا تھا لیکن نہیں گرا،اسے خود کو بچانا آتا تھا سو اس نے بچا لیا۔اپنی شرٹ اتار کر اسے زمین پر پھنکتا وہ بڑے قدموں کے ساتھ دیوار میں نصب لوہے کے بنے کبڈز تک آیا اور اس میں سے دوسری شرٹ نکال کر پہنتا ہوا باہر آ گیا۔اس کے قدم اپنی گاڑی کی طرف تھے۔وہ دماغی خلفشار سے تنگ آ کر جم آ گیا تھا اور اب واپس آفس جا رہا تھا۔

"لوگ بہت برے ہوتے ہیں المیر،وہ اتنے برے ہوتے ہیں کہ آپ کے اندر کے اچھے انسان کو کھا جاتے ہیں ایسے انسانوں سے خود کو دور رکھنا سمجھ رہے ہو نا میری بات؟"

اس نے غصے میں بپھرتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔

"لوگوں نے مجھے برا بھلا کہا حالانکہ میں بری نہیں تھی لیکن انہوں نے ایسا کہنا تھا وہ کہتے گئے۔میں نے کسی کی نہیں سنی،سنی تو فقط اس کی جسے میرا دل سننا چاہتا تھا۔تم

جانتے ہو دل جس آواز کو سننا چاہتا ہے وہی اس دنیا کی سب سے میٹھی آواز ہوتی ہے۔وہ آواز جب بھی تمہیں ملے اسے خود میں سمو لینا، تم اس آواز کو کسی دوسرے کی سماعت کی تسکین مت بننے دینا ایسا کبھی مت کرنا کبھی بھی نہیں۔"

اگنیشن میں چابی ڈالتے ہوئے اس نے کار کو لمبی ریس دی تھی۔

"محبت میں شراکت برداشت نہیں ہوتی جب ہم صرف اپنے کو کسی غیر کے ساتھ دیکھتے ہیں نا تو بہت دکھ ہوتا ہے۔اس دکھ کا تعین کوئی نہیں کر سکتا اس کا احساس صرف اس کو ہی ہوتا ہے جو اسے جھیل رہا ہوتا ہے۔"

سپیڈ میں پیچھے دیکھے بنا ریورس کر کے اس نے گاڑی پارکنگ سے نکالی تھی۔

"اگر کبھی بھی تمہیں کسی سے محبت ہو جائے تو اسے کہہ دینا انتظار مت کرنا، انتظار انسان کو تھکا دیتا ہے تم نہیں جانتے یہ تھکن کتنی تکلیف دہ ہوتی ہے۔اس میں فقط اذیت ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔"

فورتھ گئیر پر گاڑی چلاتے ہوئے اس نے زور سے اسٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔

"کیا تم میرا ساتھ دو گی؟"

"مرتے دم تک۔"

اس نے اسی سپیڈ سے یوٹرن لے کر ٹریکٹر کو اوورٹیک کیا تھا ایسا کرتے ہوئے اس کی گاڑی کے ٹائر بری طرح چرچرائے تھے جن کی آواز دور تک سنائی دی تھی۔

گاڑی کے ٹائر بری طرح چرچرائے تھے جن کی آواز دور تک سنائی دی۔ زرا سی بے احتیاطی سے گاڑی الٹ سکتی تھی یا پھر ٹریکٹر سے ٹکرا سکتی تھی لیکن دوسری طرف پرواہ کسے تھی، بے حس بنے اس شخص پر ایک ہی چیز طاری تھی اور وہ تھی نفرت۔ گاڑی کمپنی کے آگے آکر رکی تھی۔ وہ گارڈ کی سمت چابی اچھالتا اندر کی جانب بڑھا تھا۔ ہلکے گرے رنگ کی ہالف سلیوٹی شرٹ کے ساتھ اس نے سیاہ جینز پہنی ہوئی تھی۔ پاؤں میں گرے ہی جوگرز تھے۔ وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ تیز قدم اٹھاتا

اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔کاؤنٹر کے پاس کھڑی سندس اور وشمہ کی نظر اس طوفان پر پڑی تھی جس کا چہرہ غصے سے سرخ تھا، بال بکھرے ہوئے تھے اور بھوری آنکھوں میں محسوس کی جانے والی آنچ تھی۔وشمہ تو اسے اس روپ میں دیکھ کر حیران رہ گئی۔اس نے ہولے سے اپنی آنکھیں جھپکیں اور پھر جیسے وہ جھپکنا بھول گئیں۔

"سندس یہ اتنے آہستہ چل رہے ہیں یا پھر مجھے ایسا لگ رہا ہے۔"اس نے ٹرانس کی کیفیت میں یہ سوال پوچھا تھا۔سندس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم درست ہو، یہ بہت آہستہ چل رہے ہیں۔"وہ بھی اس سے مرعوب ہو کر بولی تھی۔المیر نے انہیں خود کو دیکھتے پا لیا تبھی چال میں تیزی پیدا کرتا وہ ان کے سروں پر پہنچا تھا۔وشمہ اسے عین آنکھوں کے سامنے دیکھ کر بوکھلا گئی آواز سے تو اور زیادہ گھبرائی۔

"سب کو ہال میں جمع کریں دو منٹ کے اندر اندر۔"برف جیسی ٹھنڈی آواز میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سندس کو آرڈر دیتا وہ اپنے آفس میں گیا تھا جو اس کے پیچھے صاف کروا دیا گیا تھا۔ بہترین انسان وہی ہے جو اپنے نفس سے جیت جائے جس نے نفس کے آگے گھٹنے ٹیک لیے وہ بھی بھلا کوئی انسان ہوا۔اس بات پر عمل کرتے ہوئے اس نے اپنے باغی دل کو تھپکا اور اس کے پیچھے چل دی۔اس کے آفس کے سامنے پہنچ کر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔المیر نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تھی۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی خیام بھی اس کا حکم سنتا اس کے آفس میں آیا تھا۔المیر نے دونوں پر اچٹتی نگاہ ڈالی اور کچھ بھی کہے بغیر ان کو اگنور کرتا وہ فائلز اٹھاتا باہر نکلا تھا ہاں پیچھے سے آرڈر ضرور آیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ دونوں بھی آئیں فاسٹ۔"خیام اور وشمہ نے ایک دوجے کی جانب دیکھا پھر سوالیہ نشان بنے اسے کے پیچھے چل دیے۔سب ہال میں موجود بہت بڑی میز کے گرد رکھی کرسیوں پر دائرے کی شکل میں بیٹھے تھے۔اس کے فرنٹ پر المیر کھڑا تھا۔خیام عروسہ کے ساتھ جبکہ وشمہ اذان کے اشارے پر اس کے ساتھ رکھی

کرسی پر بیٹھ گئی۔المیر نے سب پر طائرانہ نگاہ دوڑائی اور طیش کے عالم میں وہ فائلز میز پر پھینک دیں جو لڑھکتی ہوئیں عین وسط میں آن رکیں۔ان میں سے کچھ پیجز نکل کر آس پاس بکھر گئے تھے۔اس کے اس عمل سے سب کے دلوں کی رفتار بڑھی تھی،سناٹا ایسا پھیلا جیسے وہاں کوئی ذی نفس موجود ہی نہ ہو۔اس خاموشی میں وہ کہہ رہا تھا۔

"یہ۔۔یہی وہ سب ہے جو وہ مخالف پارٹی لے گئی یہ۔"وہ فائلز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سرخ آنکھوں سے غرائی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"یہ سب جسے بنانے میں دن رات کی محنت لگی،اوور ٹائم لگا،پسینہ بہا اور نتیجہ کیا نکلا ان سب کا؟۔۔۔۔صفر۔"اس کے منہ سے کف اڑ رہا تھا۔آواز سب کا سانس روکنے کیلئے کافی تھی۔

"ہماری محنت ہمارا مواد ہماری ہی کمپنی میں سے کوئی اڑا لے گیا اور ہم منہ دیکھتے رہ گئے۔واؤ یعنی محنت ہم کریں صلہ کسی اور کو ملے کیا بات ہے۔"

وہ ہاتھ اونچے کرتا تالیاں بجانے لگا۔اس کے ٹھنڈے طنز پر سب کی گردنیں جھک گئیں تھی۔

"ویل ڈن گائز ویل ڈن۔"

کلیپس کرتا وہ سب کے نروس کو چٹخا گیا تھا۔پوری "دی رائے ایڈورٹائزنگ" میں اس کی تضحیکی تالیوں کی آواز گونج رہی تھی۔پن ڈراپ سائلنس میں یہ آواز محسوس کرنے والوں کی آنکھوں میں نمی لے آئی تھی۔

"لیکن اب بہت ہو گیا بہت زیادہ ہو گیا۔میں نے بہت صبر کر لیا بہت نقصان اٹھا لیا لیکن اب نہیں۔اب میری ہمت جواب دینے لگی ہے تحمل سے پوچھوں گا آرام سے بتاؤ یہ کام کس کا ہے اور کون کون اس میں ملوس ہے؟"

اس کی ٹھنڈی آواز میں کیے گئے سوال نے سب کو جما دیا بہت سی گردنیں ایک دوجے کی جانب گھومیں۔

"آخری بار پوچھ رہا ہوں جو کوئی بھی ہے سامنے آئے بعد میں پھر اس کی خیر

نہیں۔"

المیر کو ان کی جھکی گردنیں تاؤ دلا رہی تھیں تھی۔ وہ ضبط بھرے انداز میں سب کو دیکھتا مجسم سوال تھا۔ وشمہ نے اذان کی جانب دیکھا اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اسے لگا جیسے سب ہی اس کی دھڑکن سن رہے ہوں۔

"آل رائیٹ ایسا ہے تو پھر ایسا ہی سہی جو کوئی بھی یہ کر رہا ہے وہ اپنے دماغ میں ایک بات بٹھا لے کہ باطل کو حق کے آگے گھٹنے ٹیکنے ہی پڑتے ہیں۔ برائی کی عمر خاصی کم ہے۔ اس کی موت جلدی واقع ہوتی ہے۔ ڈیبٹ کارڈ کا ایڈ تھا اچھا خاصہ بجٹ بننا تھا اس میں، بونس ملتا پارٹی ہوتی اور۔"

www.novelsclubb.com

اس نے دونوں ہاتھ میز پر رکھے اور جھک گیا نگاہیں بالکل سامنے تھیں۔

"سیلری بڑھتی لیکن چونکہ حرام کھانے والے نے اپنا کام کر دیا۔ اپنا فائدہ سوچا دوسرے کے حق پر ڈاکا ڈالا تو وہ ایک بات یاد رکھے اس کے منہ سے تمام حرام کے نوالے میں چھیننے والا ہوں۔ بیس سال سے پہلے میں نے اسے جیل سے باہر نہیں

آنے دینا چاہے اس میں میرا پورا سرمایا لگ جائے میں نے اسے عبرت ناک سزا دلوانی ہے۔اب یہ میری انا کا مسئلہ ہو گیا ہے اور انا کے معاملے میں، میں کیسا ہوں یہ آپ سب اچھے سے جانتے ہیں۔اسے دھمکی نہیں سمجھنا میں اس پر عمل کرونگا چاہے پھر وہ کوئی بھی ہو کوئی بھی۔"

سب کو سانپ سونگھا ہوا تھا۔سب کی دھڑکنیں رکی ہوئی تھیں۔وشمہ لبوں کو سیے دھڑکتے دل کے ساتھ اسے سنے جا رہی تھی جو مزید کہہ رہا تھا۔

"اس لیے کہہ رہا ہوں وہ جو کوئی بھی ہے ابھی کے ابھی اٹھ کر چلا جائے اس کی سزا میں رعایت کر دی جائے گی ورنہ پھر مجھے نہیں کہنا کہ میں ظلم کر رہا ہوں"سوری سر"یہ جملہ مجھے قطعی نہیں سننا، سٹینڈ اپ۔"

وشمہ یکدم کھڑی ہوئی تھی۔المیر نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔سب کی گردنیں تحیر سے مڑیں عروسہ تو اس کے کھڑے ہونے سے بوکھلا اٹھی تھی۔اذان نے گھبراتے ہوئے اس کا دوپٹہ کھینچا۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم، بیٹھو۔" وہ سرگوشی میں اسے بیٹھنے کا کہہ رہا تھا۔ المیرا اس تک چلتا آیا بہت گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ خیام نے وشمہ کے کھڑے ہونے پر ماتھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"تو وہ آپ ہیں جو ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپ رہی ہیں۔"

"ہیں یہ کیا کہہ رہے ہیں۔" وشمہ نے ہراساں انداز میں سب کو بیٹھے ہوئے دیکھا اور زور سے نفی میں سر ہلایا۔ افف یہ اس سے کیا ہو گیا۔ اسے اب سمجھ آئی اس سے غلطی ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑنے لگا۔ اس نے بولنے کی کوشش کی مگر المیر کے آگے گرتے کانفیڈینس نے اس کے قوت گویائی سلب کر لی۔

"اگر وہ آپ نہیں ہیں تو آپ کھڑی کیوں ہوئیں یقیناً آپ یہاں موجود جاسوس کو جانتی ہیں اور اس کیلئے کام کرتی ہیں ہاں ایسا ہی ہے اروی نے مجھے وہ ریکارڈنگ سنائی تھی جو آپ نے اس سے کہا تھا۔ آپ کے الفاظ درست تھے وہی ہوا جو آپ نے کہا تھا اور اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔"

وشمہ نے تحیر اور بے یقینی سے اروی کو دیکھا۔ پورے ہال میں ہلکی سرگوشیوں کی آواز گونج اٹھی تھی جنہیں المیر کے میز پر زور سے پن مارنے پر رکنا پڑا۔ عروسہ دم سادھے وشمہ کو دیکھ رہی تھی۔(اب کیا ہوگا)

"آپ کو شرم نہیں آئی ایسا کرتے ہوئے آپ نے ذرا بھی ان سب کے بارے میں نہیں سوچا اتنی گھٹیا حرکت آپ کر کیسے سکتی ہیں۔ آپ کے ضمیر نے اجازت دے دی آپ کو یہ سب کرنے کی؟ آپ جیسے لوگوں کو تو انسان ایسی سزا دے کہ پھر وہ کسی کو دھوکہ دینے کا سوچیں بھی نہ بولیں جلدی بولیں وہ کون ہے جس کیلئے آپ کام کرتی ہیں میں ابھی اور اسی وقت آپ دنوں کو فائر کر کے پولیس کے حوالے کرتا ہوں۔"

وہ اس سے غصہ تھا اور اپنا غصہ ایسے نکال رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور ماتھے پر بے شمار شکنیں۔ وشمہ کے وجود میں ارتعاش برپا ہوا۔ اس کی آنکھیں جھلملائیں اور سیاہ سمندر میں سے پانی چھلکنے لگا۔ وہ ٹپ ٹپ آنسوں گراتی ساکت

آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی اور باقی سب اسے۔وہ بولنا چاہتی تھی لیکن اس کی زبان یکدم مفلوج ہو گئی۔اس سے کچھ بھی بولا نہیں گیا۔المیر اس کے رونے پر تھما تھا۔اس کا غصہ یکدم جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔اس کی آنکھوں سے قطرہ قطرہ آنسو آگے پیچھے گر رہے تھے۔المیر کے دل میں ہلچل ہوئی وشمہ نے زور لگا کر خود کو بولنے پر آمادہ کیا۔

"میں نے۔"

بے بسی کی انتہا اسے بولنے میں بھی دشواری پیش کر رہی تھی۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا میں وہ نہیں ہوں جو آپ کہہ رہے ہیں۔مجھے لگا آپ نے سب کو کھڑے ہونے کو کہا ہے اس لیے میں کھڑی ہو گئی۔"

اس کی آواز شدید قسم کی بھراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔یہ سب بس اچانک ہی ہوا تھا۔اسے پتا ہی نہ چلا کب وہ خود سے اختیار کھو کر اتنے سارے مجمعے کے سامنے آنسو گرا بیٹھی۔اس نے خود کی بے اختیاری پر کنٹرول کرنا چاہا۔

"بٹ اٹس اوکے آپ اروی کی بات پر یقین کریں اور میری پوسٹ جسے چاہیں دے دیں میں فائن بھرنے کیلئے تیار ہوں۔"

اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور اپنے کانپتے وجود کے ساتھ وہاں سے مضبوط قدم اٹھاتی چل دی۔ خیام نے ملامتی نگاہ المیر پر ڈالی۔ اذان، سندس، عروسہ، ماہم وشمہ کے جانے پر بیک وقت کھڑے ہوئے تھے۔ وہ سب اس کے پیچھے جانا چاہتے تھے مگر المیر کی موجودگی میں ان میں ہمت نہیں پڑ رہی تھی لیکن یہ ہمت خیام نے کی وہ اس کے پیچھے لپکا تھا۔ اروی کو بھی وشمہ کے رونے سے شرمندگی نے آن گھیرا۔ المیر نے حواس درست کرتے ہوئے سب پر آخری نظر ڈالی اور وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی ہجوم منتشر ہوا تھا۔ وہ سب وشمہ کے پیچھے بھاگے تھے۔

"رک جاؤ وشمہ پاگل پن مت کرو تم جانتی ہو وہ غصے میں تھا غصے میں تو وہ مجھے بھی نہیں چھوڑتا۔"

وشمہ رکی، آنکھوں میں عرصہ بعد لگی جھڑی ابھی بھی نہیں تھمی تھی۔

"غصے میں ہیں تو جو جی میں آئے گا کریں گے کسی کی بھی انسلٹ کر دیں گے۔آپ نے ان کا لہجہ دیکھا تھا وہ کس طرح میری توہین کر رہے تھے۔میں جاب کرتی ہوں غلامی نہیں کہ ان کی ہر بات سن لوں"

اسے رہ رہ کر اپنی بے عزتی کا خیال آ رہا تھا۔

"خیر ان کی غلطی نہیں ہے میں ہی پاگل ہوں جو ٹھیک سے سمجھ نہیں پائی اور کھڑی ہو گئی ایم سوری میری وجہ سے آپ کو بھی زحمت ہوئی میں اب چلتی ہوں پلیز مجھے روکیے گا مت۔"

اس نے دور سے باقی سٹاف کے ممبرز کو آتے ہوئے دیکھا اور رخ موڑ گئی۔خیام نے سچوئیشن سمجھتے ہوئے اسے نہیں روکا اور حالات کو ویسے ہی رہنا دیا جیسے اس وقت وہ تھے۔

وہ تیز تیز چل رہی تھی۔شام ہو چکی تھی سورج چھپنے کو بے تاب تھا۔وہ پناسا یا لمبا

کرتی دکھی دل کے ساتھ قدم اٹھا رہی تھی۔چلتے چلتے وہ بہت دور نکل آئی تھی۔
اسے المیر کا ہتک بھرا لہجہ بہت کھلا تھا۔اس کا دل اس کی بے اعتباری اور جھٹ سے
اس پر شک کرنے پر ٹوٹ سا گیا یعنی انہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا اگر وشمہ ان کی
کمپنی میں کام نہ کرے بلکہ وہ تو خود اس کو نکالنے پر تیار تھے۔اس نے اپنے بد تمیز
دل کو دلاسا دیا مگر آنسوں نکلے ہی جا رہے تھے۔اب وہ گھر جا کر کیا کہے گی کیوں
جاب چھٹی ؟اس لون کا کیا جو اس نے لیا ہی نہیں پوچھنے پر وہ کیا جواب دے گی کہ
کیسے وہ اس لون کی اقساط بھر رہی ہے۔رمشہ کی رخصتی پھر سے رک جائے گی اور
امی کا علاج بھی۔

www.novelsclubb.com

وہ سڑک کنارے بنی بڑی سی فٹ بال پر آ کر بیٹھ گئی۔اس نے خود سے دور دوڑتی
ہوئی ٹریفک کو دیکھا جن کی روشنیوں نے اسے اور اداس کر دیا تھا۔ہاتھ کی پشت
سے آنسو رگڑتے ہوئے وہ اپنی آنکھیں سرخ کر بیٹھی تھی۔وقت کب پر لگا کر اڑا
اسے پتا ہی نہ چلا دو گھنٹے سے وہ وہاں بت بنی بیٹی تھی کہ اسی دوران ایک گاڑی بالکل

اس کی آنکھوں کے سامنے آکر رکی۔اس نے سر اٹھایا اور پھر اس میں سے نکلنے والے شخص کو دیکھ کر وہ کڑوے منہ کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"رک جاؤ وشمہ۔۔پلیز۔"اس کے پاؤں تھم گئے تھے لیکن آنسوں نہیں اسے خود پر غصہ آیا وہ کیوں رکی اور یہ آنسوں یہ کیوں نہیں رکنے کا نام لے رہے۔المیر چلتا ہوا اس تک آیا۔

"گاڑی میں بیٹھو مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"وشمہ نے دونوں ہاتھوں سے آنسو صاف کیے گہرا سانس بھرا اور چہرے پر بے اعتنائی طاری کرتے ہوئے اس کی سمت مڑی۔

www.novelsclubb.com

"میں جاب چھوڑ چکی ہوں بلکہ آپ خود مجھے نکال چکے ہیں اس لیے آپ کے کہے کی میں پابند نہیں ہوں نوٹس اور وقت بھجوا دیجئے گا آپ کو پیسے مل جائیں گے۔"

کہہ کر وہ اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھنے لگی جو یکدم غیر سنجیدگی میں ڈھلا تھا۔المیر کے لب پھیلے اور وہ سر پیچھے گرا کر ہنس پڑا وشمہ نے پہلی بار اسے ہنستے ہوئے دیکھا تھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیکن اسے اس سمے اس کی ہنسی بالکل اچھی نہیں لگی کیونکہ وہ اس پر جو ہنس رہا تھا اس کی آنکھیں مزید جھلملا گئیں۔

"تم سیریسلی ون پیس ہو میں نے کھڑے ہونے کیلئے کہا تھا اس لیے تم کھڑی ہوئیں واؤ کیا تعبیداری ہے کاش تم بات کو اچھے سے سمجھ کر سمجھداری کا مظاہرہ کر لیتیں تو کیا ہی بات تھی۔"

وہ اب بھی ہنس رہا تھا یہ ہنسی تو اسے اس وقت بھی آنے لگی تھی جب اس نے کہا تھا کہ وہ اس کے کہنے پر کھڑی ہوئی ہے لیکن اس وقت دل مضطرب تھا اس لیے اس نے کنٹرول کر لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور میں حیران کیوں نہیں ہوا کہ یہ تم ہو اور تم ہی ایسا کر سکتی ہو تم بالکل بچوں جیسی ہو وشمہ۔"

اس کے آنسوں تھم گئے تھے لیکن آنکھیں ابھی بھی جھلملا رہی تھیں۔ وہ اس کے مقابل تھا لیکن کھڑوس ہٹلر باس کے روپ میں نہیں جسے وہ ناپسند کرتی تھی بلکہ

کوئی اور جسے وہ نہیں جانتی تھی۔

"بغیر سوچے سمجھے کھڑی ہو گئی تم جانتی بھی تھی مجھے کتنا غصہ تھا پھر بھی یہ حرکت کی،اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے تمہارا اوپر کا پورشن تھوڑا خالی ہے۔دیکھا تھا نا تم نے کیسے تمام شک تم پر آ گیا بلکہ میں ہی کیوں سب ہی تم پر شک کرنے لگے تھے۔زندگی میں بہت محتاط ہو کر چلنا پڑتا ہے وشمہ ورنہ بہت نقصان ہو جاتا ہے۔"

وہ پھر سے سنجیدہ ہوا لیکن اس نے اس کا نام کتنی نرمی سے لیا تھا۔وشمہ کے دل نے فوراً خواہش کے کہ وہ پھر سے ہنسنے لگ جائے اس کی ہنسی تھی بھی تو کتنی پیاری۔

"پر آپ نے مجھے ڈانٹا تھا وہ بھی بہت برے والا،جب آپ کو پتا تھا کہ میں بے قصور ہوں تو پھر سب کے سامنے اتنی انسلٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

اس کے لبوں سے شکوہ پھسلا تھا۔المیر کی نظر اس کی گیلی گلابی آنکھوں پر پڑی۔

"جن سے محبت ہو انہیں بتا دینا چاہیے انتظار نہیں کرنا چاہیے انتظار انسان کو تھکا دیتا ہے اور یہ تھکن بڑی اذیت ناک ہوتی ہے۔"

"گاڑی میں بیٹھو مجھے بہت کچھ کہنا ہے تم سے۔"اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔وشمہ نے اب غور کیا وہ کب سے اسے تم تم کہہ رہا ہے آپ نہیں،وہ اس چینج پر حیران ہوئی تھی۔اس لیے وہ بغیر سوچے سمجھے اس کی گاڑی میں بیٹھ گئی۔المیر نے دروازہ بند کیا اور گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔سیٹ بیلٹ باندھنے کے بعد اس نے انگیشن میں چابی بھری وشمہ کو دیکھا جو ہنوز ایسے ہی بیٹھی تھی۔اس نے سرد آہ بھر کر نفی میں سر ہلایا۔

"تمہیں واقعی بہت کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے پلیز اپنا سیٹ بیلٹ باندھ لو۔"

اس کے کہنے پر وہ سیٹ بیلٹ کو باندھنے لگی۔المیر نے گاڑی چلادی وہ ریورس کر رہا تھا۔پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے اس نے گاڑی کو پیچھے کو کیا پھر اسے گھما کر ون وے پر لے آیا۔اس نے اس کے شکوے کا جواب دیتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

"میں نے اس لیے تمہیں ڈانٹا تھا تاکہ پھر تم آئندہ ایسی حرکت نہ کرو۔آج میں تھا جو کچھ بچت ہو گئی پولیس اس چیز کو نہیں بخشتی اگر وہاں میری جگہ تفتیشی افسر ہوتا تو

یقیناً تم اس وقت سلاخوں کے پیچھے اپنی صفائیاں دے دے کر تھک چکی ہوتی لیکن کوئی تمہارا یقین نہیں کرتا مجبوراً وہ تم پر کیس ڈال دیتے اور عدالت میں تم جھوٹی ڈکلیئر کر دی جاتی جو کہ تم ہو۔"

آخری جملہ اس نے پھر دبی مسکان کے ساتھ ادا کیا۔

اس نے اس کے شکوے کا جواب ایسے دیا تھا کہ وشمہ کو ایک اور دھچکا لگا یعنی وہ واقعی اسے جھوٹا سمجھتا ہے اسے دکھ ہوا۔

"ٹھیک ہے تو پھر بھیج دیں مجھے جیل میں جھوٹی جو ہوں۔"

المیر نے رخ اس کی جانب کیا پھر واپس ونڈ سکرین پر نظریں جما لیں۔

"ہاں ایسا ہو سکتا تھا اس صورت میں جب مجھے تم پر یقین نہ ہوتا بٹ آئی ٹرسٹ یو۔"

وشمہ کا سانس سینے میں اڑ گیا۔ وہ لوگ منال آ کر رکے تھے۔ المیر نے فوراً اتر کر اس کی جانب کا ڈور کھولا۔ اس نے سیٹ بیلٹ کو خود سے جدا کیا اور نیچے اتر آئی۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" اس نے اترتے ہوئے پوچھا۔ "آپ نے تو کہا تھا آپ

کو صرف بات کرنی ہے جو کہ ہو چکی؟"

المیر نے محتاط نگاہوں سے آس پاس دیکھا۔

"ہوا کھانے۔"

مختصر جواب دیکر وہ والٹ کو جینز کی جیب میں ڈالنے لگا۔آج تو اس کی چھب ہی نرالی تھی۔کیا یہ وہی ہٹلر المیر ہے جس کے سائے سے بھی لوگ پناہ مانگتے تھے؟یقیناً نہیں۔وہ اسے دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

"اور کیا واقعی ہماری بات ہو گئی ہے مجھے تو لگا ابھی بھی کچھ کچھ تناؤ زدہ ماحول ہے۔"

وہ آج پل پل اسے حیران کر رہا تھا وشمہ نے اس ریسٹورنٹ کو دیکھا پھر نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں میں نہیں جا رہی یہاں، میرے پاس پیسے نہیں ہیں اور میں آپ کے پیسوں کا کھانا نہیں چاہتی۔"

اس نے بھی بے رخی کی انتہا کر دی۔ایسا ہے تو پھر ایسا ہی صحیح اس نے سب کے

سامنے اس کی انسلٹ کی تھی وہ اس کی آفر مسترد کر کے اسے گلٹی فیل کروائے گی

ہاں یہ آئیڈیا اچھا ہے۔المیر نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے مت کھانا لیکن جوائن تو کر سکتی ہو نا مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

وہ اس کے ساتھ ہی اندر بڑھ گئی تھی۔ کھلی ہوا میں بیٹھتے ہوئے المیر نے آرڈر کیا۔

وشمہ کو یہاں تھوڑا عجیب لگا۔وہ خود کو یہاں مس فٹ محسوس کر رہی تھی ایسے کبھی کسی کے ساتھ وہ آئی جو نہیں تھی۔المیر نے اس کی ہچکچاہٹ بھانپ لی لیکن اگنور کیا۔وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے آرڈر سرو ہونے کے انتظار میں اسے دیکھ رہا تھا جس کی نگاہیں دور گھاٹیوں پر ٹھہری ہوئی تھیں۔المیر نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا وہاں دور پہاڑوں کے بیچ گھروں کی لائٹس خلا میں موجود ستاروں کی مانند لگ رہی تھیں۔اس نے واپس خود کو سیدھا کیا اور اس کے آنکھوں کو دیکھے گیا۔سیاہ گھگھور آنکھوں میں اسے خود کی ذات ڈوبتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ اپنی زندگی ان آنکھوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں مقید پا رہا تھا جو بیک وقت معصوم، شرارتی، تیکھی اور دلیر تھیں وہ ان کی سادگی پر مسکایا۔

"بہت خوبصورت ہیں۔" اس کے لبوں سے پھسلا تھا۔ وشمہ نے نگاہیں موڑ کر اسے دیکھا المیر نے فورا بات بنائی۔

"یہ وادیاں مجھے یہ ہمیشہ سے ہی اٹریکٹ کرتی ہیں خاص کر یہ منظر۔"

وشمہ نے اس کی بات کو اگنور کیا۔ اس کا دل عجیب سا ہو رہا تھا۔ دماغ میں بھونچال مچا ہوا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی یہ سب آخر ہو کیا رہا ہے۔ ہٹلر کا ایسا موڈ اس نے تو کبھی وہم و گمان میں ایسا نہیں سوچا تھا۔

"آپ کو مجھ سے بات کرنی تھی۔" وشمہ نے اسے یاد دلایا کھانا ان دونوں کے درمیان رکھا جانے لگا۔ المیر نے فی الحال خود کو چپ رہنے دیا ویٹرز کے جانے کے بعد نیپکن گھٹنوں پر رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"ہاں میں چاہتا ہوں تم جاب نہ چھوڑو ٹھیک ہے میں کچھ زیادہ ہی روڈ ہو گیا تھا مجھے

اپنے رویے پر شرمندگی ہے اور یہ تبھی ختم ہو گی جب تم کل صبح آفس میں پائی جاؤ گی۔ میں امید رکھتا ہوں تم اس شرمندگی کو ضرور ختم کرنے میں میری مدد کرو گی۔ تم ہرگز نہیں چاہو گی کہ میں گلٹی رہوں ہے نا۔"

وہ آل منڈ چکن کو پلیٹ میں نکالتا ہوا کہہ رہا تھا۔ وشمہ نے ایک نظر کھانے پر ڈالی اور پھر سے المیر کے پیچھے چمکتے تاروں کو دیکھنے لگی۔

"پر آپ نے مجھے خود نکالا تھا۔" وہ دور دیکھتی قریب بیٹھے سے کہہ رہی تھی۔

"تصحیح کرو خود کی، میں نے کہا تھا میں تمہیں فائر کرونگا کیا نہیں اور نہ ہی میں کرنا چاہتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

وہ دور دیکھتی اس قریب بیٹھی سے مخاطب ہوا۔

"لیکن میں اپنے فیصلے پر قائم ہوں جتنی آج میری انسلٹ ہوئی اس کے بعد تو جوائننگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

اس نے بھی ٹھان لیا تھا وہ اسے گوڈوں گوڈوں گلٹی میں ڈوبا کر رہے گی۔ المیر نے

اس کے سامنے رکھی پلیٹ آگے کی اور اس میں چکن ڈالنے لگا یعنی کہ یہاں صرف میں ہی نہیں کھانے آیا وہ تم بھی ہو جو میرا ساتھ دو گی۔ وشمہ ہنوز سینے پر ہاتھ باندھے بیٹھی رہی۔

"میں بھی اپنے فیصلے پر قائم ہوں آپ کو صبح آفس میں ہونا ہے۔"

وہ پھر سے آپ پر آ گیا تھا۔ کھانا ان کی پلیٹوں میں نکلا پیٹ میں جانے کا منتظر تھا۔

"میں آپ کی ماتحت نہیں ہوں۔" اس نے تڑخ کر کہا۔

"بلاشبہ آپ ہیں۔" اس نے اپنے دونوں ہاتھ باندھے اور میز پر جھک کر بیٹھ گیا۔

"آپ مجھ پر حکم نہیں چلا سکتے میں کسی کے آرڈر نہیں سنتی۔" اس کی نگاہیں ابھی بھی ان مصنوعی ستاروں پر تھیں۔

"میں یہ حق رکھتا ہوں اور آپ میری پابند ہیں۔" وشمہ چونکی حیرت سے اس کی جانب دیکھا المیر نے جھٹ سے بات بنائی۔

"یعنی یہ میں ہی ہوں جو آپ کا باس ہوں اور میرے پاس یہ اختیار ہے کہ آپ میرا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آرڈر سنیں اور اسے مانیں۔"

"میں نے جاب سے ریزائن کر دیا ہے خیام سر نے مجھے اپائنٹ کیا تھا میں انہیں ہی ریزائن کا کہہ آئی ہوں۔"

کیا زویا اتنی ضدی ہے؟ اس نے دل میں سوچا ہر گز نہیں! زویا کے بعد یہ پہلی لڑکی تھی جس سے اس کا سامنا ہو رہا تھا ورنہ مریم تو بس کبھی کبھی ہی اسے یاد کرتی تھی۔

"آپ کیا چاہ رہی ہیں یہی کہ میں ان سب کے سامنے آپ سے سوری کہوں جن کے سامنے آپ کی انسلٹ کی ہے تو ٹھیک ہے میں تیار ہوں صبح آپ آئیں اور اپنی اس خواہش کو پورا ہوتے دیکھ لیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ نا چاہتے ہوئے بھی یہ سب کہہ رہا تھا اس سے وہ سب ہو رہا تھا جو وہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔

"میرے دل میں ایسی کوئی خواہش نہیں میں نہیں جانتی آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔اس میں آپ کا کیا مفاد ہے لیکن بس اب میں یہ جاب کانٹینو نہیں کر سکتی۔"

المیر نے نیپکین گھٹنوں سے اٹھا کر میز پر پٹخا اور یکدم کرسی کو پیچھے دھکیل کر کھڑا ہوا اور مڑ گیا۔ وشمہ نے بوکھلاتے ہوئے رخ موڑ کر اسے دیکھا تھا۔ وہ چار قدم آگے چل کر واپس اس تک آیا جو مڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے اپنے والٹ سے پیسے نکال کر میز پر رپٹخے اور دونوں ہاتھ میز پر رکھ کر اس سے مخاطب ہوا۔

"ٹھیک ہے آپ کا ٹرمینیشن لیٹر کل تک آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ آپ کے پاس ایک ہفتہ ہو گا فلیٹ خالی کرنے لیے، کمپنی آپ کو خود نکال رہی ہے اس لیے جرمانہ بھرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور تھینک یو میری نیت پر شک کرنے کیلئے۔"

یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔ وشمہ اس کے آندھی طوفان کی طرح وہاں سے جانے پر گڑبڑائی تھی۔ وہ تو ایسے ہی بھاؤ کھانے کیلئے کہہ رہی تھی اسے کیا پتا تھا المیر سنجیدہ ہو جائے گا۔ اتنی اچھی جاب کون چھوڑتا ہے بھلا اب اسے نئی فکر لاحق ہو گئی تھی۔ وہ اتنی دور سے بھلا کیسے واپس جائے گی اس نے گھبراتے ہوئے بیگ میں سیل فون ڈھونڈنے کی غرض سے ہاتھ مارا کہ دوبارہ اس کی آواز سن کر اچھل

پڑی۔

"اور اگر واپس جانا ہے تو دو منٹ میں نیچے آئیں ایک سیکنڈ بھی اوپر ہوا تو میں چلا جاؤنگا۔"

وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ اس کے پیچھے بھاگی تھی۔المیر نے اسے جہاں سے لیا تھا وہیں چھوڑ دیا۔وشمہ اس کی گاڑی کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔یہ سب کیا ہوا تھا وہ خود بھی سمجھ نہیں پائی۔

آسمان پر چمکتے تاروں نے بڑی محویت سے زمین کے رنگ دیکھے اور مسکا دیے کون کہتا ہے کہ ہم چکتے ہیں ہماری روشنی تو ادھاری ہے نیچے تو دیکھو اسے کہتے ہیں چمک اصل چمک۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سنٹور یئیس مال کھچا کھچ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔رنگ و بو کا سیلاب جیسے یہاں امڈ آیا ہو۔ہر طرز کے لوگ وہاں پائے جاتے تھے۔انہیں بے شمار لوگوں میں رمشہ بھی تھی۔وہ فیضان کے کہنے پر اس کے ساتھ شادی کی شاپنگ پر آئی تھی۔وردہ کی آؤٹ لٹ کے باہر فیضان رکا۔

"مجھے لگتا ہے تمہیں کم از کم یہاں سے تو کچھ کپڑے دیکھ لینے ہی چاہیے۔"

اس نے اس شاپ کے باہر رکتے ہوئے کہا۔وہ اب تک اسے کافی ساری برینڈز پر لے گیا تھا لیکن وہ ہر ایک کے باہر کھڑی ہو کر انکار کر دیتی تھی یا اندر جا کر ٹیگ دیکھتے ہی روک دیتی اب بھی اس نے یہ ہی کیا۔اندر گئی ایک سوٹ کو دیکھا اور نفی میں سر ہلا دیا۔

"رہنے دیں نا فیضان ہم جناح سپر سے کر لیں گے شاپنگ یہاں کی کیا ضرورت ہے یوں بھی آپ جانتے ہیں مجھے مہنگی چیزیں پسند نہیں ہیں۔"

وہ اس فضول خرچی کے سخت خلاف تھی جو وہ کرنے کا سوچ رہا تھا یوں بھی ایک

سوٹ پر پیسے خرچ کرتے ہوئے اسے اپنی امی کا بیمار چہرہ دماغ میں آ جاتا تھا جن پر اب تک لاکھوں خرچ ہو چکے تھے بظاہر وہ صحت یابی کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھیں لیکن ابھی کافی علاج باقی تھا۔

"میں تمہارا گریز سمجھ رہا ہوں اور مجھے اس کی قدر بھی ہے لیکن میں یہ سب اپنی خوشی سے کر رہا ہوں۔ ہماری شادی ہونے جا رہی ہے وہ خوشی مجھے ملنے والی ہے جس کا میں کب سے منتظر تھا۔ یہ سب اسی خوشی کا تحفہ ہے یوں بھی ابھی ہم جو بھی سامان خریدیں گے وہ تم گھر لے جاؤ گی یہ تمہاری طرف سے ہو گا۔"

اس کے لہجے کا مان اسے آبدیدہ کر گیا۔ اس نے گہرا سانس بھرا۔

"مجھے یہ سب خریدتے ہوئے گھر کے حالات یاد آ جاتے ہیں آپ میری مشکل نہیں سمجھ سکتے۔"

فیضان نے اسے برہم نگاہوں سے دیکھا۔

"اگر میں تمہاری مشکل نہیں سمجھ سکتا تو پھر شاید کوئی بھی نہیں ہے اس دنیا میں جو

اسے نہیں سمجھ سکتا تمہاری بات نے مجھے دکھ پہنچایا ہے۔تم جانتی ہو جتنی تمہاری بہن کوشش کر رہی ہے اتنی ہی میں بھی کر رہا ہوں آنٹی کو میں نے اپنی امی کی جگہ دی ہے۔"

وہ شاپ سے باہر آگیا تھا۔رمشہ اس کے پیچھے لپکی۔وہ اس کے خلوص سے اچھے سے واقف تھی۔وہ کراچی میں انہیں شفٹ کرنے کی تگ ودو میں ہے وہ یہ بات بھی جانتی تھی لیکن وہ پھر بھی اتنی مہنگی خریداری کر کے فیضان پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔

"آپ میری بات کو غلط رنگ نہ دیں اچھا ٹھیک ہے میں معافی مانگتی ہوں پلیز ناراض تو نا ہوں آپ جانتے ہیں نا آپ کی ناراضی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔"

وہ دونوں چلتے ہوئے فوڈ ائیریا میں آگئے تھے۔فیضان کے سامنے بیٹھتے ہوئے وہ اسے مان سے کہہ رہی تھی۔رمشہ کی نظریں اس پر جمی تھیں جبکہ وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔

"میں تم سے ناراض نہیں ہوں بس تم مجھے کبھی کبھی بہت دکھ پہنچاتی ہو۔میں جس بات کی توقع دنیا سے رکھتا ہوں تم سے نہیں، تم وہ سب کر کے میرا تمام سکون درہم برہم کر دیتی ہو۔مجھے پتا ہے تم اپنے گھر میں آنے والے اس اچانک کہرام کی وجہ سے سہمی ہوئی ہو لیکن کیا کبھی تم نے اس عرصے میں مجھے غیر موجود پایا؟ میں ہر لمحہ ہر ممکن کوشش کرتا ہوں کہ میری وجہ سے تم لوگوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے یہ احساس نا ہو کہ تم لوگوں کے پاس ایک مرد نہیں ہے لیکن شاید میں ہی غلط ہوں۔"

وہ سر جھٹک کر سامنے دیکھنے لگا تھا۔رمشہ کی آنکھیں ڈبڈبائیں وہ بہت کم ہی اس سے ناراض ہوتا تھا اور جب ہوتا تھا یوں اسے اذیت میں مبتلا کر دیتا تھا۔وہ اسے دیکھتی رہی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔فیضان نے جھنجھلا کر اس کے چہرے کی جانب دیکھا جو اس کی نظر پڑتے ہی پانی پانی ہو گیا تھا ننھی ننھی آبشاریں اس کی آنکھوں سے نکل کر صبح چہرے پر پھیلنے لگیں فیضان یکدم ڈھیلا پڑا۔

"کیا چیز ہوتی ہو تم لڑکیاں خوب آتا ہے کیسے سامنے والے کو زیر کرنا ہے اب چپ بھی کر جاؤ یار مجھے شرمندگی ہو رہی ہے"

وہ اس کی جانب ٹشو بڑھاتا ہوا آنکھوں پر ہاتھ کا چھجا بنا کر بیٹھ گیا تھا۔ رمشہ نے چہرہ پونچھا تو فیضان نے اسے پانی دیا

"ایم سوری۔" اس نے گیلی آواز کے ساتھ کہا تھا۔ فیضان نے میچی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھا پھر مسکا دیا۔ اس نے واقعی اپنی زندگی کا بہترین فیصلہ کیا تھا تھینکس ٹو امی۔

"جا تجھے معاف کیا دل کو توڑنے والے۔" اس نے آنکھ مار کر شرارتی انداز میں کہا رمشہ نے اپنا کلچ اٹھا کر اسے کندھے پر مارا تھا۔

"آپ بہت برے ہیں۔" وہ ہنسا۔

"مجھے معلوم ہے۔"

وہیں سے شاپنگ کرنے کے بعد وہ تھوڑی دیر اس کی امی کے پاس بیٹھ کر چلا گیا تھا۔

رمشہ شانے اور امی کو چیزیں دکھا رہی تھی۔ان کے چہرے پر ایک الوہی سی مسکان اور پر سکونیت راج کرتی ہوئی دکھ رہی تھی۔اسے وشمہ کے فیصلے پر ناز ہوا۔وہ اس سے چھوٹی تھی لیکن درست فیصلہ کر گئی۔امی واقعی آج کل خوش نظر آنے لگی تھی۔اس کے دل کو سکون پہنچا۔شانے اشتیاق سے اس کی شادی کا جوڑا دیکھ رہی تھی جب اس کے کلچ میں سے گھوں گھوں کی آواز آنے لگی اس نے نمبر دیکھتے ہی کال رسیو کی اور باہر آ گئی۔

"ہاں بولو کیسے یاد کیا ویسے اس سمے مجھے تمہاری شدید کمی محسوس ہو رہی ہے کیا ہوتا اگر تم آ جاتی تو،شانے بھی نہیں گئی تھی میرے ساتھ یہ کہہ کر کہ وہ رنگ میں بھنگ نہیں ڈالنا چاہتی ویسے وہ خاصی بڑی ہو گئی ہے اس کا اندازہ مجھے آج کل ہونے لگا ہے۔اس کی زبان بھی بہت چلنے لگی ہے کیا ہوا تم کچھ بول کیوں نہیں رہی۔"

اس نے یکدم ہی اس کی خاموشی کو بھانپ لیا۔وشمہ چند ثانیے چپ رہی،کیا وہ ان کی خوشیوں کو یہ بری خبر سنا کر ختم کر دے کیا وہ ایسا کر سکتی ہے نہیں اسے ایسا نہیں

کرنا اس نے بات بنائی۔

"نہیں کچھ نہیں تمہیں سننا اچھا لگ رہا تھا اس لیے چپ ہوں یہ بتاؤ امی کیسی ہیں؟"

وہ چلتے چلتے کاریڈور میں آ گئی۔

"تم یقین نہیں کرو گی امی کافی سے زیادہ بہتر ہیں۔ مجھے نہیں پتا تھا یہ چھوٹی سی تبدیلی امی کو اتنا بدل کر رکھ دے گی۔ وہ بات بات پر مسکرانے لگی ہیں ابھی تمہارا ہی پوچھ رہیں تھی بات کرواؤ۔"

اس نے پر جوشیت سے کہا۔ وشمہ کے کہنے پر وہ فون امی کے پاس لے گئی تھی۔ ان سے باتیں کرنے اور شانے کا حال احوال پوچھنے کے بعد اس نے کال کاٹ دی تھی۔ وہ پر سوچ سی بیڈ پر لیٹی تھی اب صبح اسے واپس کمپنی جانا تھا۔ کتنے دھڑلے سے اس نے المیر سر کو جاب سے انکار کیا تھا اب جائے گی تو کتنی سبکی ہو گی، کوئی نہیں وہ بھی تو بطور خاص ہی اس کے پاس آئے تھے۔ اس سوچ نے اسے مطمئن کر دیا اس نے آنکھیں بند کیں تھی دبی مسکان کے ساتھ اس نے خود کو نیند کی وادی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے سپرد کیا۔

"خیام، مس وشمہ کا ٹرمینیشن لیٹر تیار کروادو۔"

وہ اعلی الصبح ہی آفس آگیا تھا۔اس وقت کوئی بھی وہاں موجود نہ تھا وہ اپنے آفس کے باہر کھڑا ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا جب اسے خیام آتا ہوا نظر آیا۔المیر کی بات پر وہ چونکا ناگواری اس کے رگ وپے میں منتقل ہو گئی تھی۔وہ ایسا ہی تھا اپنے امپلائے سے حد درجہ لگاؤ رکھنے والا وہ حقیقتا انہیں اپنی فیملی مانتا تھا مگر یہ بات کوئی اس بے وقوف کو بھی سمجھادے جو اس کی فیلنگز سمجھنے سے قاصر تھا۔

"تو یعنی تم نے تہیہ کر لیا ہے اسے یہاں سے کک آؤٹ کرنے کا۔"

وہ سینے پر بازو باندھے اسے دوبدو آج پوچھ ہی بیٹھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ میرا فیصلہ ہر گز نہیں ہے یہ چاہ توان کی خود کی ہے اب جب وہ ہی یہاں نہیں رہنا چاہتیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

شانے اچکاتا ہوا وہ خود کو بے نیاز سا ظاہر کر رہا تھا۔

"اس کی اس چاہ کے پیچھے بھی ٹھوس وجہ ہے۔" المیرا کتایا۔

"اوہ کم آن ایسا کیا کہہ دیا تھا میں نے اسے جو اس کی انا پر اتنی کاری ضرب پڑ گئی۔ اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا میرا رویہ ایسا ہی ہوتا اور ویسے بھی یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے جسے ربڑ کی طرح کھینچا جائے۔ اس نے اپنی بے وقوفی کے عوض اس انسلٹ کو کمایا تھا میں پاگل نہیں ہوں جو فضول میں اس کے پیچھے پڑ جاؤں۔"

اپنے ازلی سرد لٹھ مار انداز میں اس نے کہا تھا۔ اس کی بات میں دم تھا تبھی خیام نے چپ رہنا مناسب جانا وہ شانے اچکاتا رہ گیا۔

"ٹھیک ایک کام کرو اگر وہ خود سے باقاعدہ طور پر ریزائن کرنے کا کہے دوبارہ، تو پکڑا دینا اسے لیٹر ورنہ پھر دیکھ لینا خود لیکن جیسا میں نے اسے سٹر بن پایا ہے وہ آئے

گی ہی نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ اپنے آفس میں گیا تھا۔خیام نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھا ہیل کی آواز پر وہ مڑا تھا سفید کپڑوں میں ملبوس گڑیا سی عروسہ مسکراتے چہرے کے ساتھ اس کے سامنے تھی۔

"گڈ مارننگ۔"

وہ جتنی پیاری تھی اس سے زیادہ پیاری آواز میں بولی۔خیام نے بھی مسکراتے ہوئے اسے وش کیا۔

"تو یعنی اب ہمیں نئی امپلائے ڈھونڈنی پڑے گی۔"اس کے وش کرتے ہی اس بات نے عروسہ کے چھکے چھڑا دیے۔

"لیکن وہ کیوں؟ کون سی پوسٹ کیلئے؟"

اس نے بوکھلاتے ہوئے پوچھا کہیں انہوں نے آفشلی تو وشمہ کو فارغ نہیں کر دیا؟ اس کی آنکھوں میں یکدم پریشانی ابھری تھی۔

"آف کورس المیر کی پی اے کیلئے وشمہ میڈم تو بے وقوفی کے ریکارڈ توڑنے پر مصر ہیں۔"

عروسہ نے جھٹ نفی میں سر ہلایا۔

"آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ایسا کچھ نہیں ہے میری رات وشمہ سے بات ہوئی تھی اس نے کہا کہ وہ آئے گی لو وہ آ بھی گئی۔"

اس کی نظر تیز تیز آتی وشمہ پر پڑی تھی۔اس نے دور سے ہاتھ ہلایا وہ بھی ہاتھ ہلاتی اس تک آئی تھی۔اور بھی کافی سارے لوگ آ چکے تھے کچھ آنے باقی تھے۔وشمہ اپنے ساتھ چلتے لوگوں وش کرتی ان کے سلام کا جواب دیتی خیام اور عروسہ کے پاس پہنچی تھی۔خیام اسے دیکھ کر خوش گوار حیرت میں مبتلا ہوا تھا۔

"میرے خیال کو یقین میں بدل دو کہ تم یہاں ٹرمینیشن لیٹر لینے نہیں بلکہ ایزاے امپلائے آئی ہو،یقین مانو مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگے گا تمہیں باہر کا راستہ دکھاتے ہوئے۔"

وہ اس کے مذاق پر مسکائی اس کی مسکراہٹ اچھی تھی۔خیام نے پھر سوچا کیا ہو جاتا اگر زویا المیر کو پسند نہ کرتی اور کتنا ہی اچھا ہو کوئی زویا کو بے انتہا پسند کرنے لگ جائے اور وہ المیر کو چھوڑ دے۔اس نے گردن کو جھٹکا دے کر اپنے خیالات کو جھٹکا یہ خیال بھی کسی ٹھوس وجہ کی دین تھا۔

"نہیں میں اپنی جاب کا نٹینو کرنے ہی آئی ہوں تھینکس۔"

اس نے دیکھا المیر اپنے آفس سے نکل رہا ہے نکلتے وقت اس کی نگاہیں ان تینوں پر پڑیں تھیں۔اس کا دل دھک سے رہ گیا وجہ المیر کا یکدم نظر پھیر لینا تھا۔کیا اب وہ خود اسے نکالنا چاہتے ہیں؟ وشمہ کے چہرے پر اداسی پھیل گئی۔خیام کے سیل پر کال آئی تھی جیسے اٹینڈ کرنے وہ وہاں سے چلا گیا عروسہ اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا اللہ مالک ہے تم بے قصور ہو اور تم نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کی بنا پر وہ تمہیں اس پوسٹ سے ہٹا دیں میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر وہ اسے کل رات والی بات دوبارہ کہہ رہی تھی۔

وشمہ نے جبرا مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر سے المیر کو دیکھنے لگی جو مدثر کے ساتھ کسی ڈسکشن میں لگا ہوا تھا۔اسے کل رات والے اور آج کے دن والے المیر میں زمین آسمان کا فرق نظر آیا۔کیا وہ اس تک جائے؟نہیں اسے ہر گز اس کے قریب نہیں پھٹکنا چاہیے اگر اس نے سہولت سے اسے اس کمپنی سے نکال دیا تو اس کی آنکھوں کے سامنے المیر کا جارحانہ چہرہ اور خود کا ادھر سے نکلنا نظر آنے لگا اس نے جھرجھری بھری۔

"تم یہاں اکیلی کھڑی کیا ٹھٹھرا رہی ہو کیا سردیاں آگئیں ہیں؟"

اذان نے پیچھے سے آکر اسے کہا تھا وہ ڈر ہی تو گئی۔

"بدتمیز ایسے بھی کوئی ڈراتا ہے کیا۔"اس کے کندھے پر چپیت رکھتے ہوئے اس نے کہا تھا وہ اپنی میز پر آکر بیٹھ گئی۔

"خیر میں نے تو تمہیں نہیں ڈرایا تم ہی کہیں مراقبے میں گم تھیں ویسے مجھے خوشی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوئی تمہیں دیکھ کر یقین جانو سانس اٹکا ہوا تھا یہ سوچ کر کہ اب تم یہاں نہیں ہو گی۔"

وہ بھی اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔ایک فائل اٹھائی اور آنکھیں میچ کر اسے دیکھنے لگا۔وشمہ نے اس کا سنجیدہ انداز دیکھا تو خود بھی پیپرز پر نظریں دوڑانے لگی۔المیر مدثر کو چھوڑ اب ایک اور کے ساتھ بزی ہو گیا تھا۔اس کا چہرہ خاصا سنجیدہ تھا اور بولتے وقت اس کے ہاتھ کافی عجلت میں ہل رہے تھے۔وہ پیپر کو آنکھوں سے نیچے کر کے اسے دیکھنے لگی۔اس نے بات کرتے ہوئے اپنی گردن کو سہلایا تھا۔کیا ان کے پٹھوں میں درد ہے؟اس نے یوں ہی سوچا۔ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں رکھے دوسرے سے وہ بھنور کھجاتا خاصا بے چین لگا۔وہ وہاں سے چلا اور اروی کے پاس جا کر رک گیا۔وشمہ نے اپنی کرسی کو خفیف سا موڑا اور اس برف کو دیکھنے لگی جو اس کی بات سنتے ہوئے مسلسل اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔ایک دو پیپرز کو اٹھا کر دیکھتے ہوئے وہ اس سے بحث میں لگ گیا تھا۔وہ کچھ کہہ رہی تھی وشمہ کی ٹکٹکی ہنوز برقرار

تھی۔المیر نے یکدم الجھن آمیز نگاہوں سے چہرہ اٹھا کر گردن موڑ اسے دیکھا۔وہ یکدم دھڑکتے دل کے ساتھ واپس رخ سیدھا کر گئی اذان نے فائل سے نگاہ اٹھائی۔

"تم نے کیا کاکروچ دیکھ لیا ہے یہاں، یہ رنگ کیوں متغیر ہو رہا ہے تمہارا اچانک اتنی زور سے ہلی کیوں؟" یکے بعد دیگرے اس نے سوال کر ڈالے تھے وشمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"کاکروچ نہیں بلکہ بہت بڑا ڈائناسار۔" اس نے وہ کاغذات واپس میز پر رکھے کہ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی دماغ جو کہیں اور پھنسا ہوا تھا۔

"ہماری کمپنی میں ایک ہی ڈائناسار ہے جسے انسانی گوشت کھانا سخت پسند ہے کیا تم اس کی بات کر رہی ہو۔"

وہ ایک ہاتھ سے فائل میں سر دیے دوسرے سے پن چلاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں وہی میں اسے ہی دیکھ رہی تھی اس نے مجھے پکڑ لیا کیا اب میری موت متوقع ہے؟"

وہ تو ایسے پوچھ رہی تھی جیسے المیر واقعی میں ڈائنا سار ہو اور اب اس جسارت پر اسے کھا جائے گا۔اسے یکدم میز پر رکھے تمام کاغذات اپنا مزاق اڑاتے ہوئے لگے جیسے کہہ رہے ہوں دیکھو تو اس بے وقوف کو کتنی نادان ہے نا یہ بھلا انسان بھی کبھی حیوان ہوئے ہیں کیا؟اور انہیں یہ ہی تو نہیں پتا تھا کہ آج کے دور میں سب سے زیادہ حیوان ہی انسان بنا ہوا ہے اتنا زیادہ کہ خود بے چارے حیوان انہیں دیکھ کر سہم جائیں کہ کس وحشی سے پالا پڑ گیا ہے۔

"یقیناً۔۔۔انہیں سخت ناگوار گزرتا ہے وہ تیسرا شخص جو کام کے دوران انہیں ڈسٹرب کرے ویسے تم سے کس عقل بند نے کہا تھا انہیں دیکھنے کو۔"

وہ اپنی سابقہ پوزیشن میں بیٹھا اس سے پوچھ رہا تھا۔وشمہ روہانسی ہوئی

"بھلا مجھ سے زیادہ عقلبند کون ہو گا۔"وہ کچھ زیادہ ہی سٹیٹ فارورڈ تھی۔

"میں تو بس یہ پتا لگانا چاہتی تھی کہ آیا انہوں نے مجھے دیکھ لیا ہے اگر ہاں تو وہ پھر مجھ سے کام کا کیوں نہیں کہہ رہے کیا اس لیے کہ اب وہ مجھے یہاں سے خارج کرنا

چاہتے ہیں یا پھر انہوں نے واقعی مجھے غور سے نہیں دیکھا ہو سکتا ہے انہیں الہام ہو کہ میں یہاں آئی ہوں یا ہو سکتا ہے۔۔"اذان نے اس کی بات کاٹ دی۔

"وشمہ وشمہ ریلیکس کیا بولے جا رہی ہو سچ میں کچھ پلے نہیں پڑ رہا۔"

وہ اس کے بے ربط جملے واقعی سمجھ نہیں پا رہا تھا تبھی ٹوک دیا۔وہ جان گیا تھا وہ کنفیوز ہے اور اب یہی کنفیوژن اسے پریشان کیے رکھے گی۔

وہ رک گئی تھی۔

"گہرا سانس لو تین بار گہرا سانس۔"

اس نے اذان کے کہے پر عمل کیا تین بار گہرا سانس لیا اور خود کو پر سکون کیا۔

"اب بے فکر ہو جاؤ وہ واقعی میں ڈائنا سار نہیں ہیں اور نا ہی انہیں انسانی گوشت پسند ہے میں تو ایویں ہی کہہ رہا تھا ہاں بس وہ دماغ کی دہی بنانے پر مہارت رکھتے ہیں۔"

اس نے پانی کا گلاس اس کی سمت بڑھایا۔وشمہ نے اسے تھاما اور ایک سانس میں خالی کر گئی۔ تھوڑا سا اس نے کرسی کو پھر سے گھسیٹا۔وہ اسے پھر سے دیکھنا چاہتی تھی

افف وہ یہ کیوں کر رہی تھی اسے بھی نہیں پتا تھا۔وہ بس المیر کو دیکھنا چاہتی تھی تو بس دیکھنا چاہتی تھی۔اذان نے اس کی کرسی گھسیٹ کر واپس سیدھی کی جسے اس نے پھر سے ٹیڑھا کر دیا وہ دونوں اسی چیز میں لگے ہوئے تھے جب ماہم ان کے سر پر پہنچی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

اس نے تو ان دونوں کو جیسے پیچھے سے آ کر ڈرا ہی دیا تھا وشمہ نے دل پر ہاتھ رکھا۔

"پاگل ہو تم انسانوں کی طرح سامنے سے نہیں آسکتی پیچھے سے ڈرانے کا مطلب۔"

اذان نے فوراً سے سنبھلتے ہوئے کہا۔وہ سمجھا المیر سر آ گئے ہیں۔

"کیوں کیا تم دونوں یہاں چوری کے منصوبے بنا رہے تھے جو میری آمد سے ڈر گئے۔"

اس نے بہت برا منہ بنا کر کہا تھا۔وشمہ اور اذان نے ایک دوسرے کی جانب شیطانی نگاہوں سے دیکھا ان کے اس طرح ایک دوسرے اور پھر خود کی جانب دیکھنے پر

ماہم سٹپٹا گئی۔

"نہیں ہم تو قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے۔" وہ بدک کر پیچھے ہوئی۔

"مزاق کر رہے ہو نا؟" اذان نے بڑی ادا سے نا میں سر ہلایا۔

"بالکل بھی نہیں ہم کیوں بھلا مزاق کریں گے ہم نے اس کا منصوبہ بنایا ہے اور اس پر ہم عمل ضرور کریں گے۔"

وشمہ نے جیسے عزم سے اسے کہا تھا۔ وہ مشکوک نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"اگر ایسا ہوتا تو تم دونوں مجھے کیوں بتاتے ہاں جھوٹے مجھے ڈرانے کی سازش کر رہے ہو نا دیکھو المیر سرکار خ اس جانب ہو گیا ہے۔ وہ سرمد کے ساتھ کچھ ڈسکس کر رہے ہیں اگر انہوں نے ہمیں باتیں کرتے دیکھ لیا تو میں نے بتا دینا ہے کہ تم دونوں کیا کیا پلان کر رہے ہو بیٹھ کر۔"

اس نے فوراً ہی اپنی جگہ بنائی اور ان کے درمیان بیٹھ کر کہا ساتھ میں ایک پمفلٹ بھی اٹھا لیا احتیاط کے طور پر۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہا جیسے میں تو ان سے ڈرتی ہوں نا بتانا ہے تو بتا دو تم بھی بن جاؤ اروی کی طرح المیر کی چمچی۔"

اس کے انداز پر ماہم کا دل دکھا جبکہ ان کے پاس سے گزرتی اروی کی تازہ تازہ شرمندگی میں پھر سے ابال اٹھ گیا۔ وہ سر جھکائے وہاں سے گئی تھی۔

"تم مجھے اس جیسا سمجھتی ہو تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہاری شکایت ان سے کروں گی تم نے ایسا سوچا بھی کیسے ہم دونوں دوست ہیں۔"

اس نے جذبات کی انتہا کرتے ہوئے کہا۔ سٹار پلس کی بہوئیں بھی اس کی یہ ذبردست پرفارمنس انگشت بدنداں ہو کر دیکھتیں اور ضرور اس سے کلاس لینے کا سوچتیں۔

"بس بس اوور ایکٹنگ کی تو تم دوکان ہو۔" وہ تینوں یوں ہی چھپ چھپ کر باتیں کرتے رہے تھوڑی دیر بعد اذان کام میں اس طرح غرق ہوا کہ پھر باقی اسے کسی چیز کی ہوش نا رہی ماہم بھی اٹھ کر چلی گئی۔ وہ دانتوں میں چھوٹی انگلی کا ناخن اڑائے

سب کو اپنا اپنا کام کرتے دیکھ رہی تھی۔اس نے سوچا تھا شاید کچھ دیر بعد المیرا اسے اپنے آفس بلائیں گے پھر جو فیصلہ اس نے کرنا ہو گا وہ کر لے گے لیکن ایسا نہیں ہوا دن سے دوپہر ہوئی اور دوپہر سے شام المیر نے اسے بلانا تو دور دیکھنا بھی گنوارہ نہیں کیا دن کے ڈھلتے ہی اس کی امید بھی ڈھل گئی تھی۔اس کے چہرے پر مایوسی چھا گئی اپنا مقدمہ لڑے بغیر ہی اسے ہارنا پڑا تھا۔جو باس شکل تک نہیں دیکھ رہا تھا وہ اپنے پاس کام پر کیا رکھتا اس نے رابعہ کو دیکھا وہ اس کی پچھلی پوزیشن والی جگہ پر اپائنٹ ہوئی تھی یعنی اب وہ اپنی پوسٹ کیلئے بھی نہیں لڑ سکتی تھی وہ بھلا کیوں کسی بے چاری کی روزی پر لات مارے اس نے چھوٹا سا باکس اٹھایا اور اس میں اپنی چند ایک چیزیں ڈالنے لگی ایسا کرتے ہوئے اس کی آنکھیں آبدیدہ تھیں کیونکہ وہ اس عرصہ میں سب سے مانوس ہو چکی تھی اپنے آفس سے نکلتے المیر نے اس کی یہ حرکت دیکھی اور نفی میں سر ہلاتا آنے والے مہمانوں کو رسیو کرنے لگا ان مہمانوں تک جاتے ہوئے اس نے اپنا سیل نکالا تھا اور ایک نمبر ملایا۔

"وشمہ جلدی سے بھاگو المیر سر تمہیں بلا رہے ہیں مین ڈور کے پاس جاؤ وہ گیسٹ کو رسیو کرنے گئے ہیں۔"

یہ ماہم تھی جو پھولی سانس سے اس تک پیغام دینے پہنچی تھی وشمہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو اٹھو اور جاؤ۔" ماہم کے کہنے پر وہ بے ساختہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی اور مین ڈور تک تقریبا بھاگتی ہوئی گئی سامنے ہی المیر خیام، عروسہ کے ساتھ کھڑے ان مہمانوں سے ہاتھ ملا رہے تھے جو نئے اپروو ہوتے ایڈ کی ڈسکشن کیلئے آئے تھے۔ان مہمانوں میں ایک ہستی کو دیکھ وشمہ کے چہرے کی رگیں تنی جی یہ سائرہ تھی جسے دیکھ کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔وہ آج بھی بے ہودہ سی ڈریسنگ میں ہی ملبوس تھی سب نے اس کے آنے کا نوٹس لیا اور رخ پھیر کر اسے دیکھا وہ المیر کے ساتھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی'۔

"یہ مس وشمہ ہیں میری پی اے۔" المیر کے تعارف پر اسے خوشگوار حیرت نے

آن لیا یعنی اس کی جاب برقرار ہے یکدم ہی تمام جہانوں کے رنگ اس کے چہرے پر کھل اٹھے آنے والے گیسٹس تین کی تعداد پر مشتمل تھے دو آدمی اور ایک سائرہ ان آدمیوں نے دلچسپی سے اس رنگوں سے بھری لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر بھی دھنک سج گئے تھے۔وہ کھلے دل سے ان سے ملی سوائے سائرہ کے پھر ان سب کے ساتھ چلتی ہوئی المیر کے آفس آگئی خیام نے اسے راستے میں کہا تھا کہ وہ سب کیلئے کافی لے آئے اس لیے اس کے آفس میں آتے ہی وہ ایکسکیوز کر کے وہاں سے چلی گئی۔

"مسٹر رائے آپ کی کمپنی کی ایک بات ہمیں بہت بھاتی ہے اور وہ یہ کہ یہاں کا کام بالکل پیور ہوتا ہے وقت سے پہلے مل جاتا ہے اور بجٹ بھی نارمل لگتا ہے ٹھیک ہے کچھ وجوہات کی بنا پر ہمارا ولی پاپ والا ایڈ فلاپ گیا لیکن میں چاہتا ہوں اب کہ آپ ایسے کوئی کونٹینٹ بنائیں جو لوگوں کے دلوں کو چھوئے بچے بڑے اس ایڈ سے اتنے متاثر ہوں کہ وہ ہماری پراڈکٹ خریدنے پر مصر ہو جائیں آپ جانتے ہیں ہم

سالہاسال ایک دوجے کے ساتھ کام کر رہے ہیں نا ہی ہمیں کوئی بھاتا ہے اور نا ہی کوئی سوٹ کرتا ہے اسی سلسلے میں، میں آج دوبارہ یہاں ہوں۔"

خیام اور عروسہ نے مسکراتی نگاہوں سے ایک دوجے کو دیکھا تھا۔ وہ جو سوچے بیٹھے تھے کہ بیک ٹو بیک دو ایڈ کے فلاپ ہونے پر یہ یزدانی ان کو پوچھے گا بھی نہیں تو وہ غلط تھے آج وہ پھر ان کے سامنے تھا۔ پن کو لبوں میں دیتے کرسی پر جھولتے المیر نے سنجیدگی سے اس کی بات سنی اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ نے بجا فرمایا ہماری پارٹنر شپ خاصی اچھی ہے بس کہتے ہیں ناجیت کے ساتھ کبھی کبھی ہار کا منہ بھی چکھنا ہوتا ہے تو دوبار ایسا ہی ہوا میں ان شاءاللہ کوشش کرونگا کہ اگلا جو ایڈ ہمارا آن ائیر آئے وہ لوگ پسند کریں۔"

اس کی بات کے دوران ہی وشمہ کافی لے آئی تھی سب کو سرو کرتے ہوئے وہ بے نیاز سی سائرہ کو کافی دینے لگی جو محویت سے المیر کو سن رہی تھی۔ وشمہ کے کہنے پر اس کا ارتکاز چونکا۔

"آپ کی کافی۔"

چہرا سپاٹ تھا آواز اس سے بھی زیادہ سپاٹ، سائرہ کے لبوں پر تمسخرانہ تاثر ابھرا آخر کو سر و کرنا ہی پڑ گیا نا مجھے وہ ان نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"سوری بٹ مجھے اس وقت جوس چاہیے میں نے کچھ عرصے کیلئے کافی کو ترک کر دیا ہے۔" پچھلی تمام باتوں انسلٹ کو دماغ میں رکھتی وہ شانے اچکاتی کہہ رہی تھی۔

سوری لفظ بھی اس نے المیر کی وجہ سے استعمال کر دیا تھا المیر نے نگاہ اٹھا کر وشمہ کے ماتھے پر ابھرتی تیوری کو دیکھا لیکن کہا کچھ نہیں وہ خاموشی سے باہر گئی۔

"مسٹر رائے آپ کی سیکرٹری خاصی پرکشش ہیں معمولی سی ہائیٹ کم ہے لیکن مجھے لگتا ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" خیام کے ساتھ ساتھ المیر اور عروسہ بھی اس کے تبصرے پر چونکے تھے۔

"کیا مطلب۔"

اس سے پہلے المیر بولتا خیام نے یہ سوال داغا جبکہ سائرہ یزدانی کی بات سے سخت خفا

ہوئی تھی۔

"مطلب سادہ سا ہے آپ اس ایڈ میں مس وشمہ کو لے لیں اچھی اماؤنٹ دونگا میں۔" سائرہ اس بات پر بوکھلائی سیل فون نیچے رکھ کر غصہ پیتے ہوئے یزدانی کو دیکھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم یزدانی تم تو مجھے لینے والے تھے نا اس ایڈ میں، یہاں پر لائے بھی اس لیے پھر اب یہ بات کیونکر کہی۔"

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ وشمہ کا منہ نوچ لے یہ وہی تھی جس نے ابھی اندر آتے ہوئے یزدانی کو مشورہ دیا تھا کہ اسے اس ایڈ میں بچوں کو شامل کرنا چاہیے یزدانی نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"ڈونٹ وری تمہیں میں اپنے لان کیلئے شوٹ کر لوں گا فی الحال مجھے مس وشمہ چاہیے۔"

اس نے کرسی سے جھولتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو باہم پھنسا کر کہا۔ المیر کے

چہرے پر ناگواری کے بڑے گہرے تاثرات چھا گئے تھے جسے اس نے کنٹرول کرنا بھی نہیں چاہا اس کے برعکس عروسہ اور خیام تحمل سے بیٹھے تھے۔"مجھے مس وشمہ چاہیے" یہ بات اس کا خون کھولا گئی تھی۔

"یذدانی وہ میری پی اے ہے اسے کمرشل لائف میں آنے کا کوئی شوق نہیں تم نے سائرہ کو چوز کیا اسے ہی رہنے دو۔"

اس نے بڑے ہی ٹھنڈے انداز میں خود کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا تھا۔خیام نے اس کے چہرے اور آواز کی بے سکونی کو بہت گہرائی سے دیکھا مگر قفل لب رہا کہ ابھی کچھ بھی پوچھنے یا کہنے کا موقع نہیں تھا۔

"سو واٹ اگر وہ تمہاری پی اے ہو تو۔"اس نے المیر کی بات کو مکھی کی طرح اڑایا۔

"مجھے وہ پسند ہے اور ہو سکتا ہے وہ بھی اس ایڈ میں کام کرنا چاہتی ہو لو وہ آگئی میں خود ہی اس سے پوچھ لیتا ہوں۔"

وشمہ نے سٹار بیری شیک سائرہ کے سامنے رکھا اور الجھتی نگاہوں سے یذدانی اور

المیر کو دیکھنے لگی۔یزدانی کھڑا ہوا المیر نے دانت پیستے ہوئے اپنا چہرہ دائیں جانب کیا۔اس کی آنکھیں سرخ ہو چلی تھیں اور پھر واپس رخ موڑ کر اسے برداشت کرنے لگا جس نے وشمہ کے گرد ایک چکر لگایا تھا المیر نے ضبط بھری نگاہوں سے خیام کو دیکھا جو اسے پر سکون رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"پرفیکٹ،ذبردست،مارولس مس وشمہ آپ کی ہائیٹ کیا ہو گی۔"اس نے وشمہ کے گرد گھومتے ہوئے یہ سب کہا اور پھر پوچھنے لگا وشمہ کو بھی اس کا انداز پسند نہیں آیا تھا وہ سینے پر ہاتھ باندھ گئی یعنی وہ اب سب کچھ فیس کرنے کیلئے تیار تھی۔

"پانچ فٹ دو انچ۔"

www.novelsclubb.com

اس نے عروسہ کو دیکھتے ہوئے کہا اس کی آنکھیں کہہ رہی تھی"اگر اس شخص نے ایک اور چکر لگایا میرے گرد تو واللہ میرے گھونسے نے اس کی ناک کی ہڈی توڑ دینی ہے پھر چاہے تم لوگوں کے ہاتھ سے یہ کانٹریکٹ جائے یا نا جائے آئی ڈونٹ کیئر"

عروسہ نے گھبراتے ہوئے خیام کو دیکھا جسے خود بھی یہ سب پسند نہیں آرہا تھا۔

"کوئی اتنی چھوٹی بھی نہیں کہ اس بارے میں سوچا نا جائے مارکیٹ میں تو ویسے بھی آج کل خاصی پست قد لڑکیاں آ رہی ہیں۔"

وہ عین اس کے چہرے کے سامنے کھڑا ہوا اس کی جانچتی نگاہیں وشمہ کے چہرے پر تھیں۔

"آپ کی آنکھیں تو خاصی گہری ہیں۔"

المیر نے ہاتھ کا پنچ بنا کر اسے ہونٹوں پر رکھا۔ وہ مسلسل اضطراب کے ساتھ اپنا پاؤں جھلا رہا تھا۔ وشمہ نے دانت کچکچاتے ہوئے پھر سے عروسہ کو دیکھا اس کے ہاتھ کا پنچ بن چکا تھا وہ بس ابھی اس کا منہ توڑنے والی تھی لیکن اسے گھبرایا پا کر اس نے اپنی نظروں کا رخ المیر کی جانب کیا اور پھر اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی یہ کیا تھا اس کے چہرے پر اتنا اضطراب اتنی بے چینی کیوں تھی؟ وہ کیوں ضبط کی آخری سیڑھی پر کھڑا ہوا دکھ رہا تھا۔ کیا اسے یہ سب برا لگ رہا تھا نہیں اسے یہ سب برا نہیں خاصا برا لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اس کے ہاتھوں کی بے چینی اس کے

پاؤں کی عجلت اس کے سانسوں کی تیزی بتا رہی تھی کہ وہ اس سب کو کیسے جھیل رہا ہے۔خوشگوار سی پھوار تھی جس نے وشمہ کو آکر بھگو دیا اس نے یذدانی کو سبق سکھانے کا ارادہ ترک کیا اور لب سیے کھڑی رہی وہ مزید المیر کا دل جلانے کو کہہ رہا تھا۔

"کیا جب آپ ہنستی ہیں تو یہ آپ کے گال اوپر کو اٹھ جاتے ہیں اگر ہاں تو میں ضرور انہیں ہنستے ہوئے دیکھنا چاہوں گا مجھے دیکھنا ہے ان کی سرخی میں دمکتی ہوئی آپ کیسی لگتی ہیں۔"سائرہ نے ضبط سے پہلو بدلا۔المیر انگوٹھے اور انگلی سے اپنی تھوڑی کو سہلانے لگا اس کے صبر کا پیمانہ چھلکنے کو بے تاب تھا۔وشمہ نے دعا کی وہ کچھ اور کہے اور اس کی دعا رنگ لے آئی۔

"آپ کے ہونٹوں کا کٹ۔"

"مسٹر یذدانی آپ اپنی لمٹ کراس کر رہے ہیں۔"پیمانہ چھلک پڑا وہ آتش فشاں بنا یکدم کھڑا ہوا تھا۔وشمہ نے دیے جلاتی نگاہیں اس آگ سے بھرے شخص پر ڈالیں

جس کے سبب اس کے پورے وجود میں شمعیں جل اٹھی تھیں۔

"مت بھولیں کہ میں کیسے دماغ کا بندہ ہوں یہ سب یہاں نہیں چلے گا۔"اس کی سرخ آنکھوں پر یذدانی ٹھٹھکا۔

"لیکن آپ کو کیا لمٹ سے باہر لگا مسٹر رائے میں تو انہیں پبلک کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔"اس نے صاف اپنا پلو بچا کر معاملے کو سنبھالنے کی سعی کی حالانکہ سب جانتے تھے وہ کس نظر سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا آپ کو یہ پبلک پراپرٹی لگ رہی ہیں جو آپ انہیں پبلک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں ابھی شاید کچھ دیر پہلے میں نے آپ سے کہا تھا کہ یہ آپ کے ایڈ میں کام نہیں کرے گی آپ کو ضرور اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے تاکہ بات ٹھیک طرح سے سمجھ آسکے۔"

اور جو چیز ہماری ہوتی ہے وہ صرف ہماری ہوتی ہے کسی کی نگاہ غلط بھی ہم ان پر برداشت نہیں کر سکتے۔

وشمہ نے ہڑ بڑاتے ہوئے یزدانی کی جانب دیکھا اور پھر المیر کو۔

"لیکن میں ایک بار وشمہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے لگ رہا ہے ان کا فیس ضرور میڈیا میں دھوم مچادے گا انہیں آنا چاہیے اس فیلڈ میں کیوں مس وشمہ۔"

اس نے کیا کمال مہارت سے المیر کی بات کو رد کیا تھا۔ وہ سب کی نگاہوں کا مرکز اب وشمہ تھی اس نے یزدانی کو بڑے ہی برے انداز میں دیکھا اور اس سے بھی زیادہ بری آواز میں بولی۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے خود کو اشتہاری بنانے کا میں جیسی ہوں ویسی ہی اپنی لائف میں خوش ہوں اور مجھے حیرت ہو رہی ہے جب المیر سر نے آپ کو کہہ دیا تھا کہ میں یہ ایڈ نہیں کرونگی پھر بھی آپ نے سوچا کیسے آپ کو ان کی بات مان لینی چاہیے تھی سائرہ ہی اس کیلئے سوٹ ایبل ہے۔"

اس نے یہ بات کہہ کر جیسے المیر کے تنے اعصابوں کو ڈھیلا کیا تھا وہ سکون سے بیٹھ گیا وشمہ نے اس کا اعتبار جیتا تھا اس مان کیلئے شکریہ اس کی آنکھوں میں سامنے

کھڑی لڑکی کیلئے دلچسپی تھی جو خیام بھرپور طریقے سے نوٹ کر رہا تھا۔

"کیا زرا بھی گنجائش نہیں؟" وہ خاصا ڈھیٹ واقع ہو رہا تھا وشمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"رائی برابر بھی نہیں۔" وشمہ کو اس نے نگاہیں سکیڑ کر دیکھا اور پھر جھک کر اپنا بیگ اٹھالیا اس کے ساتھ آیا اس کا مینجر بھی کھڑا ہوا تھا۔

"ٹھیک مسٹر رائے ہم لوگوں کا ساتھ بس یہیں تک تھا مجھے اس ایڈ میں یہ چہرہ چاہیے جب یہ مان جائیں تو مجھ سے رجوع کرنا دوسری صورت ہماری پاٹرنشپ کینسل۔"

www.novelsclubb.com

اس نے اپنی جانب سے پتا پھینکا تھا عروسہ نے پریشان نگاہوں سے المیر کی جانب دیکھا جو اثبات میں سر ہلاتا پر سکون تھا۔

"دروازہ اس طرف ہے۔" وہ وہاں سے چلے گئے عروسہ بھی اٹھ کر گئی تھی۔ خیام نے جانچتی نگاہوں سے المیر کو دیکھا پھر اٹھ کر باہر آگیا اس کی انگلیاں کچھ ٹائپ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر رہی تھیں قدم اپنے آفس کی جانب تھے سب چلے گئے تھے بس وشمہ کھڑی رہ گئی المیر ان کے جاتے ہی مصروف ہو گیا تھا وہ مصروف سے المیر کو دیکھے گئی۔

"تھینکس۔"

اس کے لبوں سے پھسلا تھا المیر تو ایسا ہوا جیسے سنا ہی نہ ہو۔

"آپ نے یہ سب میری خاطر کیا نا حالانکہ اس وقت کمپنی کو ایک ایک پیسے کی اشد ضرورت ہے۔" وہ بیٹھتے ہوئے کہہ رہی تھی المیر نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"مس وشمہ خوش فہمی کی دنیا سے باہر آجائیں یہ صرف آپ کیلئے نہیں تھا آپ کی جگہ عروسہ یا کوئی اور بھی ہوتی میں نے یہ ہی کرنا تھا۔"

اس نے سامان سمیٹتے ہوئے اپنے ازلی بے زار سے لہجے میں کہا وشمہ کی ساری خوشی جھاگ بن کر اڑ گئی۔

"مجھے اپنے اصول بہت پیارے ہیں۔" وہ اس کے سرد چہرے کو دیکھے گئی پچھلی رات والی ہنسی نے اب اس کے لبوں کا احاطہ کیا اور وہ خود کو مسکرانے سے روک نہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پائی۔

"میں نے جان لیا ہے آپ خود کو ٹھنڈے مزاج اکھڑ سنجیدہ ثابت کرنے کی بہت کوشش کرتے ہیں جبکہ اندر سے آپ بالکل ایک چلبلے بچے کی طرح ہیں جو صرف زندگی میں ایک موقع ڈھونڈ رہا ہے خود کے باہر آنے کا اور سیریسلی جس وقت اس نے باہر آجانا ہے نا تو آپ نے نہیں رہنا ایسا۔

المیر نے بھنورا چکاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"مجھے کچھ بھی ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں جیسا ہوں ویسا ہوں آپ اپنے تجزیے اپنے پاس ہی رکھیں اور کیا میں نے آپ کو اجازت دی مجھ سے اس طرح بات کرنے کی۔"

اسے اچھا نہیں لگا وشمہ کا اس طرح اس پر غور کرنا تبھی بھڑک کر بولا حقیقتاً اپنی کچھ دیر والی بے اختیاری پر پردہ ڈالا تھا اس کے برعکس وہ مسکا دی۔

"اچھا پھر کل رات کیا تھا وہ سب ہنسنا مزاق بنانا کنوینس کرنا کل کون تھے آپ

پھر؟"

اس نے بھی ادھار نہیں رکھا سینے پر بازو باندھ کر شروع ہو گئی المیر نے افسوس گزیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا یعنی اب وہ پرائیویٹ گفتگو بھی درمیان میں لائے گی۔ ٹھیک ہے پھر ایسا ہی سہی۔

"کونسا ہنسنا کنوینس کرنا آپ کے دماغ پر لگتا ہے شدید قسم کا اثر ہوا ہے جو اس طرح کی باتیں کر رہی ہیں۔" لٹھ مار انداز میں وہ اسے جھٹلا گیا یعنی صاف مکر گیا وشمہ چونکی۔

"کیا مطلب میں کل کے بارے میں بات کر رہی ہوں جب آپ میرے پاس آئے تھے مجھ پر ہنسے تھے پھر مجھے ڈنر پر لے گئے ہاں ایسا ہی ہوا تھا سب مجھے اچھے سے یاد ہے بلکہ دیکھو سب سے بڑا ثبوت آپ نے کہا تھا آپ میرا ٹرمینیشن لیٹر بنوا دیں گے اس لیے تو آپ نے صبح سے کوئی کام نہیں کہا۔"

المیر اسے سنتا گیا اس نے انٹر کام اٹھایا اور ماہم اور اروی کو آفس میں طلب کیا جبکہ

اب وہ کہہ رہا تھا۔

"آج میں بزی تھا آپ کو خود اپنے کام کی ذمہ داری لینی چاہیے تھی جب آپ نہیں آئیں اندر تو مجھے لگا آپ جاب سے ریزائن کرنا چاہتی ہیں۔"

یہ وہ سچ بول رہا تھا۔ صبح سے وہ اس سر پھری کو باہر مکھیاں گنتے دیکھ رہا تھا۔ بار بار سوچتا کہ اب وہ اندر آئے تو اب آئے کئی بار تو وہ اس کا نمبر ملاتے ملاتے رک گیا پھر جب اسے اندازہ ہو چلا کہ یہ جاب چھوڑنے کیلئے نہیں بلکہ کام کیلئے آئی ہے تو اس کے دل کو کچھ ڈھارس ملی اور اس نے اسے طلب کر لیا ماہم اور اروی دروازہ کھٹکھٹاتے اندر آ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"جی سر۔"

یہ اروی تھی جو اس سے پوچھ رہی تھی جبکہ ماہم کی نگاہیں شش پنج میں پڑی وشمہ کی جانب تھی۔ المیر نے ماہم کو مخاطب کیا۔

"مس ماہم ان کا ٹرمینیشن لیٹر خیام سر سے لیکر آئیں۔" وشمہ نے جھٹکا کھا کر المیر کو

دیکھا ماہم اور اروی بھی اس بات پر چونک گئے تھے۔ماہم دبے دل کے ساتھ باہر گئی تھی اس کے جاتے ہی المیر اروی سے مخاطب ہوا۔

"مس اروی آپ پچھلے دو سالوں سے یہاں ہیں اور آپ مجھے اچھے سے جان گئیں ہیں تو اب جو میں بتانے والا ہوں اس پر کیا آپ یقین کر سکتی ہیں وشمہ محترمہ کا کہنا ہے کہ میں کل رات ان کے پاس گیا انہیں منایا کہ وہ یہ جاب نا چھوڑیں پھر میں ان کے ساتھ ہنسا بھی اور اس کے بعد ہم ڈنر پر گئے آپ بتائیں اس بات میں کتنی سچائی ہو سکتی ہے۔"

اس کے پوچھتے ہی اروی کی زبان پھسلی۔

"زیرو پرسنٹ یقیناوشمہ کو کوئی خواب آیا ہو گا۔"المیر نے جتاتی نگاہوں سے اسے دیکھا یہ سب کرنے کا فقط ایک مقصد تھا کہ وہ جان لے اس کے بعد لوگ اس کی بات پر کتنا یقین کریں گے یہ باز رکھنے کی ایک معمولی سی ترغیب تھی۔

"مجھے امید نہیں تھی وشمہ جیسی سینس ایبل لڑکی ایسا کہہ سکتی ہے۔"

وہ محتاط انداز میں کہہ رہی تھی تاکہ وشمہ کو برا نا لگے یوں بھی وہ اپنی پچھلی حرکت سے ابھی تک شرمندہ تھی المیر نے شانے اچکا دیے

"اور میں آپ سے امید رکھتا ہوں یہ بات آگے نہیں جائے گی۔ وہ یقین دلاتی وہاں سے چلی گئی تھی یوں بھی المیر اسے جانتا تھا وہ رازوں کا کنواں تھی جو کچھ اس میں سماتا تھا وہ جانے کس دنیا میں کھو جاتا تھا تبھی اس نے اروی کو درمیان میں لانا مناسب سمجھا ماہم وہ انویلپ لے آئی اور پھر المیر کے کہنے پر چلی گئی وشمہ نے اس انویلپ کو دیکھا اس کے چہرے کا رنگ اتر گیا تھا۔

"کیا آپ اپنی جاب سے ریزئن کرنا چاہتی ہیں؟"

وشمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں لیکن جو بات میں کہنے والی ہوں اس کے بعد شاید آپ خود مجھے ادھر سے نکال دیں۔" المیر نے وہ لفافہ میز پر دھرا اور خود پر سکون ہو کر بیٹھ گیا۔

"آپ کو اپنی فیلنگز پر پردہ نہیں ڈالنا چاہیے اگر آپ کا ہنسنے کا موڈ ہے تو ہنس لیں رونا

چاہ رہے ہیں تو رولیں کوئی اچھا لگ رہا ہے تو کہہ دیں کوئی برا لگ رہا ہے تو بھی کہہ دیں اپنے جذبات کو وجود دیں انہیں بھاپ کی طرح دل میں ہی نا دبائے رکھیں کہیں یہ نا ہو اس کا دھواں آپ کے دل میں اس قدر بڑھ جائے کہ سانس لینا دشور ہو جائے۔"

المیر کرنٹ کھا کر سیدھا ہوا یہ تو یہ تو کسی اور کے الفاظ تھے اس نے کہاں سے پایا انہیں اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔

"کوئی مضاحقہ نہیں اگر آپ کھل کر جیئں کوئی قدغنیں نہیں اگر آپ جی کر دکھائیں یہ لوگ آج بھی ایسے ہی ہیں یہ لوگ بعد میں بھی ویسے رہیں گے ہمارے ہنسنے سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوگا ہمارے رونے سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا یہ صرف ہم ہونگے جو اپنے ہر فعل پر سکڑیا کھل رہے ہونگے ہم خوش رہیں گے تو ہماری زندگی خوبصورت رہے گی ہم اداس ہونگے تو بھی ہماری ہی زندگی اداس رہے گی اگر خوش رہنا ہے تو معاشرے کی، لوگوں کی پرواہ کرنا چھوڑ دیں سب خود

ہی ٹھیک ہو جائے گا المیر سر، میں نے آپ کے اندر بہت سی حسرتیں دبی ہوئی دیکھی ہیں کیا ہی اچھا ہو اگر آپ انہیں نکال کر پورا کر لیں دیکھنا ایسا کرنے سے سب کچھ بہت اچھا ہو جائے گا۔"

اس کی آنکھوں کے کنارے ہلکے گلابی ہو چلے تھے سانسیں بے ربط وہ پلک جھپکائے بنا اسے دیکھ رہا تھا بھلا دو لوگ ایک جیسے الفاظ کیسے بول سکتے ہیں اس نے قوت لگا کر خود کو خوفناک فیز میں جانے سے روکا۔

"تمہیں کس نے بتائیں یہ باتیں؟" اس نے بامشکل لبوں کو تر کرتے ہوئے اس سے پوچھا تھا وشمہ اس کے اندر کی توڑ پھوڑ سے تو واقف نہ تھی لیکن ہاں وہ اس کے اڑے حواس دیکھ کر الجھ ضرور رہی تھی۔

"یہ راز ہے۔"

المیر اسے دیکھتا رہا۔

"لیکن میں آپ سے ایک بات ضرور کہوں گی آج آپ نے اروی کے سامنے کل

رات کو نفی کرنے کی بھرپور کوشش کی ٹھیک ہے وہ اسے میرا وہم سمجھ رہی ہو گی لیکن یہ بات آپ اور میں جانتے ہیں ہم دونوں تو اس بات کو جھٹلا نہیں سکتے میں نہیں جانتی آپ اس پر پردہ کیوں ڈالنا چاہتے ہیں لیکن میری طرف سے بے فکر ہو جائیں آج کے بعد میں اسے درمیان میں نہیں لاؤنگی۔

'میں جلد از جلد آنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

خیام نے اپنے خیالات کی تصدیق کر کے زویا کو میسج کیا تھا جس کے بعد ہی وہ فوراً آن لائن آگئی۔ لیپ ٹاپ پر اس کا پریشان چہرہ ابھرا ہوا تھا۔ خیام پر یقین نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی المیرا ایسا نہیں ہے اسے تو چڑ ہوتی ہے لڑکیوں سے اور اس کے ٹھنڈے مزاج سے تو ہر کوئی دور بھاگتا ہے۔"

وہ کسی بھی صورت یہ ماننے کو تیار نہیں تھی کہ المیرا اپنی پی اے کو پسند کرنے لگا

ہے، خیام نے اس کے یقین کے غبارے سے ہوا نکالی۔

"پہلے پہل مجھے بھی یہی لگتا تھا لیکن آج جو میں نے اس کا اشتعال اس کی آنکھوں کی حساسیت اور اس کے لفظوں میں چھپی ملکیت دیکھی ہے نا اس نے مجھے اس بات پر آمادہ کر دیا ہے کہ وہ وشمہ کو پسند کرنے لگا ہے۔ہاں اس بات کو وہ خود بھی تسلیم کرنا نہیں چاہتا۔"

اس نے بھی وہ تمام بتا دیا جو اس نے نوٹ کیا تھا زویا نے اپنے ناخن کاٹے۔

"یہ اچھا سائن ہے آپ نے اس سے اس سلسلے میں بات تو نہیں کی نا پلیز کرنا بھی مت میں نہیں چاہتی وہ خود سے اس کا اعتراف کرے، یہ اس کا وقتی ابال بھی ہو سکتا ہے۔"

خیام اس کی بات سے متفق نہیں تھا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں زویا، اتنی خود غرض کیوں ہو رہی ہو ہماری ہمیشہ سے یہی خواہش رہی ہے نا کہ المیر خوش رہے اب جب اسے اس کی خوشی مل رہی ہے تو تم

کہہ رہی ہو اس سے دور رکھوں مجھے یقین نہیں آرہا یہ میری بہن کے الفاظ ہیں۔"

اس نے حقیقتاً برا مناتے ہوئے کہا زویار وہاں سی ہو گئی۔

"اس کی خوشی اس دنیا میں مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے اور بھائی کیا آپ بھول رہے ہیں میں اسے پسند کرتی ہوں آج سے نہیں کافی سالوں سے آپ چاہتے ہیں میں اپنی محبت سے دستبردار ہو جاؤں۔"

اس کی آواز میں نمی گھل گئی تھی خیام نے خود کو یکدم بے بس پایا۔

"میں نے ایسا نہیں کہا گڑیا لیکن تم خود ہی بتاؤ جذبات سے عاری بندے کا کیا کرو گی؟ میں آج کہوں گا وہ تم سے شادی کر لے گا لیکن کیا تم ایک ایسے انسان کے ساتھ زندگی بتا پاؤ گی جو اپنا دل کسی اور کو دے چکا ہو۔ وہ تم سے شادی تو کر لے گا لیکن تمہیں اپنی محبت کبھی نہیں دے پائے گا۔ حقیقت کو تسلیم کرو وہ تمہیں نہیں چاہتا۔ اسے تم سے محبت ہونی ہوتی تو کب کی ہو جاتی، اس نے اس سے محبت کی جس کی اس کے دل کو چاہ تھی۔"

وہ اسے سمجھانا چاہ رہا تھا لیکن سمجھا نہیں پا رہا تھا۔ خود کو دوھری مشکل میں پا کر جیسے اس کے اعصاب چٹخنے لگے تھے۔

"ایسی باتیں مت کریں بھائی میرے دل کو تکلیف پہنچتی ہے رہی محبت کی بات تو میں اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دونگی آپ دیکھنا چند عرصے بعد اس کے دل میں زویا کا نام ہو گا بس اب آپ کچھ نہیں بولیں گے خود بھی پر سکون رہیں اور مجھے بھی رہنے دیں۔ میں المیر کو جانتی ہوں وہ جلد ہی اس بات کو بھلا دے گا۔"

وہ یہ کہتے ہی آف لائن چلی گئی اس کے آف لائن جانے کے کچھ سیکنڈز بعد عروسہ نے دروازہ کھٹکٹایا اور اندر آ گئی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تو سخت ٹینشن ہو رہی ہے کہ اب کیا ہو گا یزدانی اتنا گھٹیا لگتا تو نہیں تھا۔"

خیام اس کی بات پر لیپ ٹاپ بند کر کے تھکن زدہ سا مسکایا۔

"بعض لوگ جو لگتے ہیں وہ ہوتے نہیں، میں بھی شروع میں اسے شریف سمجھتا تھا پھر آہستہ آہستہ اس کے پول کھلنے لگے تو ہم محتاط ہو گئے۔"

عروسہ نے اس کی بات پر پُر سوچ انداز میں سر ہلایا۔

"پھر اب کیا ہو گا؟" خیام نے شانے اچکا دیے۔

"جو اللہ کی مرضی، دیکھا جائے گا تم ٹینشن نہ لو یہ بتاؤ ڈنر ساتھ کرو گی؟ کافی عرصہ ہو گیا ہمیں ساتھ اچھا وقت بتائے ہوئے۔"

وہ زبردستی مسکائی تھی۔

"میں ضرور چلتی لیکن موڈ ٹھیک نہیں ہے۔" خیام نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"تمہارا موڈ میں ٹھیک کر دونگا بس تم چلنے والی کرو سب چلے گئے کیا؟"

اس نے اپنا سامان سمیٹتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ابھی المیرا اور وشمہ یہاں موجود ہیں۔"

خیام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اس کی آنکھوں میں یکدم شرارت ابھری تھی۔

عروسہ نے اس کی آنکھوں کو پڑھا اور فوراً ہاتھ اٹھاتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"نہیں، نہیں، نہیں میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی اور نہ ہی آپ کو کرنے دونگی مجھے

اپنی دوست پیاری ہے۔میں ہر گز بھی اسے بارود کے ساتھ پھٹنے کیلئے نہیں چھوڑوں گی۔"

وہ اپنا بیگ اٹھاتی تقریبا وہاں سے بھاگی تھی خیام اس کے پیچھے تھا۔

"ارے سنو تو عروسہ۔"وہ دبی آواز میں بولتا اس تک پہنچا اسے کہنی سے تھاما اور کہنے لگا۔

"دیکھو آج اگر وشمہ کی جگہ کوئی اور بھی ہوتی تو میں یہ ہی کرتا۔میرا دل شدید شرارت پر مچل رہا ہے اب کوئی اور تو یہ حادثہ ہمارے ساتھ کر نہیں سکتا اس لیے میں چاہتا ہوں ہم یہ المیر کے ساتھ کر دیں اور تمہاری دوست تو ویسے بھی جھانسی کی رانی کی نسل میں سے لگتی ہے وہ کہاں المیر سے ڈرتی ہے دیکھو میری بات مان جاؤ۔"

وہ آہستہ سے اسے کہہ رہا تھا۔لفٹ کے باہر کھڑے چوکیدار کو اس نے چھٹی دے دی اور لفٹ بند کرنے کو کہہ دیا۔

"ہر گز نہیں خیام بے چاری میری دوست تو صبح تک بچے گی بھی نہیں مجھے نہیں پتا آپ یہ سب کیوں کہہ رہے ہیں لیکن میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔یہ سب مناسب نہیں ہے سمجھیں وہ ایک لڑکی ہے۔"

وہ حقیقتاً ڈر رہی تھی۔مین ڈور کو لاک کرتے خیام نے اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا۔

"مجھے بتاؤ تم کب سے لڑکیوں کی طرح ڈرنے لگ گئیں اور معاملات کی نزاکت کو میں جانتا ہوں بے فکر رہو ایسا کچھ نہیں ہو گا وہ میری بہن کی طرح ہے۔"وہ اس کی بات پر جھنجھلا گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں لڑکی ہوں تو ڈروں گی ہی نا۔"خیام ہنسا۔

میں عام لڑکیوں کی طرح کہہ رہا تھا تم تو سٹرونگ ہو۔""

اس نے تصدیق کی دروازہ اچھے سے بند تھا۔وہ سب کچھ لاک کر کے اب پارکنگ لاٹ میں جا رہا تھا اس نے چوکیدار کو بھی آرام کرنے کو کہہ دیا۔

"ہاں میں ہوں لیکن ایک لڑکی کا کسی غیر مرد کے ساتھ یوں بند ہونا بہت سے سوالات کھڑے کر سکتا ہے اگر کوئی پرابلم ہو گئی تو۔"

خیام نے رک کر اسے دیکھا۔

"بلاشبہ تمہارا ڈر بجا ہے لیکن کیا پھر سے تم وشمہ کو انڈر ایسٹی میٹ کر رہی ہو تم نے دیکھا نہیں اس نے یزدانی جیسے کمینے انسان کی نگاہوں کو برداشت کر کے کیسے منہ توڑ جواب دیا اور یوں بھی مجھے اپنے بھائی پر پورا یقین ہے۔"

وہ گاڑی کے پاس آ گیا تھا۔ عروسہ کا ڈر پھر بھی اپنی جگہ قائم تھا۔

"جو بھی ہو لیکن مجھے یہ سب ٹھیک نہیں لگ رہا آپ کا بھائی ایک مرد ہے چاہے وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو برے وقت کا پتا تھوڑی چلتا ہے۔"

خیام نے دروازہ واپس بند کیا اور اسے دیکھنے لگا۔ کان کی لو کھجاتا وہ سوچ میں پڑ گیا کہ اسے بتائے یا نہ بتائے پھر اس نے فیصلہ کر ہی لیا۔

"کیمرا زلگے ہیں چل رہے ہیں۔ ہم ڈنر کریں گے اس کے بعد جا کر چپکے سے دروازہ

کھول دیں گے پھر وہ باہر آ جائیں گے یہ صرف ایک گھنٹے کی بندش ہو گی کم آن بی بریو۔"

اس نے نہ بتانا ہی مناسب سمجھا کیونکہ جتنی بات پھیلتی اتنا ہی المیر تک پہنچنے کا خطرہ تھا وہ چار و ناچار مان گئی۔

"ٹھیک ہے آپ جا سکتی ہیں۔"

المیر نے سمبھلتے ہوئے اسے کہا۔ وہ چند ثانیے بیٹھی رہی پھر اٹھ کھڑی ہوئی المیر اس سے نگاہ چرا رہا تھا۔

"مطلب ہمیشہ کیلئے یا پھر میں کل سے دوبارہ آؤں۔" اس نے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا تھا۔ المیر نے ماتھے کو ہاتھ سے تھام لیا۔

"مس وشمہ آپ کی مرضی ہے آپ چاہیں تو آئیں چاہیں تو نہ آئیں۔"

اس نے شدید ترین بے زاریت سے کہا تھا۔ وہ اس وقت اتنا مضمحل تھا کہ اکیلے وقت گزارنا چاہتا تھا۔ وشمہ اس کی بے زاریت سے خائف ہوتی باہر آ گئی تھی۔

"ہیں تو ایک نمبر کی اکھڑ ہی نا۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی اپنا سامان سمیٹ رہی تھی۔اس نے سیل اٹھایا اور بیگ تھامتی لفٹ کی جانب بڑھ گئی لیکن یہ کیا وہ تو بند تھی۔ بار بار بٹن پش کرنے کے باوجود جب وہ نہیں آئی۔اس نے دروازے کی جانب رخ کیا۔وہ اس کے قدموں کی دھمک سے نہیں کھلا تھا۔اس نے ہاتھ سے اسے کھولنا چاہا لیکن نہیں کھلا۔اس کا دل یکدم نیچے گرا تھا۔پوری طرح زور آزمائی کے باوجود بھی جب وہ ناکام رہی تو وہ واپس لفٹ کی جانب بھاگی۔اس کے بٹن کو اتنی دفعہ دبایا کہ معلوم ہوتا تھا بس اب یہ ٹوٹنے والا ہے وہ پھر بھی نہیں آئی۔وشمہ کے قدم پھر سے دروازے کی جانب بھاگے تھے۔ ہاتھوں سے ٹانگوں سے بھی زور لگانے سے جب وہ نہیں کھلا تو اس نے اسے پیٹنا شروع کر دیا۔المیرا اس شور سے اکتایا اور بامشکل اندر کی کثافت کو کنٹرول کرتے ہوئے باہر آ گیا۔

"مس وشمہ کیا آفت آن پہنچی ہے جو آپ نے پورا آفس سر پر اٹھا لیا ہے۔" وہ اس

کے پاس آتے ہوئے تھکن گزیدہ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔دروازے سے چپکی وشمہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"چھوٹی موٹی نہیں بہت بڑی آفت آگئی ہے سر، لفٹ اوپر نہیں آرہی اور یہ دروازہ کھل نہیں رہا۔"

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس نے ایک بار پھر سے دروازے کو جھٹکا وہ واقعی نہیں کھل رہا تھا۔

"ہاں یہ واقعی نہیں کھل رہا، میں سچ کہہ رہی ہوں۔"تصدیق ہو گئی تھی۔المیر اچنبھے سے اس کی جانب آیا۔

www.novelsclubb.com

"ہٹیں یہاں سے ایسے کیسے نہیں کھل رہا۔"

اس نے اپنا پاؤں سٹیل پر رکھا دروازے میں کوئی جنبش نہیں ہوئی۔اس نے ہاتھ قریب کیا پھر بھی نہیں کھلا وہ اور نزدیک آیا اسے جھٹکنے لگا لیکن وہ ہنوز لاک تھا۔ المیر کے ماتھے پر بل پڑے اس نے اسے تین چار جھٹکے دیے ایسے کہ ایک لمحے کو

وشمہ کو لگا یہ دیوار سے ہی نہ اکھڑ جائے لیکن بچت ہو گئی۔

"کیا بکواس ہے یہ۔"

وہ لفٹ کی جانب بڑھا تھا۔اس کے بٹن کو دبا کر اوپر آنے کا انتظار کرنے لگا لیکن یہ انتظار انتظار ہی رہا اس نے بارہا اس کے بٹن کو دبایا لیکن بے سود المیر نے وشمہ کی جانب رخ کیا اور پھر اسے دیکھتا رہا۔

"یہ کس کی حرکت ہو سکتی ہے۔"

وشمہ نے شانے اچکا دیے پوچھ تو ایسے رہے تھے جیسے اس نے یہ سب کیا ہو۔پیون کا فون بھی نہیں لگ رہا تھا اور خیام بھی اس کی کال نہیں اٹھا رہا تھا۔دونوں ہاتھ غصے میں پورے پھیلا کر اس نے پھر سر کو تھاما تھا۔کئی فون کالز ملا چکا تھا کوئی بھی کال نہیں لگ رہی تھی۔

"اب کیا ہو گا؟"

وشمہ کے سوال پر المیر چلنے لگا۔وہ اس کے پیچھے پیچھے تھی۔المیر دائیں سے بائیں اور

بائیں سے دائیں چکر لگا رہا تھا۔وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ عین اسی کے انداز میں چلنے لگی تھی۔

"مجھے کچھ سوچنے دیں گی تو میں بتاؤں گا نا کہ کیا ہو گا اور یہ آپ مجھے فالو کیوں کر رہی ہیں جائیں یہاں سے جب کوئی حل نکل آئے گا تو میں آپ کو بلا لو نگا۔"

اس نے غصے میں کہا تھا۔وشمہ نے بھی پھر جواب دینا مناسب سمجھا۔

"مجھ پر غصہ کیوں ہو رہے ہیں جس نے کیا ہے اسے پکڑیں ایک تو جب دیکھو آپ نے ہری مرچیں چبائیں ہوتی ہیں یہ مجھے ایسے گھوریں مت، آفس ٹائم کب کا ختم ہو چکا ہے اب آپ میرے باس نہیں ہیں۔وہ پہلے ہی ہوتا تھا جب میں آپ سے کچھ ڈر جاتی تھی اب ایسا کوئی سین نہیں ہے۔ایک تو مجھے بھوک شدید لگی ہوئی ہے اوپر سے یہاں بند ہو گئے اب میں کیا کھاؤں گی۔"

وہ ایک سائیڈ پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔منہ غصے میں پھولا ہوا تھا حالانکہ وہ اندر ہی اندر اس سے تھوڑی ڈر رہی تھی لیکن اس طرح خود کو پر اعتماد ثابت کر کے جیسے اس کے

سینے میں ٹھنڈک پڑی تھی وہ بھلا کیوں اسے کمزور سمجھے ہنہہ۔۔المیر نے سچوئیشن کے حساب سے اس کی بدتمیزی برداشت کی اور سوچنے لگا۔موبائل سگنلز نہیں آرہے تھے۔

وشمہ کا ٹیبل پر پن بجانا اسے سخت ڈسٹرب کرنے لگا۔وہ یہاں وہاں پھر سے پرسوچ انداز میں ٹہلنے لگا تھا۔جب اس کی برداشت کی انتہا ہو گئی تب اس نے ضبط کو توڑا۔

"وشمہ تم مجھے ڈسٹرب کرنا بند کرو گی پلیز۔۔"

وہ پھر سے تم پر آیا تھا۔رک کر زچ ہوتے ہوئے کہا۔وشمہ نے پن پٹخنے کے سے انداز میں میز پر رکھا اب اس کا پاؤں تھا جو مسلسل ہل رہا تھا۔جس کے سبب اس کا جوتا میز کے کونے سے لگتا آواز پیدا کر رہا تھا۔المیر نے چھت کی جانب چہرہ کر کے خود کو کالم ڈاؤن کیا اور التجائی نگاہوں سے اس کی جانب رخ کر کے کہنے لگا۔

"دیکھو اس وقت میرے غصے کا گراف بلند ہو رہا ہے میں نہیں چاہتا تم اس کی زد میں آؤ سو پلیز یہاں سے اٹھ کر کہیں بھی چلی جاؤ بٹ فار گاڈ سیک مجھے تنہا چھوڑ

دو۔"

بہت ہی تحمل سے وہ اسے سمجھانے کی غرض سے اس کے پاس بیٹھتا ہوا کہہ رہا تھا۔

وشمہ کو اچھا نہیں لگا۔

"میں کیا کہہ رہی ہوں بھلا، خاموش تو بیٹھی ہوں اب ڈمی تو بن نہیں سکتی آپ چلے جائیں کہیں اور۔"

(غصہ ہیں تو ہوتے رہیں میں نے تھوڑی کہا ہے غصہ ہونے کو اب میں سٹیچو بن کے تو بیٹھنے سے رہی، جانا ہے تو خود کہیں اور جائیں میں نے بھی یہاں سے ہلنا نہیں ہلا کر تو دکھائیں زرا مجھے)

www.novelsclubb.com

کہنے کے بعد وہ میز پر بکھرے صفحوں کی ورق گردانی کرنے لگی۔ وہ جان بوجھ کر اسے دیکھنے سے گریز کر رہی تھی کیا پتا کب اپنی شعلہ بار نگاہوں سے جلا کر بھسم کر دیں۔ اس کا پیٹ بھوک سے بولنے لگا تھا۔ ایک تو صبح بھی وہ ایک سلائس کھا کر آئی تھی۔ دوپہر کو جاب چھن جانے کے ڈر و دکھ سے کچھ کھا نہیں سکی اُوپر سے اب

یہاں پھنس جانا افففف۔

المیر نے اس کی بات سن کر اپنا رخ خیام کے آفس کی جانب کیا تھا چند منٹ بعد اس کے ہاتھ میں سنیکس اور کافی تھی وہ اس کے عین سامنے انہیں رکھ کر بیٹھ گیا۔

"تم نے کہا تھا تمہیں بھوک لگی ہے ٹھیک ہے ہم ڈمی بن کر نہیں بیٹھ سکتے کچھ نا کچھ تو کرنا ہی ہے کیوں نا پیٹ بھر لیں۔"

اس نے آنکھیں پھاڑ کر المیر کا پھر سے بدلا ہوا روپ دیکھا۔ آنکھیں صاف کیں اور ان میں تحیر لیے اسے دیکھنے لگی۔

"اور ابھی جو آپ کے غصے کا گراف بلند ہوا تھا اس کا کیا۔"

شکوہ بجا تھا اور زبان کہنے پر مجبور، المیر کے لب ہلکے سے پھیلے۔

"وہ تمہاری بے چارگی اور پیٹ کی آواز کی وجہ سے دب کر رہ گیا آؤ تمہیں بھوک لگی ہے یقیناً۔"

مسکراتے ہوئے کہہ کر وہ اسے سبکی کے صحرا میں بھٹکا گیا تھا وشمہ کا منہ سرخ ہوا۔

"آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہو گی یہ میرے پیٹ کی آواز نہیں تھی بلکہ جوتے کی تھی جو میں میز پر مار رہی ہوں اور مجھے اتنی زیادہ بھوک۔"

اس کی بات درمیان میں رہ گئی۔المیر نے نوڈلز کا گرما گرم کین کھولا تھا ساتھ میں لیز کے پیکٹس بھی تھے اور مکس فروٹ کا جار بھی،اس نے اسے یہ تمام چیزیں رکھتے دیکھا اور پھر اپنی بات پوری کی۔

"بھی نہیں لگی۔"

آواز سرگوشی سے کم نہ تھی۔المیر نے انہیں سیٹ کر کے بالکل اس کے سامنے رکھا اب وہ پھر سے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم بھوکی نہیں ہو اگر ہاں تو اٹس اوکے میں یہ سب کھالوں گا اور اگر نہیں تو میری آفر اب بھی برقرار ہے۔"

وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھی بھلا کھانے سے کون دشمنی نکالتا ہے اور یوں بھی اب بھوک برداشت سے باہر تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ اتنے بھی برے نہیں ہیں جتنے سب کو دکھاتے ہیں۔"

وہ پھر سے شروع ہو چکی تھی۔المیر نے اس کی تصحیح کی۔

"تم درست ہو کیونکہ میں اس سے زیادہ برا ہوں۔"

کین میں سے نوڈلز کھاتے ہوئے وہ اسے کہہ رہا تھا۔وشمہ سے تھوڑے سے نوڈلز چھلکے المیر نے اسے ٹشو پیپر دیا۔

"نہیں آپ بالکل بھی برے نہیں ہیں بلکہ اچھے ہیں۔آپ اپنی اچھائی کیوں دوسروں سے چھپاتے ہیں؟ میں نے دیکھا ہے بعض دفعہ آپ کا بہت دل ہوتا ہے مسکرانے کو مگر آپ نہیں مسکراتے آپ کو اس وقت مسکرا لینا چاہیے، یہ کمپنی کے اصولوں میں سے ایک ہے۔"

مزے سے نوڈلز کھاتے ہوئے وہ اسے رکنے پر مجبور کر گئی تھی۔

"اور پھر جو آپ کو جان لیتے ہیں نا وہی آپ کے سب سے اپنے ہوتے ہیں لیکن جو آپ کو پہچان لیتا ہے کھوج لیتا ہے اس جیسا کوئی نہیں ہوتا وہ کوئی لاکھوں میں ایک

ہوتا ہے اس سے کسی بھی بات کا پردہ نہیں رکھنا چاہیے۔"

اس نے اپنی موم کی آواز کو جھٹکا۔

"مجھے عادت نہیں ہے مسکرانے کی اور یوں بھی باس پر اصول لاگو نہیں ہوتے۔"

وشمہ اس کی بات پر ہنسی تھی ہنستے ہوئے اس کے گال اوپر کو اٹھ گئے تھے اور ان پر سرخی دوڑ گئی۔ وہ مسمرائز ہوا لیکن پھر اس نے خود کو آنکھیں چراتے ہوئے پایا۔

"ہنسنے کی بھی عادت ہوا کرتی ہے بھلا۔" وہ جیسے اس کی بات کا مزاق اڑا رہی تھی۔

"بالکل اس کی عادت ہوتی ہے جیسے تمہیں ہے۔ ہر وقت ہر کسی کے سامنے فضول میں ہنستی رہتی ہو انسان کو تھوڑا تو سنجیدہ ہونا چاہیے۔"

اس نے بھی سنا دی وشمہ المیر کے اس طرح کہنے پر خفت کا شکار ہوئی۔

"آپ غلط کہہ رہے ہیں میں کب ہر کسی کے سامنے ہنستی ہوں یہ تو آپ کی کمپنی کے اصول ہیں جو میرا جبڑا دکھائے رکھتے ہیں۔"

وہ سیر تھا تو آگے وہ بھی سوا سیر تھی۔ المیر نے اس سے بحث کرنا دیوار سے ٹکر

مارنے کے مترادف سمجھا تبھی چپ رہا۔

"ویسے یہ رولز بنائے کس نے خاص کر ہر وقت مسکراتے رہنے والا۔"

ٹشو سے ہاتھ پونچھتا المیر اپنا وزن کرسی پر ڈال گیا۔

"جاننا چاہو گی؟"وشمہ کی آنکھیں تجسس سے پھیلیں جھٹ سر ہاں میں ہلا۔

"یہ میری نانو نے بنائے تھے۔ان کا کہنا تھا کامیابی کے پیچھے اصولوں کا ہاتھ ہوتا ہے جب تک آپ کی زندگی میں اصول نہیں یہ بے کار ہے۔"

کافی پیتے ہوئے وہ سادہ سی آواز میں اسے بتا رہا تھا کیوں بتا رہا تھا یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا پھر؟"وشمہ آگے کو ہوئی۔

"پھر انہیں لگا مجھ ایسے سڑیل انسان کو ہنسنا چاہیے (سڑیل لفظ اس نے خاص وشمہ کو سنانے کیلئے کہا وہ کھسیا گئی)اس لیے ہمہ وقت مسکراتے رہنے کا رول بنایا تاکہ سب کو دیکھ کر میں بھی مسکرا سکوں لیکن۔"

وہ آگے کو ہوا وشمہ نے اپنی سیاہ آنکھوں میں دنیا جہان کا شوق سجا کر اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھا۔

"مصنوعی مسکرانا بھی کوئی مسکرانا ہوا خوشی تو اندر سے نکلتی ہے نا۔"

وہ اس کے الفاظ اسے ہی لوٹا رہا تھا۔ وشمہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر جھٹکے سے پیچھے ہو کر اس نے نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔ المیر مسکرا دیا کیونکہ اب اسے مسکرانے کا جواز مل گیا تھا۔

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔" اپنے کان کو کھجاتی ہوئی وہ یہاں وہاں دیکھنے لگی۔

"ویسے تم نے یزدانی کو انکار کیوں کیا وہ تمہیں اچھا خاصہ معاوضہ دیتا اس ایڈ کا۔"

اس بات پر وشمہ کے چہرے پر ناگواری کے رنگ بڑی تیزی پھیلے تھے۔

"کیونکہ مجھے یہ فیلڈ پسند نہیں ہے۔" اس نے دوٹوک انداز میں کہا۔

"اب بھی تو تم تقریباً اسی فیلڈ سے منسلک ہو۔"

پتا نہیں وہ اس کے ساتھ بات کو طول دینا چاہتا تھا یا پھر اس کے خیالات جاننا چاہتا تھا

جو بھی تھا بس اسے اچھا لگ رہا تھا۔

"ہاں یہ بات درست ہے لیکن میری جاب کی نوعیت دوسری قسم کی ہے اور چاہے وہ مجھے ایک کروڑ بھی دے دے میں پھر بھی یہ ایڈ نہیں کرونگی۔"

المیر نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اس سے امپریس ہوا تھا لیکن اسے پریس بھی کرنا چاہتا تھا تبھی اپنے کوٹ کی جیب سے اس نے چیک بک نکالی۔ اس پر ایک کروڑ روپے کی اماؤنٹ درج کی اور سائن کر کے اس کے آگے رکھ دیا۔ وشمہ نے اس چیک کو دیکھا پھر جی کڑا کر کے آئبرو کو اچکاتی اسے دیکھنے لگی۔

"وہ تمہیں ہر طرح سے آزمائے گا اس کی طرح اس کے طریقے بھی خطرناک ہوں گے۔"

کسی کی آواز اس کی سماعت میں گونجی تھی۔

"اگر تم اس کی آزمائش پر پورا نہ اتریں تو وہ تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے گڈ بائے کہہ دے گا اس لیے تمہیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔"

"یہ لو اور ہامی بھر لو اس ایڈ کے لیے۔"

وہ جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ وشمہ کو اس شخص پر ترس آیا، کیا تھا اگر وہ بھی بھرپور لائف جی لیتا آج پھر یوں انسانوں کو پرکھ نہ رہا ہوتا۔

"اس میں آپ کا کیا مفاد، آپ ایک اور چیک بھی دے دیں تب بھی میرا جواب وہی ہے بہتر ہو گا آپ اسے اٹھا لیں۔"

وہ بھی اسی کے انداز میں سینے پر بازو باندھے بیٹھ گئی۔ المیر کے لب پھر سے پھیلے اس نے ایک کی جگہ چار کروڑ لکھا۔ وشمہ کا سر پھر سے نفی میں ہل رہا تھا۔

"اور وہی انسان اس دنیا میں سب سے اچھا ہوتا ہے جسے پیسے کی لالچ نہیں ہوتی جو چند لاکھ دیکھ کر اپنا فیصلہ بدل دیں ان پر کبھی یقین مت کرنا المیر۔"

اس نے آگے بڑھ کر اس چیک کو پھاڑا اور مسرور نگاہوں سے اسے دیکھتا گیا۔

"ایسے لوگوں کو پانے کیلئے دیر نہیں کرنی چاہیے۔"

"کیا ہم دوست بن سکتے ہیں؟" المیر نے انتہائی تعجب سے خود کے الفاظ سنے اس

سے زیادہ تعجب وشمہ کو ہوا کیا یہ سب اتنا آسان تھا؟

"کیا کہا؟"

"کیا تم میری دوست بنو گی لیکن یہ سیکرٹ رہے گا میں نہیں چاہتا اس کی بھنک کسی کو بھی پڑے خاص کر خیام کو۔"

وہ خود سے گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔ یہ وہ کیا کہے جا رہا تھا۔ وشمہ اس کے کھڑے ہونے سے خود بھی کھڑی ہو گئی۔

ائیر پورٹ کے احاطہ میں چلتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ میں چھوٹا سا نیلا اور گرے امتزاج کا ہینڈ کیری کھینچتا ہوا جا رہا تھا۔ اس کا ایش گرے لانگ کوٹ گھٹنوں کو چھوتا ہوا دکھتا تھا۔ سامنے سے کھلے کوٹ میں جینز شرٹ پہنے، منہ میں کچھ چباتا ہوا وہ فرنچ ہئیر کٹ کے ساتھ سامنے موجود ہستی کو دیکھ کر مسکایا۔ بریسلٹس سے بھری کلائی والے ہاتھ سے اس نے نیلا چشمہ آنکھوں سے اتارا تو وہ تسلسل کے ساتھ نیچے ڈھلکتے

چلے گئے۔اس کی سیاہ چمکتی ہوئی آنکھیں خوشی کے احساس سے مغلوب تھیں۔

بھورے وگلابی لبوں پر مسکان سجائے وہ اپنی رفتار بڑھاتا ان تک پہنچا اور پھر اس

چوڑے وجود نے انہیں اپنے حصار میں کر کے غائب کر دیا۔

"فائنلی تم یہاں ہو کیسے ہو نوروز؟" روبینہ نے خود کو اس میں سماتے ہوئے پوچھا۔

مامتا کا احساس پوری شدت سے ان پر غالب آیا تھا تبھی اس خود سے الگ کر کے اس

کے گال کے وہ بوسے لے گئیں۔

"بالکل آپ جیسا فٹ۔"

بشاش لہجے میں کہتا ہوا وہ قہقہہ مار گیا۔روبینہ نے نظروں ہی نظروں میں اس کی

خوشی کی نظر اتاری۔وہ اس کی کمر میں بازو ڈالے اور وہ ان کی کمر کو تھامے باہر آ گیا۔

"تمہیں فٹ رہنا بھی ہے کیونکہ اب سے تمہیں اپنے ڈیڈی کا بزنس جو سنبھالنا

ہے۔"

ڈرائیور نے اس کا بیگ گاڑی کی ڈگی میں رکھا۔وہ اسے بند کر کے فرنٹ سیٹ

سنبھال رہا تھا جب اس نے اپنی میم کے یہ الفاظ سنے، نوروز کا چہرہ سنجیدگی کے لبادے میں جا چھپا۔ وہ ان کے ساتھ ہی پیچھے بیٹھا تھا۔

"آپ جانتی ہیں مجھے ان سب میں انٹرسٹ نہیں ہے یوں بھی میں نے یونیسیف میں جاب کرنے کا سوچا ہے۔" اس کی بات پر انہیں دھچکا لگا۔

"تم شاید اپنے حواسوں میں نہیں ہو اپنے باپ کا اتنا سارا بزنس چھوڑ کر تم وہ فضول سی جاب کرو گے، اس لیے تم نے یہ ڈگری حاصل کی تم پاگل پن کر رہے ہو نوروز!"

وہ غصہ نہیں ہونا چاہتی تھیں لیکن ہو گئیں۔ نوروز نے ان کی کسی بات کا برا نہیں منایا کیونکہ وہ اس کی مام تھیں برا منانا بنتا بھی نہیں تھا۔

"صحیح کہا آپ نے یہ پاگل پن ہی ہے اور میں اس میں خوش ہوں اب پلیز آپ ناراض تو نہ ہوں۔" روبینہ نے پھولے چہرے کے ساتھ اسے دیکھا۔

"تم وہی کرو گے جو میں کہہ رہی ہوں۔ تم میری اتنی سال کی محنت پر پانی نہیں پھیر

سکتے۔تم نہیں جانتے تمہیں اس مقام تک لانے کیلئے میں نے کتنی تگ ودو کی ہے۔"

وہ اپنی بات پر اڑی ہوئیں تھی۔نوروز نے اکتایا سا سانس خارج کیا۔

"کیا میں نے آپ کو کہا تھا یہ سب کرنے کو مام، پلیز اس ٹاپک کو کلوز کر دیں میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔آپ کو شروع سے پتا ہے مجھے بزنس میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔"

اس کی ایک بات نے انہیں لاجواب کر دیا تھا مگر وہ سنبھل گئیں کہ سنبھلنا بنتا بھی تھا نوروز کی بے زاریت نے انہیں سنبھلنے کا اشارہ کیا۔

"ہاں ٹھیک ہے تمہیں نہیں ہے انٹرسٹ لیکن کیا پھر تم اپنے بوڑھے باپ کو ایسے ہی چھوڑ دو گے انہوں نے تم سے کتنی امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں کہ تم آؤ گے ان کا سہارا بنو گے ان کا سارا پھیلا ہوا کاروبار سنبھالو گے اب اگر انہیں پتا چل جائے کہ تم صفا چٹ انکار کر رہے ہو تو کیا گزرے گی ان کے دل پر۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انہوں نے اس پوری دنیا کے والدین کا اموشنل کارڈ کھیلا نوروزان کی اس بلیک میلنگ پر انہیں دیکھتا رہا کیا وہ بچہ تھا جو سمجھ نہ پاتا۔

"تو ڈیڈ کو کہیں المیر بھائی کو لگا لیں اپنے ساتھ وہ بھی تو بزنس کرتے ہیں۔" یہ بات چھیڑ کر اس نے انہیں سیخ پا کر دیا۔

"خبردار نوروز خبردار جو آج کے بعد تمہارے لبوں پر اس کا نام بھی آیا تو، آج یہ غلطی کر لی ہے آئندہ مت کرنا اگر چاہتے ہو تمہارا مقام اس گھر میں برقرار رہے تو زبان پر قفل لگا لو آئی سمجھ۔"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے آئی ہے سمجھ اور نہ ہی میں سمجھنا چاہتا ہوں آپ ہم دونوں بھائیوں میں تضاد قائم نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔ ڈیڈ کی نظروں میں وہ گمشدہ ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں اور کیا کام کر رہے ہیں اور سیریسلی مام! مجھے حیرت ہے آپ کو اتنے بے ضرر سے انسان سے اتنے خطرات کیسے لاحق ہیں نہ ہی انہیں اس دولت

میں دلچسپی ہے اور نہ ہی مجھے، نہ ہی ان کے پوائنٹ نیچے گرنے سے میرا مقام بلند ہو جائے گا اور نہ ہی اگر میں اوپر گیا تو ان کی حیثیت مائنس پڑ جائے گی آپ کو لگتا ہے لیکن ڈیڈی آج بھی ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کے لوٹنے کا انتظار بھی۔"

کار کو گھر کے گیٹ کے اندر لاتے ہوئے ان کے ڈرائیور کے لبوں پر پیاری سی مسکراہٹ تھی۔ شکر تھا ان کا بیٹا ان کی طرح نہیں تھا وہ المیر سے محبت کرتا تھا۔ روبینہ کو اس کی بات پر شاک لگا انہیں نوروز کی بات سخت ناگوار گزری۔

"بس کرو نوروز تم نے تو آج میرا دل جلانے کی قسم کھا رکھی ہے اگر تمہیں اپنی مام سے زرا بھی پیار ہے تو اس المیر چیپٹر کو کلوز کر دو خدا کا واسطہ ہے تمہیں۔"

وہ باقاعدہ ہاتھ جوڑ بیٹھی تھیں نوروز "واٹ ایور" کہتا ہوا باہر آیا۔ فریش ہوا مریم سے ملا کافی ساری باتیں کیں پھر جیسے ہی اسے ڈیڈی کے جاگنے کی خبر ہوئی وہ ان کے کمرے میں آ گیا لیکن یہ کیا کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے دل کو دھچکا لگا تھا۔ عجیب سے کیفیت کے ساتھ کھڑا وہ انہیں دیکھ رہا تھا جن کی رنگت زردی میں

گھل گئی تھی۔آنکھوں کے نیچے ہلکے تھے اور چہرے کی ہڈیاں نظر آنے لگی تھیں اس کا دل بیٹھ گیا اپنے بیسٹ فرینڈ اپنے پیارے ڈیڈی کو اس حالت میں دیکھ کر۔

"نوروز! آؤ بیٹا وہاں کیوں کھڑے ہو۔"

ان کی آواز سن کر اس کا دل بھر آیا وہ ابھی بھی دبنگ اور رعب دار تھی کیا تھا اگر آواز کی طرح وہ بھی سیٹ ہوتے اسے یکدم ان کے کمرے سے وحشت ہونے لگی۔ سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر اس نے ساری لائیٹس کو آن کیا ڈم لائیٹ اس کے اعصاب پر گراں گزر رہی تھی۔پردوں کو ہٹا کر اس نے کھڑکیوں کے ذریعے کھلی فضا کو کمرے میں آنے دیا۔

"رہنے دو بیٹا مجھے ایسے ہی اچھا لگتا ہے۔"

وہ اسے یہ سب کرتا دیکھ بولے تھے چھوٹے قدموں کے ساتھ وہ چلتا ہوا ان تک آیا بیڈ پر ان کے ساتھ بیٹھا اور پھر انہیں خود میں سمو لیا کافی وقت وہ جب ایسے ہی رہا تو فیاض نے اسے پکارا۔

www.novelsclubb.com

"نوروز کیا ہوا ہے جان۔"اس نے اپنے ڈیڈی پر گرفت مزید مضبوط کی وہ مسکائے۔

"آپ نے مجھے بہت پریشان کر دیا ہے ڈیڈی، آپ ایسے تو نہ تھے پھر اس کچھ عرصے میں کیا ہوا جو آپ اتنے ویک ہو گئے ہیں مجھے کچھ برا نہیں سننا میں بس یہ چاہتا ہوں کہ آپ جلدی سے صحت یاب ہو جائیں۔"

وہ ان کے گلے لگا نم آواز سے کہہ رہا تھا فیاض کی بھی آنکھیں ڈبڈبائیں چہرے پر ایک سایا سا لہرا کر گیا تھا اب وہ اسے کیا بتاتے کہ کیوں وہ اتنے بیمار پڑے۔

"مجھے کچھ نہیں ہوا بس تھوڑا بوڑھا ہو گیا ہوں اس لیے آرام کی ضرورت ہے تھک جو جاتا ہوں اب تم آ گئے ہو نا تو میں بے فکر ہوں اب تم میرے آفس کو سنبھالو گے۔"

وہ ان سے الگ ہوا ان کے بکھرے بالوں کو انگلیوں سے سنوارتے ہوئے کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے میں آپ کے آفس کو سنبھال لوں گا لیکن میں آپ کو گھر بھی نہیں بیٹھنے

دو نگا گھر رہ کر ہی آپ کی یہ حالت ہوئی ہے فریش ائیر لیں گے تو جلدی سے ٹھیک ہو جائیں گے۔میں آپ کے ڈاکٹر سے بھی ملنا چاہتا ہوں اور ہاں کل سے میں آپ کو ایکسر سائز بھی کروایا کرو نگا کیونکہ میں جان گیا ہوں آپ نے کثرت کو سرے سے چھوڑ دیا ہے۔"

وہ ان کی دواؤں کا جائزہ لیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔اس کی مام نے بتایا تھا کہ اس کے ڈیڈی کی طبیعت خراب ہے لیکن اتنی خراب ہے یہ اسے نہیں پتا تھا۔اسے مام پر بھی غصہ آیا جنہوں نے اس بیمار ماحول میں انہیں رکھا ہوا تھا۔

"جیسے تم کہو۔"

www.novelsclubb.com

وہ کہہ کر چپ ہوئے تھے۔اس کے ناراض ناراض نقوش کو دیکھ کر ان کے دل میں ہوک سی اٹھی کسی کی یاد بڑی شدت سے ان کے دل میں آن سمائی تھی۔

"میرا بیٹا خاصا بڑا ہو گیا ہے فکر مت کرو یار اب تم آ گئے ہو نا تو دیکھنا میں کتنی جلدی ریکور کرتا ہوں۔"محبت پاش لہجے کو سن کر وہ مسکرایا۔

"آپ کو ہونا بھی پڑے گا اچھا یہ بتائیں۔۔" وہ ان کے ساتھ باتوں میں لگ گیا تھا فیاض اسے سنے جا رہے تھے لیکن ان کا دل اداس تھا کیونکہ ان کا دل کسی کی یاد میں پورا پورا ڈوب چکا تھا۔

"کیا تم مجھسے دوستی کرو گی۔؟"

وشمہ یہ الفاظ سن کر انتہائی حیرت میں مبتلا ہوئی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ کھڑوس جیلر اس سے کہہ رہے تھے۔ وہ جانتی تھی وہ خود بھی پریشان ہے اس مطالبے سے لیکن کر رہے ہیں۔ وہ کھڑا تھا ہاں ناں سننے کا منتظر شش و پنج میں مبتلا وشمہ ابھی کچھ کہنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی دونوں نے بیک وقت گردن موڑ کر آنے والے کو دیکھا وہ خیام تھا جو حواس باختہ سا ادھر چلا آ رہا تھا۔

"تم دونوں ٹھیک ہو اوہ خدایا شکر ہے مجھے جیسے ہی عروسہ نے تمہاری گمشدگی کا بتایا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تو میں ادھر چلا آیا میں نے سوچا ہو سکتا ہے کہ تم ادھر رہ گئی ہو پھر مجھے المیر کا بھی خیال آیا۔"

وہ ذبردست ایکٹنگ کرتے ہوئے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔المیر نے اڑے حواس سے وشمہ پر نظر ڈالی پھر ابرو کھجاتا کچھ بھی کہے بغیر باہر کی جانب چل دیا مبادہ وہ خیام کے سامنے بھانڈا ہی نہ پھوڑ دے خیام نے مڑ کر اسے جاتے دیکھا تھا۔

"سب ٹھیک ہے؟"وہ سیدھا ہوتے ہوئے وشمہ سے پوچھ رہا تھا اس نے ہاں میں سر ہلایا اور دروازے کی سمت چل دی خیام نے خود کو تھوڑی دیر روکنا ہی مناسب سمجھا۔

www.novelsclubb.com

"المیر سر،ایک منٹ۔"

وہ تیز تیز چلتی اس تک پہنچی تھی پھولے سانس کے ساتھ اس کے سامنے رکی۔المیر نے گاڑی کا دروازہ تھاما ہوا تھا اس کی آواز پر رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"مجھے آپ کی آفر منظور لیکن اس المیر کے ساتھ جو جینا جانتا ہے جو ہنسنا جانتا ہے اور

جسے خواب دیکھنا پسند ہیں اگر وہ المیر مجھے سے دوستی کا خواہ ہے تو ٹھیک ہے آج سے ہم دوست ہوئے۔"

ایکسائٹڈ سی گہرا مسکراتے ہوئے اپنا سائیڈ بیگ تھامے وہ سر اٹھائے اس سے کہہ رہی تھی۔وہ سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا دیکھتا رہا پھر اس نے نگاہ گھمائی اور وہ مڑ کر گاڑی میں بیٹھ گیا وشمہ نے منہ کھولے اسے گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تھا مطلب وہ پھر سے اسے چھوڑ کر جا رہا ہے اور جو دوستی کی آفر تھی وہ بھی مسترد،اس کے چہرے پر مایوسی کے سائے لہرائے کچھ لوگوں کا واقعی کچھ نہیں ہو سکتا وہ مڑنے لگی تھی جب اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی اس نے پھر سے مڑ کر دیکھا۔

گاڑی کا دوسرا دروازہ کھلا تھا اور پہلے سے المیر کا سر نکلا ہوا تھا۔

"کیا تم پیدل گھر جانے والی ہو؟"وشمہ نے اس کی مسکراتی نگاہوں کو دیکھا نفی میں سر ہلایا۔

"پھر آؤ نا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ان دیکھی مسکان کے ساتھ اس کی آنکھوں میں جگنو تھے۔وشمہ ان جگنوؤں میں اپنے دل کو جلتا ہوا دیکھنے لگی بڑی ساری مسکراہٹ کے ساتھ وہ گھوم کر اس کے ساتھ آ بیٹھی تھی یہ شخص واقعی کلر ہے افف۔

گاڑی چل پڑی تھی پراسرار سی خاموشی دونوں جانب تھی۔وشمہ وقفے وقفے سے گردن موڑ کر اسے دیکھتی اور جب وہ دیکھتی رہتی تو اس کے دیکھنے پر المیر نگاہ پھیر کر اسے دیکھ لیتا اور وہ فوراً رخ موڑ لیتی اور ایسا کافی دیر چلتا رہا۔

"آج کا وقت اچھا گزرا۔"

پراسرا خاموشی کو المیر کی آواز نے توڑا تھا۔اس نے فوراً اس کی جانب رخ کیا اور بولی کہ وہ تو منتظر ہی اس کے بولنے کی تھی۔

"ہاں واقعی اچھا تھا۔"جواب دینے کے بعد وہ پھر سے شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔

" صحیح کہا۔۔ تمہیں بھوک لگی تھی۔"اس نے جھٹ سے ایک اور بات کہی وشمہ نے اپنی مسکان کو روکا۔

بالکل لیکن ہم نے کھا تو لیا تھا۔"المیر کو اس کا "ہم" لفظ استعمال کرنا بڑا بھلا لگا تھا۔

"ہاں پر اس اسے کیا تمہاری بھوک مٹ گئی تھی مجھے یقین تو نہیں آتا۔"

وشمہ نے بوکھلاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"کیوں یقین نہیں آتا کیا میں بہت کھاتی ہوں آپ مجھ پر الزام نہیں لگا سکتے۔"

اس نے دبا سا احتجاج کیا تھا المیر کو اس کا احتجاج پسند آیا۔

"میں الزام نہیں لگا رہا بس وہ بتا رہا ہوں جو دیکھا ہے۔"

اس نے اسٹیئرنگ کو فل گھمایا۔

"کیا دیکھا ہے؟"وشمہ نے شکی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"یہی کہ آپ ہر وقت کھاتے ہوئے پائی جاتی ہیں۔"

اس نے بھی کوئی لحاظ نہیں رکھا اور کہہ دیا یوں بھی یہ سچ بات تھی وہ ہر وقت کچھ نا کچھ کھاتی ہی رہتی تھی کبھی ڈرائے فروٹس تو کبھی فروٹس کبھی چاکلیٹس تو کبھی کچھ اور۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ کو مجھ پر نظر نہیں رکھنی چاہیے۔"اس نے نروٹھے لہجے میں کہا تھا بات تو سادہ سی تھی لیکن المیر کا دل دھڑکا گئی۔

"میں کیوں تم پر نظر رکھوں گا۔"فوراً سے بات بنائی۔

"تو پھر آپ کو کیسے پتا کہ میں کھاتی بہت ہوں؟"

اس نے بھی چڑ کر پوچھا تھا بے چاری لڑکیوں پر اگر اس طرح کے حقیقی لزام لگا کر اس پر یقین کی مہر لگا دی جائے تو انہیں کتنا دکھ ہوتا ہے یہ صرف وہ ہی جان سکتی ہیں جیسے اس وقت وشمہ کو یہ دکھ ستائے دے رہا تھا۔

"اب آپ میرے آفس میں ہوتی ہیں میں آنکھیں بند تو نہیں رکھ سکتا نا۔"

وہ پھر سے "آپ" پر آیا تھا وشمہ نے اس کے "آپ" لفظ پر غور کیا اور اس کا کترایا ہوا انداز دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا ہے؟"المیر نے بھی اس کے الفاظ دھرائے۔

"کیا ہوا ہے؟"

"آپ مجھے آپ کہہ رہے ہیں۔"

"آپ بھی تو مجھے آپ کہتی ہیں۔"

اس نے پھر سے سٹئیرنگ کو فل گھمایا تھا۔

"تو پھر کیا میں آپ کو تم کہوں؟" دنیا جہان کا تحیر آواز میں تھا۔

"ہاں کیوں نہیں جو دوسرا المیر ہے اسے فرینکنس پسند ہے۔"

وشمہ نے ونڈ سکرین پر نظریں گاڑ لیں اسے یہ سب قبول کرنے میں وقت لگ رہا تھا لیکن وہ اسے قبول کرنے کیلئے خود کو تیار کر رہی تھی۔

"اوکے لیکن کیا یہ طرز تخاطب سب کے سامنے بھی چلے گا۔" وہ اسے چھڑنے کے موڈ پر ہوئی المیر نے اس کی شرارت پکڑ لی تھی۔

"اگر ایسا ہوا تو تمہیں جیلر المیر کا سامنا کرنا پڑے گا وہ بھی پورے سٹاف کے سامنے۔"

وشمہ نے اس کی بات پر جھرجھری بھری تھی۔ وہ ایک ہی سڑک سے کوئی چوتھی

بار گزر رہے تھے یہ سڑک کہاں جاتی ہے وہ اچھے سے جانتی تھی۔اس نے المیر کو دیکھا۔

"اگر آپ منال جانا چاہتے ہیں تو پھر کیوں بار بار گاڑی کو آگے لے جاتے ہیں۔"

المیر نے کار کو موڑ دیا۔

"کیونکہ مجھے تم سے سننا تھا کیا ہم دونوں جا سکتے ہیں؟"

المیر کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اور آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹے مارتا سمندر تھا۔ٹھیک ہے وہ اسے کبھی اس جذبے کے بارے میں نہیں بتائے گا لیکن کیا وہ اس میں کچھ پل بھی نہیں جی سکتا۔وہ اس سے چھپا کر اس میں جی لے گا۔یادیں اکھٹی کر لے گا تاکہ جب وہ بوڑھا ہو جائے تو اسے اس بات کا قلق نہ رہے کہ اس کے پاس وقت گزارنے کا کوئی اثاثہ ہی موجود نہیں ہے ہاں وہ وشمہ کے ساتھ گزرا ہر وقت اپنی آنکھ کی پتلی میں نقش کر لے گا اور پھر جب وہ اذان سے شادی کرے گی تو وہ چپکے سے اس کی زندگی سے چلا جائے گا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سندس اداس سی کافی مشین کے پاس کھڑی تھی اس کے ہاتھ میں کافی کا مگ تھا اور وہ سوچوں میں غلطاں اسے پینے میں مصروف تھی کافی دیر اذان اسے اس حالت میں کھڑا دیکھتا رہا جب اس کا صبر جواب دے گیا تو وہ چلتے ہوئے اس تک آیا گلا کھنکھار کر اسے متوجہ کیا وہ چونک گئی

"کیسے ہو اذان بڑے دنوں بعد ملے۔"

پوچھنے کے ساتھ وہ شکواہ کر بیٹھی شکوے تو کافی تھے ایک اور سہی وہ کھسیا گیا۔

"ہاں بزی ہوتا ہوں اس لیے تم کیوں اکیلی کھڑی ہو کوئی پریشانی ہے؟" اس نے انتہائی فکر مندی سے پوچھا ایسے کہ سندس کے دل میں خوش فہمی کے پھول کھلنے لگے لیکن پھر اس نے انہیں سرخ جھنڈی دکھا کر واپس زمین کے اندر کر دیا۔

"نہیں پریشانی تو کوئی نہیں ہے بس ویسے ہی آج کل خاصی مصروف ہوں تھک جاتی ہوں اچھا اذان اس ایڈ کے لیک ہونے کا کچھ پتا چلا؟"

کافی کو لبوں سے حلق میں انڈیل کر اس نے بات کو غیر معمولی طور طول دیا۔

"ابھی کام جاری تو ہے اور جس طرح خیام سر اس میں ملوث ہیں مجھے لگتا ہے جلد ہی کوئی نتیجہ سامنے آئے گا اور تمہاری کیا سرگرمیاں ہیں تم وشمہ کے ساتھ کم کم دکھتی ہو حالانکہ پہلے ہر وقت تم دونوں ساتھ ساتھ ہوتی تھیں مجھے تو لگا تھا تم اسے اپنی اسسٹنٹ بنالو گی۔"

وہ اس کی بات پر ہنسی اذان اس کی ہنسی میں کھو یا۔

"کیونکہ وہ آج کل تمہارے ساتھ جو پائی جاتی ہے تم اسے چھوڑو گے تو ہم ملیں گے نا۔"

www.novelsclubb.com

اس نے مزاق میں دل کی بات کہی تھی جو اذان کو اچھی نہیں لگی۔

"یہ کیا بات کہی تم نے وہ ہر وقت میرے ساتھ کب ہوتی ہے ہم صرف فارغ وقت میں ملتے ہیں۔" اس نے صرف پر زور دے کر کہا تھا سندس نے شانے اچکا دیے۔

"مجھے تو لگا وہ کام کے وقت بھی تمہارے ساتھ ہی ہوتی ہے۔"

اذان نے اس کے لہجے کا غیر معمولی پن بغور نوٹ کیا تھا وہ پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا اور پھر ہو سکتا ہے والے انداز میں آگے بڑھ گیا وشمہ فائلز سمیٹ رہی تھی جب اس کا سیل گونج اٹھا وہ شانے کا نمبر تھا۔

ہاں بولو۔" مصروف سے انداز میں کندھے پر سیل ٹکائے وہ پوچھ رہی تھی۔ آفس سے نکلتا المیر چل کر اس تک آیا سب پر سرسری نگاہ ڈالی اور ایک فائل اٹھا کر پڑھنے لگا دراصل وہ اسے بلانے آیا تھا مگر اسے مصروف دیکھ کر وہیں رک گیا

"امی یاد کر رہی ہیں آپ کو کل بھی بلانے کا کہہ رہی تھیں میں نے کہا آپ بزی ہیں اب ضد کر رہی ہیں اس لیے کال کی۔" اس کے فائل کو سمیٹتے ہاتھ تھمے وشمہ کے پاس سندس کی شکایت لگانے آتا اذان المیر کو دیکھ کر سیدھا ہی چلا گیا۔

"تو تم نے مجھے کل کیوں نہیں بتایا حد ہوتی ہے شانے۔" اسے شانے کا امی کو ٹالنا اچھا نہیں لگا تھا وہ وہیں کرسی پر بیٹھ گئی المیر نے نگاہ بچا کر اسے دیکھا چہرہ ازلی سنجیدہ

تھا۔

"مجھے لگا آپ بزی ہیں روز روز آنا بھی تو مسئلہ بنتا ہے نا۔"

"المیر۔" خیام نے اسے پکارا تھا اس نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"تم سے بات کرنی ہے۔" وہ سر ہلاتا وشمہ پر ایک نظر ڈالتے ہوئے اس کے کیبن میں گیا تھا۔

"اور تمہیں یہ کیونکر لگا؟ امی کیلئے میں کبھی بزی نہیں ہوتی۔"

المیر نے جاتے ہوئے اس کی یہ بات سنی تھی اس کے دل میں مزید اس کا احترام بڑھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں بولو۔" خیام نے اس کے اندر آتے ہی دروازہ بند کیا اور اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا المیر نے الجھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"خوش خبری ہے لیکن ہمیں محتاط رہنا ہو گا ڈیبٹ کارڈ کی جو انفارمیشن لیک ہوئیں تھی ان پر اس کمپنی کی آنر نے غور کیا دونوں پراجیکٹس کو دیکھا اور پھر فیصلہ

ہمارے حق میں کر دیا۔ ہم نے پہلے کونٹینٹ بنایا تھا دوسری کمپنی نے بعد میں اس لیے وہ آج اسے آفشلی طور پر سائن کرنے آنے والے ہیں۔"

المیر نے اللہ کا شکر ادا کیا اور تھوڑا پر جوش ہوا۔

"اگر ایسا ہو جاتا ہے تو جس لاس سے ہم گزر رہے ہیں اس پر قابو پایا جا سکتا ہے خیام، میں چاہتا ہوں ہماری کمپنی ویسی ہی چمکتی رہے جیسے کچھ سالوں پہلے تھی جو دیمک اس میں لگ گئی ہے اسے ڈھونڈ کر ہم باہر کر دیں گے تم اس پر کام کر رہے تھے کچھ پتا چلا؟"

اس کے پوچھنے پر خیام نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں یہ جو کوئی بھی ہے بہت چالاک ہے اور بہت چالاکی سے اپنا کام سرانجام دے رہا ہے لیکن تم بے فکر رہو میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔"

وہ کہہ کر اسے دیکھے جا رہا تھا وہ سوچ میں پڑ گیا کہ آیا اسے نوروز کا بتائے یا نہیں پھر اس نے نہ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔

"ان شاءاللہ۔" المیر نے اسے حوصلہ دیا۔ "اچھا میں آتا ہوں ابھی۔"

وہ یہ کہہ رک فورا اس کے کیبن سے باہر آیا تھا کہ مبادہ وہ کوئی اور ہی قصہ نا لیکر بیٹھ جائے۔ اسے آج وشمہ پر نگاہ رکھنی تھی کہ کہیں وہ پیٹ کی ہلکی سب کو ان دونوں کی دوستی کا بتا کر اپنا مزاق تو نہیں بنوا رہی یا پھر کسی کے دل میں اس دوستی کے متعلق شک پیدا کروادے۔ سر جھٹکتا ہوا وہ جونہی باہر آیا ماہم اسے زور سے ٹکرائی تھی۔ وہ پیچھے دیکھ کر تیزی سے چل رہی تھی۔ ہاتھ میں چکن رول تھاما ہوا تھا المیر سے ٹکراؤ کے نتیجے میں اس کا رول گرا سو گرا کچھ لوگ جو یہاں موجود تھے دم سادھے آنے والی شامت کے منتظر رہے ماہم کے حواس اڑ گئے۔

"ایم سوری سر وہ میں جان کر نہیں۔" اس نے بات درمیان میں ہی چھوڑ دی پیچھے مڑ کر غصیلی نگاہوں سے مدثر کو دیکھا جو اس کا رول اس سے چھیننے آرہا تھا۔

"سوری مائی فٹ آپ لوگ دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا یہ پبلک پلیس نظر آرہی ہے آپ کو؟ لنچ ٹائم ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ آنکھیں بند کر کے چلیں نان

سینس۔"

اپنی بر فباری کرتا ہوا وہ سیدھا چلا گیا تھا۔ماہم نے دل میں دعا کی کوئی بندہ بالکل اسی طرح اس کی انسلٹ کرے۔المیر وشمہ کی ٹیبل پر آیا پر وہ وہاں نہیں تھی۔اس نے آہستہ آہستہ غیر معمولی طریقے سے پورے آفس میں چکر لگایا تھا مگر وشمہ اسے نا ملی پہلے ماہم کی وجہ سے موڈ خراب ہو گیا تھا اوپر سے وشمہ کا منظر عام سے غائب ہونا اس کا پاری چڑھا گیا۔وہ راستے میں ملنے والے ہر شخص سے فضول میں بھڑتا اپنے آفس آیا اور باہر ڈونٹ ڈسٹرب کا سائن لگوا دیا خیام کو وہ پہلے ہی لنچ کا منع کر آیا تھا۔ کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس کا موڈ سخت خراب تھا اس نے اپنا وزن چیئر کی بیک پر ڈالتے ہوئے چھت کو اپنی نگاہوں کا مرکز بنایا۔

"صالحہ کی موم کہہ رہی تھیں اب تم دونوں کا نکاح کر دیا جائے لیکن میں نے انکار کر دیا مجھے ڈر لگتا ہے کسی بھی عورت کو تمہاری زندگی میں ڈالنے سے، میں سمجھتی ہوں اگر اس نے تمہیں دکھ دیے طعنہ دیے تو تم سہار نہیں پاؤ گے سب سے بڑی

بات اگر وہ تمہیں چھوڑ گئی تو۔۔بس اس کے آگے میں رک جاتی ہوں میں نے اسی لئے انہیں منع کر دیا میں نے ٹھیک کیا نا۔"

روبینہ کی حد درجہ حلاوٹ میں گھلی آواز اس کی سماعت پر گراں گزرنے لگی۔صالحہ سے اسے محبت نا سہی لیکن وہ اس کی بہترین دوست تھی جس سے وہ ہر بات تو نہیں پر ہاں تقریبا باتیں کر لیا کرتا تھا۔اپنے اور اس کے رشتے کی نوعیت کا جونہی اسے ہوش کی دنیا میں قدم رکھتے ہوئے ادراک ہوا تو وہ گھبرا گیا ڈرنے لگا اسے جانے کیوں یہ وہم ستائے دے رہا تھا کہ وہ اس سے چھوٹ جائے گی اس کے وہم نے یقین کی چادر اوڑھی اور صالحہ اس کی زندگی سے چلی گئی۔

"تمہیں اپنی سٹیپ مام سے یقینا بے انتہا محبت ہو گی لیکن المیر وہ تم سے محبت نہیں کرتیں۔وہ تمہارے ساتھ مخلص بھی نہیں ہیں انہوں نے فقط اس لیے یہ رشتہ توڑ دیا تاکہ تم سٹرونگ نا ہو جاؤ پیسہ ان کے ہاتھ سے نکل نا جائے تم مانو اس حقیقت کو وہ صرف تمہارے دماغ میں یہ ڈالنا چاہتی ہیں کہ ہو سکتا ہے مستقبل میں، میں

تمہیں دھوکہ دوں لیکن وہ یہ بھول رہی ہیں کہ وہ اس وقت کیا کر رہی ہیں۔"

وہ چپ ہوئی تھی وقفہ ان دونوں کے بیچ طویل تر ہوتا چلا گیا۔دونوں گھاس کے قطعے پر آمنے سامنے بیٹھے تھے المیر کی نگاہیں جھکی تھیں اور اس کی المیر پر جمی ہوئی۔

اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر المیر کے ہاتھ پر رکھا تھا جو سرد تھا۔

"میں تمہارا ساتھ نا چھوڑتی لیکن تمہاری خاموشی نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے کم از کم میں تم سے یہ امید رکھتی تھی کہ تم میرے لیے سٹینڈ لو گے لیکن مجھے دکھ ہے کہ تم ایک روبوٹ ہی ثابت ہوئے۔"

المیر نے اس کی گیلی آواز پر بھی نگاہیں نہیں اٹھائیں تھی بس وہ دکھی تھا اور اپنے دکھ کو اپنے اندر ہی سمونا چاہتا تھا۔اسے صالحہ کا خود سے دور چلے جانا بھی تکلیف دے رہا تھا۔کیا ہو جاتا جو اگر وہ اس کیلئے سٹینڈ لے لیتی اڑ جاتی،وہ خاموش تھا مگر صالحہ تو نہیں تھی نا اگر وہ سٹینڈ نہیں لے سکتا تھا تو وہ تو لے سکتی تھی۔جن سے دل کا رشتہ ہو انسیت ہو ان کیلئے ڈٹ جانا ہی سب کچھ ہوتا ہے لیکن صالحہ نے ایسا نہیں کیا یہی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بات اسے لب بستہ رہنے پر مجبور کرنے لگی۔

"تم اپنی مام کے خلاف نہیں جانا چاہتے لیکن ایک وقت آئے گا جب تم ہی ان کے سب سے زیادہ خلاف ہو گے اگر آگے کبھی زندگی میں تمہیں کسی سے لگاؤ ہو جائے ناتو اسے خود سے دور مت جانے دینا انمول رشتے بڑی مشکل سے ملتے ہیں مجھے افسوس ہے کہ میں ایک انمول رشتہ کھو رہی ہوں۔"

سیل فون کے چنگھاڑنے کی آواز پر وہ چونکا تھا۔ چھت پر چلتی ماضی کے ایک تلخ یاد مٹ کر رہ گئی اس نے گہرا سانس بھر کر نمبر دیکھا تھا پھر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ یہ ڈیبٹ کارڈ کمپنی کے مینجر کی کال تھی اور وہ ابھی بس کچھ ہی دیر میں ہی المیر سے ملنے آنے والے تھے۔اس نے سیل فون رکھ کر واش روم کا رخ کیا۔ سرخ آنکھوں پر پانی مار کر وہ باہر آیا ٹشو سے چہرہ صاف کرنے کے بعد وہ پیپر ویٹ گھمانے لگا کچھ ہی وقت گزرا تھا جب اسے بتایا گیا کہ فریحہ اور پہنچ گئے ہیں۔المیر خود سے انہیں لینے گیا اور پھر اس کے آفس میں نک سک سی چکور گولڈن فریم والے سٹائلش گاگلز لگائے

ہوئے فریحہ بیٹھی تھی اس کے ساتھ اس کی اسسٹنٹ تھی خیام بیٹھا تھا اور ظاہر سی بات ہے عروسہ بھی، المیر نے ان سب میں وشمہ کی کمی کو محسوس کیا تھا۔

"مسٹر المیر تمام بات واضح ہے آپ نے پہلے اپنا سلوگان اور باقی چیزیں بورڈ کے ممبرز کے سامنے پیش کی تھیں۔اس کے بعد ہی وہی سب کچھ ہم نے ثاقب کی کمپنی میں دیکھا لیکن چونکہ میں آپ سے مل چکی تھی آپ کا کام دیکھ چکی تھی تبھی مجھے اندازہ ہو گیا کہ آپ کے ساتھ گیم کھیلی گی ہے لیکن شاید گیمر یہ نہیں جانتا کہ ہر بازی کو چت کرنا فریحہ کی گھٹی میں شامل ہے اس لیے اس کے ارادوں کو ناکام بنانے کیلئے میں آج یہاں ہوں۔"

www.novelsclubb.com

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے لمبے سٹریٹ بالوں کے ساتھ اس نے ویسٹرن طرز کا لباس پہنا ہوا تھا کلائی میں گولڈن رولکس کو گھماتے ہوئے وہ ایک ادا سے بول رہی تھی

المیر نے سر ہلایا۔

"آپ کے اعتبار کا شکریہ یقیناً آپ ہمارے کام سے مطمئن ہو نگی۔" اپنے ازلی مختصر

انداز میں وہ یہ دو جملے بول کر چپ ہوا خیام نے فوراہی خود کو گفتگو میں ڈالا۔

"اور ہم امید رکھتے ہیں کہ آئندہ بھی ہمارا ساتھ رہے گا۔"

وہ اس کی جانب گھومی مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اس کی نگاہیں کہہ رہی تھیں اپنا تعارف کروائیں شاید وہ نئ تھی تبھی خیام کو نہیں جانتی تھی۔

"میں اس کمپنی کا مینجر ہوں۔" المیر نے اس کی بات میں ایک اور جملہ جوڑا۔

"اور اونر بھی ایکچوئلی یہ میرا بھائی ہے اور ہم دونوں مل کر اس کمپنی کو چلاتے ہیں۔"

خیام نے عزت بھری نگاہیں سامنے کچھ کچھ روڈ کچھ کچھ سنجیدہ چہرے والے لڑکے پر ڈالیں۔

"اوہ یعنی آپ دونوں پارٹنر ہیں تو یہ مینجر کا کیا سین ہے۔" وہ اپنی تھوڑی پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں پٹپٹا کر پوچھ رہی تھی۔ عروسہ کو اس کا انداز قطعی نہیں بھایا ناک بھوں چڑھا کر وہ پہلو بدل گئ المیر نے اسے غور سے دیکھا تھا۔

"کوئی سین نہیں بس یہ میرا فیصلہ تھا بھئی مجھے قطعی شوق نہیں باس والا رعب ڈالنے کا میں تو سادہ سا امپلائے ہی ٹھیک ہوں۔"

اس کی بات پر فریحہ نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا دونوں ہنسے تھے عروسہ نے کھا جانے والی نگاہوں سے خیام کے بچے کو دیکھا۔

"آئیڈیا اچھا ہے مجھے بھی ڈیڈ سے اس بارے میں بات کرنی ہو گی ایکچوئلی میں بھی جولی قسم کی ہوں مجھسے نہیں رہا جاتا سنجیدہ لیکن یہ ڈیڈ ہیں جنہیں لگتا ہے مجھے پریکٹیکل لائف میں آکر اسے فیس کرنا چاہیے۔"

"وہ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔" عروسہ کی زبان پھسلی۔ "یعنی انسان کو واقعی لائف میں تھوڑا سنجیدہ ہونا چاہیے اور اس کی تلخیوں کو فیس کرنے کیلئے خود کو ریڈی رکھنا چاہیے۔"

اس نے خیام کی مسکراتی حظ اٹھاتی آنکھوں سے نگاہ چرا کر فریحہ اور المیر کو دیکھتے ہوئے کہا تھا فریحہ اس سے مل چکی تھی۔

"یہ بات بھی ٹھیک ہے۔" وہ لوگ یونہی بزنس سے ہٹ کر ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے۔ المیر کو اندازہ ہو گیا یہ لڑکی واقعی مہاجولی ہے وہ بے زار سا بیٹھا کبھی گھڑی کو دیکھتا تو کبھی دروازے کی سمت، وقت تھا کہ کٹ کے ہی نہیں دے رہا تھا اور وہ تھی کہ جا ہی نہیں رہی تھی۔ اسے کام سے گھر جانا تھا لیکن ٹائم ہی نہیں مل رہا تھا۔

"اگر آپ لوگ مائنڈ نا کریں تو مجھے المیر سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔"

گھڑی کو دیکھتا المیر اس کی بات سے چونکا جھٹ سے گردن اٹھا کر اسے دیکھا پھر خیام کو، اس کی نگاہیں کہہ رہی تھیں نہیں۔۔ لیکن کوئی نہیں بیٹا تمہیں بھی کبھی کام پڑے گا مجھسے اس نے خیام کو کھڑے ہوتے دیکھ نظروں نظروں میں کہا تھا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں آپ لوگ انجوئے کریں۔" المیر نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے جاتے دیکھا۔

عروسہ تو پہلے ہی ایکسکیوز کر کے چلی گئی تھی وہ کھڑا ہوا تو اس کے ساتھ ہی فریحہ کی

اسسٹنٹ بھی کھڑی ہو گئی دونوں باہر چلے گئے۔المیرا اپنے سنجیدہ سے روعب کے ساتھ وہاں بیٹھا رہا بات کا آغاز بھی فریحہ نے ہی کیا تھا۔

"کیا آپ ہمیشہ سے ہی ایسی کولڈ وائبز چھوڑتے ہیں خود میں سے میرا مطلب ہے آپ کچھ زیادہ ہی سرد واقع ہو رہے ہیں۔" تھوڑا سا آگے جھک کر وہ بالوں میں انگلیاں چلاتی کہہ رہی تھی المیر نے شانے اچکا دیے۔

"ہو سکتا ہے آپ درست ہوں۔" مختصر بات کر کے وہ پھر سے ویسے ہی بیٹھ گیا جیسے بیٹھا تھا سپاٹ چہرے کے ساتھ۔

"میں ہمیشہ درست ہوتی ہوں المیر کیا آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کو سکرین پر آنا چاہیے میری آنکھیں آپ کو ایک سٹار کے روپ میں دیکھ رہی ہیں۔"

وہ سنجیدہ تھا لیکن اسے اس میں دلچسپی ہو رہی تھی۔

"مجھے اشتہاری بننے کا کوئی شوق نہیں۔" اس نے وشمہ کی بات کہی تھی۔وہ اکثر ہی اس کی باتیں کر لیتا تھا۔اس میں کوئی نئی بات نہیں تھی اور نا ہی کوئی معنی خیزیت

والی وہ تو دوست تھے اور دوست تو ایک دوسرے کے الفاظ چرا لیتے ہیں یہ تو ایک عام سی بات ہے، ہے نا۔

"ایگزیکٹلی مجھے بھی اس میں کوئی شوق نہیں ہے تبھی تو بزنس گرل کی طرح آپ کے سامنے بیٹھی ہوں حالانکہ کے کافی پروڈیوسرز مجھے لانچ کرنا چاہتے تھے۔"

وہ مزید اس سے بولے جا رہی تھی لنچ ٹائم ختم ہونے میں دو منٹ باقی تھے جب وشمہ بھاگتی ہوئی آفس آئی اور واٹر ڈسپنسر سے پانی کا گلاس بھر کر پاس رکھے سٹول پر بیٹھ کر پانی پینے لگی اس نے طائرانہ نگاہ ادھر ادھر دوڑائی اور وقت پر پہنچنے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں پتا ہے آج کیا افتاد پیش آگئی تھی۔" وہ اپنی جگہ پر جا رہی تھی جب راستے میں اسے ماہم ملی وہ اسے سننے لگی۔

"کیا؟" سب کو دیکھتی ہوئی وہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھی ماہم نے اس کے ساتھ جگہ بنائی تھی۔

"میرا آج المیر سر کے ساتھ ٹکراؤ ہوا تم جانتی ہو یہ سب اس ندیدے مدثر کی وجہ سے ہوا تھا۔ وہ میرا رول کھینچنے آ رہا تھا میں بھاگی اور المیر سر سے ٹکرا گئی اوپر سے میرا چکن رول بھی گر گیا اور المیر سر کی ڈانٹ الگ سننے کو ملی مجھے، یار آج تو وہ کچھ زیادہ ہی آگ میں لپٹے گھوم رہے تھے تم بھی خیر سے جانا ان کے سامنے۔"

وہ ایک سانس میں اپنی دکھی داستان سنانے کے بعد اسے مفید مشورہ بھی دے گئی وشمہ نے اس کی بات کو انجوائے کیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ کتنی کنجوس ہے پھر کنجوسی کی سزا اللہ ایسے ہی دیتے ہیں۔

اس کی نگاہیں یونہی گھومتی ہوئی المیر کے آفس میں پڑی وہاں ڈونٹ ڈسٹرب کا سائن بورڈ لگا ہوا تھا۔ وشمہ اسے دیکھ کر ٹھٹھکی کیونکہ عرصہ بعد اس نے یہ بورڈ پھر اس کے آفس روم کے باہر لگا ہوا دیکھا تھا۔

ماہم نے اس کے نظروں کے ارتکاز کو آن لیا وہ اس کے قریب کھسکی اور رازدارانہ انداز میں اس کے کان میں پھسپھسائی۔

"تمہیں پتا ہے ڈیبٹ کارڈ کمپنی کے آنر کی بیٹی کی المیر سر کے ساتھ میٹنگ چل رہی ہے پہلے خیام سر، عروسہ اور اس آنر کی اسسٹنٹ بھی ان کے ساتھ تھی پھر کچھ دیر بعد وہ تینوں باہر آ گئے اور المیر سر اور فریحہ اندر رہ گئے۔ میں نے خیام سر کو اس بورڈ کو دوبارہ دروازے پر لگاتے ہوئے دیکھا ہے بس تب سے ہی آفس میں ہلکی پھلکی سی سرگوشیاں ہو رہی ہیں نہیں یہ بالکل بھی المیر سر کے بارے میں بات نہیں کر رہے بلکہ فریحہ کے بارے میں پریشان ہیں بے چاری المیر سر کے عتاب کا نشانہ نہ بن جائے۔"

وشمہ نے کوئی بھی بات نہیں سنی وہ تو بس اس بورڈ اور ان دونوں کی اندر موجودگی پر اڑ گئی فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟" ماہم نے اسکے کھڑے ہونے پر پوچھا۔

"مجھے لگتا ہے مجھے المیر سر کے آفس میں جانا چاہیے کیونکہ لنچ ٹائم ختم ہونے کے بعد وہ کافی پیتے ہیں۔"

کہنے کے ساتھ ہی وہ کافی مشین کی سمت بڑھی تھی ماہم اس کے پیچھے ہو لی۔

"پاگل ہو تم کیا تمہیں وہ بورڈ نظر نہیں آرہا المیر سر تمہیں اپنے غصے سے جلا ڈالیں گے اس بورڈ کا مطلب ہوتا ہے کہ یہ اب ظالم انڈیا کی سرحد بن گئی ہے جس کو کراس کرنا مطلب خود کو اڑوانا ہے۔"

اس کے پاس سے گزرتی سندس نے اس کی بات سنتے ہوئے چلتے چلتے کہا تھا وشمہ نے خون پینے والی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ "اتنا ڈرانا ضروری تھا کیا۔"

"ہاں وہ صحیح کہتی ہے اس کی بات مان لو۔" ماہم اس کے سائیڈ سے نکل گئی تھی وشمہ اپنی سیٹ پر آکر بیٹھی دور کام میں غرق اذان کو دیکھا پھر ٹہلتے ٹہلتے المیر کے دروازے کے سامنے آکھڑی ہوئی انگلیاں چٹخاتے ہوئے یہاں سے وہاں چلتی وہ کبھی دروازے پر ناک لگا کر اندر دیکھنے لگتی تو کبھی ایسے ہی جھک کر دیکھنے کی سعی کرتی چلتے چلتے وہ اپنی گھڑی میں وقت بھی دیکھ رہی تھی. ایسی کونسی میٹنگ تھی جو پچھلے آدھے گھنٹے سے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی. المیر جو بے زار سا

فریحہ کے ساتھ مصنوئی بشاشت چہرے پر سجائے باتیں کر رہا تھا یکدم نگاہیں اٹھانے پر ٹھٹھک گیا. اس کی بے زاریت جانے لگی اور آنکھوں میں حظ آن سمایا. وہ کیوں اس طرح اندر آنے کیلئے پاگل ہو رہی ہے؟ کیا وہ جیلس ہو رہی ہے یا پھر وہ میرا فیرحہ کے ساتھ بیٹھنا برداشت نہیں کر رہی کیا وہ اتنی پریشان ہو گئی ہے کہ بھول گئی میں یہاں سے باہر دیکھ سکتا ہوں۔اس کا دل مچلنے لگا خوش فہمیوں کے پل باندھنے لگا پھر تو اس نے جو فریحہ کے ساتھ فضول سی گفتگو کو طول دیا کہ آدھا گھنٹہ بیت گیا پتا ہی نا چلا اسے پتا چلتا بھی کیوں وہ وشمہ کے انداز کو انجوائے جو کر رہا تھا جونہی وہ اس کے دروازے سے ہٹی اس نے بھی فریحہ سے اجازت چاہی۔

"ٹھیک پھر ملاقات ہوتی ہے دراصل مجھے گھر ضروری کام سے جانا ہے۔"

وہ کھڑا ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا فریحہ بھی اس کے ساتھ کھڑی ہو گئی دونوں آگے پیچھے باہر آئے تھے۔سب ورکرز کو کام میں مصروف دیکھ کر وہ وشمہ پر نگاہیں ڈالے بغیر ناک کی سیدھ میں اس کے ساتھ باہر گیا تھا وشمہ نے دور تک اسے دیکھا پھر سر

جھٹک کر رہ گئی۔

وہ کیوں بھول گئی تھی کہ المیر جیسا سڑو انسان بھی دوستی کر سکتا ہے بس دو دن ہی اس جیسے لوگ دوستی کو نبھاتے ہیں اب جب اچھی لڑکی مل گئی تو کون ہو بھئی تم۔

وہ تیز تیز قلم کو کاغذ پر چلاتے ہوئے سوچ رہی تھی اذان عینک لگاتا فائل میں سر دیے اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا اس نے اذان کی جانب دیکھا۔

"ہاں ٹھیک ہی کہتے ہیں دوستی اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ ہی کرنی چاہیے۔"

اس نے اسے دیکھتے ہوئے سوچا اور اپنے دل کو تھپک کر کام میں لگ گئی۔

"تمہیں جلد از جلد اپنا کام کرنا ہو گا۔"

اسے یہ میسج موصول ہوا وہ اسے اگنور کر کے سندس لوگوں کو دیکھنے لگی جو آج باہر پارٹی کرنے کے موڈ میں تھے۔ وہ ڈریس اپ ہو چکے تھے اور اب آہستہ سے چور راستے سے باہر جانے کی تیاریوں میں تھے۔ انہوں نے وشمہ کو بھی آنے کی دعوت

دی لیکن وہ برے موڈ کی وجہ سے انکاری ہو گئی اس لیے سہولت سے انکار کر دیا۔

"میں نے دیکھا ہے تم آج کل وشمہ سے کم کم بولتی ہو۔" یہ عروسہ تھی جس نے اذان والی بات اس سے کہی تھی۔ ریسٹورنٹ کے ڈی جے والے میوزک میں بیٹھ کر گردن کو مسلسل میوزک پر ہلاتی سندس نے اس کی بات کی نفی کی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بس ہم دونوں ہی خاصے بزی ہوتے ہیں۔ تم نے دیکھا تو ہے میں آج کل ایچ آر ڈیپارٹمنٹ میں ہوتی ہوں وہاں کا سارا چارج المیر سر نے میرے ہاتھ میں دیا ہوا ہے ویسے اگر یہ المیر سر کی اسسٹنٹ نا ہوتی تو میں ضرور اسے اپنی اسسٹنٹ رکھتی وشمہ اچھی لڑکی ہے۔"

کچھ زیادہ ہی ہنستے ہوئے وہ اس سے کہہ رہی تھی۔ ماہم نے بڑے غور سے اسے دیکھا تھا وہ تو اس کے راز سے واقف تھی اس لیے چپ رہی لیکن عروسہ کی تفشی نہیں ہو سکی۔

"مجھے تو کچھ اور ہی معاملہ لگتا ہے۔" اس نے ہوا میں تیر پھینکا

"کیسا معاملہ؟" وہ بھی بے نیاز بنی۔

"یہ تو تم بتاؤ گی نا۔"

"جب کچھ ہے ہی نہیں تو بتاؤں گی کیسے۔" اس نے سبز شربت حلق کے ذریعے نیچے اترا۔

"تم اپنا بتاؤ خیام سر کے ساتھ تمہاری سٹوری کہاں تک پہنچی؟" وہ سب ہی ایک دوسرے کی فیلنگز سے آگاہ تھے عروسہ نے اس بات پر ٹھنڈی آہ بھری۔

"سب مرد ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔" یہ بات اس نے فریحہ کے ساتھ خیام کے رویے کو رکھ کر کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یوں بھی میں زیادہ دل کو ان کی طرف مائل نہیں کرتی کیونکہ کہیں نا کہیں مجھے یقین ہے کہ وہ مریم سے شادی کر لیں گے اور ویسے بھی ہم دونوں میں آج تک اعتراف محبت نہیں ہوا اس لیے میں کوئی خوش فہمی نہیں پالتی۔"

اس نے حقیقت کا دامن ہاتھ سے چھٹنے نہیں دیا تھا اس لیے اتنے وثوق کے ساتھ

بول گئی۔سندس کو اس کے اعتماد پر رشک آیا وہ بھی تو بھلا خود کو سمجھا سکتی تھی لیکن سمجھا نہیں پا رہی تھی۔

"تم اچھا سوچتی ہو۔" وہ اس سے کہہ رہی تھی دوسری جانب وشمہ صوفے پر بیٹھی بین ٹین دیکھنے میں مگن تھی۔وہ بین ٹین کم دیکھ رہی تھی فون پر زیادہ فوکس تھا جو صبح سے خاموش پڑا تھا کوئی بیل بجتی وہ اٹھاتی اور بے دلی سے رکھ دیتی اپنے دل کی اس کیفیت پر وہ خوب کڑھ رہی تھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کس سے کہے کس سے بات کرے کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

"بد تمیز،اکڑو، جیلر ہٹلر کہیں کا۔" پاپ کارن کو کھاتے ہوئے وہ اسے دل ہی دل میں ان حسین القابات سے نواز رہی تھی اسے خود پر غصہ آیا کہ وہ کیوں عروسہ اور کے ساتھ نہیں گئی۔ایک فیصلہ کر کے وہ کھڑی ہوئی کپڑوں پر ہاتھ پھیرا دوپٹہ شانے پر لٹکائے پرس تھامتی وہ چور راستے سے باہر آ گئی اس نے کال ملائی تھی۔

"تم لوگ کہاں ہو؟" وہ دانستہ سندس سے پوچھ رہی تھی کیونکہ اس نے اس کا خود

سے کٹ جانا محسوس کیا تھا۔وہ جلد ہی بس اب اذان کا بھانڈا پھوڑ دے گی وہ جان گئی تھی سندس اس کے بارے میں غلط سوچ رہی ہے جو کہ اسے پسند نہیں آ رہا تھا۔ ایڈریس لے کر وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں پہنچی ابھی اس نے گیٹ کو کراس ہی کیا تھا کہ المیر کو دیکھ کر اس کا سانس حلق میں اٹک گیا۔وہ چند ایک لوگوں کے ساتھ وہاں موجود تھا دکھنے میں تو کوئی بزنس میٹنگ ہی لگ رہی تھی کیونکہ المیر اور ان لوگوں کا حلیہ ایسا تھا۔یکدم اس کی نگاہیں اس فریحہ پر پڑی وشمہ کا بڑا ہی برا منہ بنا وہ جو چھپ کر اندر جانے کے موڈ میں تھی اس نے اذان کو فون کیا۔

"کہاں ہو تم؟"کونے میں کھڑے ہو کر وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

"میں راستے میں ہوں شاپنگ کرنے آیا تھا کیوں خیریت۔"اس کے آس پاس سے واقعی شور بلند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔وشمہ نے اسے ایڈریس دے کر فوراً آنے کو کہا وہ نزدیک ہی تھا تبھی دس منٹ میں پہنچ گیا بائیک کو پارک کر کے وہ اس تک آیا۔

"کیوں اتنی جلدی بلایا سب ٹھیک تو ہے؟" وہ اس کے فوراً اس جگہ پہنچو والے حکم پر گڑبڑا گیا تھا تبھی چہرے پر پریشانی طاری کر کے پوچھا۔

"سب ٹھیک ہے بس مجھے تمہارے ساتھ ڈنر کرنا تھا اندر سندس بھی موجود ہے۔ اچھا موقع ہے تمہارے پاس اسے اوکے کا سائن دینے کا دیکھو وہ ہمارے بارے میں غلط سوچنے لگی ہے جو کہ مجھے اچھا نہیں لگ رہا تم جلد از جلد اسے اس بات سے آگاہ کر دو۔"

المیر اور گارڈن میں بیٹھے تھے۔ وہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ چلتی ہوئی ان کے سامنے سے گزرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ اس نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنایا اور گارڈن کی سمت بڑھنے لگی حالانکہ وہ فرنٹ سے بھی ہال میں جا سکتی تھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اسی طرف منہ کیے المیر نے ایسے ہی نگاہ اٹھائی اور پھر وہ جھکنا بھول گئی۔ ان آنکھوں میں شاک تھا دکھ اور بے یقینی بھی، وہ ان دونوں کو ساتھ چلتا دیکھ اذیت میں مبتلا ہوا۔ کیا وہ واقعی اس لڑکی کو کسی کے ساتھ شئیر کر سکتا ہے ہر گز

نہیں !اس نے گھڑی کو دیکھا ساڑھے نو کا ٹائم تھا دانت پیستے ہوئے وہ اسے اگنور کرتا واپس اپنی سابقہ پوزیشن میں بیٹھ گیا۔

وشمہ نے اسے خود کو تکتا پالیا تھا خیام نے بھی اسے دیکھا۔وہ ایسے ان کے پاس سے نکل گئی جیسے انہیں دیکھا ہی نا ہو اذان نے تو واقعی نہیں دیکھا تھا کیونکہ اس کا رخ وشمہ کی جانب تھا۔وہ دونوں ہال میں چلے آئے سندس نے بڑے برے دل کے ساتھ اس منظر کو نگلا اور بے چین سی بیٹھ گئی۔

"کیسے ہو تم سب؟"اذان نے خوش دلی سے پوچھا اور کرسی کھینچ کر سندس کے ساتھ بیٹھ گیا وشمہ نے ماہم کے ساتھ جگہ بنائی تھی۔

"ہم ٹھیک ہیں تم کیسے ہو؟"ماہم نے معنی خیزیت سے پوچھا اذان کو ان کی معنی خیزیت ایک آنکھ نہ بھائی اس نے فیصلہ کیا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔"اسے عروسہ اور ماہم کی نگاہیں واقعی عجیب لگیں۔اس نے وشمہ کی جانب دیکھا جو کاندھے اچکا گئی۔اس نے غیر محسوس طریقے سے

سندس کی جانب اپنی کرسی کھسکائی اور اس کے گھٹنے پر رکھا اس کا ہاتھ تھام لیا۔وہ حیرت کے غوطے میں ڈوبی اسے دیکھنے لگی۔وشمہ اس سے دور بیٹھی تھی پھر اس نے اس کا ہاتھ کیوں تھاما وہ اسے دیکھ رہی تھی۔

اذان نے گہرا سانس لیا اور پھر وہ بات کہہ دی جسے کہنے میں اسے آسمان سر کرنے جتنی مشکل درپیش آرہی تھی۔

"میں۔" وہ رکا پھر بات کو وہیں سے جوڑا۔"سندس کو پسند کرتا ہوں۔"

ماہم اور عروسہ کو یکدم جھٹکا لگا۔دونوں نے ان دونوں کو حیرت سے دیکھا۔سندس بھی چکرا کر رہ گئی جبکہ وشمہ کے لبوں پر بڑی پیاری سی مسکان کھل گئی تھی۔

"مطلب؟" یہ جذباتی ماہم تھی جس نے جھٹ اس سے پوچھا تھا۔

.....

"میں۔" وہ رکا پھر بات کو وہیں سے جوڑا۔"سندس کو پسند کرتا ہوں۔"

ماہم اور عروسہ کو یکدم جھٹکا لگا دونوں نے ان دونوں کو حیرت سے دیکھا۔سندس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھی چکرا کر رہ گئی جبکہ وشمہ کے لبوں پر بڑی پیاری سی مسکان کھل گئی تھی۔

"مطلب؟" یہ جذباتی ماہم تھی جس نے جھٹ اس سے پوچھا تھا۔

"مطلب یہ کہ مجھے سندس سے محبت ہے کیا تمہیں مجھسے ہے؟" اس نے ایک سانس میں پوچھا۔ وہ نمی والی آنکھوں کے ساتھ ہاں نا اور پھر ہاں میں سر ہلا گئی۔

اسے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ سب سچ ہے۔

"ہم نے اچھا سرپرائز تمہیں دینا تھا لیکن چونکہ تم تینوں کے پٹڑی سے اترے دماغ میں الٹی سیدھی چیزیں چل رہی تھیں اس لیے اذان کو ابھی کہنا پڑا لیکن میری مانو تو ابھی اسے سیکرٹ ہی رکھو تب تک جب تک اذان تمہیں ویسے پرپوز نہیں کر دیتا جیسے وہ کرنا چاہ رہا تھا۔"

وشمہ کے بات سے سب متفق ہوئے تھے۔ خوب باتیں اور سیلیبریشن کرنے کے بعد وہ دونوں ان دونوں کو الگ چھوڑنا چاہتے تھے لیکن یہ سندس تھی جو شرم کے بوجھ سے اور خوشی کے احساس میں دب کر ماہم کا ہاتھ تھامے وہاں سے چلی گئی۔

عروسہ بھی پھران کے پیچھے بھاگی تھی وشمہ نے انہیں جیلر کی موجودگی کا بتادیا تھا تبھی وہ تینوں چھپتی چھپاتی وہاں سے گئی تھیں۔یہ تو نڈر وشمہ تھی جو جانے کو مچلتے اذان کو تھامے بیٹھی رہی وہ دونوں ابھی اس بات پر یقین کر ہی رہے تھے جب کوئی اپنے دونوں ہاتھ میز پر رکھ کر جھکا۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے کیا آپ دستیاب ہو سکتی ہیں؟"

یہ المیر تھا جو اپنی ٹھنڈی آواز میں اس سے پوچھ رہا تھا۔اس کی نگاہیں بھی وشمہ پر ہی جمی تھیں۔اذان اسے دیکھ کر ہی کھڑا ہوا مگر اس کے اشارہ کرنے پر بیٹھ گیا۔وشمہ نے اذان کی جانب دیکھا اور اس پزے کی طرف بھی جس کے تین سلائس بچے تھے وہ کھا چکے تھے۔یہ پیک کرنے کیلئے رکھا تھا لیکن وشمہ نے اسے درمیان میں لانا مناسب سمجھا۔

"لیکن ہم تو ابھی کھا رہے ہیں ہے نا۔"اذان جو نفی میں سر ہلانے والا تھا اس کے آنکھیں دکھانے پر ہاں میں منڈی کو ہلا گیا۔

المیر نے نچلا لب دانتوں میں لیا کچھ دیر خاموش رہا پھر کچھ بھی کہے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ وشمہ کو اس کا اس طرح جانا اچھا نہیں لگا وہ ہر وقت بغیر کچھ کہے چلا جاتا تھا۔ اس نے مڑ کر المیر کو دیکھا پھر سیدھی ہو بیٹھی۔

"سن لیتی، ہو سکتا ہے کچھ ضروری بات کرنی ہوں انہوں نے۔"

اس نے اذان کی بات کو اگنور کیا تھا۔ کونسا آفس ٹائم تھا جو وہ اس کی بات سن لیتی اور یوں بھی وہ کیوں اس کی بات سنے وہ کونسا صبح سے اسے بھاؤ دے رہا تھا۔ اس نے تو اپنا وقت فریحہ کے ساتھ اچھا کیا تھا اور ویسے بھی وشمہ نے خود کو سمجھا لیا تھا کہ اس کی اور المیر کی دوستی ہونا ممکن نہیں ہے۔

www.novelsclubb.com

وہ دونوں کچھ دیر بعد باہر نکلے تو دیکھا المیر فریحہ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتا ہوا جا رہا ہے۔ وشمہ نے اذان کی بائیک پر خود کو ٹکایا اور بوجھل دل کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔ اس کا دل کیوں بوجھل تھا یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

رات کے ساؤں میں وہ کاؤچ پر نیم دراز سا تھا۔ کمرا اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ بھاری پردوں نے چاند کی چاندنی کو بھی اندر آنے نہیں دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی اندھیری سرنگ میں آن بیٹھا ہو جدھر سے روشنی کی معمولی سی جھری بھی نا دکھتی ہو۔ المیرا اس سیاہی میں ڈوبے کمرے میں چھت پر نگاہ کیے بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں اس اندھیرے کی اس قدر مانوس ہو چکی تھیں کہ وہ صاف صاف سب کچھ دیکھ سکتا تھا حالانکہ کوئی بھی پہلا آنے والا شخص اس کے کمرے میں پھیلی عجیب سی سیاہی سے خوف کھا بیٹھے۔ اس سیاہی میں وہ بے چین اور پژمردہ تھا۔ اس کے دماغ میں سوچوں کا ہجوم تھا اور دل کسی بھی نتیجے سے خالی، وہ کیا کرے کیا نہ کرے کی دہلیز پر بوکھلایا ہوا سا کھڑا تھا کہ کوئی تو سبیل نکلے کوئی تو راہ سجھائی دے۔

"میں صرف اسے دوست بنانا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں وہ میری دسترس میں کبھی نہیں آسکتی۔ میں دلوں سے کھیلنے والا خود غرض انسان نہیں ہوں۔"

کافی دیر کے بوجھل پن کے بعد جیسے وہ اس اندھیرے میں خود سے ہی ہم کلام تھا۔

تاریکی میں ڈوبے عالم میں اس کی آواز سرگوشی سے کم نہ تھی۔

"اچھا کیا واقعی اگر ایسا ہے تو پھر اسے اذان کے ساتھ دیکھ کر تم اتنے ڈسٹرب کیوں ہو رہے ہو مان لو کہ تم اسے صرف اپنا سمجھنے لگے ہو۔"

اس کی بات کے جواب میں یہ آواز آئی تھی یہ کس کی تھی؟اس کی خود کی یا پھر اس کمرے میں موجود ہر شے کی یا پھر یہ اس کا دل بولا تھا۔

"وہ میری ہے میں جانتا ہوں مگر وہ میری کبھی نہیں ہو گی یہ بھی میں جانتا ہوں شاید اس لیے کیونکہ وہ اذان کو پسند کرتی ہے۔"

وہ کاؤچ پر سے اٹھ آیا تھا۔کھڑکی تک وہ میانہ روی سے چلا پھر کھینچ کر پردے ہٹا دیے۔چاندنی تو جیسے اسے موقع کے انتظار میں بیٹھی تھی یکدم اس کے بدن کو چھوتی آس پاس کمرے میں اپنی دودھیالائنیں بچھانے لگی۔

"اور یہ سب جاننے کے بعد بھی تم اسے اس بری طرح سوچ رہے ہو کتنا غلط کر رہے ہو نا تم، بھول جاؤ اسے اپنی پوزیسونس کو دور کر دو ورنہ پھر بہت کچھ غلط

ہو جائے گا۔"اس نے سیل فون نکال لیا نگاہوں کے سامنے بار بار اذان اور وشمہ کا چہرہ آ رہا تھا۔اس نے وقت دیکھا پھر نمبر ڈائل کر دیا۔

"کچھ غلطیاں ہو ہی جائیں تو اچھا ہے۔"

بیل جا رہی تھی وہ اس کے فون اٹھانے کا منتظر تھا۔

"کچھ غلطیاں پھر عمر بھر کا روگ بن جاتی ہیں۔"تنبیہ ہوئی مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔

"کوئی ٹینشن نہیں۔"دوسری بیل گئی۔

"ہاں تم تو ویسے بھی لاپرواہ ہو خود سے،دکھ سہنے کی عادت جو ہو گئی ہے۔"چوتھی بیل کے اینڈ پر فون اٹھا لیا گیا۔

اذان اسے ڈارپ کر گیا تھا وہ چور راستے سے اندر آئی تو دیکھا وہ تینوں اس کی منتظر تھیں۔سب کے چہرے کھلے ہوئے تھے اور آنکھوں میں اشتیاق تھا۔وہ تینوں وہ سب سننا چاہتی تھیں جو اذان نے اسے بتایا تھا مگر وہاں بھی وشمہ تھی بھلا کیونکر کسی

کو کچھ بتاتی۔

"نا بابا اگر تم لوگوں کو جاننا ہے تو اذان سے سننا میں کچھ بھی نہیں بتانے والی اس نے اتنا یقین کر کے مجھے اپنے راز میں شریک کیا اور میں اس راز کا بھانڈا پھوڑ دوں ایم سوری۔"

وہ ہاتھ کھڑے کر کے وہاں سے بھاگی تھی حالانکہ عروسہ نے اسے پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ غڑاپ سے اپنے کمرے میں لاک ہو گئی۔بیگ کو بیڈ پر ڈالتے ہوئے وہ یکدم سنجیدہ ہوئی۔اس نے سیل نکال کر دیکھا وہاں کوئی پیغام نہیں تھا۔ اس کے دل میں اداسیاں بھرنے لگیں یکدم سیل کی ٹون بجی اس نے جھٹ سے نمبر دیکھا اور وہیں اس کا دل نیچے گر گیا وہ میسج تھا اور اس میں لکھا تھا۔

"کل ملتے ہیں۔"

سیل فون کو بیڈ پر پھینک کر وہ فریش ہونے چلی گئی واپس آئی تو ایک اور میسج اس کا منتظر تھا اس میں جگہ کا نام اور وقت درج تھا۔اس نے بے دلی سے خود کو بیڈ پر گرایا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور انسٹا گرام پر المیر کی پروفائل چیک کرنے لگی۔ جسے اس کا انسٹا کا مینجر سنبھالتا تھا۔ وہ اس کی پروفائل کو سکرول کرتی گئی پھر اس نے خود کو ایک تصویر پر رکا لیا۔ اس تصویر میں وہ آنکھیں سکیڑے کسی کو دیکھ رہا تھا۔ کس کو یہ تو نہیں پتا تھا بس اس کے چہرے کو ہی فوکس میں لیا ہوا تھا وہ اس کا چہرہ دیکھے گئی۔

"لوگ مجھے بہت برے برے القابات سے نوازتے ہیں جیسے

خرانٹ، کھڑوس، جیلر، ہٹلر اور چنگیز خاں اور میں یہ سب سن کر حیران ہوتا ہوں کیا میں واقعی یہ سب ہوں یا پھر ان سے مماثلت رکھتا ہوں اگر ہاں تو یہ خاصی تشویش ناک بات ہے۔ مجھے اس کے بارے میں ضرور سوچنا چاہیے۔"

منال جاتے ہوئے المیر کی کہی بات اس کے دماغ میں گونجنے لگی وہ بوجھل دل کے ساتھ مسکادی۔

"کیونکہ ان سب کا ریکارڈ خاصا خراب رہ چکا ہے اور میرا نہیں خیال کہ میں نے کبھی ان جیسے کام کیے ہوں۔ اب غصے کی بنا پر کسی کو ان سے ملا دینا بھی تو زیادتی ہے نا

یوں بھی نام اور القابات کا بڑا اثر پڑتا ہے انسان کی شخصیت پر۔"

وہ اس کی آنکھوں کو دیکھے گئی۔ وہ تیز بھوری تھیں روشنی میں تو یہ شیشے کا گمان دیتی تھیں۔ اس نے اس کی آنکھوں کو زوم کیا چمکتی ہوئی آنکھیں اب پوری سکرین پر تھیں۔

"مرد کی نظریں عورت کے دل میں جا کر لگتی ہیں خواہ وہ غصے میں بھری ہوں یا پھر محبت میں ڈوبی ناراض ہو یا مطمئن وہ جس نظر سے عورت کو دیکھتا ہے وہ نظر عورت کو لے ڈوبتی ہے۔ پہلی نظر آخری روگ لگا جاتی ہے اس لیے اپنی آنکھوں کی حفاظت کیا کرو میں نہیں چاہتی میری بچی کے دل کو کوئی روگ لگے۔"

وشمہ نے سیل فون سائیڈ پر رکھ دیا۔ پہلی نظر میں ہی المیرا سے بہت اپنا اپنا سا لگا تھا۔ اس اپنے پن کے پیچھے کیا بات ہے یہ اسے بعد میں ہی پتا چلا، اس میں اس کی امی اور چھوٹی بہن کی مماثلت تھی وہ کافی حد تک ان کی طرح لگتا تھا تبھی دل نے اسے ویلکم کرنے میں دیر نہیں لگائی اور وہ اس کیلئے خود کو انسیت کی انتہا پر دیکھنے لگی۔ سر

کے نیچے بازوؤں کا تکیہ بنائے وہ ان ہی سوچوں میں گم تھی جب اس کا سیل گھوں گھوں کر اٹھا۔ پہلی بیل اس نے اگنور کی، دوسری پر اس نے بے زاریت سے سیل کی جانب دیکھا اور تیسری پر وہ جھٹ اٹھ بیٹھی۔ یہ المیر کی کال تھی پر وہ کیوں اسے اس وقت کال کر رہا تھا؟ بارہ کا وقت تھا اس نے تھوک نگلتے ہوئے چوتھی بیل کے اینڈ پر اس کی کال رسیو کر لی۔

"اسلام علیکم۔" سلام کرتے ہوئے وہ بیڈ پر بیٹھی خود کو ڈریسنگ کے شیشے میں دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے کی رنگت اس کال سے سرخ پڑ چکی تھی وہ اس رنگ کو دیکھ کر ٹھٹھکی۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم اسلام، کیا میں نے تمہیں ڈسٹرب کیا؟" اسے المیر کی آواز خفا اور بجھی سی لگی تھی۔ اس نے ماتھے پر تیوری ڈال کر سیل فون کو کان سے ہٹا کر دیکھا۔

"نہیں تو۔" ہلکی سی آواز میں کہہ کر وہ اس کے بولنے کی منتظر رہی۔

"ایکچوئلی تم اذان کے ساتھ تھی اسلیے پوچھا۔" اب اسے اس کی آواز خفا کے ساتھ

ساتھ تھوڑی تلخ بھی لگی۔اسے المیر کے منہ سے نکلے یہ الفاظ قطعی پسند نہیں آئے تھے۔

"صرف میں ہی نہیں عروسہ،ماہم اور سندس بھی وہاں تھے اور یوں بھی میں کسی کے بھی ساتھ اتنی رات کو باہر نہیں رہتی آپ بھی تو اس فریحہ کے ساتھ تھے نا۔" وہ اس سے زیادہ تلخی سے بولی تھی آئے بڑے اسے باتیں سنانے والے۔

"میں بھی اکیلا نہیں تھا میرے ساتھ بھی باقی لوگ تھے۔" وہ اس وضاحت پر سر جھٹک کر رہ گئی۔دونوں میں کچھ دیر خاموشی رہی پھر المیر نے ہی بات کا آغاز کیا۔

"تم سب وہاں تھے اچھا وقت گزارنے گئے تھے۔میں بزنس میٹنگ کر رہا تھا یعنی انجوائے تم لوگوں نے کیا میں تو کام میں بزی تھا۔"

وشمہ پاؤں سے کارپٹ کو رگڑنے لگی۔اسے المیر کی آواز کچھ ڈسٹرب کر رہی تھی۔ وہ یہ سب کہہ رہا تھا لیکن ان سب میں اس کا لہجہ عجیب سی پہلی لیے ہوئے تھا نامعلوم سا شکوہ ہو جیسے۔

"آپ پریشان ہیں؟" بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔

"تمہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" بھاری آواز اور بجھی سی تھی۔ "تم نے تو میری بات بھی نہیں سنی تھی۔"

وشمہ نے لبوں کو تر کیا۔

"میں آپ کے ساتھ ساتھ اذان کی بھی دوست ہوں کسی کو یوں چھوڑ دینا اچھا تھوڑی ہوتا ہے۔" اس نے بھی خفا لہجے میں کہا۔

"ٹھیک کہا کسی کو یوں چھوڑ دینا اچھا نہیں ہوتا اینی وے انجوائے یور فرینڈ شپ۔"

اس کی آواز پھر سے روڈ المیر میں تبدیل ہو گئی۔

"یہ کیا بات ہوئی بھلا اب۔" اسے المیر کا یکدم اکھڑنا اچھا نہیں لگا۔

"یعنی اب آپ میرے ساتھ مزید دوستی نہیں رکھنا چاہتے۔"

"میں نے ایسا نہیں کہا ٹھیک ہے میں تھوڑا روڈ ہو گیا۔" اس نے بات کو کور کیا تھا۔

"آپ نے کہا نہیں لیکن مجھے آپ کا مطلب تو یہی لگا۔" المیر نے ماتھا کھجایا اور بات

کا رخ بدلنا ہی مناسب سمجھا۔

"ویسے تم لوگوں نے رول توڑا ہے اتنی رات کو باہر جانا الاؤڈ نہیں ہے۔" وشمہ جلدی سے بولی۔

"دراصل اذان نے سندس کو پرپوز کرنا تھا اس لیے ہمیں جانا پڑا اب کیا آپ ہم لوگوں سے فائن لیں گے یا پھر گارڈ کو الرٹ کروادیں گے، پوچھ اس لیے رہی ہوں کیونکہ مجھے لگ رہا ہے آپ ایسا ہی کریں گے۔" (جیلر جو ہیں)

اسے نہیں پتا تھا وہ کیا بات کر گئی ہے المیر کے ہاتھ سے فون چھوٹتے چھوٹتے بچا۔ وہ ورطہ حیرت میں گھرا بس ایک ہی بات پر اٹک گیا کہ اذان نے سندس کو پرپوز کرنا تھا۔ اس نے تو وشمہ کی باقی بات سنی بھی نہیں کہ وہ کیا بولے جا رہی ہے۔ وہ اسے درمیان میں ٹوک گیا۔

"ایک منٹ ایک منٹ، ابھی تم نے کیا کہا؟" اس کا دل پنڈولم کی طرح جھولنے لگا تھا اب بس اسے وہی سننا تھا جو وشمہ نے کچھ دیر قبل کہا تھا نہیں تو اس نے گر جانا

ہے۔

"کیا یہی کہ آپ گارڈ کو الرٹ کر دیں گے؟" المیر نے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سر کو اونچا کیا افف اس کی کم عقلی بھی نا۔

"نہیں اذان اور سندس کی بات پر پوزنگ والی۔" لبوں کو تر کرتے دل کی بڑھتی رفتار کو گہرا سانس لیکر اس نے نارمل کرنے کی سعی کی وہ ہمہ تن گوش ہوا۔

"ہاں نا اذان نے سندس کو پرپوز کیا ہے آج، یہ بات سیکرٹ ہے آپ کو اسی لیے بتائی کیونکہ میں جانتی ہوں آپ اور کسی کو نہیں بتائیں گے۔ وہ جلد ہی اسے آفشلی طور پر سب کے سامنے پرپوز کرے گا۔ اسے بہت پسند جو کرتا ہے۔"

اور پھر المیر کے دل نے ایکسلاریٹ کی سپیڈ پکڑ لی۔ اسے لگا پورا چاند اس کے سر پر آن کھڑا ہوا ہے اور وہ اس کی روشنیوں میں پورا پورا ڈوب گیا ہے۔ اسے یکدم اپنے کمرے کے اندھیرے سے وحشت ہونے لگی آگے بڑھ کر اس نے ریموٹ ڈھونڈا اور تمام کمرے کو روشنیوں میں ڈبا دیا بالکل ایسے جیسے اس سے اس کا دل اس میں

ڈوبا ہوا تھا۔

"اذان سندس کو پسند کرتا ہے۔" اپنی آواز میں موجود اندیشوں کو اس نے جھٹک کر پیچھے گرایا۔

"ہاں اور وہ کسے پسند کرے گا بھلا؟ وہ اسے چاہتا ہے ہم دونوں اسی بارے میں پلان کیا کرتے تھے۔ اس سب میں اسے میری مدد درکار تھی۔ سندس میری دوست جو ہے۔"

"کیا تم میرا ساتھ دو گی؟"

"مرتے دم تک۔"

www.novelsclubb.com

حیرت کے بادل چھٹے، دل نارمل ہوا۔ المیر کے لب پھیلے اور پھر سے وہ سر کو پیچھے گرا کر قہقہ لگایا گیا۔ وشمہ نے اچنبھے سے سیل فون کو کان سے ہٹا کر دیکھا اور پھر واپس اسے کان سے لگا لیا۔ وہ ہنس رہا تھا ہنستا گیا اتنا ہنسا کہ وشمہ کے لب بھی پھیل گئے وہ مسکراتے اور نا سمجھی والے چہرے کے ساتھ اسے سن رہی تھی۔

"آپ کیوں اس طرح ہنس رہے ہیں۔" بلا آخر اس نے پوچھ ہی لیا۔ وہ الجھی ہوئی بھی تھی اور محظوظ بھی، المیر نے گہری سانس بھر کر خود کو مزید ہنسنے سے باز رکھا۔ وشمہ نے اس کی یہ گہری سانس بغور سنی تھی۔

"کچھ نہیں صبح ملتے ہیں۔"

کال کٹ گئی تھی۔ وہ فون کو دیکھتی شانے اچکاتی سونے کیلئے لیٹ گئی ہاں اس کے لب ضرور پھیلے ہوئے تھے کچھ بھی ہوا تھا وہ ہنسا تو تھا۔

المیر نے سیل فون بیڈ پر اچھالا اور روم فریج سے پانی کی بوٹل نکال کر پینے لگا۔ اس کے دماغ میں وہ سب چلنے لگا جو وہ سوچتا آرہا تھا۔ غلط فہمیاں کیسے پیدا ہوتی ہیں اسے اب معلوم ہو رہا تھا اور وہ اپنی بے وقوفی پر بار بار مسکائے جا رہا تھا۔ کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ ابھی کچھ دیر قبل پژمردگی میں گھلا شخص تھا جو اپنی زندگی سے عاجز آرہا تھا۔ اس نے سونے کی کوشش کی ندارد، نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ اس نے سلیپنگ پلز لیں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اسے یہ تو پتا تھا کہ جب وہ شدید ڈپریس

ہوتا تھا تو اسے سلیپنگ پلز سے بھی نیند نہیں آتی تھی وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ خوشی کی انتہا پر بھی اس کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے۔ مگر وہ خوش کس لیے تھا اس لیے کہ اذان اور وشمہ کا کوئی تعلق نہیں تعلق تو وہ بھی نہیں بنانا چاہتا تھا پھر یہ خوشی کیسی؟ اس نے بری سوچوں کو ذہن سے جھٹکا اور ڈھائی بجے کے قریب اس نے خیام کا دروازہ کھٹکھٹایا حالانکہ وہ کبھی ایسا نہیں کرتا تھا لیکن کر رہا تھا۔ بہت سی چیزیں ویسے بھی انسان نہیں کرنا چاہتا لیکن وہ ہو جاتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی سہی۔

"کیا ہے کیا ہوا؟" شارٹس اور بنیان میں اڑے حواسوں کے ساتھ نیند میں ڈوبی آنکھیں لیے خیام فکر مندی سے اس سے پوچھ رہا تھا۔ المیر نے اپنی ہالف آستینوں والی ٹی شرٹس کے بازو کندھوں پر جمار کھے تھے وہ اپنے مسلز رگڑتا اسے دیکھ کر گویا ہوا۔

"وہ دراصل۔" اس نے ڈرامائی وقفہ لیا۔ ایکچوئلی۔" سچوئیشن بتانے میں اسے سبکی ہو رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بول بھی چکو۔" خیام نے زلزلوں میں دبی آواز سے پوچھا اور اگلی بات سن کر اس کا دل کیا وہ سامنے کھڑے لڑکے کو زلزلے کے سبب ہوئے ملبے کے نیچے دبا دے۔

"مجھے نیند نہیں آرہی۔" خیام کی پوری آنکھیں پھیلیں۔

"ہیں کیا کہا؟" اس نے جیسے تصدیق چاہی تھی۔ ہو سکتا ہے اسے نیند میں یہ سب سنائی دے رہا ہو۔

"یار نیند نہیں آرہی مجھے۔" وہ جھنجھلایا تھا۔

"تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ تیری آیا تو ہوں نہیں ہوں جو تجھے لوری سناؤں گا اور سو جائے گا۔ نیند نہیں آرہی تو سلیپنگ پلز لے۔" وہ بدمزا ہوا تھا خوامخواہ سے ڈسٹرب کیا۔

"سلیپنگ پلز لی تھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔" خیام نے بڑی غور سے اسے دیکھا۔ وہ پریشان تو کہیں سے نہیں لگ رہا تھا البتہ اس کے چہرے پر دیکھی جانے والی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تمتماہٹ تھی۔

"تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔" المیر اس کی سائیڈ سے نکل کر اندر آ گیا اور ٹی وی کے پاس رکھی سیڈیز دیکھنے لگا۔

"میں نے سوچا تیرے ساتھ کچھ وقت بتالوں یہ چرنوبل ہے نا کیسی ہے؟" اس نے ایک سی ڈی اٹھا کر اس کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ خیام اس کے ارادے سے آگاہ ہوا اور آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے وہ سی ڈی لے لی۔

"بھائی جی مجھے صبح آفس جانا ہے اور نیند کا غلبہ مجھ پر بری طرح طاری ہے۔ اگر تو آپ کو میری کمرے میں رہنا ہے تو پھر تمام لائٹس آف کر کے یا تو اس بیڈ پر یا پھر وہاں اس صوفے پر چپ چاپ لیٹنا ہو گا۔ کیونکہ یہ آپ ہیں جنہیں نیند نہیں آ رہی لیکن وہ میں ہوں جو سونا چاہتا ہوں۔"

المیر نے اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا۔

"اس سے اچھا آئیڈیا ہے میرے پاس۔" وہ اس سی ڈی کو اٹھاتا باہر آیا اور ایل ای

ڈی میں لگا کر وہ مووی دیکھنے لگا کب اسے وہ مووی دیکھتے دیکھتے نیند آئی اسے پتا ہی نا چلا۔

صبح کی کرنوں کے اٹھانے سے خیام تیار ہو کر جو نہی باہر آیا اسے دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔اس کا ایک پاؤں صوفے پر تھا اور دوسرا نیچے فولڈ ہوا تھا۔ریموٹ والا ہاتھ بھی جھول رہا تھا اور اس ہاتھ کے عین نیچے ریموٹ گرا ہوا پڑا تھا۔ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کچھ دیر پہلے ہی سویا ہو۔

خیام دبے پاؤں اس تک آیا۔آہستہ سے اس کے ہاتھ کو صوفے پر رکھا پاؤں سیدھا کیا اور اس کے کمرے سے چادر لا کر سینے پر رکھے ہاتھ تک ڈال دی۔پر سکون سا سویا ہوا المیر اسے دل کے بہت قریب لگا۔اس کی تصویر اتار کر اس نے ٹی وی آف کیا اے سی کی سپیڈ بڑھا کر وہ آفس کے لیے چلا گیا۔

"دیکھا میں نے کہا تھا نا ایسا کوئی چکر نہیں ہے تم خوامخواہ بے چاری وشمہ سے بدزن

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہو رہی ہو۔" یہ ماہم تھی جو اس سے کہہ رہی تھی۔

"تم ٹھیک کہتی ہو میں شرمندہ ہوں کیا میں اس سے معافی مانگ لوں۔" وہ کمپیوٹر میں ڈیٹا ڈالتی اس سے پوچھ بھی رہی تھی۔

"ہر گز نہیں اگر اسے پتا چل گیا کہ تم اس سب کی وجہ سے اس سے خفا تھی تو وہ بہت اداس ہو گی۔ یہ اچھا نہیں ہے۔"

ماہم نے اسے وارن کیا تھا عروسہ نے پن لبوں میں دبایا اور کہنے لگی۔

"مجھے لگتا ہے اسے پہلے سے معلوم ہے تبھی اس نے اذان سے ایمیجیٹلی پرپوز کرنے کا کہہ دیا نہیں تو اذان بتا رہا تھا اس نے بہت اچھا سرپرائز پلان کیا تھا۔" وہ اداسی بھرے انداز میں کہہ رہی تھی۔ ماہم نے اسے کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"کوئی نہیں غلطیاں انسان سے ہی ہوتی ہیں اچھا یہ آج المیر سر نے کیسے آف لے لیا۔" اس نے کھلی عوام کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا جن کیلئے آج عید کا دن تھا۔

"آف نہیں لیا لیٹ آئیں گے خیام سر نے ابھی بتایا ہے۔"

وہ ابھی یہ بات کر ہی رہے تھے کہ ماہم نے اسے آتے ہوئے دیکھ بھی لیا آخر اس نے کیوں پوچھا اس کے بارے میں وہ حواس باختہ سی کھڑی ہوئی۔

"کیا ہو؟" سندس نے اسے اچانک کھڑے ہوتے دیکھ کر کے پوچھا۔

"المیر سر۔" سندس نے جھٹ سے گردن موڑی۔ وہ ہال کے جانب آتا ہوا دیکھ رہا تھا ماہم نے ایک سو بیس کی رفتار سے دوڑ لگائی اور گلا پھاڑ کر چیخی۔

"المیر سر۔" اس نے بس یہ دو ہی الفاظ بولے تھے کہ ہر جانب ہڑ بڑی مچ گئی۔ ریڈ الرٹ جاری ہوا۔ پزا پارٹی کرنے والوں نے اپنا پزا میز کے نیچے چھپا دیا۔ چیٹ کرنے والوں کا سیل فون پاکٹ میں چلا گیا تھا۔ گاسپس کرنے والے اپنی اپنی سیٹ کی جانب دوڑ اٹھے۔ میوزک سنتے افراد کو جھٹکا دے کر بتایا گیا۔ ان کے ہیڈ فونز اب بیگ میں تھے۔ نیند میں جھولتے افراد چوکس ہوئے۔ فرنچ فرائز کھاتے لوگوں نے انہیں کمپیوٹر کے پیچھے چھپا لیا ساتھ میں پورے ہال میں سپرے بھی کیا گیا تاکہ المیر

کی تیز ناک کھانے کی خوشبو پہچان نہ لے اور وشمہ نے اذان اور دو اور لوگوں کے ساتھ مل کر پب جی کھیلتے ہوئے اپنے سیل کو ڈائریکٹ بند کیا اور بیگ کی جیب میں ڈال دیا۔ المیر کے آنے سے پہلے پہلے سب اپنے اپنے کاموں میں بزی تھے۔ یہ سب فقط تیس سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں ہوا تھا۔ اروی نے المیر کو آتے دیکھا اور اپنے منہ میں موجود آئسکریم کے آخری بائیٹ کو بامشکل نگلا۔ وہ اپنے مصروف سے امپلائز کو دیکھتا ہوا۔ وشمہ کے پاس آیا جو تنہا تھی کیونکہ اذان نے کل رات کو دماغ میں رکھتے ہوئے المیر سے چھپنے میں عافیت جانی تھی۔ اس کا کیا تھا یہیں کھڑے کھڑے بے عزتی کر دے۔

www.novelsclubb.com

"گڈ مارننگ۔" سب اسے گڈ مارننگ کہہ رہے تھے۔ وہ اس کے سامنے آ کر بولا وشمہ نے لبوں کو بامشکل کھینچا اور اسے جواب دیا۔

"گڈ مارننگ۔"

"شکریہ آفس میں آؤ۔" سب سے بچ کر ہلکی سی مسکراہٹ اچھال کر، سب پر

سنجیدہ انداز میں نظر ڈالتا وہ اپنے آفس میں گیا تھا۔اس کے جاتے ہی جیسے سب کے سینوں سے عافیت والی سانس نکلی تھی۔وشمہ بنا دیکھے دو چار فائلز اٹھا کر اس کے کمرے میں آگئی۔دروازہ کھٹکھٹا کر وہ اس کے سامنے تھی۔المیر اپنا کوٹ اتار کر کرسی کے پیچھے لٹکا رہا تھا اسے دیکھ کر بہت معمولی سا مسکایا۔وشمہ نے وہ فائلز اس کی میز پر رکھیں اور کھڑے ہوتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔المیر بھی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا۔

وہ دونوں ہاتھ کرسی کی بیک پر جمائے جھکتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا بات کا آغاز بھی اس نے ہی کیا۔

www.novelsclubb.com

"کل رات جب میں نے تم سے بات کرنے کا کہا تھا تو تم آئی کیوں نہیں تھی۔ تمہیں آنا چاہیے تھا میں خاص تمہارے لیے میٹنگ چھوڑ کر آیا تھا۔"

وشمہ نے شانے اچکائے حالانکہ کل اس موضوع پر بات ہو بھی چکی تھی لیکن پھر بھی اس نے کہا۔بات کا آغاز جو کرنا تھا۔

"کیونکہ میں اذان کے ساتھ تھی اور یوں بھی مجھے باقی بچا پزا کھانا تھا۔" المیر نے نفی میں سر ہلایا یعنی اس کے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں جانے والی۔

"تم پزا کھا چکی تھی بس مجھ سے کترانے کا بہانہ گھڑا تھا بتاؤ کیا بات ہے جس کی وجہ سے تم کل سے کھنچی کھنچی ہو۔" اس نے تھیلے سے بلی نکال ہی دی تو یعنی اسے پتا چل گیا تھا کہ وہ اسے اگنور کر رہی ہے۔

"نہیں کوئی خاص بات نہیں ہے۔" کہہ کر وہ فائل کھولنے لگی المیر کرسی کو چھوڑ اس تک آیا۔ اس کے برابر کھڑے ہو کر پوچھنے لگا۔

"مجھے عام بات ہی بتا دو لیکن پلیز کوئی جھوٹ نہیں۔"

وشمہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر اس کے ٹریڈ مارک کو اپنے ماتھے کی زینت بنایا اور تڑک کر بولی۔

"میں کیوں بھلا جھوٹ بولوں گی اور وہ آپ ہیں جو مجھے بتائیں گے کہ کل آپ اس بری طرح ہنس کیوں رہے تھے سندس اور اذان کی بات سن کر؟ مجھے لگ رہا تھا جیسے

آپ میرے دوستوں پر ہنس رہے ہیں۔"

المیر نے اس کی کھولی ہوئی فائل کو پلٹنا شروع کیا۔

"نہیں میں ان دونوں پر نہیں بلکہ خود پر ہنس رہا تھا کیوں یہ میں نہیں بتاؤں گا۔اب جو بھی تمہارے دل میں ہے اسے جھٹک دو اور ریڈی ہو جاؤ ہم نتھیا گلی جا رہے ہیں ایڈ کیلئے لوکیشن دیکھنے۔"

وشمہ اسے دیکھتی رہی رات والی بے زارگی اور جھنجھلاہٹ اب اس کے لہجے میں مفقود تھی۔یہ آواز تو جیسے قفس سے آزاد ہوتے پرندے جیسی تھی۔اڑان بھرتی محسور کن سی،اس کے دل نے دھڑکنا شروع کیا اور اس دھڑکن میں وہ روہانسی ہو گئی۔

موکا کیفے میں وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ان کی ٹیبل پر فریش فروٹس کی سمودی رکھی ہوئی تھی جسے ان دونوں نے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔وہ بس ایک

دوسرے کو سننے اور کہنے کو وہاں موجود تھے۔اس سمودی کا تکلف تو بس دکھاوی تھا۔

"تم نے مجھے کیوں بلایا یہاں حالانکہ پتا بھی ہے آفس ٹائم میں ایجنسی سے نکلنا کتنا محال ہوتا ہے۔"

وہ سرگوشی کے سے انداز میں یہاں وہاں دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی مبادہ کوئی سن ہی نہ لے۔ان کی میز کے سامنے اور پیچھے کچھ لوگ بیٹھے تھے۔دائیں بائیں جگہ خالی تھی کیونکہ یہ صبح کا وقت تھا اور بہت کم عوام وہاں موجود تھی۔

"تم جانتی ہو میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے پھر بھی یہ سوال، یہ بے تکا ہے۔"

اس نے سمودی کا گھونٹ بھرا تھا پھر اسے رکھا اور کہنا شروع کیا۔

"مجھے تم سے امید بندھ رہی ہے تمہارا کام بھی پسند آرہا ہے یہ بتاؤ تم تو اس کے ساتھ نتھیا گلی جانے والی تھی پھر کیا ہوا جو تم یہاں ہو۔"

وشمہ نے اس سوال پر گہرا سانس بھرا اطراف میں دیکھا پھر جب بولی تو اس کی آواز

پست تھی۔

"فریحہ آگئی تھی میں نے المیر کو موقع دیا کہ وہ اس کے ساتھ جا سکے۔ میں نے سر درد کا بہانہ کیا حالانکہ وہ چاہتا تھا میں اس کے ساتھ جاؤں لیکن پھر فریحہ نے بھی منع کر دیا۔"

وہ اس سے بات کرتے ہوئے بھی اکھڑا اکھڑا تھی۔ سامنے بیٹھی ہستی کے قہقہے سے تو اور سیخ پا ہو گئی۔

"فریحہ۔۔۔ہاں اچھی ہے وہ لیکن تمہیں اس سے زیادہ اچھا ہونا ہے۔ المیر کے ساتھ ساتھ رہو تاکہ اسے تم پر شک نا ہو جائے خیر مجھے یہ بات ہضم نہیں ہو رہی کہ فریحہ کے منع کرنے پر المیر تمہیں لیکر نہیں گیا سٹریٹ۔"

اس نے مزا لیتے ہوئے جیسے اس کا مزاق بنانا چاہا۔ وشمہ نے افسوس زدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"وہ مجھے میرے سر درد کی وجہ سے نہیں لے کر گیا۔ ہم دونوں جانتے ہیں کہ وہ

کس نیچر کا انسان ہے اسے ہمیشہ وہی کرنا ہوتا ہے جو وہ کرنا چاہتا ہے کسی کا حکم ماننا اس کی گھٹی میں شامل نہیں ہے۔یہ بات شاید تم نے ہی مجھے بتائی تھی۔"سامنے بیٹھے انسان نے بھنویں اچکائیں۔

"ویل تم اسے اچھے سے جان رہی ہو ایم امپریسڈ۔"

وشمہ نے اسے کھڑا ہوتے ہوئے دیکھا۔

"اپنے کام پر توجہ دو تم آج کل خاصی غافل ہو گئی ہو۔نیکسٹ ٹائم مجھے اچھی نیوز چاہیے۔"

اس کے جانے کے بعد وہ کافی دیر وہاں بیٹھی رہی پھر وہ اُس پر اور دماغ میں پنپتی سوچوں پر لعنت بھیج کر وہاں سے اٹھی تھی۔موکا کیفے کے پر سکون ماحول سے نکل کر وہ جیسے شور کی دنیا میں واپس آگئی تھی۔ٹریفک کی آوازوں کو نظر انداز کر کے اس نے ٹیکسی لی اور آفس پہنچ گئی۔

"تم کہاں تھیں وشمہ جانتی ہو کیسے میں نے کور کیا اگر کوئی پوچھ لیتا تو میں کیا جواب

دیتا۔"

اذان ہاتھ میں فائل لیے اس کے قریب آکر پھسپھسایا تھا۔ وشمہ نے اسے اس طرح بولنے پر اچنبھے سے دیکھا۔

"تم ایسے کیوں بول رہے ہو المیر سر تو نتھیا گلی گئے ہوئے ہیں نا۔" وہ اپنی سیٹ پر آکر بیٹھی اور کر اس بیگ کو نکال کر میز کے نچلے خانے میں رکھ دیا۔

"ہاں لیکن ابھی ابھی وہ واپس آئے ہیں دو منٹ ہوئے ہیں۔ تمہارا پوچھ رہے تھے میں نے کہہ دیا ریسٹ روم میں گئی ہے۔" وشمہ سانس چھوڑ کر اسے دیکھتی رہی۔ المیر سر اتنی جلدی کیسے واپس آگئے یہ سوال اس کے دماغ میں بری طرح کلبلانے لگا اس نے پوچھ بھی ڈالا۔

"لیکن وہ اتنی جلدی کیسے واپس آگئے انہوں نے تو شام میں آنا تھا نا کیا فریحہ بھی ساتھ ہے؟"

"یہ مجھے نہیں پتا لیکن ہاں فریحہ بھی ان کے ساتھ ہے۔"

وشمہ نے جھٹ سے رخ اس کے آفس کی جانب کیا پھر وہ گولی کی سپیڈ سے اٹھی، کافی بنائی اور اس کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے اس کے سامنے تھی۔فریحہ نے مڑ کر اسے دیکھا

"سر آپ کی کافی۔"

اس نے سائیڈ پر آ کر المیر کے سامنے کافی رکھی۔المیر نے اس میں سے اٹھتی خوشبو کو گہرا سانس بھر کر سونگھا تھا۔نگاہیں اٹھا کر وشمہ کو دیکھا جو اس کی توجہ پا کر مسکرا دی تھی۔

"تھینکس بیٹھیں سر درد کیسا ہے اب؟"اس کے پوچھنے پر وشمہ نے جھٹ فریحہ کے ساتھ والی کرسی تھام لی۔

"بہتر ہے آپ کا شکریہ۔"

"شوٹنگ کیلئے آئی تھنک وہ لوکیشن پرفیکٹ ہے۔میں چاہتی ہوں ہم کل سے ہی اس پر کام کرنا شروع کر دیں تمہاری ٹیم نے ماڈل چوز کر لیا؟"ماڈل کے نام پر وشمہ کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنکھیں چمکیں جھٹ سے ساحر کا چہرہ اس کی نگاہوں میں آیا تھا المیر نے اس کے خیال کو پکڑ لیا۔

"ہاں وہ لوکیشن اچھی ہے اور ماڈل تو عروسہ یا اروی چوز کریں گی۔ پچھلی بار ہم نے مسٹر ساحر سے کام کروایا تھا لیکن واللہ مجھے اس کا کام ایک آنکھ نہیں بھایا صرف دکھنے کا ایکٹر ہے ایکٹنگ وغیرہ اسے کچھ نہیں آتی۔"

وہ فائلز کو الٹ پلٹ کر کے کہہ رہا تھا۔ وشمہ کو اس کی بات قطعی پسند نہیں آئی

"جھوٹا" یہ لقب المیر کو دیکر جیسے اس کے سینے میں ٹھنڈک اتری تھی۔

"لیکن میں نے وہ کمرشل دیکھا ہے انفیکٹ وہ میرے سیل میں ہے۔ میں دکھاتی ہوں کیا غضب کی ایکٹنگ کی ہے اس نے، آپ یقین کریں اگر اس نے یہ کمرشل کر لیا نا تو ریکارڈ بریک کر دینے ہیں۔"

وہ جذباتی اپنا سیل فون اوپن کر کے فریحہ کو وہ کمرشل دکھانے بھی لگ گئی۔ المیر نے کافی پیتے ہوئے بڑے تحمل سے اسے برداشت کیا یعنی حد ہو گئی ایک معمولی

سے ایکٹر کیلئے اتنا اتاولا ہونا افففف۔"جذباتی" جیسے یہ لقب وشمہ کیلئے ہی بنا ہوا اس کا دل برا ہوا تھا۔

"ہاں المیر یہ اچھا تو ہے آئی مین ذبردست ہے۔یہ ٹھیک رہے گا ہمارے کمرشل کیلئے کیا کہتے ہو۔"

المیر نے کافی کا کپ پرچ میں کچھ زور سے رکھا۔

"لیکن مجھے یہ پسند نہیں ہے خاصا ایروگنٹ ہے۔کام میں بھی بہت تنگ کرتا ہے۔ تیس سیکنڈ کے کمرشل کو تین دن پر محیط کر دیتا ہے۔مجھے یہ نہیں چاہیے اس کمرشل میں بسس۔"

www.novelsclubb.com

وشمہ نے اسے چونک کر دیکھا تھا۔یہ ماتھے کی تیوریوں میں اضافہ آواز کا خفا ہونا اکتایا ہوا سا انداز اس کے لب ہلکے سے پھیلے۔"اوہ تو یہ بات ہے آئی سی۔"

"اب اتنا ہینڈسم بندہ نخرے نہ کرے تو وہ ہینڈسم کیسے لگے۔"اس نے سیل فون پر نظریں ڈالیں۔

"کتنا پیارا ہے نا یہ"

المیر اس کے انداز تخاطب پر ہق دق رہ گیا یعنی وہ اس کے سامنے اس طرح کی بات کی جرات بھی رکھتی ہے۔اس نے دانت کچکچاتے ہوئے گرما گرم کافی کا بڑا سارا سپ لیا۔فریحہ بھی بڑی دلچسپی سے اسے دیکھنے لگی۔

"معلوم ہوتا ہے آپ اس کی بہت بڑی فین ہو۔"

اس نے آخر پوچھ ہی لیا۔وشمہ نے بڑی دلفریب مسکان کو لبوں پر جگہ دی المیر نے پہلو بدلا۔

"ایسی ویسی میں تو پہلی نظر میں ہی اس کی فین ہو گئی تھی۔میں ضرور اس کے ساتھ ایک کپ کافی پینا چاہوں گی اور اس کا آٹو گراف بھی کلائی پر لوں گی۔"

"لائک سیریسلی؟"(یہ المیر کی نگاہوں کا پیغام تھا)

بچوں کی طرح اشتیاق چہرے پر سجائے وہ اسے جلانے کو بولی کیوں یہ تو ہو خود بھی نہیں جانتی تھی لیکن اسے مزا آرہا تھا ایسا کرنے میں،اب تو حد ہو گئی تھی المیر کھڑا

ہو گیا۔

"ایکسکیوز می"۔وہ سیل فون نکالتا باہر گیا۔فریحہ نے اسے آواز بھی دی تھی مگر اس نے سنی ان سنی کر دی۔وشمہ جو اسے دیکھنے کیلئے مڑی تھی فریحہ کی آواز پر سیدھی ہوئی۔

"میں اسے تمہارے ساتھ ایک کپ کافی کیلئے انوائیٹ کر سکتی ہوں ایسا اس لیے ہے کیونکہ مجھے تم پسند آئی ہو تم اچھا بولتی ہو۔"

وہ اس کی سونے کی بالیوں جیسی دمکتی سنہری رنگت کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

وشمہ نے ذبردستی خود کو مسکان کے سپرد کیا۔اسے المیر کا پھر سے اس طرح جانا سمجھ نہیں آیا۔وہ فریحہ کے ساتھ بیٹھی رہ گئی۔

روبینہ سے لڑ جھگڑ کر اس نے فیاض کے ٹیسٹس کروا تو لیے تھے مگر اب ان کی رپورٹ ہاتھ میں تھامے وہ ہسپتال کے کاریڈور میں سر پکڑے بیٹھا تھا۔اسے

یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کے اتنے عزیز از جان ڈیڈ کو اتنی مہلک بیماری ہے۔اس نے المیر کا نمبر ڈائل کیا۔

وہ آفس سے نکل کر سیدھا پارکنگ میں گیا تھا۔وشمہ کی فضول گوئیاں اور اس ساحر کے ساتھ لگاؤ اسے ایک آنکھ نہیں بھایا مطلب کوئی لڑکی اس طرح بھی کسی کی فین ہو سکتی ہے کہ اس کیلئے کافی پی سکے اور میرے ساتھ کیسے برے برے منہ بنائے تھے اس نے، حد ہے۔وہ غصے کو کنٹرول کرنے وہاں آیا تھا۔کوٹ سے اس نے سگرٹ نکالی اور اس کے کش بھرنے لگا کہ اس کا فون بول اٹھا نمبر دیکھ کر اس کے ماتھے کے بل گہرے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"بھائی کیسے ہیں آپ؟"

فون اٹھانے پر وہ چھوٹتے ہی بولا تھا۔المیر نے پارکنگ میں کھڑی تمام گاڑیوں کو دیکھا جو سب دھندلی دھندلی سی لگنے لگی تھیں۔

"میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو نوروز؟"اسے اپنی آواز پست لگی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں آپ کو بہت یاد کرتا ہوں، آپ کب لوٹیں گے گھر؟" اس سوال پر بڑی تضحیک آمیز مسکان نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا۔

"میں گھر ہی تو ہوں تم سناؤ کیسے یاد کیا۔" تو یعنی وہ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا وہ کچھ دیر خاموش رہا۔

"ڈیڈ کے بارے میں بات کرنی تھی۔" المیر نے گہرا کش بھرا تھا۔ اس کی آنکھیں یکدم سرخ ہوئیں۔ ان میں جیسے مرچیں بھر گئی تھیں۔ کتنے مزے سے وہ ڈیڈ کہہ دیتا تھا اور ایک المیر تھا جسے سالوں ہوئے اس لفظ کو بھولے۔

"مجھے مسٹر فیاض کے بارے میں کوئی بات نہیں سننی تم نے اگر کچھ اور کہنا ہے تو کہو نہیں تو میں کال کاٹنے لگا ہوں۔ یہ میرے آفس کا ٹائم ہے یہاں مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں۔" نوروز اس کے اس قدر بیگانے رویے پر گڑبڑا گیا یکدم حیرت نے اسے آن لیا۔

"بھائی آپ اتنے سیلفش تو نا تھے۔" المیر کہنا چاہتا تھا تم بھی تو اتنے فرشتہ صفت نا

تھے مگر خاموش رہا۔

"میں اس سے زیادہ ہوں تمہیں کچھ اور کہنا ہے۔" اس نے دور سے وشمہ کو آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ سگرٹ اس نے نیچے گرا کر بوٹوں تلے مسل دی۔

"یہی کہ اللہ آپ کے دل کو پگھلا دے۔" دروازے ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور وشمہ اسے کراس کرتی اس تک آنے لگی۔

"اس نے ایسا کر دیا۔" کال کاٹ کر المیر نے سیل کوٹ میں رکھا۔ وشمہ اس تک پہنچ رہی تھی مگر جیسے جیسے وہ قریب آ رہی تھی اس کے چہرے کے زاویے بگڑتے جا رہے تھے۔ نزدیک آ کر تو اس نے باقاعدہ گہرا سانس اندر کو کھینچا تھا۔ المیر نے جان لیا وہ کیا کر رہی ہے۔

"آپ نے سموکنگ کی ہے؟" دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر ناک چڑھائے ماتھے پر بل ڈالے وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔ المیر نے اس کے انداز کی داد دی اور بھنویں اچکا کر اس کی بازپرس پر اش اش کر اٹھا۔

"بلاشبہ ہاں تم کیوں پوچھ رہی ہو۔"

اس نے بھی کہہ دیا وہ اس سے ڈرتا تھوڑی تھا۔ سگرٹ بھی اس نے اس لیے پھینکی تھی کہ وہ ختم ہو چکی تھی نہیں تو وہ پیتا رہتا۔

"اس لیے کیونکہ شاید یہ پھیپھڑوں کو جلاتی ہے جگر کو متاثر کرتی ہے۔"

اس کا انداز اب بھی ویسا ہی تھا تفتیشی آفسر کی طرح۔

"تو تمہیں اس سے کیا میرا جگر میرے پھیپھڑے۔"

شانے اچکاتا خود میں سے کولڈ وائبز چھوڑتا وہ اس سے کہہ رہا تھا۔ وشمہ اس کی بے رخی کی وجہ جان گئی۔ کمر پر سے ہاتھ ہٹائے ماتھے اور ناک کو سیدھا کیا (یہ بندہ تو بہت ہی روڈ ہے)

"آپ کا جگر آپ کے پھیپھڑے صرف آپ کے نہیں ہیں یہ اللہ کی بھی امانت ہیں اور اللہ اپنی امانت میں خیانت ہر گز پسند نہیں فرماتا۔" اب وہ لاجواب ہو تھا۔ گاڑی سے ٹیک لگائے وہ اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھے گیا جو اس کا سکون درہم برہم کرنے

پر تلی تھی جس کے آجانے سے اس کی موم کی یادیں اس کے دماغ میں کھلبلی مچانے لگی تھیں۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس نے بات بدلنا ہی مناسب جانا کون بحث کرے اس سے۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" وہ اسی کی بات دھرا گئی المیر نے آبرو اچکائی۔

"کیا یہ میرے سوال کیا جواب ہے؟"

"امم ہمم" وشمہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

پھر؟"

"آپ کو دیکھنے آئی تھی۔ جس طرح طیش میں اٹھ کر گئے تھے مجھے لگ رہا تھا کسی ایک کا تو اس دنیا میں آج آخری دن ہے ویسے آپ وہاں سے گئے کیوں تھے؟"

اکیس توپوں کی سلامی وشمہ کے معصومیت کی نظر، المیر نے جبڑا بھینچا چہرے کو اور سنجیدہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"میں جواب دینے کا پابند تو نہیں پھر بھی چونکہ میں نے تمہیں بہت سٹر بن پایا ہے اس لیے بتا دیتا ہوں میرا سموکنگ کا موڈ تھا۔"اس نے بھی پھر حساب بے باک کر دیا۔

"ہاں۔"بہت برا منہ بناتے ہوئے وہ"ہاں"بولی اس خالی پارکنگ ائیریا کو دیکھنے لگی انداز ایسے تھا جیسے کہہ رہی ہو"میں تم سے ناراض ہو چکی ہوں۔"مگر اس نے تو جیسے اس کے چہرے کو پڑھا ہی نا ہو المیر نے اپنی ناک کی سائیڈ کھجائی۔

"تمہیں اور کچھ کہنا ہے؟"وشمہ نے گردن موڑ کر خفا نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا آپ کو اکیلے رہنا ہے؟"

"بالکل۔"وشمہ نے سر ہلایا چند ثانیے اسے خفا نظروں دیکھتی رہی۔المیر کو اس کی نظریں سیدھا کھڑا ہونے پر مجبور کر گئیں۔اس نے دیکھنے کے عمل کو ترک کیا اور واپس مڑ گئی۔

"وہ جب مجھ سے ناراض ہوتا تھا مجھے پتا چل جاتا تھا پھر میرے دل کی دنیا زیر و بم

ہونے لگتی تھی۔میں اس کی ناراضی نہیں برداشت کر سکتی تھی پتا نہیں اسے یہ بات سمجھ کیوں نہیں آئی۔"المیر کی آواز نے اسے یکدم روک دیا۔

"وشمہ۔"بے قراری میں لپٹا اس کا نام اسے ٹھٹکا گیا۔اس نے مڑ کر دیکھا۔

"کیا تم ناراض ہو کر جا رہی ہو؟"اس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا

وشمہ کے لفظ مسکراہٹ میں ڈھلنے لگے مگر اس نے اسے روک دیا۔

"کیا مجھے نہیں ہونا چاہیے۔"المیر نے نفی میں سر ہلایا تھا۔وہ اپنی ایک آبرو اچکاتی وہاں سے چلی گئی۔گہرا سانس بھرتے ہوئے وہ اسے نظروں سے اوجھل ہوئے دیکھتا رہا پھر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"یہ لڑکی تمہیں پاگل کر دے گی المیر۔"خود سے بڑبڑاتا ہوا وہ اسے سٹارٹ کر رہا تھا۔

"تم کیوں مسکراتی ہوئی آ رہی ہو۔"ماہم نے اس کی مسکان پکڑ لی تھی تبھی جھٹ اس تک پہنچی اور یہ سوال داغا۔

www.novelsclubb.com

"ایسے ہی میرا دل کر رہا تھا تم یہ بتاؤ کام کیسا چل رہا ہے۔"

دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگی تھیں۔

"ایک دم پرفیکٹ کیا تمہیں پتا ہے تفتیشی آفسر آج پھر آیا ہے مدثر اور اکبر کی حاضری ہے۔" وشمہ نے اسے چور نگاہوں سے دیکھا۔

"اچھا چلو جو اللہ کو منظور ہو گا دیکھا جائے گا خیام سر کہاں ہیں صبح سے نظر نہیں آئے۔"

اس نے ایسے ہی یہاں وہاں نگاہیں دوڑا کر پوچھا۔

"وہ کہیں کام سے گئے ہیں خیریت؟"

"نہیں ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔"

پھیکی مسکان کے ساتھ اس نے المیر کے آفس کا رخ کیا تھا جو کہ اس وقت خالی تھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ وہ اس قدر خود غرض ہو گیا ہے یہ وہ المیر تو نہیں تھا جو چند

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سال پہلے مجھے یونی میں ملا تھا۔"اس نے فون کو جیب میں رکھتے ہوئے سوچا۔

"یعنی موم حق بجانب ہیں کہ دولت نے اس کے دماغ کو آسمان پر چڑھا دیا ہے۔ بھائی کو ایسا نہیں کرنا چاہیے پیسے تو ملتے رہیں گے مگر رشتے کبھی نہیں ملتے۔"وہ اٹھ کر ڈیڈ کے کمرے کے سامنے آکر رکا جہاں وہ بیڈ پر بیٹھے مطالعے میں مصروف تھے۔

"کس قدر مشکل آن پڑی ہے میرے سر پر میں کیسے کہوں کیسے بتاؤں انہیں سچائی، نہیں میں ہر گز انہیں نہیں بتاؤں گا میں نہیں چاہتا میرے ڈیڈ وقت سے پہلے ٹینشن لیکر مجھے چھوڑ جائیں المیر نہیں ہے ان کے پاس میں تو ہوں۔"

چہرے پر بشاشت سجا کر وہ اندر آیا۔

"ارے آؤ بھئی میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا کہاں تھے تم بور ہو گیا ہوں میں تو یہاں۔"انہوں نے کتاب سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا۔وہ مسکرا کر بالکل ان کے پاس بیٹھا۔

"کیا واقعی مجھے تو لگا آپ مزے میں ہیں۔"اس نے "فالٹ ان اور سٹارز "ناول کی جانب اشارہ کیا جو وہ انہیں پڑھنے کیلئے دے گیا تھا۔

"کیا خاک مووی دیکھی ہوئی ہے اس لیے مزہ نہیں آیا اچھا تم بتاؤ ڈاکٹرز کیا کہتے ہیں رپورٹس کب تک آئیں گی؟"

اس نے تھوک نگلا۔

"وہ دراصل کچھ تکنیکی خرابی ہو گئی ہے اس کی وجہ سے رپورٹس کل آئیں گی۔ آپ ٹینشن نا لیں ڈاکٹر نے کہا ہے بالکل ٹھیک ہیں آپ بس کمزوری کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔"

www.novelsclubb.com

اس نے اپنے لانگ کوٹ میں رکھی رپورٹس کو نظر انداز کر کے کہا جنہیں اسے چھپانا تھا۔

"میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا تم ہی فالتو میں پریشان ہو رہے تھے چلو اب گھر چلتے ہیں یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے۔"

اثبات میں سر ہلاتا وہ انہیں لیے گاڑی میں آ گیا۔

"اب آ گئے ہو تو کل سے آفس بھی سنبھال لو میری حالت تو تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے میں نہیں جا پاؤں گا تمہارے ساتھ، امپلائز پر آخر کب تک کام کو چھوڑا جا سکتا ہے۔"

پر سوچ انداز میں اس نے سر ہلایا۔

"جی بہتر۔" پھر اس نے اپنے ڈیڈ کو دیکھا۔ وہ المیر کی بات کرنا چاہتا تھا لیکن مصلحت کی خاطر اس نے نہیں کی۔ گھر آ کر اس نے ڈیڈ کو روم میں چھوڑا اور خود اپنی موم کے پاس آ گیا جو اپنے کمرے میں استراحت فرما رہی تھیں۔

"خیریت ہے آپ لیٹی ہوئی ہیں۔" وہ ان کے پاس آ کر بیٹھا۔

"ٹھیک ہوں تم یہ بتاؤ تمہارے ڈیڈ کی رپورٹس کیا آئیں۔"

وہ پریشان دکھ رہی تھیں۔ نوروز نے انہیں نہیں کریدا اور نہ ہی مزید پریشان کرنے کیلئے ڈیڈ کی اصل کنڈیشن بتائی۔

"وہ کل آئیں گی کوئی تکنیکی خرابی ہو گئی تھی اس لیے۔" شانے اچکاتے ہوئے اس نے عام سے لہجے میں وہی جھوٹ ان سے بولا جو ڈیڈ سے بولا تھا۔

"ہمم۔" انہوں نے جانچتی نگاہوں سے اپنے بیٹے کو دیکھا پھر ان کی نگاہیں رینگتی ہوئی اپنے سیل کی جانب گئیں تھی جہاں سے انہیں ساری صورتحال کی خبر ملتی رہی تھی۔ انہوں نے خود کو مسکراہٹ میں ڈھالا، تھوڑے سے پیسے آپ کی مرضی کا کام کیسے چٹکیوں میں کر دیتے ہیں۔

"اچھا آپ آرام کریں میں چلتا ہوں مریم آئے تو اسے میرے روم میں بھیجنا مجھے اس سے کچھ بات کرنی ہے۔"

وہ کھڑے ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ روبینہ چونک گئیں اس سے پہلے تو وہ کبھی اسے طلب نہیں کرتا تھا پھر آج کیا معاملہ ہوا۔

"سب ٹھیک ہے؟" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہ وہاں سے گیا اس کے جاتے ہی روبینہ نے مریم کا نمبر ڈائل کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نوروز تم سے بات کرنا چاہتا ہے کہاں ہو تم؟"

مریم نے بال کھجائے اور اپنے سامنے بیٹھے نوروز کے دوست کو دیکھا پھر وہ اسے ایکسکیوز کرتی سائیڈ پر چلی گئی۔

"کیوں اس نے کیا کہنا ہے؟" روبینہ نے اپنے غصے پر کنٹرول کیا۔

"یہ تو تم بتاؤ گی نا مجھے۔"

"اوف ہو موم سمپل سی بات ہے زیک اس کا دوست نکل گیا تو اس سب میں میرا کیا قصور ہے اب سب ختم کرنے میں وقت تو لگتا ہے نا۔"

روبینہ نے اشتعال پر قابو پا کر ہاتھوں کی مٹھی بنائی۔

"میں آئے روز اس المیر کے آگے تمہاری اور خیام کی بات کرتی رہتی ہوں اور تم ہو کہ زیک کے چکروں میں ہو جلدی سے اس معاملے کو ختم کرو اور نوروز کو کوئی تسلی بخش ریزن دو۔ میں نہیں چاہتی گھر کا ماحول بگڑے اچھا یہ بتاؤ المیر نے تمہارے اکاؤنٹ میں پیسے ٹرانسفر کیے؟"

انہیں یکدم یاد آیا تھا پوچھ بیٹھیں۔

"ہاں کر دیے وہ کبھی نہیں بھولتا اچھا موم میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں زیک میرا انتظار کر رہا ہے۔" وہ عجلت میں دکھ رہی تھی۔

"جلدی گھر آنا۔"

کال کاٹ کر انہوں نے اپنے سیل پر آیا نوٹی فیکیشن دیکھا۔المیر نے انہیں بھاری رقم بھجوائی تھی وہ مسکا دیں۔

"کوئی کتنی جلدی اپنا اپنا لگنے لگتا ہے نا امی۔"

وہ اپنی امی کے ساتھ لیٹی کہہ رہی تھی۔اس کے سامنے رمشہ بیٹھی تھی شانے باہر تھی۔

"ہاں بشرط یہ کہ وہ اچھے دل کا مالک بھی ہو کیونکہ دل میں گھر وہی کرتے ہیں جن کا خود کا دل اچھا ہوتا ہے۔" انہوں نے نحیف سی آواز کے ساتھ کہا رمشہ بھی مسکا

دی۔

"وہ اچھے دل کا ہی ہے بس تھوڑا اکھڑ ہے لیکن اچھا ہے۔" وہ یہ سب کہنا چاہتی تھی لیکن اس نے نہیں کہا بس تھوڑی ردوبدل کے ساتھ یہ جملہ ادا کر دیا۔

"ہاں وہ اچھے دل کی ہے بس تھوڑی اکھڑ ہے لیکن اس کا دل بہت شفاف ہے۔" یہ سب کہتے ہوئے اس کی آنکھوں کے سامنے المیر کا چہرہ بن رہا تھا۔

"لو جی میں تو سمجھی یہاں کسی لڑکے کی بات ہو رہی ہے۔"

رمشہ نے درمیان میں لقمہ دینا مناسب سمجھا۔ امی نے اسے جھڑک دیا۔

"بری بات شریف لڑکیاں ایسے منہ اٹھا کر اس طرح کی بات نہیں کیا کرتیں۔"

رمشہ نے فوراً منہ پر انگلی رکھی امی مسلسل وشمہ کے بالوں میں ہاتھ چلا رہی تھیں۔

"تم اپنی روم میٹ کی بات کر رہی ہو؟" انہیں پتا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی روم شئیر نہیں کرتا مگر وہ ہر دفعہ بتاتی تھی اور وہ ہر بار بھول جاتیں تھی۔

"نہیں دل میٹ۔" اس نے یہ بھی کہنا چاہا تھا لیکن پھر سے نہیں کیا۔

"ہاں کہہ سکتے ہیں یہ سندس ہی ہے جس کی میں بات کر رہی ہوں۔"امی نے اچھا والے انداز میں سر ہلایا وشمہ مزید کہہ رہی تھی

"وہ خود کو بہت سخت دکھاتی ہے لیکن دراصل بہت نرم ہے۔چہرے پر بارہ کا ہندسہ سجائے رکھتی ہے لیکن اندر سے بہت شاداب ہے۔خود کو بے نیاز ثابت کرتی ہے لیکن ہے نہیں،بہت پرواہ کرنا جیسے اس کی گھٹی میں شامل ہے اس کا دل چڑیا جیسا ہے۔"امی مسکادیں۔

"جب کوئی اس طرح کا ہوتا ہے نا تو اس کا مطلب ہے اس کے اس رویے کے پیچھے کوئی نا کوئی بڑی وجہ ضرور پوشیدہ ہے۔کوئی سانحہ جس نے اسے ایسا بننے پر مجبور کر دیا۔تم نے کبھی تلاشنے کی کوشش کی اگر نہیں تو ضرور کرنا مگر اس طرح کے اسے خبر بھی نہ ہو اور تم اس کے اندر کو جان بھی لو اور جب تم جان لو تو اسے بتانا بھی نہیں بس آہستہ آہستہ اسے نارمل لائف کی طرف لانے کی کوشش کرنا۔جب تم اس کوشش میں کامیاب ہو جاؤ گی تب میں سمجھوں گی کہ واقعی تم اس کی سچی

دوست تھی۔"

وشمہ نے گردن موڑ کر اپنی امی کو دیکھا۔

"کیا میں ایسا کر سکتی ہوں۔" رشمہ بھی تھوڑی تلے ہاتھ رکھے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔

"ہاں کیوں نہیں اس میں مشکل ہی کیا ہے اگر تم دل سے چاہتی ہو تو کر سکتی ہو۔"

وشمہ نے خود کو سوچنے دیا۔ دل کا راز کس قدر بے باک ہوتا ہے سر عام خود کو عیاں کر دیتا ہے وہ بھی اس راز کو جان گئی تھی اس کا چہرہ بجھنے لگا۔

"امی ایک سوال پوچھوں۔"

"بالکل، کیوں نہیں۔" اس کی کھوئی کھوئی سی آواز پر وہ دونوں ماں بیٹی ٹھٹھکے تھے ہمہ تن گوش ہوئے۔

"اگر کسی سے محبت ہو جائے تو انسان کیا کرے مطلب اگر اس محبت میں سٹیٹس کا بہت زیادہ فرق ہو تو۔"

www.novelsclubb.com

رمشہ اس سوال پر بوکھلائی تھی یہ وشمہ کیا پوچھ رہی ہے اسے فکر لاحق ہونے لگی۔

"بتا دینا چاہیے جب محبت ہوتی ہے تو سٹیٹس معنی نہیں رکھتا۔"

"اور شکل وصورت۔" وہ مسکائیں

"وہ بھی نہیں، محبت میں صرف دل معنی رکھتا ہے۔اگر آپ کا دل صرف محبت سے بھرا ہے ریاکاری، جھوٹ اور بدیانتی سے پاک ہے تو پھر وہ دل کبھی خالی نہیں ہوتا تفشی ضرور ملتی ہے۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اگر سامنے والا بہت روڈ ہو ان پریڈکٹیبل ہو تو؟ یعنی اس کے موڈ کا کچھ پتا نا چلے پھر انسان کیا کرے؟" رمشہ نے اسے ٹوکا۔

www.novelsclubb.com

"بس کرو وشمہ امی کیلئے زیادہ بولنا ٹھیک نہیں ہے۔" امی نے ہاتھ اٹھا کر رمشہ کو روک دیا۔

"پھر انسان صبر کرے جب دیکھے موڈ ہمارے مطابق ہے تو پھر اپنے دل کی بات کہہ دے۔" وشمہ نے ان کی آنکھوں میں دیکھا۔

"امی۔" وہ یہ سوال پوچھتے ہوئے ہچکچا رہی تھی۔ "کیا کوئی لڑکی بھی خود سے کسی کو اپنے دل کی بات کہہ سکتی ہے یعنی اظہار محبت، پرپوز کرنا؟" ان کے لب پھیلے۔

"کیوں نہیں ہماری تاریخ کی عظیم ہستی حضرت خدیجہؑ نے بھی تو خود سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کو محبت کا پیغام بھجوایا تھا۔ عورتیں بھی بھجوا سکتی ہیں لیکن اس صورت کے مقابل اس لائق ہو خالی وقت گزاری والا اور بیک وقت کئی لڑکیاں رکھنے والا نہ ہو بلکہ پاکیزہ جذبات کا مالک ہو۔" وہ ہنسی۔

"بھلا یہ ہمیں کیسے پتا چلے گا؟" وہ اٹھ بیٹھی تھی۔ اسے دیر ہو رہی تھی وقت پر اگر وہ اپارٹمنٹ نہ پہنچی تو چوکیدار انکل نے اس جیلر کو کال کر دینی تھی۔

"نگاہیں سب عیاں کر دیتی ہیں بیٹا اور نیت بھی، دل میں کیا چھپا ہے یہ جاننا ہے تو اس کے سامنے جاؤ جس کیلئے دل دھڑکتا ہے۔ اگر مقابل بھی اس طرح کے جذبات رکھتا ہے تو سب کچھ تم پر واضح ہو جائے گا اس کی نظر سب تمہیں بتا دے گی کہ ان میں حوس ہے یا محبت۔" وہ پھر مسکائی جیلر تو اپنی نگاہوں کے سامنے ایسے

بند باندھ کر رکھتا ہے کہ خدانخواسطہ میں نے انہیں چرا کر لے جانا ہے۔

"آج کل "ٹک ٹاک" کا دور ہے امی ہر ایک میں ایکٹر بسا ہے یوں بھی لڑکے بہت فلم ہوتے ہیں۔ خیر میں سندس کیلئے ہی پوچھ رہی تھی وہ اذان کو پرپوز کرنا چاہتی ہے۔" یہ بات سن کر رمشہ کی جان میں جان آئی۔ وہ تو کچھ اور ہی سمجھے بیٹھی تھی۔

"یہ بھی ٹھیک کہا تم نے یوں بھی میرے نظریے کے مطابق آج کل حقیقی محبت ناپید ہے۔"

وہ ان سے اکتفا کرتی باہر آ گئی۔ آج سے جو اسے کام کرنا تھا وہ المیر کی آنکھوں کی رکھوالی تھا۔ اسے دیکھنا تھا جو وہ اس کھڑوس کیلئے محسوس کرنے لگی ہے کیا وہ بھی کرنے لگا ہے۔ کیونکہ بغیر کسی وجہ کے دوستی کا پیغام دینا پھر اسے چھپا کر رکھنا کوئی عام بات نہیں۔

پھر بار بار اس کے موڈ کا بدلنا کبھی وہ ہنستا تو کبھی مسکراتا کبھی سنجیدہ ایسے ہوتا جیسے اس نے ہی تو کشمیر کا مسئلہ حل کرنا ہے۔ وشمہ اس کے موڈ کے اس قدر اتار چڑھاؤ

سے پریشان تھی۔المیر کو سمجھنے میں اسے دیر لگنی تھی لیکن وہ اسے سمجھ لے گی یوں بھی امی کہتی ہیں۔

"جن سے دل جڑ جائے ان سے دماغ جڑنے میں ایک پل لگتا ہے۔"

وہ زیر لب مسکادی۔بیگ تھامے سڑک پر ان سوچوں کو لیے وہ بے نیاز سی چل رہی تھی جب اسے محسوس ہوا کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔قدموں کی آواز بہت دھیمی تھی لیکن ان کی تعداد زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ایف گیارہ کے اس سیکٹر میں سنسانی تھی۔سڑک پر اکادکا کاریں چلتی نظر آرہی تھیں وہ بھی کافی وقفے کے بعد، اس نے نامحسوس طریقے سے اپنی رفتار تیز کرلی۔اس کا دل پسلیوں میں دھڑکنے لگا تھا۔بیگ پر ہاتھ جمائے اس نے رفتار پکڑی اور پھر اپنے پیچھے سے ابھرتے دو ساؤں کو دیکھ کر اس نے بھاگنا شروع کیا مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔وہ دونوں لڑکے اسے آگے پیچھے سے گھیر چکے تھے۔

"جو بھی تمہارے پاس ہے جلدی سے نکالو نہیں تو یہ گولیاں میں نے تمہاری کمر

میں اتار دینی ہیں۔" پیچھے والے نے اس کی کمر پر پستول رکھ کر کہا تھا وشمہ نے اپنے لب کاٹے۔

"اچھا ٹھیک ہے کام ڈاؤن تمہیں جو بھی چاہیے لے لو میں کونسا شور مچا رہی ہوں۔" پہلا واقعہ تھا وہ ڈر رہی تھی لیکن اس نے اپنے ڈر کو کنٹرول کیا۔

"ٹھیک ہے کھولو اپنا بیگ۔"

اس نے اپنا کراس بیگ سر سے نکال کر سامنے والے لڑکے کو دیا جس نے اس کی زپ کھول کر اسے الٹا کر دیا۔اس کا پرانا سیل فون، پنز، کارڈز سب زمین بوس تھے چند چیونگمز بھی تھیں اور چاکلیٹس بھی۔

"کیا بکواس ہے یہ مال نکالو۔" اس لڑکے نے پستول کی پچھلی سائیڈ وشمہ کے ماتھے پر ماری خون کی لیکر وہاں سے چھوٹ پڑی تھی وہ کراہی۔

"تم ڈیش کہیں کے تمیز سے نہیں کہہ سکتے۔" وہ اس سے بیگ چھین کر اس کی سائیڈ زپ کھولنے لگی۔اس میں جتنے بھی پیسے تھے وشمہ نے نکال کر اسے دے

دیے۔

"میں کہہ تو رہی تھی کہ جو لینا ہے لے لو پھر مارنے کی کیا تک۔" وہ پیسے ان کے آگے کرتی ہوئی بولی سامنے والے نے وہ چند نوٹ اس سے چھینے تھے۔

"زیادہ زبان نہ چلاؤ، اور جو کچھ بھی ہے نکالو جلدی سے۔" پیچھے والے نے فل طاقت سے پستول کی نال کو اس کی ریڑھ کی ہڈی میں کھبایا۔

"میرے پاس یہ ہی پیسے تھے اور کچھ بھی نہیں ہے یقین کرو۔"

اس نے احتجاج کیا وہ اچھی خاصی عمر کے لڑکے تھے۔ شکل سے تو یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس لگتے تھے لیکن لگتا تھا جیسے شاید تنگ دستی نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہو، اللہ جانے۔

"اے تجھے کہا نا زیادہ زبان نا چلا اسلام آباد کے سب سے مہنگے ہسپتال سے نکلی ہے اور کہتی ہے میرے پاس بس یہ ہی تھوڑے سے پیسے ہیں۔ بچہ سمجھا ہوا ہے کیا ہمیں، نکال جلدی سے اور کیا کیا چھپا رکھا ہے تو نے۔" وہ لڑکا اس کے بال پکڑتے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوئے بولا وشمہ کی تکلیف سے آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"وہاں میری مالکن ہیں میں ان کی کیئر ٹیکر ہوں بھلا ایک ملازمت پیشہ آیا پر کہاں سے اور کچھ ہو گا یقین نہیں آتا تو میں تمہیں ان کا نام بتا دیتی ہوں جا کر پتا کر لو۔"

پستول نا ہوتی تو وہ اس کا منہ توڑ دیتی لیکن اس اپنی زندگی عزیز تھی تبھی مصلحت کا دامن تھام کر اس نے جھوٹ بولا تھا۔آگے والے لڑکے نے اسے بالوں سے پکڑے ہی زمین پر پٹخا۔وشمہ کی کہنیاں چھل گئیں۔کچھ دیر میں وہ دونوں بائیک اڑاتے وہاں سے غائب تھے شاید انہیں اس کی بات پر یقین آ گیا تھا لیکن وہ غلط تھی پولیس کے سائرن کی آواز نے انہیں وہاں سے جانے پر مجبور کیا تھا اچھی قسمت۔

وہ اٹھی اور بیگ کی بکھری چیزیں سمیٹنے لگی۔اس کے ماتھے سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔اسے رونا اس بات پر نہیں آ رہا تھا کہ چوٹ لگی ہے بلکہ اس بات پر آ رہا تھا کہ وہ ان بدتمیزوں کو کچھ کہہ نہیں سکی۔کانپتے وجود کے ساتھ وہ پیدل چلتی گئی۔

آدھے گھنٹے بعد وہ اس بڑی ساری فٹ بال پر آ کر بیٹھ رہی تھی جہاں وہ ہمیشہ آ کر

بیٹھتی تھی۔اس کے آنسوں جاری تھے۔سر میں بھی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ماتھے سے بہتی خون کی لیکر گال تک آگئی تھی یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس کے گال پر لمبا کٹ لگ گیا ہو۔اس نے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتے ہوئے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔المیر کی گاڑی کے ٹائر اس کے سامنے بری طرح چرچرائے تھے۔وہ گاڑی کے رکنے سے پہلے ہی اس میں سے اترا اور اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"وشمہ۔"اس کی آواز جیسے کھائی سے آئی تھی۔

"یہ کیا ہوا تمہیں تم ٹھیک ہو؟"وہ بے اختیار اس کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔آنکھوں میں تفکر سجائے وہ اس کے ماتھے کا زخم دیکھنے لگا اس کا دل ڈوبا تھا۔

"میں ان سے کہتی تھی تم اپنی حفاظت کیا کرو تمہیں آئی زرا سی کھروچ میرا دل کاٹ دیتی ہے میں کتنی پاگل تھی نا۔"

وشمہ نے اس کی بے چینی و فکر دیکھی اور پھر وہ اپنی جگہ بت بنی رہی۔المیر کے چہرے کی رنگت اڑی ہوئی تھی۔اس کی آنکھوں میں ان دیکھا پانی تھا۔اس کے

لب بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔ہاں دیکھو تو اس کا وجود بھی ہولے ہولے لرز رہا ہے۔وشمہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور وہ تمام راز جان گئی اس کے آنسو نکلنے لگے۔

"مرد کی نظر سب بتا دیتی ہے۔"

"کس نے کیا، کیسے ہوا؟ چلو اٹھو ہاسپٹل چلتے ہیں تم رو کیوں رہی ہو کچھ بولو وشمہ میرا دل گھبرا رہا ہے۔"

"وہ جب جب مجھ سے ناراض ہوتے تھے انہیں نقصان پہنچ جاتا تھا۔میں اس لیے ان کے خفا ہونے سے ڈر جاتی ہوں اس لیے نہیں کہ ان کی بے رخی میرا دل چیر دے گی بلکہ اس لیے کہ یہ بے رخی ان کو چوٹ پہنچا دے گی۔"

پنجوں کے بل بیٹھا۔اسے کبھی کچھ نا بتانے کا عہد کرنے والا بد تمیز، مغرور، سرد المیر اسے سب کچھ بتا گیا تھا اور اسے پتا بھی نا چلا۔

"میں ٹھیک ہوں ہاسپٹل جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس نے دھندلی آنکھوں کے پیچھے سے اسے دیکھ کر کہا آواز بھی شدیدی بھرائی ہوئی تھی۔

"نہیں تم ٹھیک نہیں ہو، تم مجھے ڈرا رہی ہو وشمہ، ابھی کچھ دیر پہلے میں نے عروسہ کو کال کی تم سے بات کرنے کیلئے کیونکہ تمہارا نمبر بند جا رہا تھا۔ مگر اس نے کہا تم اپارٹمنٹ میں نہیں ہو۔ میں پریشان ہوا مگر میں نے اس پریشانی کو اگنور کیا یہ سوچ کر کہ تم اپنی امی کے پاس گئی ہو گی لیکن پھر جب دس کے قریب بھی تم نہیں آئیں اور تمہارا سیل بند رہا مجھے احساس ہوا کچھ گڑبڑ ہے۔ میں تمہیں ڈھونڈنے آگیا اور دیکھو میری پریشانی درست تھی یہ سب کیسے ہو گیا؟"

وہ اس کے کانپتے ہاتھوں کو مضبوطی سے اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامے اسے تحفظ کا احساس دیے پوچھ رہا تھا۔ وہ اس احساس کے بوجھ تلے دب کر نڈھال سی ہو گئی۔

"وہ دو لڑکے تھے۔" وشمہ نے خود کو بولنے پر امادہ کیا المیر نے سانس روک لی۔

"انہوں نے میرا پیچھا کیا پھر میری کمر پر پستول رکھ کر مجھ سے پیسے طلب کیے۔" وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جیسے جیسے بتاتی جا رہی تھی المیر کی آنکھوں میں خون اترتا جا رہا تھا۔

"جب انہیں بیگ سے کچھ نہ ملا تو ان میں سے ایک نے میرے ماتھے پر پستول کی پچھلی سائیڈ ماردی یہ خون اسی وجہ سے ہے۔" المیر نے اس کا ماتھا دیکھا جو کٹ چکا تھا اور تھوڑا ابھر کر اب ہرا ہونے لگا تھا۔اس کی کنپٹی میں خون ٹھوکریں مارنے لگا۔

"میں نے بیگ سے پیسے نکال کر دیے انہیں مزید چاہیے تھے جب میں نے کہا کہ میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے اور میں جاب کرتی ہوں تو وہ مجھے دھکا دے کر چلے گئے۔"

المیر نے ضبط سے سر ہلایا۔

"ان کا چہرہ یاد ہے تمہیں۔" وشمہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے پھر مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت ہو گی ابھی ہم ہاسپٹل چلتے ہیں۔"

وہ اسے لیکر گاڑی میں آ گیا۔وشمہ نے سیٹ بیلٹ باندھ کر نفی میں سر ہلایا تھا۔

"نہیں ہاسپٹل جانے کی کوئی ضرورت نہیں معمولی سا کٹ ہے ٹھیک ہو جائے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گا۔"المیر نے اس کی بات ان سنی کی تھی۔وہ اسے قریبی ہاسپٹل میں لے آیا بینڈج وغیرہ کروا کر وہ اسے اپارٹمنٹ میں چھوڑ رہا تھا۔

"صبح آنے کی ضرورت نہیں ہے آرام کرنا یوں بھی کل شوٹنگ کیلئے سیٹ ریڈی کروانا ہے تو وہاں تمہارا کوئی کام نہیں ہوگا اگر ضرورت ہوئی بھی تو ماہم ہے نا۔"

وہ گاڑی سے اتر آئی ماتھے پر ڈھیر ساری روئی کے ساتھ ٹیپ لگائی ہوئی تھی۔گال صاف تھا کہنیوں پر بھی بینڈج کی گئی تھی۔اترتے ہوئے اس کے سر میں ٹیس اٹھی تھی وہ سر پکڑ کر بولی۔

"لیکن میں اکیلی یہاں کیا کروں گی بور ہو جاؤں گی کام کرونگی تو دل بہلا رہے گا ویسے بھی کوئی اتنی خاص چوٹ نہیں ہے۔"المیر نے سینے پر ہاتھ باندھے اور اپنے شانے تک آتی اس لڑکی کو دیکھا۔

"اگر اتنی بہادری ان کے سامنے دکھا دیتی ناتواب زخمی نہ ہوتی۔"وشمہ نے اس کے خفیف طنز پر منہ بنایا۔

"ان کے ہاتھ میں پستول تھا۔"

"سو واٹ۔" المیر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں میں اتنی جلدی مر جاؤں۔ان سے پنگا لیتی تاکہ وہ مجھ پر گولی چلا دیتے۔آپ نہیں جانتے ان دونوں کے پاس جو پستول تھی وہ لوڈ تھی اور وہ بہت بد تمیز بھی تھے۔" اس نے زور سے کہا المیر کی بات پر اسے غصہ ہی تو آ گیا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے ریلیکس۔" اس نے اسے چپ کرنا ہی مناسب سمجھا پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"تمہاری بوریت کا علاج ہے میرے پاس،ایسا کرتا ہوں کل میں تمہیں اپنے گھر چھوڑ دیتا ہوں وہاں تمہیں انٹرٹین کرنے کا خاصا سامان موجود ہے تو صبح ریڈی رہنا۔"

وشمہ نے تحیر سے اس کی جانب دیکھا یعنی یہ ہٹلر اس سے کہہ رہا ہے۔ابھی کچھ دیر پہلے جو اسے ادراک ہوا تھا کیا وہ کافی نہیں تھا جواب یہ عنایت بھی،وہ منع کرنا چاہتی

تھی مگر پھر کچھ سوچ کر حامی بھر لی۔

"ٹھیک ہے۔"

المیرا سے گڈ بائے کہہ کر چلا گیا تھا۔ وہ چوکیدار کی نگاہوں سے بچ کر اندر آئی تو دروازے پر ہی ان تینوں کو خود کا منتظر پایا۔ وہ تینوں اس کی کلاس لینے کو وہاں موجود تھیں لیکن جونہی اس کے چہرے پر نظر پڑی وہ ٹھنڈی ہونے کے ساتھ ساتھ متفکر بھی ہوئیں۔

"یہ تمہیں کیا ہوا وشمہ تم ٹھیک تو ہو؟" سندس نے بے تابی سے پوچھا تھا۔ وشمہ کو اس کا متفکر انداز خاصا بھایا۔

"میں ٹھیک ہوں بس چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا آرام کرنا چاہتی ہوں کل بات کریں ابھی میرے سر میں انتہا سے زیادہ درد ہو رہا ہے۔" اس نے پھر سر کی ٹیس سے کراہتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں ہم کل بات کریں گے۔" عروسہ نے اسے کمرے میں چھوڑا

www.novelsclubb.com

وہ دروازہ بند کر کے بیڈ پر آ کر لیٹ گئی۔

"اپنا خیال رکھنا زیادہ درد ہو تو پھر پین کلر لے لینا میں اللہ سے دعا کرونگا تمہیں درد نہیں ہو گا ان شاءاللہ۔"

اس کی آنکھ کے کونے سے احساس کا قطرہ نکلا اور تکیے میں جذب ہو کر رہ گیا۔ وہ جان گئی تھی ابتداء محبت یہاں تھی تو انتہائے محبت وہاں بھی تھی۔ دونوں جانب کی دھڑکنوں میں برابر جل تھل مچی ہوئی تھی بس انہیں آشنا کرنے کی دیر تھی۔

صبح صادق کی خوشگواری میں اس کی آنکھ کھلی تو دماغ نے تھوڑے سے درد کا اعلان کر دیا۔ وہ سر پکڑتی اٹھی وقت دیکھا تو منہ حلق میں آ گیا۔ سوا دس ہو چکے تھے اور وہ سوتی رہی تھی۔ اس نے جلدی سے بیڈ چھوڑا ہلکا سا منہ دھو کر باہر آ گئی۔ باہر آ کر اس نے جونہی دروازہ بند کیا تو اسے ایک سٹکی نوٹ وہاں پر چسپا نظر آیا جس پر لکھا تھا۔

"ہم نے تمہارے اٹھنے کا انتظار کیا لیکن چونکہ تم دواؤں کے زیر اثر تھیں اس لیے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا ناشتہ کچن میں بنا کر رکھ دیا ہے چھٹی کا دن انجوائے کرو۔"

یہ ماہم کی لکھائی تھی وہ ان کی کئیر پر مسکرائی اور کچن کی جانب بڑھنے لگی۔ کھٹر پٹر کی آواز پر وہ چونکی تھی۔ محتاط سی چلتی وہ جونہی اندر آئی حیرت کا اسے زور کا جھٹکا لگا جب اس نے المیر کو شرٹ کے بازو اوپر چڑھائے ٹرے باہر لاتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر خوشگواریت سے مسکرایا۔

"کتنا سوتی ہو تم میں ابھی تمہیں ہی اٹھانے والا تھا فیس واش کر لیا ہے۔" وہ اس کے نزدیک آ کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"ہاں یہ دھلا ہوا ہے چلو آؤ پھر ناشتہ کر لو عروسہ تمہارے لئے بنا کر رکھ گئی تھی لیکن وہ ٹھنڈا تھا اس لیے میں نے سوچا کیوں نا تازہ بنا لوں۔"

وہ اس کی سائیڈ سے نکل کر لاؤنج میں آیا۔ میز پر ٹرے رکھ کر سنگل صوفے پر بیٹھ گیا۔ وشمہ بھی اس کے پیچھے آئی تھی لیکن وہ حیران تھی اور حیرت کی زیادتی سے

www.novelsclubb.com

بول نہیں پا رہی تھی۔المیر نے اس کی حیرت کو جان لیا۔

"کیا ہوا بیٹھو بھی۔" وہ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے عین اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"کیا یہ سب آپ نے بنایا ہے؟"

وہ ٹرے میں رکھی چائے،اوٹس،فرنچ ٹوسٹ اور ابلے ہوئے انڈوں کو دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔المیر نے صوفے کی پشت پر ہاتھ پھیلائے۔

"لگتا تو یوں ہی ہے ویسے یہ سب میں نے تمہارے ہاظمے کے مطابق بنایا ہے آئی ہوپ کے پورا ہو جائے۔"

www.novelsclubb.com

اسے چھیڑتے ہوئے وہ سیل کی بیل کو اگنور کرنے لگا جو اس بیچ بج رہی تھی۔یہ ضرور خیام کی کال ہو گی جو اس کی غیر حاضری پر اسے یاد کرنے کیلئے کی گئی ہو گی۔

"ویری فنی ویسے میرا دل نہیں کر رہا کھانے کو طبیعت عجیب ہے۔"

اس نے اتنی ساری چیزوں کو ندیدی نگاہوں سے دیکھ کر کہا حالانکہ پیٹ میں زور

سے چوہے یہاں سے وہاں بھاگ رہے تھے۔ مگر وہ طنز اسے یاد تھا جو ابھی ابھی المیر نے اس پر کیا تھا۔ عورتیں تو خوامخواہ ہی بدنام ہیں اصل طنز کے گولے تو یہ مرد مارتے ہیں پھر الزام دیتے ہیں بے چاری عورتوں کو ہنہہ۔ المیر کے سیل کی بیل پھر بجنے لگی۔

"میڈیسنز کی وجہ سے ایسا ہے تم ناشتہ شروع کرو میں کال سن کر آتا ہوں۔"

وہ اٹھ کر بالکونی میں گیا تھا۔ وشمہ نے جھک کر اسے دیکھا وہ نظر نہیں آرہا تھا موقع جان کر اس نے ناشتے پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا جب تک وہ واپس آئے گا وہ ٹرے اٹھا کر کچن میں رکھ آئے گی ہاں یہ آئیڈیا ٹھیک ہے۔

خیام کو آنے کا کہہ کر وہ ابھی اندر آ ہی رہا تھا کہ روبینہ کی کال آنے لگی ناچاہتے ہوئے بھی اس نے وہ کال اٹھالی۔"

"کیسی ہیں آپ؟" آواز پھر سے سرد اور بیگانی ہو چکی تھی۔ روبینہ نے بہت مشکل سے اس کا یہ سرد لہجہ برداشت کیا۔

"میں ٹھیک ہوں لیکن غالبا تم بدل چکے ہو۔"اس نے اپنے لب کاٹے۔

"ایسا کچھ نہیں آپ کو ہی لگ رہا ہے۔"جان چھڑانے والے انداز میں اس نے کہا تھا۔

"نہیں تم ضرور کچھ چھپا رہے ہو کیا تم اب بھی اس لڑکی میں انٹرسٹڈ ہو۔"المیر نے اپنی آنکھیں بند کیں۔

"ہاں میں نے آپ کو بتایا تھا شاید۔"روبینہ نے کھا جانے والی نظروں سے اپنے کمرے میں لگی پینٹنگ کو دیکھا۔

"المیر وہ تمہیں دھوکا دے گی۔"انہوں نے دبے غصے میں کہا تھا۔

"وہ مجھے دھوکا نہیں دے گی۔"اس نے زور دے کر کہا تھا۔کیسا یقین تھا اسے اس پر، یہ ہی یقین روبینہ کے چھکے چھڑا گیا۔

"اچھا تمہیں کیسے پتا۔"انہوں نے خود پر ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے اسے جان لیا ہے۔"

"ہر کوئی ہر ایک کو جان لینے کے دعوے کیا کرتا ہے لیکن بعد میں وہ دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔میں پاکستان آ رہی ہوں مجھے اب تمہاری فکر ستائے دے رہی ہے۔"

المیر نے آسمان کو دیکھ کر گہرا سانس بھرا۔

"میں آپ کا انتظار کرونگا۔"اس نے دوٹوک کہا وہ کچھ دیر چپ رہیں توقف کے بعد بولیں۔

"تم نے خیام سے مریم کی بات کی؟"اب المیر کے چہرے پر فکر کے سائے تھے۔ اسے مریم سے واقعی محبت تھی۔وہ اسے بہت عزیز رکھتا تھا۔اس کی خوشی ہی المیر کی خوشی ہوتی تھی۔وہ کچھ بھی کرے کوئی کچھ بھی کہے المیر اس سے اپنی محبت کم نہیں کر پاتا تھا۔اگر وہ خود غرض ہے تو ہوتی رہے دنیا میں ویسے بھی بہت سے لوگ خود غرض ہوتے ہیں اب اس بنا پر کسی سے محبت کرنا تو کم نہیں کی جا سکتی نا۔

"وہ مان جائے گا اس کی آپ ٹینشن نہ لیں اچھا موم میں آپ سے بعد میں بات کرتا

ہوں، مجھے کام ہے۔"

اپنے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ "خدا حافظ" کا متمنی تھا۔انہوں نے رابطہ منتقع کیا۔المیر نے گہرا سانس بھر کر اپنے اعصابوں کو درست کیا اور اندر آ گیا۔

"اوہ مائی مائی تم نے تو کہا تھا تمہارا دل نہیں کر رہا۔"

وہ خالی ٹرے کو دیکھتا اسے چھیڑنے والے انداز میں گویا ہوا اسے پتا تھا یہ ٹرے اسے خالی ہی ملنی ہے۔وشمہ اس ٹرے کو بس اٹھا کر جانے ہی والی تھی کہ اس کے چھاپے پر کھسیا گئی۔

"میری امی کہتی ہیں رزق کو ضائع نہیں کرنا چاہیے گناہ ہوتا ہے۔میں نہ کھاتی تو یہ ضائع جاتا اور مجھے گناہ ملتا۔"

المیر نے محظوظ ہوتے ہوئے اس کی وضاحت سنی تھی۔وہ ٹرے کچن میں رکھ کر ہاتھ دھو کر باہر آئی۔کمرے سے بیگ اٹھایا اور چلنے کیلئے تیار ہوئی۔

"چلیں۔"المیر کو موبائل میں مصروف دیکھ کر بولی تھی۔اس نے نگاہ ہٹائی اس

کے بدلے ہوئے کپڑوں کو دیکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ دنوں ایک ساتھ باہر نکلے تھے۔ چوکیدار نے انتہائی تعجب سے اس فولاد کو دیکھا اور پھر وشمہ کیلئے آنکھوں میں ترس لیے سائیڈ پر ہو گیا۔ یہ بے چاری ضرور اس کے عتاب کا نشانہ بننے والی ہے وہ یہ سوچتا ان کی گاڑی کو گیٹ سے نکلتا دیکھ رہا تھا۔

"اللہ تمہارا نگہبان ہو۔"

المیرا اسے اپنے گھر لے آیا۔ یہ بہت بڑا سا گھر تھا جو پودوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ سبزے میں گھرے اس گڑیا گھر کو دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئی جو بریٹش طرز کا بنا ہوا تھا۔ وہاں بڑا سا باسکٹ بال گراؤنڈ تھا۔ لان تھا ایک چمکتے پانیوں والا نیلا پول تھا۔ جم تھی اس میں، مووی دیکھنے کیلئے منی تھیٹر بھی حتٰی کے واقعی وہاں اس کو انٹرٹین کرنے کا ہر سامان موجود تھا۔ المیرا اسے گھر دکھا کر چلا گیا تھا۔ سب سے پہلے تو وہ پول میں پاؤں دے کر بیٹھی رہی۔ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پاؤں کو بہت راحت فراہم کر رہا تھا۔ اس کے بعد وہ لاؤنج میں آئی ٹی وی آن کیا ایک دو سیڈیز چیک کیں اور پھر جم

کی جانب چل دی۔ جم بھی اپنے مالک کی طرح ہی سرد لیکن نرم دل تھا۔ وہ ٹریڈ مل پر بھاگنے کی کوشش کرنے لگی لیکن جونہی سپیڈ تیز ہوئی منہ کے بل نیچے گری، شکر تھا وہاں نرم فوم بچھا تھا نہیں تو اب کے اس کی ناک ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ پھر سے ماتھے کے زخم نے تازہ ہو جانا تھا۔ وہ اپنے کپڑے درست کرتی گردن اکڑاتی وہاں سے گئی تھی کونسا وہاں کوئی تھا جو اس کی سبکی ہوتی۔ اس نے کچن کا رخ کیا فریج کو اشتیاق سے کھولا لیکن پھر وہ بے چاری دھک سے رہ گئی۔ اسے اپنی ناک بند کرنی پڑی کیونکہ اس کی سوچ کے مطابق فریج میں کیکس، براؤنیز، اور شیکس نہیں پڑے تھے بلکہ وہاں تو عجیب و غریب سبزیوں کی سلاد اور سمودیز رکھی ہوئی تھیں۔ انرجی ڈرنکس اور کچھ فروٹس بھی، اس نے اچھے سے سر فریج میں گھسایا اور سٹرابری شیک کو اٹھاتی باہر آ گئی۔ اس کا رخ تھیٹر کی جانب تھا اچھے سے ڈھونڈ ڈھانڈ کی اس نے پاکستانی فلم "پرواز ہے جنوں" چلائی اسے دیکھتے انجوئے کرتے ہوئے اس نے شیک بھی ساتھ ساتھ پیا۔ جب وہ فلم ختم ہو گئی تو وہ باہر آئی۔ پول سائیڈ پر رکھے

کاؤچ پر آ کر بیٹھی جو اس کے ہلکے سے بیٹھنے سے اچھلا تھا وہ اس پر بیٹھ کر اچھل رہی تھی جب اسے کھٹکے کا احساس ہوا۔اس نے غور کیا تو اسے لان میں ابھرتے ساؤں کا گمان ہوا۔وہ فوراً اس ایل شیپ کاؤچ کے پیچھے چھپ گئی۔

"انکل کب سے میں بیل دے رہا ہوں مگر آپ ڈور ہی نہیں کھول رہے تھے کہاں ہیں آپ؟ مجھے کیز کا استعمال کر کے اندر آنا پڑا۔" یہ خیام تھا اور اس کے ساتھ اذان بھی، وشمہ کا دل پسلیوں میں سر مارنے لگا۔وہ منہ پر ہاتھ رکھے اس بات کا یقین کیے کہ پیچھے کوئی شیشہ نہیں کیونکہ اس گھر میں ہر جگہ شیشے لگے ہوئے تھے۔بالکل کاؤچ کے پیچھے چھپ گئی۔

www.novelsclubb.com

"کیا؟" "المیر نے آپ کو چھٹی دے دی لیکن کیوں۔"

خیام نے دوسری طرف کی بات سن کر تعجب سے کہا تھا۔وشمہ کو ڈر لاحق ہونے لگا۔یا اللہ بچا لے آج۔

"اچھا چلیں ٹھیک ہے۔" اس نے فون بند کیا اور پھر اذان کی جانب مڑا۔

"تم لائبریری میں سے جا کر فریحہ کی فائل لے آؤ۔ میں اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتا ہوں۔ مجھے حیرت ہو رہی ہے المیر کے آفس سے فائل کہاں جا سکتی ہے۔ شکر تھا ہم نے دوسری کاپی بنا کر رکھی تھی تم زرا جا کر ڈھونڈ وا سے۔"

وشمہ نے رک کر اسے سنا اور پھر ان دونوں کے قدموں کی آواز بھی، وہ ان کے جاتے ہی محتاط سی کھڑی ہوئی۔ جب اسے تصدیق ہو گئی کہ وہ دونوں چلے گئے ہیں وہ ان کے جاتے ہی لاؤنج میں آئی۔ میز پر رکھا اپنا بیگ اٹھایا اور باہر کی سمت دوڑ لگا دی۔ اس کے قدم تیز تھے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے اس نے جیسے شکر کا سانس لیا تھا۔ وہ ابھی خود کو نارمل کر ہی رہی تھی کہ اس کا سیل چیخ اٹھا کال اٹھائی یہ ماہم کی تھی جو کہہ رہی تھی۔

"وشمہ تم نے تو آج کا دن ہی مس کر دیا کیا کمال تھا یار۔"

وہ اس کے تجسس بڑھانے کو بولی تھی وشمہ نے ٹیکسی سے پیچھے دیکھا۔

"کیوں آج ایسا کیا ہوا تھا۔" خود کی بڑھی دھڑکنوں کو متوازن کرتے ہوئے اس

نے پوچھا۔

"یار آج فریحہ اور المیر سر کے بیچ کیا مزے کا سین ہوا۔"

وشمہ الرٹ ہوئی فریحہ اور المیر اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"کیا ہوا تھا کیا کہہ رہی ہو۔"

"یار۔" وہ رکی پھر ہولے سے بولی۔ "یار وہ فریحہ فلمی ہیرو ئنز کی طرح پھسلی اور المیر سر نے اسے ہیرو کی طرح کمر سے پکڑ لیا۔ یقین کرو اگر المیر سر اتنے اکھڑ نہ ہوتے نا تو سب نے سیٹیاں تو ضرور ہی مارنی تھیں اب بھی وہ المیر سر کے ساتھ ساتھ ہی ہے۔" وشمہ نے جلدی سے ٹیکسی کا شیشہ نیچے کیا۔ باہر کا شور اب اندر آ رہا تھا ماہم نے اس سے پوچھ ڈالا۔

"تم کہاں ہو؟

"میں راستے میں ہوں تم لوگوں تک آ رہی ہوں بس مجھے ٹھیک سے پتا نہیں چل رہا۔ ایک کام کرو جلدی سے لوکیشن سینڈ کرو۔" اس کی آواز میں عجلت تھی۔

"کیا تم پاگل ہو آج تو تمہاری لیو ہے تو پھر کیوں آ رہی ہو یوں بھی تمہارے سر میں شور سے درد ہو گا۔"

وشمہ نے خود کو کول ڈاؤن کیا اور ماہم کو کنوینس کر کے وہ ایک گھنٹے میں وہاں موجود تھی۔اسے دور سے ہی المیر اور فریحہ کھڑے نظر آ گئے تھے۔اس نے فریحہ کے ویسٹرن طرز کے کپڑوں اور باریک لمبی ہیل کے جوتے دیکھے اور دانت کچکچاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

"ایسی جگہ پر اتنی بڑی ہیل پہن کر آئیں گی تو پھسلیں گی ہی آنٹی کہیں کی۔"

اسے دل میں برے برے القابات سے نوازتی وہ ان کی جانب آ رہی تھی۔المیر نے یوں ہی نظریں گھمائیں اور اسے آتا دیکھ چونک گیا۔نیلے چشمے کو اس نے ناک پر جمایا اور سامنے سے آتی افتاد کو بڑے غور سے دیکھا جو خاصی بھنی ہوئی لگ رہی تھی۔

"سلام کیسے ہیں آپ سب۔" وہ ان دونوں پر بری سی نظر ڈالتی پوچھ رہی تھی۔

المیر نے اس کا بدلہ ہوا رویہ نوٹ کیا۔

"ارے تم کیسی ہو؟ مجھے پتا چلا تھا تمہارے ایکسیڈنٹ کا میں نے کہا تبھی میں سوچوں آج سب اداس کیوں لگ رہا ہے۔" وہ خاصی ملن سار تھی اور جولی بھی تبھی اپنی ہی بات پر ہنس کی بولی۔

"نہیں مجھے تو یہاں سب خوشگوار لگ رہا ہے۔"

وہ چوٹ کرنا نہیں بھولی تھی۔ المیر کو تو دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔ اس نے کیسے اس چھوئی موئی گڑیا کو کمر سے تھاما، اسے بالکل شرم نہیں آئی، اس کا چہرہ سرخ تھا۔

"مس وشمہ آج آپ کی لیو تھی پھر آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔"

اس نے اسے ٹوکتے ہوئے پوچھا وشمہ نے طنز بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"نظر رکھنے آئی ہوں کسی پر، آپ کو کوئی اعتراض ہے؟"

وہ بھنویں اچکاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ المیر نے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے آنکھیں سکیڑیں۔

"میرے خیال سے میں آپ کا باس ہوں اور آپ یہ بات بھول رہی ہیں۔" اس

نے تھوڑے سے رعب سے کہا تھا۔

"مجھے اچھے سے یاد ہے۔ میں یہ بات بھلا کیوں بھولوں گی بلکہ اب تو میں اسے اور گرہ سے باندھ کر رکھوں گی ایکسکیوز می۔" فریحہ نے مسکان چھپانے کو ہونٹوں کے اوپر ہاتھ رکھا۔ المیر کو وشمہ کا انداز پسند نہیں آیا تھا۔ وہ پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے گئی تھی۔ اذان کے آجانے سے وشمہ نے اس کے ساتھ وقت بتایا، کافی باتیں کیں۔ اسے عروسہ اور ماہم اور سندس کو حادثے کی تمام تفصیل بتائی پھر المیر بدتمیز پر نگاہ ڈالتی وہاں سے جانے لگی۔ جاتے ہوئے اس کے سیل پر کال آرہی تھی۔ وہ المیر کی تھی اس نے اگنور کرنا مناسب سمجھا۔ سیل کو سائلنٹ پر لگا کر وہ سیٹ والی جگہ سے دور نکل آئی۔

وہ نتھیا گلی کی خوبصورتی کو دیکھنے لگی۔ یہاں کے پہاڑوں کو سبزے کو اپنے دل میں اتارنے لگی۔ اسے یہاں کے مقامی بچے بھی بے انتہا پسند تھے جن کے ساتھ وہ جب بھی یہاں آتی خوب گپ لگاتی۔ شام کے ساؤں میں وہ راستے میں بنے ایک سنگی بینچ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پر آکر بیٹھی۔اس کا دل یکدم اداس ہوا تھا۔

"کیا جو میں کر رہی ہوں یا جو کرنے جا رہی ہوں وہ ٹھیک ہے؟" وہ خود سے پوچھ رہی تھی اس کا ضمیر بولا۔

"ہر گز نہیں کیا تمہیں لگتا ہے کہ تم ٹھیک کر رہی ہو اگر ہاں تو مجھے افسوس ہے تم پر۔" اس نے سڑک کے ٹیڑھے میڑھے راستے پر نگاہ ڈالی۔

"میں مجبور ہوں اگر میں نے ایسا نا کیا تو میری امی نہیں بچیں گی۔مجھے اپنے ضمیر اور امی میں سے ایک کو چننا ہو گا اور میں ہمیشہ اپنی امی کو چنوں گی۔"

"پھر المیر کا کیا؟ کیا اس سب کے بعد وہ پھر سے کسی پر یقین کر پائے گا؟ مت توڑو اس کا یقین وہ بہت اچھا انسان ہے بعد میں پھر تم ساری عمر پچھتاؤ گی۔"

اس نے راستے سے نگاہ ہٹا کر سڑک کے بالکل سامنے سرخ مٹی کے بڑے سے ٹیلے کو دیکھا جو پہاڑ کا گمان دیتا تھا۔

"ہاں مجھے پتا ہے امی کی زندگی کے عوض مجھے یہ پچھتاوا قبول ہے۔"

"انتہائی احمق لڑکی ہو تم۔"

غصے بھری آواز پر اس نے غائب دماغی سے سر اٹھا۔ وہ المیر تھا جو لال آنکھوں کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"کتنے فونز کیے مگر مجال ہے جو ایک اٹھایا ہو مزے سے یہاں بیٹھی ہو اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ رات ہونے چلی ہے۔ سنسان علاقہ ہے۔ خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آ گیا تو لیکن نہیں مادام تو بڑی طرم خاں ہیں نا۔" وہ اسے بری طرح جھڑک رہا تھا۔ وشمہ اس کی جھڑک سے خائف ہوئی۔

"میرا دل نہیں تھا فون اٹھانے کو تو نہیں اٹھایا اور آپ کو کیا میرے ساتھ جو بھی ہو، آپ اس فریحہ کے ساتھ رہیں نا گزاریں اس کے ساتھ اچھا وقت۔"

دوسری جانب منہ پھیر کر اس نے بھی اپنے دل کی بھڑاس نکال دی۔ المیر کے ماتھے کی تیوریاں یکایک بڑھنے لگیں۔

"ایکسکیوزمی زبان سنبھال کر ہاں جانتی بھی ہو کیا کہہ رہی ہو تم۔" وہ غصے میں اس

کے تھوڑا اور نزدیک آیا۔ وشمہ منہ میں بڑبڑائی۔

"مجھے اچھے سے پتا ہے میں کیا کہہ رہی ہوں۔ کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آئی اور مجھ پر رعب جھاڑ رہے ہیں۔ اگر اتنی ہی پرواہ ہے اپنے کریکٹر کی تو ناتھامتے اسے گرنے دیتے اب جب تک یہ ٹاپک "ہاٹ ٹاپک" بنا رہے گا میرا دل یونہی جلتا رہے گا جیسے اس وقت جل رہا ہے۔"

المیر نے ہونٹ بھینچے۔

"یہ منہ میں کیا بڑا بڑا رہی ہو جو بولنا ہے اونچا بولا ہیلو میں تم سے بات کر رہا ہوں ان درختوں سے نہیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ اس کے عین سامنے آیا وشمہ نے پھر دوسری جانب منہ کر لیا۔ المیر کیلئے صبر کرنا محال ہوا۔

"دماغ نے کہا لعنت بھیج اس بد تمیز لڑکی پر چلا جا یہاں سے تیری کوئی کلاس ہے یار۔"

مگر دل نے کہا۔

"یار یہ بد تمیزی تھوڑی ہے یہ ناراضی ہے اور ویسے بھی محبت میں کونسی کلاس کونسا رتبہ۔"

"کیا چاہتی ہو؟" اس نے آواز میں نرمی پیدا کر کے پوچھا۔

"آپ فریحہ کے پاس چلے جائیں۔" اس نے جیسے ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنے کو اس کو راہ دکھائی۔

"اگر میں نہ جانا چاہوں تو مطلب میں اس کے پاس کیوں جاؤنگا۔"

وشمہ نے اسے دیکھا وہ بغیر کوٹ کے اور ویسٹ کوٹ کے تھا اس نے فقط پینٹ کے رنگ کی نیلی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔

"پھر آپ یہاں بھی کیوں ہیں کہیں بھی چلے جائیں۔"

وہ ٹھہر گیا۔ بغور اسے دیکھنے لگا جس کی آنکھیں جھلمل تھیں کیوں تھیں یہ وہ نہیں جانتا تھا مگر اس کے دل میں خوش فہمیوں کے پہاڑ بننے لگے۔ اسے ڈر بھی لگنے لگا اور

اچھا بھی وہ اپنی کیفیت سے خود عاجز آیا۔

"نہیں جا سکتا۔"

"کیوں؟

"نہیں بتا سکتا۔"

"کیوں؟"

"جاننا ضروری ہے کیا؟"

"بے انتہا۔"

"کیوں؟"

www.novelsclubb.com

وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی دیکھتی رہی پھر کھڑی ہو گئی۔المیر نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔

"ٹھیک ہے مت بتائیں وہی کریں جو آپ کو کرنا ہے یوں بھی آپ کو کسی سے کیا فرق پڑتا ہے۔" وہ دونوں ساتھ چلنے لگے تھے۔وشمہ نے خود پر کنٹرول پا لیا تھا تبھی

بے نیازی سے بولی۔

"تم ٹھیک کہتی ہو مجھے واقعی کسی سے فرق نہیں پڑتا کیا تمہیں پڑتا ہے۔"

وہ اس کی جانب منہ کر کے پوچھنے لگا۔اس کے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں تھے۔وشمہ نے اس جھوٹے بے حس انسان کو دیکھا۔

"جب کوئی سچا جھوٹ بولتا ہے نا تو اس کا چہرہ خاصا مضحکہ خیز لگنے لگ جاتا ہے جس طرح ابھی آپ کا لگ رہا ہے۔"المیر نے اس کے تبصرے پر بھنوں کو اچکایا تھا۔

"اور ہاں مجھے فرق پڑتا ہے ہر وہ انسان جو میری زندگی میں ہے مجھے اس سے فرق پڑتا ہے میں آپ کی طرح پتھر دل نہیں ہوں۔"المیر نے اس کی بات کاٹی۔

"ہاں تم پتھر دل نہیں لیکن بد تمیز ضرور ہو تمہیں تو اس بات کا علم بھی نہیں کہ کونسی بات کس کے سامنے کرنی ہے اور کس کے نہیں، تم بڑوں کا لحاظ بھی نہیں کرتی۔"

وشمہ نے رک کر اپنے دونوں ہاتھوں کا پنچ بنایا۔المیر نے اس کے ان پنچوں کو دیکھا

پھر آنکھیں اس پر گاڑ دیں۔وہ شدید غصے میں آگئی تھی۔

"اگر میں اتنی ہی بد تمیز ہوں تو کیا کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ جائیں اس تمیز دار فریحہ کے پاس۔"المیر نے پینٹ کی جیبوں سے ہاتھ نکالے اور سینے پر باندھ لیے۔

"یہ تم بار بار فریحہ کو کیوں درمیان میں لا رہی ہو۔"

اس نے تھوڑی سخت آواز کے ساتھ پوچھا۔

"کیونکہ مجھے "ڈونٹ ڈسٹرب می" والا سائن بورڈ اور فریحہ کے پھسلنے والی تمام بات پتا ہے۔"

المیر اسے ایسے سن رہا تھا جیسے وہ کوئی بہت اہم بزنس میٹنگ میں شامل ہو اور ایک اہم کانور سیشن کا پارٹ ہو۔

"اچھا تو پھر؟"

"تو پھر یہ کے۔"وہ چپ ہوئی دل میں کہا"بھاڑ میں جاؤ"

"کہ۔"المیر اس کے "کہ" کے آگے کی سٹوری کو سننے میں دلچسپی رکھتا تھا وہ چپ

رہی۔

"کہ یہ کہ تم فریحہ سے جیلس ہو رہی ہو تمہیں اس کا میرے آس پاس رہنا اچھا نہیں لگ رہا ہے نا۔" اتنی سنجیدہ آواز میں وہ اتنی گہری بات کہہ رہا تھا۔ وشمہ بوکھلا گئی۔

"ہر گز نہیں۔" اس نے فوراً اس بات کو جھٹلایا۔

"میں بھلا کیوں اس سے جیلس ہونگی مجھے تو بس یہ بات اچھی نہیں لگ رہی کہ وہ پھسلی اور آپ نے اسے تھام لیا ہاں بس یہی بات ہے۔"

شانے اچکاتی وہ بے نیازی سے کہہ رہی تھی۔

"اوہ تو یہ بات ہے یعنی مجھے اسے سنبھالنا نہیں چاہیے تھا گرنے دینا چاہیے تھا۔"

وہ المیر کی جانب دیکھ کر چل رہی تھی جب کہ المیر سامنے، وہ ان دو موٹے پتھروں کو دیکھ سکتا تھا جو ان دونوں کے راستے میں آنے والے تھے۔

"بالکل آپ کو کسی بھی لڑکی کو سنبھالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہر کسی کو اپنی

حفاظت خود کرنی چاہیے۔"المیر نے اپنے راستے میں آئے پتھر کو آرام سے کراس کیا۔

"کیا تم شیور ہو اس بات پر۔"

"ہنڈرڈ پرسنٹ۔" وہ اس پتھر سے ایک قدم کی دوری پر تھی۔

"اوکے۔" شانے اچکاتا وہ سامنے دیکھ کر چلنے لگا۔وشمہ ابھی اسے کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ یکدم اس پتھر سے ٹکرائی اور نیچے گر گئی۔المیر نے اسے نہیں تھاما تھا۔ گرتے وقت اس نے ہاتھ بھی بلند کیا مگر وہ اگنور کر گیا۔وہ دونوں ہاتھ اور گھٹنے نیچے زمین پر ٹکائے اپنے اندر اٹھتے ابال پر کنٹرول کیے بیٹھی تھی اور اسے کچا چبا جانے والے انداز میں گھور رہی تھی جو جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے مزے دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے مجھے سنبھالا کیوں نہیں۔"المیر نے فرصت سے اسے دیکھا۔

"غالبا ابھی تم نے ہی مجھے اس مفید مشورے سے نوازا تھا میں نے تو اسی پر عمل کیا ہے بس۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کندھے اچکا کر وہ چلنے لگا تھا۔

"جلدی آؤ دیر ہو رہی ہے۔"

چلتے چلتے اس نے آتش فشاں بنی وشمہ سے کہا تھا جب کہ اس کے خود کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"بد تمیز کہیں کے۔"

وہ آگ بگولہ سی کپڑے جھاڑتی کھڑی ہوئی۔

گہرے بادلوں کے ساؤں میں گھرا آسمان بارش کا پیغام دیتا تھا۔ فضا میں پنچھیوں کی چہکاروں کے ساتھ تو گویا اس بات پر مہر لگ گئی کہ آج بارش ہونی ہی ہے۔

بے زبان مخلوق غول در غول دائروں میں گھوم کر اپنے خالق سے رحمت کی منتظر تھی۔ وشمہ سر اٹھائے انہیں دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں پرندوں کے عکس جھلملا رہے تھے جبکہ اس کا خود کا دل بھی پرواز کا متمنی پرندہ بنا ہوا تھا۔ جو ہواؤں میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اڑنے اور گول گول گھومنے کو بے تاب تھا۔ایک حسرت بھری نگاہ ان پرندوں پر ڈال کر اس نے سرد آہ کھینچی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟"

تیار ہوتی سندس نے اسے یوں آہیں بھرتے دیکھ کر پوچھا۔وہ بس آفس کیلئے نکلنے ہی والی تھی۔کانوں میں ائیر رنگ پہنتی وہ وشمہ کو فرصت میں کھڑا دیکھ کر اس کے پاس چلی آئی۔ گرل پر کمر ٹکائے اس نے پوچھا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہوں آج لگتا ہے بارش ہو گی۔"

"لگتا نہیں یقینا کیا تم آفس نہیں جا رہی؟"وہ اسے جوں کی توں کھڑے رہنے کی وجہ سے پوچھ رہی تھی وشمہ نے منہ بنایا۔

"موڈ تو نہیں ہے بارش کا سین بھی آن لگ رہا ہے لیکن جانا پڑا گا نہیں تو ہٹلر کے عتاب میں سب آجائیں گے۔"

سندس اس کی بات پر ہنسی تھی۔

"ہاں تم نے ٹھیک کہا تبھی تو میں اس پوسٹ سے دستبردار ہوئی ہوں ابھی تو تمہاری شروعات ہے آگے آگے دیکھتی جاؤ المیر سر کے کتنے بھیانک رنگ سامنے آتے ہیں۔"

وہ اسے ڈراتی اپنی چھتری تھامے وہاں سے گئی تھی۔ وشمہ نے مڑ کر اسے دیکھا پھر واپس اپنی پوزیشن میں چلی گئی۔

"تم نے ابھی ان کے رنگ دیکھے ہی کہاں ہیں ڈرامے باز ہیں ایک نمبر کے۔"

یہ سوچتے ہوئے اس نے سر جھٹکا اور جانے کی تیاری کرنے لگی۔ ماہم اور عروسہ بھی چلی گئی تھی۔ وہ ہمیشہ ہی سب سے اینڈ میں نکلتی تھی ابھی اس نے بلڈنگ کا گیٹ عبور کیا ہی تھا کہ سامنے کھڑے فیضان کو دیکھ کر خوشگوار حیرت کا شکار ہوئی۔ اپنی چھتری تھامے وہ ان تک آئی تھی۔

"اسلام علیکم فیضان بھائی واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز۔"

بڑی ساری مسکان کے ساتھ اپنے گالوں میں لہر پیدا کرتی وہ اس تک آئی جو اپنی

چھوٹی سی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"وسلام کیسی ہو؟ میں کب سے تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا بیٹھو۔"

کار کا دروازہ کھول کر وہ اسے کہہ رہے تھے۔ وشمہ اندر بیٹھی فیضان نے بھی

ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

"خیریت کوئی کام تھا۔"

فیضان نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے خفگی کا اظہار کیا۔

"کیا میں صرف کام کیلئے ہی تمہیں یاد کر سکتا ہوں؟"

انہوں نے گاڑی موڑی اور رون وے پر ڈال دی وہ ان کی خفگی کے اظہار پر کھسیاہٹ

کا شکار ہوئی۔

"میرا آج تم سے ملنے کا موڈ تھا تبھی آ گیا۔ میں نے کہا کافی عرصے سے بہن سے

ملاقات نہیں ہوئی چلو آج یہ شرف بھی حاصل کر لیں تم بتاؤ کیسی چل رہی ہے

زندگی۔" وہ اس کی طرف دیکھ کر گویا ہوا۔ وشمہ نے بادلوں کی گرج کو سنا۔

"زندگی تو بڑی کھٹی میٹھی ہے ویسی ہی چل رہی ہے کبھی خوشیوں سے بھری ہوئی تو کبھی تھوڑی کڑوی۔"

وہ اس کی بات سے محظوظ ہوئے تھے۔

"درست کہا کہو کیا کھاؤ پیو گی یہ بتاؤ ابھی وقت تو ہے نا تمہارے پاس۔" اس سے اتفاق کر کے وہ اس کے آفس کے راستے سے ہٹ کر سڑک پر گاڑی کو ڈال گیا۔

وشمہ نے الجھتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ابھی تو کوئی گنجائش نہیں ناشتہ کیا ہے اور لیس وقت ہے میرے پاس ابھی نو بجنے میں پچپن منٹ ہیں۔"

www.novelsclubb.com

انہوں نے ایک بیکری کے باہر گاڑی روکی براؤنیز اور پیٹیز کے ساتھ وہ کچھ چاکلیٹس اور شیکس کے پیکس لے آیا تھا۔ وشمہ نے یہ سب لاتے دیکھ اپنی مسکراہٹ کو روکا وہ نہیں بھولتا تھا اسے کیا کیا پسند ہے۔"

"اس کی کیا ضرورت تھی۔"

"اس تکلف کی کیا ضرورت ہے جو تم کر رہی ہو۔"

وشمہ نے ایک براؤنی کو اٹھایا اور اسے کھانے لگی فیضان اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تم سے ایک ریکوئسٹ کروں اگر تم برا نا مناؤ تو۔" اب ان کی کار اس کے آفس کے رستے پر تھی۔ وشمہ نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"آپ ریکوئسٹ نہیں حکم دیا کریں ایک واحد آپ ہی تو ہیں ہماری زندگی میں جن کے ہونے سے تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔" وہ اعتماد سے مغلوب لہجے میں بولی فیضان کا سر اظہار تشکر سے جھک گیا تھا۔

"تو پھر تم یہ جاب چھوڑ دو سارا خرچہ میں خود اٹھالوں گا تم لوگ بس پیکنگ کرنا شروع کرو۔ دو ماہ بعد میں رمشہ کے ساتھ امی، شانے اور تمہیں بھی لے جاؤنگا۔ وشمہ میں تمہیں اپنی بہنوں کی طرح سمجھتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا تم گھر سے دور اس اپارٹمنٹ میں رہو۔ جانے کیسے لوگ ہیں کیا مسئلہ ہو جائے، دنیا بہت بری ہے۔ پھر جب میں یہاں نہیں ہونگا، رمشہ نہیں ہو گی تو مجھے تم لوگوں کی فکر ستائے رکھے

گی۔"

ان کی بات سے وشمہ کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں گاڑی سگنل کھلنے کی منتظر تھی۔اس کا شیشہ فولڈ تھا۔اور اس فولڈ شیشے سے دو بھوری آنکھیں ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں جن میں انجانہ سا اشتعال بھی تھا اور ایک جنونی جذبہ بھی۔

"بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ کراچی لے جاؤں گا یوں بھی میں نے وہاں کے بہترین ہاسپٹل میں اپنے دوست کو کہہ رکھا ہے کہ جیسے ہی ہم وہاں آئیں وہ امی کو وہیں شفٹ کر لیں تم لوگ۔"

وہ بات کرتے کرتے تھما تھا وجہ وشمہ اور آسمان کی آنکھ سے گرتا پانی تھا وہ ٹھٹھک گیا۔

"تم رو کیوں رہی ہو؟"

انتہائی تعجب سے اس نے پوچھا تھا وشمہ نے براؤنی رکھ کر دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو رگڑا۔

"بس ایسے ہی۔"

بھرائی آواز میں کہتے ہوئے اسے یکدم اپنے بابا یاد آئے تھے۔

"تم بالکل بچوں جیسی ہو۔"

اس کے سر پر چپت لگا کر وہ اس کے بال ہلکے سے بکھیر گیا بارش کی بوندوں کی بوچھاڑیں اندر آ رہی تھیں اس نے شیشہ چڑھا دیا۔

"جہاں کہیں بھی تمہیں احساس ہو کہ تمہارا دل بدگمانی کا بیج بونے لگا ہے تم اس کے بارے میں جو تمہارا اپنا ہے غلط سوچ رہے ہو یا تمہاری آنکھیں وہ دیکھ رہی ہیں جو دوسرے تمہیں دکھانا چاہتے ہیں تو تم وہیں مت رک جانا آگے بڑھنا اور اپنے سب سے اپنے سے باز پرس کرنا غصہ کر لینا لڑائی کرنا چیخنا چلا لینا کہ یہ سب بدگمانی کے زہر سے اچھا ہے۔ جزوقتی ناراضی کل وقتی جدائی سے کہیں بہتر ہے۔"

المیر نے اپنے لاوا بنتے دل پر کنٹرول کیا اور گاڑی سے نکل آیا۔ سگنل بس کھلنے ہی والا تھا اس نے فیضان کی گاڑی کا شیشہ کھڑکایا۔ وشمہ نے سر موڑ کر دیکھا اور المیر کو

وہاں پا کر حیران رہ گئی۔ فیضان نے سوالیہ نگاہوں سے وشمہ کو دیکھ کر شیشہ نیچے کیا۔ باہر وہ بارش کی بوندوں میں خود کو بھگوتا ہوا کھڑا تھا۔

"گاڑی سے باہر آؤ ابھی، بات کرنی ہے۔"

آواز تھی کہ چابک وہ بارش میں بھیگتا خرانٹ المیر بنا کہہ رہا تھا وشمہ اس کے طرز تخاطب پر بوکھلا گئی۔ جھٹ سے فیضان کو دیکھا جس کے ماتھے کی تیوری چڑھنے لگی تھی۔ اس سے پہلے فیضان یا المیر میں سے کوئی بولتا وہ دروازہ کھولنے لگی تھی مگر اس کا ہاتھ کسی کی گرفت میں آ گیا اس نے ڈرتے ہوئے فیضان کو دیکھا تھا۔

"مسٹر کون ہو تم اور کیا تمہیں بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔"

فیضان کا بھی المیر جیسا لہجہ ہوا وشمہ ان دونوں بپھرے مردوں کو دیکھ کر عجیب سی سچوئیشن میں پھنس گئی المیر کی نگاہیں ابھی بھی وشمہ پر ہی تھیں۔ سگنل کھل چکا تھا پیچھے سے گاڑیوں کے ہارنز کی بھدی آوازیں اس خوبصورت موسم کا لطف زائل کرنے لگی تھیں۔

"وشمہ تم نے سنا یا نہیں۔"

"ہے کوئی سنکی آدمی وشمہ یہ کون ہے۔"

اس نے کہتے ہوئے شیشہ چڑھایا گاڑی سٹارٹ کی اور المیر کو چھوڑ آگے نکل گیا۔وہ دانت کچکچاتا اپنے گاڑی میں بیٹھا اور اشتعال میں اسے سٹارٹ کرنے لگا۔

"میرے باس ہیں فیضان بھائی ہو سکتا ہے انہیں کوئی کام ہو مجھ سے آپ روک دیں ناگاڑی۔"

اس کے گھبرائے ہوے لہجے پر وہ چونکے بڑی عمیق نگاہوں سے اسے دیکھا تھا جو بار بار ویو مرر میں دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اتنا ال مینز ڈ باس ہے تمہارا بس میں نے کہہ دیا تم آج ہی گڈ بائے کہہ رہی ہو اسے۔" وشمہ کے چہرے کو اپنی جانچتی نگاہوں میں رکھے وہ اسے کہہ رہا تھا وہ ہڑ بڑاہٹ کا شکار ہوئی۔

"نہیں میں ایسا۔"

ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ سیاہ بی ایم ڈبلیو ان کی گاڑی کے آگے یکدم ٹائر چرچراتے ہوئے رکی وہ بالکل ٹیڑھی ان کے سامنے رکی تھی۔المیر بارش کی بوندوں کی پرواہ کرتا اس میں سے نکلا اور اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ والی جگہ پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔اس کے پاؤں قینچی صورت بندھے تھے اور دونوں ہاتھ جیبوں میں تھے جبکہ کوٹ کا بٹن بند تھا فیضان نے وشمہ کے چہرے کو نظروں میں لیا اور بہت کچھ جان لینے کے بعد وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا وشمہ کو تھوڑی سبکی ہوئی۔

"کیا میں جاؤں۔"

"کیا تم جانا چاہتی ہو؟"اس نے ہولے سے ہاں میں سر ہلایا۔

"اور اگر میں تمہیں نہ جانے دوں تو۔"

"فیضان بھائی پلیز تنگ نہ کریں جانے دیں نا۔"

فیضان نے جیسے کچھ سوچ کر گاڑی کا لاک کھولا۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا باس بہت بد تمیز ہے یہ کوئی شریفوں والے طریقے نہیں ہوتے مجھے تم سے بہت کچھ جاننے کی ضرورت ہے۔"

کہتے ساتھ ہی اس نے لاک کھولا تھا وشمہ بیک سیٹ سے اپنی چھتری اور کھانے کا سامان اٹھاتی باہر آئی۔

"میں ضرور آپ کو سب بتاؤں گی۔"

"تم خاصی بڑی ہو گئی ہو۔"

وہ اس کے بالوں کو پھر سے بکھیرتا ہوا بولا تھا۔المیر نے بڑی ناپسندیدگی سے اس منظر کو نگلا وشمہ چھتری کھول کر اسے اللہ حافظ کرتی المیر کی جانب بھاگی تھی۔اس کے نزدیک آنے پر المیر نے ٹیک کو چھوڑا اور اس کیلئے دروازہ کھول دیا اور خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔فیضان نے اس کی گاڑی کے جانے کے بعد اپنی کار بھی موڑ لی۔

گاڑی میں بوجھل سی خاموشی تھی اس خاموشی کے ارتکاز کو شیشوں سے ٹکراتی بارش کی بوندوں کی آوازیں توڑنے کی سعی میں تھیں وائپر مسلسل دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں بارش کو دھکیلنے میں ہلکان ہو رہا تھا۔ وشمہ نے اسی پر فوکس رکھا ہوا تھا وہ المیر کی اس قدر جان دار خاموشی میں دہل سی گئی۔

"کیا یہ طوفان سے پہلے کی خاموشی ہے یا پھر اس کے بعد کی۔"

اس نے چور نظروں سے المیر کو دیکھ کر سوچا گاڑی انجان رستوں کی مسافر تھی۔

وشمہ نے ایک لفظ پوچھنے کی جسارت نہیں کی کہ وہ اسے کہاں لیکر جا رہا ہے وہ تو بس خاموشی سے اس کی رش ڈرائیونگ کو اللہ کا نام لیتی سہ رہی تھی المیر نے چکنی سڑک پر سامنے چلتی گاڑی کو سپیڈ میں اوورٹیک کیا۔

"آپ آہستہ چلا لیں پلیز۔"

جان عزیز تھی تبھی اس نے کہا تھا المیر نے سرخ نگاہوں سے اسے دیکھا وہ ان نگاہوں سے خائف ہوئی۔

"آگے دیکھیں پلیز۔"

"اگر جان اتنی ہی عزیز ہے تو پھر ایسی حرکتیں نا کرو جن سے اس کے جانے کا خطرہ ہو۔"

یہ کیسی آواز ہے یہ کیا لفظ بولے ہیں اس نے وہ اس قدر سرد اہٹ بھرے لہجے سے کپکپا کر رہ گئی۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ۔" المیر نے چوتھا گئیر لگایا۔

"وشمہ تم بچی نہیں ہو جو سمجھ نہ سکو اور نہ ہی مجھ میں اتنا سٹیمنا ہے کہ سب سہہ سکوں۔"

www.novelsclubb.com

وہ ٹھہر گئی تھم گئی جم گئی اس نے رک کر المیر کے چہرے کو دیکھا تھا جہاں سرخی چڑھی ہوئی تھی تمتماہٹ موجود تھی ناک کے نتھنے پھول پچک رہے تھے جبڑے کے ارتعاش پر معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس وقت ضبط کی انتہا پر ہے بھوری آنکھوں میں وہ جذبہ تھا جو بیان سے باہر تھا وشمہ کا دل دھڑکا پرندہ بنا وہ اس کے سینے میں

پھڑ پھڑانے لگا

"آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔"

خوشی کی زیادتی تھی ادراک کا سما تھا اس نے آواز کو متوازن بنا کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" وہ رکا تھا پھر توقف کے بعد بولا۔

"میں کچھ بھی نہیں کہنا چاہ رہا ایکچوئلی میں پاگل ہوں سنکی ہوں نا، سنکی لوگ اسی طرح کی حرکتیں کرتے ہیں تمہیں برا لگا میں معافی مانگ لیتا ہوں بلکہ تم سے ہی کیوں اس بھی معافی مانگ لیتا ہوں جس کے شانے پر تم نے انتہائی آرام سے سر رکھ دیا تھا۔"

www.novelsclubb.com

اس کی خوشی کے غبارے سے المیر نے طنز کی سوئی چبھو کر ہوا نکال دی اس کا منہ بنا۔

"وہ میرے بھائی ہیں آپ کیسے ان کے بارے میں ایسا کہہ سکتے ہیں"

"ہاں جیسے مجھے تو پتا نہیں کہ تمہارا کوئی بھائی نہیں اور کیا سگا بھائی ہے وہ؟"

وشمہ نے نفی میں سر ہلایا تھا المیر کی جتاتی نگاہ پر وہ کھسیا گئی لیکن اپنی پوزیشن بھی کلئیر کرنی تھی تبھی بولی۔

"سگے سے بھی زیادہ ہیں آپ جیلس کیوں ہو رہے ہیں ان سے"

المیر نے پورے زمانے کا تعجب چہرے پر سجا کر اسے دیکھا گاڑی وہ سائیڈ پر روک چکا تھا۔

"میں" اس نے اپنے سینے کی جانب اشارہ کیا۔

"تمہیں لگتا ہے میں المیر رائے کسی سے جیلس ہو نگا اپنے دماغ کا علاج کراؤ لڑکی میں جیلس نہیں ہو رہا تھا میں تمہاری بے باکی پر حیران تھا۔"

اس کے "بھائی" لفظ استعمال کرنے پر المیر کا غصہ تھوڑا کم ہوا تھا اور اسے احساس ہوا کہ وہ کیا کر اور کہہ بیٹھا ہے۔

"اچھا" وشمہ نے بھی سینے پر بازو باندھے۔

"اگر ایسا ہے تو اس طرح ہماری کار کے آگے کار روک کر آنے کا کہنے کا کیا مطلب

تھا ہاں۔"

المیر نے بھنویں اچکائیں۔

"کیا میں نے اس وقت تمہیں آنے کیلئے کہا تھا وہ تم تھیں جو مجھ تک آئیں۔"

وشمہ اس کے یکدم فلپ ہونے پر اچھل پڑی۔

"آپ نے فیضان بھائی کے سامنے انتہائی روڈنس کے ساتھ مجھے مخاطب کیا مجھے بلایا اور پھر اس کے بعد ہماری کار کے سامنے اپنی کار روک دی اور پھر کہتے ہیں کہ میں نے نہیں بلایا تھا واؤ۔"

المیر نے ماتھے پر تیوری کو چڑھایا اسے وشمہ کا فیضان کے ساتھ "ہماری" لگانا ناگوار گزرا۔

"وہ تمہاری نہیں اس کی کار تھی سمجھی اور میں نے تمہیں پہلے بلایا تھا بعد میں تم خود آئیں۔"

اس نے گاڑی کو سٹارٹ کر دیا وشمہ اس کے لہجے سے برہم ہوئی تھی برہمی سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بولی۔

"آپ کے اسی طرز تخاطب کی وجہ سے وہ چاہتے ہیں میں یہ جاب چھوڑ دوں۔"

گاڑی کو سٹارٹ کرتا المیر رکا تھا اس نے واپس ایکسلیٹر اور ریس سے پاؤں ہٹایا۔

"تو کیا تم اس کے کہنے کی وجہ سے جاب چھوڑ دو گی۔"

"آپ کے اسی طرز تخاطب کی وجہ سے وہ چاہتے ہیں میں یہ جاب چھوڑ دوں۔"

گاڑی کو سٹارٹ کرتا المیر رکا تھا اس نے واپس ایکسلیٹر اور ریس سے پاؤں ہٹایا۔

"تو کیا تم اس کے کہنے کی وجہ سے جاب چھوڑ دو گی۔"

www.novelsclubb.com

اس کے لہجے کا چڑھاؤ، بے یقینی پر وشمہ نے تھوک نگلا۔

"میں نے ایسا کب کہا یہ تو بس ان کی خواہش تھی اور میں کیوں چھوڑوں گی بھلا جاب المیر سر آپ کیا چاہ رہے ہیں۔"

اس نے گاڑی پھر سے سٹارٹ کر دی۔

"اگر تم چھوڑنا چاہو تو بخوشی چھوڑ سکتی ہو اٹ ڈزنٹ میٹر۔"اس نے دکھ بھری نگاہوں سے خود کو بے حس ثابت کرتے المیر کو دیکھا۔ابھی کچھ دیر پہلے صاف صاف اس کا رویہ بتا رہا تھا کہ وہ اس کیلئے کتنا پوزیسو ہے اور اب کہہ رہا ہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

"آپ کو نہیں پڑتا لیکن مجھے پڑتا ہے اینی ویز تھینکس فیضان بھائی کو بھی یہ بتانے کیلئے کہ آپ مجھے پسند کرتے ہیں۔"اس کے اتنے بے باک انداز پر المیر کا پاؤں یکدم بریک پر پڑا تھا گاڑی جو ڈگمگانے لگی تھی۔اس نے تحیر سے اپنے برابر بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں اندازہ بھی ہے کیا کہہ رہی ہو لگتا ہے اپنے حواسوں میں نہیں ہو۔"وہ دل کی چوری پکڑے جانے اور آج کے واقعات کے اثرات کی وجہ سے یکدم گھبرایا تھا۔خفیف سے لہجے میں بولا۔دل دھک دھک کرا اٹھا تھا۔

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں ہاں آپ کا کچھ نہیں کہا جا سکتا اگر پسند کرتے ہیں تو کہہ

دیں میں نے کونسا آپ کے سر پر اینٹ مار دینی ہے اور اگر جرات نہیں ہے تو مجھے بتائیں میں خود کہہ دیتی ہوں۔" وہ اپنی آنکھوں کو گیارہ مرلے میں پھیلا کر اور لب واکرتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"وشمہ۔" حیرت کی ذیادتی کی وجہ سے اس سے بولا نہیں گیا۔اس نے جلدی سے گاڑی سٹارٹ کی اور آفس لے آیا۔وشمہ نے ایک نظر اس کے اڑے ہوئے چہرے کو دیکھا اور زیر لب مسکادی۔

"میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔مجھے وہ کسی بھی حال میں چاہیے پھر چاہے تم اس کیلئے صحیح کرو یا غلط مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں مجھے میری محبت چاہیے اور تمہیں۔۔"

سیاہ رات میں "دی رائے ایڈورٹائزنگ ایجنسی" کی زمین اپنے سینے پر کسی کا عکس بنا رہی تھی۔وہ عکس جانا پہچانا تھا لیکن رات کی چادر کے سبب اسے پہچان لینا خاصا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دشوار۔۔

آنے والا انسان دبے قدموں سے المیر کے آفس کی جانب بڑھ رہا تھا۔اس کی ہر حرکت چوکنا تھی اور ہر قدم محتاط،اس شخص نے اپنے گلے میں پہنی ڈوری سے چابی نکالی اور المیر کے روم کے لاک میں لگا کر گھما دی۔کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھا۔وہ شخص اندر گیا ٹارچ کی روشنی میں اس کی میز پر رکھی فائلز کو ٹٹولا مطلوبہ چیز نہ ملنے پر وہ انسان اب اس کی دراز کا جائزہ لے رہا تھا۔پانچ منٹ کی مشقت کے بعد وہ ایک اور دراز کی جانب بڑھا جو لاک تھی۔اس انسان نے اسی ڈوری میں بندھی دوسری چابی اس دراز میں لگائی اور پھر وہ شے جس کا وہ متلاشی تھا اپنے ہاتھ میں لے کر مڑا،لیپ ٹاپ اٹھایا پاسورڈ لگا کر اسے کھولا اپنی یو ایس بی اس میں لگا کر وہ ڈیٹا نکالا جس کی اسے ضرورت تھی اور پھر اسے واپس بند کرتا جس رازداری سے آیا تھا اسی سے چلا گیا۔

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں۔"

نوروز نے خیام سے اجازت طلب کی تھی۔وہ اس کا چہرہ اپنے لیپ ٹاپ کی سکرین میں دیکھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ ٹوسٹ بھی کھا رہا تھا۔المیر آج جلدی آفس چلا گیا تھا اسے تھوڑی دیر ہو گئی۔

"ہم بات کر سکتے ہیں تبھی تم اس وقت آن ہو۔"نوروز نے اس کا تلخی میں بھرا جملہ سنا اور سر دائیں جانب گرا کر پھیکا سا مسکایا۔

"میں ڈیڈ کا فیورٹ تھا مجھے المیر پر فوقیت تھی اس میں میرا کیا قصور جو تم دونوں مجھ سے اس قدر برے انداز میں بات کرتے ہو۔"اس نے دل میں آئی بات پوچھ ہی ڈالی۔خیام نے ٹوسٹ کو اس بری طرح چبایا جیسے وہ اپنے دانتوں کے نیچے بریڈ کا ٹکڑا نہیں بلکہ نوروز کو چبا رہا ہو۔

"تم انکل کے فیورٹ نہیں تھے تمہیں بنایا گیا اور تمہیں کبھی بھی المیر پر فوقیت حاصل نہیں تھی یہ صرف تمہاری خام خیالی ہے اس ضم سے باہر نکل آؤ کہو کس لیے بات کرنا چاہتے ہو۔"وہ اس کی تمام اگلی پچھلی باتوں سے واقف تھا کہ کیسے وہ

بچپن میں جان بوجھ کر المیر کو فیاض کے سامنے ڈی گریڈ کرتا تھا۔کیسے اس کے کھلونے چھین لینے میں کمال دکھاتا تھا۔اسے ڈانٹ پڑواتا جھوٹی کہانیاں بنا کر اس کی پاکٹ منی بند کروا دیتا تھا اور کیسے اس نے اور اس کی مام نے فقط تیرہ سال کی عمر میں المیر کو تمام رشتوں سے جدا کر دیا تھا۔وہ کیسے بھول جاتا یہ سب۔

"ڈیڈ بیمار ہیں۔بھائی یہ بات سننے کو راضی نہیں۔"

"ایک منٹ۔"خیام نے جھٹ سے اس کی بات کاٹی تھی۔

"تم نے کہا بھائی یہ بات سننے کو راضی نہیں یعنی تم نے المیر کو فون کیا تمہاری جرات کیسے ہوئی اسے کال کرنے کی۔"وہ دبی آواز میں چیختا کف اڑاتا کہہ رہا تھا۔نوروز نے بھی اس کا غصہ اپنایا۔

"کیوں نہیں کر سکتا میں انہیں کال،بھائی ہیں وہ میرے۔"

"بھائی"لفظ پر خیام نے غصے و طنز سے ہنکارہ بھرا۔

"بھائی ہوتا نا تو اسے دربدر رلنے کیلئے چھوڑتے نہ تم لوگ،پہلے اس کے دل سے

تمام رشتوں کی محبت نکالی اور اب چلے ہیں احساس دلانے، فیاض انکل کو جو بھی ہو اس سے المیر کو کوئی سروکار نہیں اس لیے بہتر ہو گا تم اس سے دور رہو۔"

کہتے ساتھ ہی اس نے آواز کے ساتھ لیپ ٹاپ کی سکرین کو بند کیا اور اپنا بریف کیس اٹھاتا آفس آ گیا لیکن جونہی اس نے آفس میں قدم رکھا ایک بھونچال اس کا منتظر تھا۔ المیر کی گرج کی آوازیں باہر تک آ رہی تھیں۔ وہ بھاگتا ہوا اس کے آفس میں گیا جس کے باہر پورا سٹاف اکٹھا تھا۔ اس نے دیکھا المیر کے سامنے روتی ہوئی عروسہ اور بوکھلائی ہوئی وشمہ کھڑی ہے۔ اس کے دل کو کچھ ہوا عروسہ کے آنسو اسے بے چین کر گئے۔

www.novelsclubb.com

"یہ ائیر رنگ غالبا آپ کا ہے نا تو پھر یہ میرے آفس میں کیا کر رہا ہے مس عروسہ، میں آپ سے پوچھ رہا ہوں جواب دیں۔"

اس کی بلند دھاڑ پر سب دہل کر رہ گئے وشمہ نے مضبوطی سے کرسی کا کونا تھاما تھا۔ اس کا دل دھک دھک کرنے لگا وہ عروسہ کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"مجھے کچھ نہیں پتا سر میں قصوروار نہیں ہوں میں نے وہ فائل نہیں چرائی اور نہ ہی کمپیوٹر سے ڈیٹا نکالا ہے آپ میرا یقین کریں۔"

خیام کی سمجھ میں تمام بات آگئی اس نے اپنا ماتھا تھاما تھا۔ تھکان کی تیز لہر نے اس کے بدن کو چھوا کل شوٹنگ تھی اور سکرپٹ کا ہر جگہ سے غائب ہو جانا معنی رکھتا تھا۔ وہ اپنا سیل تھامتا باہر آیا۔ ایک خیال کا کوندا اس کے ذہن میں لپکا تھا کیا پتا کام بن جائے۔

"ہاں سلام آں میں مسٹر غنی سے بات کرنا چاہتا ہوں خیام رائے بول رہا ہوں ایڈورٹائزنگ کمپنی سے آپ میری ان سے ارجنٹ بات کروادیں جی شکریہ۔" کچھ پل بعد ہی غنی ان سے لائن پر تھا۔

"سلام مسٹر غنی کیسے ہیں آپ؟"

وہ ماہم کی کرسی پر آکر بیٹھا ماہم بھی اس کے ساتھ ہی آکر کھڑی ہو گئی چند ایک اور بھی آس پاس آس بھری نگاہوں سے خیام کو دیکھنے لگے۔

"وسلام میں ٹھیک ہوں کہیے کیسے یاد کیا۔"

"سر آپ کے پاس کل شوٹ ہونے والے کمرشل کی سکرپٹ کی کاپی ہو گی آپ پلیز مجھے وہ سینڈ کر دیں" مدثر نے چہرے پر انتہا سے زیادہ خوشی لا کر خیام کو دیکھا۔

"اچھا انسان وہ ہوتا ہے جو بدترین حالات میں بہترین فیصلہ کرے۔" خیام کا کنٹرولڈ انداز ہی اس کے اچھے انسان ہونے کی خاصیت تھا نہیں وہ المیر کو بالکل بھی برا نہیں سمجھ رہا تھا۔اس کا انداز ہی ایسا تھا کیا کر سکتے تھے۔

"لیکن اس کی کاپی میرے اسسٹنٹ نے مسٹر المیر کو صبح ہی سینڈ کر دی تھی اینی ویز میں پھر سے اسے کہتا ہوں وہ کر دے گا۔سب ٹھیک ہے؟" اس کی بات سن کر خیام چونکا۔

"جی بس سسٹم میں تھوڑی پرابلم ہو گئی تھی اس لیے، آپ کا شکریہ اللہ حافظ۔" وہ فون بند کرتا ان سب کو کچھ بھی بتائے بغیر پھر سے المیر کے آفس کی جانب بڑھا۔

"لو جی بتایا بھی نہیں اور چلے گئے اب پتا کیسے چلے گا کہ وہ سکرپٹ سینڈ کر رہے ہیں یا

نہیں۔" بے چین کھڑی ماہم نے بڑے برے دل کے ساتھ خیام کو جاتے ہوئے دیکھا مدثر نے کہنا شروع کیا۔

"انہوں نے وہ المیر سر کو سینڈ کر دی تھی۔ میں نے سن لی تھی خیام سر کے فون سے آتی آواز۔" اروی پریشان سی کھڑی تھی۔

"بات کونٹینٹ ملنے یا نہ ملنے کی نہیں ہے، بات اس چوری کی ہے جو کل رات ہوئی اسی وجہ سے المیر سر غصے میں ہیں۔ میں تو پریشان ہو گئی ہوں یہ کیا ہو رہا ہے اس ایجنسی میں۔" ان سب نے اس کی بات سے اکتفا کیا تھا۔

"ٹھیک کہتی ہو۔"

"ہاں تم ٹھیک ہو۔"

"درست کہا۔"

"میں تم سے متفق ہوں۔" اوری نے ایک نظر ان سب پر ڈالی ماہم کے دماغ میں بجلی سی چمکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیوں نا ہم سب مل کر اس سپائے کو ڈھونڈ لیں۔پہلے میں نے اور وشمہ نے یہ ٹاسک شروع کیا تھا پھر اوریٰ کی وجہ سے ترک کرنا پڑا لیکن اب تو ہم زیادہ ہیں ہم یہ کر سکتے ہیں کیا کہتے ہو تم سب؟"اروی اس کی بات سے کھسیائی تھی۔

"لیکن جسے پولیس نہیں ڈھونڈ سکی اسے ہم کیسے ڈھونڈ سکتے ہیں۔"کسی ایک نے کہا۔

"یہی تو جسے پولیس نہیں ڈھونڈ سکی اسے فقط ہم ہی ڈھونڈ سکتے ہیں گائز مرغی ہی ڈربے کو جانتی ہے بطخ کا وہاں کیا کام۔"وہ سب کو امید بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی کچھ دیر بعد وہ سب ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے مشن امپاسبل کو پاسبل کرنے کا عہد کر رہے تھے۔

"مس عروسہ میں آپ سے مخاطب ہوں۔"

المیر کے بری طرح دھاڑنے پر وشمہ جی کڑا کر کے آگے کو ہوئی۔اس سے نازک

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سی عروسہ کے آنسو سہے نہیں جا رہے تھے تبھی اس نے خود کو میدان جنگ میں ڈالنے کا سوچا۔

"دراصل وہ میں ہوں جس نے عروسہ کے ائیر رنگ کل پہنے تھے شام کو شاید جاتے ہوئے وہ مجھ سے گر گئے۔"

عروسہ نے دھندلی نگاہوں سے وشمہ کی جھکی آنکھوں کو دیکھا۔المیر یکدم چونکا اپنی نگاہوں کا رخ بدل کر اس کی طرف کیا اور پھر اس کا پارہ چڑھ گیا۔

"آپ کو اندازہ بھی ہے آپ کیا کہہ رہی ہیں ائیر رنگ ایک ثبوت ہے جو یہ سوچنے پر مجبور کر رہا ہے کہ کل رات ہوئی چور سے ان کا تعلق ہے۔"اس نے المیر کی تیز آواز پر نگاہ اٹھائی سیاہ آنکھوں نے بھوری آنکھوں کو دیکھا چند ساعتیں دیکھنے کے بعد وہ المیر تھا جس نے نگاہ پھیرنے میں پہل کی۔

"میں نے کہا ہے وہ مجھ سے کل کھو گیا تھا لیکن اگر آپ مجھے چور سمجھتے ہیں تو سمجھ لیں میں آپ کی سوچ کو تو نہیں بدل سکتی۔"

باہر کھڑے ایک امپلائے نے باقیوں کو جا کر خبر دے دی تھی کہ وشمہ نے عروسہ کو بچانے کیلئے خود کو آگے کر دیا ہے۔اس خبر پر ایک ہجوم تھا جو المیر کے آفس کے باہر اس کی نظروں سے بچ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"سب باہر جائیں سوائے وشمہ کے۔"

خیام کچھ کہنے لگا تھا لیکن المیر نے ہاتھ اٹھا کر اسے کہنے سے روک دیا۔وہ باہر گیا اذان نے ڈوبتے دل کے ساتھ اپنی بہن جیسی دوست کو دیکھا اور سب کے ساتھ باہر چلا گیا۔خیام نے سب کو کاموں پر لگا دیا تھا۔عروسہ منہ پر ہاتھ رکھے ایجنسی سے باہر جا رہی تھی۔اس کے آنسوں بھی جا رہی تھے وشمہ نے کرسی کی بیک کو تھامے ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتے المیر کو دیکھا جو آج اس پر پھٹ پڑنے کو بے تاب تھا۔

"مجھے حقیقت بتاؤ وشمہ کیونکہ کل میں تمہارے بعد گیا تھا اور تمہارے کانوں میں یہ ائیر رنگ نہیں تھے۔"

اس نے دبی آواز کے ساتھ خود پر کروڑوں بند باندھ کر پوچھا۔آواز کو نرم بنانا بھی چاہا تھا لیکن غصے کی انتہا تھی تبھی اس کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔

"میں نے یہ ائیر رنگ پہنے ہوئے تھے آپ نے شاید دیکھا نہ ہو۔"

وشمہ کے پھر جھوٹ بولنے پر المیر نے کرسی کو اتنی زور سے دھکیلا کہ وہ آگے کو جھک کر واپس سیدھی ہوئی تھی۔وشمہ کا دل پسلیوں میں بری طرح پھڑکنے لگا اسے المیر سے ڈر لگ رہا تھا۔

المیر نے میز سے سیل اٹھایا۔اسے کھولا اور پھر اسے کہنی سے تھام کر اپنی جانب کرتے ہوئے موبائل اس کی آنکھوں کے سامنے کیا۔وہ اپنی کل کی تصویر دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔المیر نے اس تصویر کو زوم کر کے کے اس کا کان پوری سکرین پر پھیلا دیا۔

"مجھے بتاؤ کہاں ہے وہ ائیر رنگ؟"یہ تصویر تب کی تھی جب وہ کلوزنگ کر رہی تھی اب جھوٹ کا کوئی جواز نہیں بچا تھا اس نے گھبرائی نگاہوں سے المیر کو دیکھا۔

"عروسہ بے قصور ہے۔"اس کی پھسی پھسی سی آواز نکلی تھی۔

"تمہیں کیسے پتا؟"

"وہ میری دوست ہے۔"المیر نے غصے کو روکا۔

"تو یعنی وہ تمہاری دوست ہے اس لیے بے قصور ہے اور تم اتنی مہان کہ اس کو بچانے کیلئے قربانی دینے چل دیں۔تم جانتی ہو اس ائیر رنگ کو پولیس کے پاس جانا ہے کیا پھر ان کے سامنے بھی کہو گی کہ یہ تم نے پہنا تھا۔"

وہ اس کے غصے کے سبب بھیگی بلی بن گئی تھی

"نہیں میں یہ صرف آپ کے سامنے کہہ سکتی ہوں۔"

المیر نے آنکھیں بند کیں خود کو کول ڈاؤن رہنے کیا۔وہ وشمہ پر چلانا نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی اس پر بھڑکنے کا اس کا کوئی ارادہ تھا۔

"تم مجھے پاگل کر دو گی وشمہ تم ایسی کیوں ہو۔"وہ اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے ان کی مٹھی بناتا کہہ رہا تھا۔

"مجھے لگا آپ میری بات مان کر عروسہ کو چھوڑ دیں گے وہ رو رہی تھی مجھ سے اس کا رونا دیکھا نہیں گیا۔"

اس نے جلدی سے کہا تھا المیر نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر چاہے تم پھسستی وشمہ یہاں چوری ہوئی ہے کوئی لکن چھپی نہیں ہوئی جو میں جانے دیتا۔" وہ نارمل ہو گیا تھا۔اس کے نارمل ہوتے ہی وشمہ کی سانس میں سانس آئی۔

"مجھے لگا آپ مجھے پسند کرتے ہیں تو پھسنے نہیں دیں گے اگر مجھے اس بات کا زرا سا بھی اندازہ ہوتا کہ مجھ سے محبت کرنے کے باوجود آپ پولیس کو مجھے دینے پر قادر رہیں گے تو واللہ میں بالکل بھی عروسہ کے آنسوں پر ترس نہ کھاتی۔میں ایسا نہ کرتی۔"

المیر نے دونوں ہاتھوں سے منہ کو رگڑ کر خود پر ترس کھایا کس لڑکی سے اس کا پالا پڑ گیا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا کہ میں تم سے واٹ ایور کرتا ہوں۔کیسے کہہ سکتی ہو اتنی بڑی بات۔"

اس نے دبی آواز میں چباتے ہوئے کہا۔

وشمہ اس کی بھوری آنکھوں میں جھانکنے لگی۔المیر اس کے دیکھنے کے انداز سے خائف ہوا ماتھے پر تیوری ڈال کر نظریں پھیریں۔

"آپ نے ہی کہا ہے۔آپ کی آنکھوں نے،آپ کے انداز نے،آپ کی جیلیسی نے،آپ کے محتاط پنے نے،کیا یہ سب درست نہیں ہے۔"المیر زچ ہوا اس سے زیادہ اس کے بے دھڑک انداز پر گھبرایا۔

"یہ بات سراسر غلط ہے اور اگر اب تم چاہتی ہو کہ میں پھر سے بھڑک جاؤں تو براہ کرم ابھی کہ ابھی یہاں سے چلی جاؤ۔"

وہ منہ بناتی وہاں سے گئی تھی باہر آکر سب اس کے گرد جمگھٹے لگا گئے۔اس نے اپنی قربانی پر شانے اچکائے اور عروسہ کو ڈھونڈنے چلی گئی یہ جان کر اسے افسوس ہوا

کہ وہ ایجنسی سے جا چکی ہے۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

خیام نے اس کے شانے پر ہاتھ کا بوجھ ڈال کر اسے یقین دہانی کرائی ایل شیپ کے کاؤچ پر دونوں ٹانگیں پھیلا کر بیٹھا المیر اثبات میں سر ہلا گیا۔

"زویا نیکسٹ منتھ آ رہی ہے۔" اس نے دوسری بات کہی تھی المیر نے چہرہ اٹھایا۔ لاؤنج کی کھڑکیوں سے آتی دھوپ نے اس کے چہرے پر اپنے سنہری ذرات بکھیرے وہ اس سونے میں دمکتا پھر اثبات میں سر ہلا گیا۔ آج سنڈے تھا شوٹنگ بارش کی وجہ سے پھر سے ڈلے ہو گئی تھی۔

"سی سی ٹی وی فوٹیج بھی غائب ہے کوئی فنگر پرنٹ بھی نہیں ملے، یہ جو کوئی بھی ہے بہت الرٹ اس کا پکڑے جانا بہت ضروری ہے۔"

المیر نے کچھ کہنے کو لب کھولنے چاہے پھر رہنے دیا۔ آج اس کا کچھ بولنے کو دل

نہیں کر رہا تھا۔آج کی ڈیٹ میں اس کی ماما اسے چھوڑ کر چلی گئی تھیں اس لیے وہ اداس ہونے کے ساتھ ساتھ دل برداشتہ بھی تھا۔

"باہر چلیں موسم اچھا ہے۔"خیام اس کی خاموشی سے گھبراتے ہوئے کہہ رہا تھا المیر نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"اچھا پھر کوکنگ کرتے ہیں دیکھتے ہیں کون سب سے زیادہ اچھی کوکنگ کرتا ہے کوئی پاکستانی ڈش بناتے ہیں اس بار،امم دلیم کیسی رہے گی۔"اس نے جان بوجھ کر مشکل چیز بتائی تھی تاکہ ان دونوں کا کافی وقت مصروف گزر جائے وہ زیادہ تر اپنا بور وقت اس طرح ہی گزارتے تھے۔

"میرا موڈ نہیں ہے خیام میں اکیلے رہنا چاہتا ہوں۔"

حالانکہ اس کا دل وشمہ کے ساتھ کا چاہ رہا تھا۔وہ اسے وہ سب بتانا چاہتا تھا جو اس کے دل میں تھا مگر وہ آج کل بدتمیز بنی دھڑلے سے کہہ رہی تھی کہ وہ اسے پسند کرتا ہے اب اس سچوئیشن میں وہ اپنا آپ کھول کر اس کے یقین پر مہر تو نہیں لگا سکتا

تھانا۔

خیام نے گہری نظروں سے اسے دیکھا پھر کچھ سوچ کر اپنے کمرے میں چلا گیا المیر نے کاؤچ سے ٹیک لگائی اس کی آنکھیں تکان کا شکار تھیں۔

"ماما آپ چلی جائیں گی تو میں کس کو ماما کہوں گا۔"

اسے اپنے الفاظ سنائی دینے لگے تھے۔

"تمہارے ڈیڈی مجھے تمہیں نہیں دے رہے المیر، میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہوں لیکن پھر سوچتی ہوں یہ ایک طرح سے اچھا ہی ہے تم ان کے ساتھ سیو رہو گے اچھا پڑھو گے بہت کامیاب بنو گے۔"

"ڈیڈ، موم دروازہ کھولیں ڈیڈ میں نے کچھ نہیں کیا ڈیڈ پلیز مجھے مت نکالیں گھر سے میں نے جو یا کوہاتھ تک نہیں لگایا ڈیڈ پلیز میری بات سن لیں ڈیڈ دروازہ کھولیں ڈیڈ مجھے ڈر لگ رہا ہے ڈیڈ پلیز زز۔۔"

مختلف آوازیں اس کے وجود کے گرد منحوس روحوں کی طرح منڈلانے لگیں۔ وہ

ان سے گھبرا تا فرار کا متمنی تھا مگر کوئی راستہ نہ پا کر اس کا دل بیٹھ گیا آنسوں کا قطرہ اس کی بائیں آنکھ سے نکلا اور اس کے کان میں جا کر غائب ہو گیا۔

"تمہارے ڈیڈ تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے اس لیے تم آئندہ یہاں مت آنا اگر تم آئے تو وہ مجھے نقصان پہنچائیں گے کیا تم چاہتے ہو تمہاری موم کو تکلیف پہنچے۔"

"تم نے اچھا کام کیا جو یا یہ لو اس کام کا انعام المیر اب ہماری دنیا سے چلا گیا ہے اور اس کیلئے میں خوش ہوں۔"

اس نے اپنا نچلہ ہونٹ دانتوں میں دبایا ضبط سے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

"ڈیڈ صرف میرے ہیں انہیں تم جیسے عام انسان کی ضرورت نہیں جس کیلئے نفس ہی سب کچھ ہو چچ چچ چچ المیر تم کتنے گرے ہوئے نکلے۔"

میوزک کی آواز پر اسے ایک جھٹکا لگا گردن گھمائی اور پھر کرنٹ کھا کر سیدھا ہو بیٹھا وہاں وشمہ، اذان، ماہم اور مدثر موجود تھے۔ عروسہ المیر کے سابقہ رویے کی وجہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے نہیں آئی تھی مدثر نے "بلیور" سونگ لگا کر والیم فل کر لیا اور پھر سب اس گانے پر تھرکنے لگے۔ایسا خیام کا المیر والا روپ دھار لینے پر کیا گیا تھا کہ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو "آؤٹ آؤٹ آؤٹ" ہو جانا ہے اس لیے وہ بے چارے اس ہٹلر کے سامنے ایسا کرنے پر مجبور تھے۔

وشمہ اس کے متوجہ ہونے پر اس کے پاس آئی وہ رف سے حلیے میں تھا اس نے کھلا ٹراؤزر اور ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔وشمہ اپنے رین بو کے ٹیگ کو جاویدہ رکھتے ہوئے فیروزی فراق پر سفید اپر سیاہ پاجامہ اور سفید دوپٹے میں تھی۔وہ اس تک آئی المیر سائیڈ پر ہوا تھا اس کے بیٹھنے کی اس نے جگہ بنائی۔

"چھٹی کا دن مبارک ہو۔"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔المیر نے اپنے دماغ میں چلتی تلخ سوچوں کو جھٹکا اور فل توجہ سے وشمہ کی جانب مڑا،خیام نے اسے بیٹھے اور بولنے کیلئے تیار دیکھ شکر کا کلمہ پڑھا تھا۔وہ ہر سال کسی نا کسی کو اس کے نزدیک لانے کی جہت کرتا تھا یوں تو ہر

بار زویا ہوتی تھی اس لیے کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی لیکن پچھلے سال اس کے ایگزامز تھے اور اس سال وہ خود نہیں تھی باقی المیر نے سیل اور لینڈ لائن کو بھی ڈیڈ کیا ہوا تھا تاکہ کوئی اسے ڈسٹرب نہ کرے مجبوراً خیام کو یہ قدم اٹھانا پڑا۔

"تمہیں بھی۔" اسے سامنے دیکھ کر المیر کا دل جیسے باغی ہو چلا تھا لیکن اس نے اس کی بغاوت پر پہرے ڈال دیے۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" وہ اس کے اترے چہرے کو دیکھ کر پوچھنے لگی المیر نے جھٹ خود پر کنٹرول کیا اور نارمل لہجے میں کہا۔

"مجھے کیا ہونا ہے پرفیکٹ ہوں۔"

"لگ تو نہیں رہے۔" وہ ٹھٹکا تھا وشمہ نے اپنے دل کی بات کہی۔ وہ اس کی غیر معمولی چپ سے انجان سے وسوسوں کا شکار ہوئی اس کی آنکھیں اور چہرہ بھی تو مسٹری بنا ہوا تھا۔

"آپ مجھے بتا سکتے ہیں جو بھی آپ کے دل میں ہے ہم دوست ہیں۔"

"میری مام آج کے دن مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھیں اس وجہ سے شاید تھوڑا سا ڈسٹرب ہوں۔" اسے قطعی خود کی بات پر حیرانی نہیں ہوئی تھی لیکن ہاں وہ اس بات پر ضرور پر سوچ تھا کہ کیسے اتنی آسانی سے اس نے یہ بات کہہ دی۔

"کیا ان کی۔" اس نے درمیان میں وشمہ کی بات کاٹی۔

"نہیں وہ مجھے ڈیڈ کے پاس چھوڑ کر چلی گئیں تھی شاید وہ زندہ ہیں۔" وشمہ نے اس کا لفظ پکڑا۔

"شاید۔" المیر نے شانے اچکا دیے وہ شاید ابھی بھی غیر تحفظ کا شکار لگ رہا تھا اسے کچھ بھی بتانے سے، لیکن وشمہ نہیں تھی اس نے المیر کے جھکے چہرے پر نظر ڈالی اور پھر کہنا شروع کیا۔

"آپ اپنی مام کے چھوڑ جانے والے دن دکھی ہوتے ہیں جبکہ میں اپنے بابا کے چھوڑ دینے والے دن بہت خوش ہوتی ہوں جشن مناتی ہوں اس لیے کیونکہ ایک بے حس انسان سے ہماری جان چھوٹ گئی تھی، نہیں وہ مرے نہیں ہیں انہوں نے

دوسری شادی کرلی تھی پھر اپنی کم عمر بیوی کی باتوں میں آکر انہوں نے امی سمیت ہم دونوں بہنوں کو نکال دیا۔ایک گھر کے کاغذات ہاتھ میں پکڑا کر وہ ایسا سمجھتے تھے جیسے انہوں نے پوری دنیا ہمارے ہاتھ میں دے دی ہو لیکن شاید وہ یہ بھول گئے کہ ایک بیوی کو شوہر بیٹیوں کو باپ کے علاوہ کسی آسائش کی ضرورت نہیں ہوتی باپ کا سہارا ہی سب کچھ ہوتا ہے۔"

"وہ اپنی دوسری بیوی کے ساتھ خوش تھے اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ ہم تینوں اس ظالم دنیا کا کیسے سامنا کر رہے ہیں۔آپ یقین نہیں کریں گے میری امی اور بابا کی لو میرج تھی بڑوں کی مرضی کے خلاف انہوں نے شادی کی تھی۔والدین کا دل دکھایا تھا اس لیے اللہ نے دونوں کو اتنی بڑی سزا دی میری امی بابا کی راہ تکتی اپنی آنکھیں بند کر گئیں۔بابا نے بتانے کے باوجود ان کا آخری دیدار بھی نہیں کیا تھا اور پھر بابا کو بھی اللہ نے سزا دی ان کی کم عمر بیوی ان سے ساری دولت لیکر اپنے کزن کے ساتھ بھاگ گئی اب سنا ہے پچھلے ماہ ان کی روڈ ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہو گئی ہے اللہ

دونوں کی مغفرت فرمائے۔"

وہ اتنے آرام سے اسے اپنی زندگی کی تلخی بتا گئی تھی بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کوئی بھی عار محسوس کیے بنا۔المیر اس کی جرات اس کے حوصلہ پر گنگ رہ گیا وشمہ نے اس کی خاموشی بھانپ لی۔

"دل کے رشتے میں کیسا پردہ یعنی ہم دوست ہیں۔"

اس نے جلدی سے کہا تھا کہیں وہ برا ہی نا منا جائے پتا بھی تھوڑی چلتا تھا اس کا۔

"لیکن پھر تم کس کو اپنی امی کہتی ہو۔" وہ الجھا تھا۔الجھن کو ذبان نوک پر لے آیا وشمہ کے لبوں پر پیار بھرا تاثر ابھرا۔

"وہ میری امی کی دوست تھیں امی کے جانے کے بعد وہ ہی ہمارا سہارا بنیں۔انہوں نے ہمیں کبھی بھی اپنی امی کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔" المیر نے اثبات میں سر ہلایا وشمہ نے اس کے ماضی کو نہیں کریدا تھا جس اعتماد کے ساتھ اس نے المیر کو سب بتایا تھا وہ چاہتی تھی اسی اعتماد کے ساتھ المیر بھی اسے سب بتا دے۔

"آپ کچھ کھائیں گے؟"

"ہمم بھوک لگی ہے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔"

میوزک کی آواز جو چند پل ان کے درمیان سے غائب ہو گئی تھی پھر سے ابھرنے لگی وشمہ مسکاتی ہوئی کھڑی ہوئی تھی المیر نے اسے جاتے دیکھا۔

"دل کے رشتے میں کوئی پردہ نہیں ہوتا المیر، یہ وہ رشتہ ہوتا ہے جو اعتماد میں گندھا ہوتا ہے جس میں کسی بات کے مخفی ہونے کی کوئی گنجائش نہیں، کوئی عار نہیں، یہ رشتہ بہت نایاب ہوتا ہے ہر کوئی اسے پا نہیں سکتا اور جو اسے پا لیتا ہے وہ اسے گنوا نہیں سکتا اس سے کچھ بھی چھپا نہیں سکتا۔"

www.novelsclubb.com

وہ کھڑا ہوا تھا اس کے قدم کچن کی جانب تھے۔ خیام نے اسے کھڑے دیکھ آسودہ مسکان کو لبوں پر جمایا۔

"چلو کم از کم اس نے حرکت تو کی۔"

"جن سے محبت ہو انہیں بتا دینا چاہیے انتظار نہیں کرنا چاہیے انتظار انسان کو تھکا دیتا

ہے۔"

"لیکن میں ڈرتا ہوں اس کے کھو جانے سے اگر اس نے بھی مجھے دھوکا دے دیا تو۔"

"وہ تمہیں دھوکا نہیں دے گی وہ تمہیں چاہتی ہے۔"

اس نے اپنے دماغ میں چھڑتی بازپرس کو جھٹکا اور وشمہ کے پاس آ گیا جو سٹوو پر نوڈلز کو ابال رہی تھی ساتھ ہی سبزیاں رکھی تھیں جنہیں کاٹنا باقی تھا ماہم چھری کو دھوتی مڑی اور المیر کو دیکھ کر چونکی ہو گئی۔

"اسلام علیکم سر۔" وشمہ اس کی آواز پر مڑی۔

"وعلیکم اسلام۔"

وشمہ کو دیکھ کر اس نے جواب دیا تھا ماہم چھری رکھ کر وہاں سے کھسک گئی کون اس ہٹلر کے سامنے کام کرے سو نقص نکالے گا المیر نے کرسی سنبھال لی تھی وشمہ نے سبزیاں کاٹنا شروع کیں۔

"میں پانچ سال کا تھا۔"

المیر نے بولنا شروع کیا وشمہ نے شملہ مرچ کے دو حصے کرتے ہوئے مدھم مسکان کے ساتھ اسے دیکھا۔

"جب ڈیڈ نے دوسری شادی کی موم روبینہ ان کی کزن تھیں۔ کہا جاتا تھا ڈیڈ کی شادی سے پہلے وہ ان کی منگیتر تھیں لیکن ڈیڈ نے ماما کو پسند کیا اور انہیں چھوڑ کر ماما سے شادی کر لی میں ان کے شادی کے چھے سالوں بعد ہوا تھا۔ ہم سب بہت خوش رہتے تھے۔ ڈیڈ کو مجھ سے بہت پیار تھا۔ ماما پر وہ جان چھڑکتے تھے پھر ایک دن میں نے انہیں لڑتے دیکھا ایک دن کی لڑائی ہر دوسرے دن ہونے لگی۔ ڈیڈ ماما پر چیختے ماما روتیں ماما ڈیڈ سے لڑتیں اور ڈیڈ کئی کئی دن گھر سے باہر رہتے ہماری جنت بکھرنے لگی تھی بکھرتے بکھرتے وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔ ڈیڈ نے روبینہ موم سے شادی کر لی۔ میری ماما یہ صدمہ برداشت نہیں کر پائیں بیمار ہو گئیں پھر انہوں نے لبوں پر قفل لگا لیا۔ وہ میرے ساتھ میرے روم میں شفٹ ہو گئیں۔ میں چھوٹا تھا

وقت کی نزاکت کو نہیں سمجھتا تھا موم کے لفظوں کو نہیں جانتا تھا لیکن پھر آہستہ آہستہ مجھے سب پتا چلنے لگا میں وقت سے پہلے بڑا ہو گیا تھا وشمہ۔"

وہ بہت ہی نارمل انداز میں اسے بتا رہا تھا حالانکہ اسے لگتا تھا اگر کبھی بھی اس نے یہ باتیں کسی سے کہیں تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے گا لیکن ایسا نہیں ہوا وہ مزید کہہ رہا تھا۔

"روبینہ موم نے بتایا کہ میری ماما کسی اور کو پسند کرتی ہیں اس لیے ڈیڈ نے ان سے شادی کی اور اسی لیے وہ یہ گھر بھی چھوڑ کر جا رہی ہیں۔ حالانکہ ماما مجھے سب بتا چکی تھیں کہ یہ سب ان پر بہتان باندھ رہے ہیں۔ یہ روبینہ موم کی انہیں گھر سے نکالنے کی سازش ہے لیکن میرے سوا کسی نے ان پر یقین نہیں کیا۔"

وہ رکا تھا جالیوں میں کھڑے خیام نے اس کے دکھ کو دل میں محسوس کیا اور پھر اپنی سماعت کو اس کی آواز پر لگا دیا۔

"انہوں نے ماما کو جھوٹی تسلیم کرتے ہوئے گھر سے نکال دیا وہ بہت روئیں تھیں پر

ڈیڈ نے ان کی بات نہیں سنی انہیں ماما کو ایک بار سننا چاہیے تھا ہے نا"

وشمہ نے اس کے پوچھنے پر جھٹ سے اثبات میں سر ہلایا۔

المیر نے آگے کہنے کیلئے لب واہی کیے تھے کہ مدثر یکدم اندر آیا وہ فریج میں سے پانی کی بوتل نکال کر چلا گیا تھا۔

"ماما کے جانے کے بعد روبینہ موم نے ڈیڈ کے سامنے مجھ سے بہت محبت جتائی میرے بہت لاڈ اٹھائے، انہیں دکھایا کہ وہ مجھ سے کتنی محبت کرتی ہیں لیکن پس پردہ انہوں نے مجھے ذہنی بیمار بنانا شروع کر دیا۔ وہ ماما کے بارے میں بہت جھوٹی جھوٹی باتیں مجھے بتاتیں ان کے جھوٹے قصے سناتیں اور جس دن میں انہیں جھٹلا دیتا وہ مجھے ٹارچر کرتیں۔ تم یقین کرو گی میں ایک ہفتہ بیس منٹ میں بند رہا تھا اور ڈیڈ نے مجھے باہر نکالا بھی نہیں، کئی کئی دن تو مجھے کھانا بھی نہیں ملتا تھا۔"

اب کے اس کی آواز بھرائی تھی اس کے دکھ پر وشمہ کی آنکھیں جھلمل کرنے لگیں۔

"موم کا ایک بیٹا بھی تھا نوروز، وہ بہت شارپ بچہ تھا اس نے جلد ہی ڈیڈ کے دل میں اپنی جگہ بنالی۔ وہ واقعی ان سے محبت کرتا تھا لیکن اس محبت میں وہ مجھ سے زیادتی کر جاتا اسے بالکل پسند نہیں تھا ڈیڈ کا مجھ سے اٹیچ ہونا، مجھے پیار کرنا یوں بھی ماما کے جانے کے بعد بہت کم ہی مجھے ڈیڈ سے ملنے کا موقع ملتا تھا۔ روبینہ موم مجھے جانے ہی نہیں دیتی تھیں ان کے پاس۔"

وشمہ سبزیاں چھوڑ اس کے پاس آ بیٹھی تھی۔ خیام کو احساس ہو گیا وہ وشمہ ہی ہے جو المیر کیلئے ہے اور وہ صرف المیر ہی ہے جو وشمہ کیلئے ہے۔

"ڈیڈ کو مجھ سے نفرت ہوئی یار روبینہ موم نے ان کے دل میں ڈالی میں نہیں جانتا بس اس بات پر حیران ہوتا ہوں کہ آپ کیسے اپنے خونی رشتے کو جھٹلا سکتے ہیں ان سے منہ موڑ سکتے ہیں۔"

اس کی آنکھوں میں رشتوں کو لیکر ٹھہری بے اعتباری نے وشمہ کو ساکن کر دیا وہ اسی ساکت انداز میں اسے سنی گئی۔

"جب گھر سے چیزیں چوری ہونے لگیں تو ڈیڈ مجھے بے اعتبار نظروں سے دیکھتے اگر کبھی لان وغیرہ سے سگرٹ کا بڈ ملتا تو مجھے تھپڑ پڑتا، میں زیادہ تر گھر سے باہر رہنے لگا میرا وہاں دم گھٹتا تھا۔ میں وہاں سے جانا چاہتا تھا لیکن اس طرح نہیں جس طرح مجھے نکالا گیا۔ روبینہ موم نے اپنی بھانجی سے کہہ کر یہ کام کروایا۔ میں اس رات اپنے کمرے میں بیٹھا ہوم ورک کر رہا تھا جب وہ میرے پاس آئی اور آتے ہی شور مچانے لگی۔ میں اس کے شور مچانے پر متعجب ہوا لیکن جب ڈیڈ نے اندر آ کر مجھے تھپڑ مارا اور روبینہ موم سے کہا کہ مجھے گھر سے نکال دیں تب تمام بات میری سمجھ میں آئی کہ کیوں روبینہ موم منہ پر ہاتھ رکھے مجھے دیکھ رہی ہیں کیوں نوروز کی نظروں میں حقارت ہے اور کیوں وہ جویا موم کے سینے سے لگی ہچکیاں لے رہی ہے۔ مجھ پر بدکاری کا الزام لگا تھا یہ کوئی عام الزام نہیں تھا میں اس الزام کے ٹیگ کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتا تھا تبھی میں نے احتجاج کیا مگر ڈیڈ کے دوسرے تھپڑ نے اس احتجاج کا گلا گھوٹ دیا اور مجھے اندھیری رات میں گھر سے نکال دیا گیا

اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ میں چھوٹا ہوں ان سب چیزوں کو نہیں سمجھتا یہ جانے بغیر کہ میرا قصور ہے بھی یا نہیں۔"

وہ رک گیا تھا شاید اس رات کا دکھ پھر اس کے سینے میں تازہ ہونے لگا وشمہ نے اس کی خاموشی کو بہت بری طرح جھیلا المیر کی جھکی نظریں اس کا دل ڈبانے کیلئے کافی تھیں وہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر تحفظ کا احساس دلانا چاہتی تھی مگر اس میں ہمت نہیں پڑی

پھر اس کے بعد موم نے بتایا کہ ڈیڈ میری شکل دیکھنے کے بھی روادار نہیں، میں خیام کی ماما کے پاس آگیا چار سال میں خیام کے ساتھ ان کے گھر رہا۔ انہوں نے ہی میری پڑھائی کا خرچہ بھی اٹھایا خیام اور زویا مجھ سے بہت محبت کرتے تھے آنٹی مجھے بالکل خیام کی طرح ہی چاہتی تھیں وہ بہت اچھی ہیں بہت اچھی میں تمہیں ان سے ضرور ملواؤنگا تم ملو گی نا ان سے۔"

وشمہ نے جھٹ اثبات میں سر ہلایا اور خیام نے "پاگل" لفظ بولا۔ وہ اسے دیکھتی

رہی المیرا اس کے دیکھنے سے مسکایا۔

"تمہارے دیکھنے کا انداز کہہ رہا ہے کہ آگے کیا ہوا تو سن لو میں نے اور خیام نے ایک ساتھ پڑھائی ختم کر کے پاٹنر شپ پر یہ ایجنسی کھولی پھر زویا نے بھی اس میں اپنا حصہ ملایا اسی لیے اس کمپنی کے دوالیہ ہونے پر مجھے دکھ ہوتا ہے کہ اگر نقصان میرا ہوتا تو کچھ نہیں خیام اور زویا کہ پیسے بھی جاتے ہیں مجھے یقین ہے میں ڈھونڈ لوں گا اس چور کو۔"

"ان شاءاللہ۔" وشمہ نے اپنے لب ہلائے تھے۔

"تو اب تم نے ارادہ ترک کر دیا ہے پاستہ بنانے کا چلو اچھا ہے ہم باہر سے کھا آتے ہیں میں چابی اٹھا آؤں۔"

وہ اس کی بھیگی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

وشمہ کا دل اس کے جاتے ہی بھر آگیا وہ فیصلہ کرنا چاہتی تھی مگر وہ تھا کہ اس سے ہو کے ہی نہیں دے رہا تھا۔

کوئی غم نا ہو

کوئی آنکھ کبھی پر نم نا ہو

کوئی دل کسی کا توڑے نا

کوئی ساتھ کسی کا چھوڑے نا

بس پیار کی ندیاں بہتی ہوں

اے کاش کے دنیا ایسی ہو

سیٹ تو کب کا ریڈی تھا بس بارش کی وجہ سے شوٹنگ رکی ہوئی تھی۔آج دھوپ کی چمک ٹھنڈی تھی اور بادلوں کا راج کم تھا۔ ستمبر کا اینڈ تھا گرمی بس ساتھ چھوڑنے ہی والی تھی۔اس ٹھنڈے میٹھے موسم میں وہ سب آسمان کے نیچے موجود بھاگ دوڑ میں مصروف تھے۔شوٹنگ مکمل ہونے کا آخری مرحلہ تھا اور اس مرحلے میں وشمہ ناک سکوڑے اس موم کی گڑیا فریحہ کو دیکھ رہی تھی جو المیر سے

چپک چپک جاتی تھی۔اس نے المیر کے کان میں جانے کونسی بات کہی تھی کہ وہ بڑی دلفریبی سے مسکادیا۔فریحہ نے دل پر ہاتھ رکھااوریٰ اور ماہم چلتے چلتے ایک دوجے سے ٹکرا کر گر گئیں۔اذان کا منہ بلیک ہول کی طرح کھل گیا۔خیام نے المیر کی مسکان کو نگاہوں میں جذب کر کے اس کے سدا رہنے کی دعا مانگی اور وشمہ اس کے تو چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔وہ گرتے گرتے بچی تو یعنی وہ المیر کا بچہ اب اس کے سامنے بھی مسکائے گا۔وہ مسکراہٹ جو فقط اس کیلئے نکلتی تھی اب وہ اس فریحہ کیلئے بھی حاضر ہے یعنی حد ہے۔

اس نے بڑے غصے سے ہاتھ میں پکڑا چنار کا پتا تروڑا مروڑا اور عروسہ کے سر پر جا پہنچی جسے المیر نے ہی کال کر کے بلایا تھا۔

"مجھے بتاؤ جب انسان کو کسی پر غصہ آرہا ہوں تو اس کے ساتھ کیا، کیا جائے اس کا سر پھاڑا جائے یا پھر اس پر لعنت بھیج کر اس کے غصے کا سامان کیا جائے۔"

پن کو کان میں اڑسائے ڈائریکٹر کی اسسٹنٹ سے بات کرتی عروسہ اس کی بات پر

چونکی۔

"آئی تھینک دوسرے والا آپشن اچھا ہے۔"

اس نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا ڈائریکٹر کی اسسٹنٹ نے بھی ہامی کے طور پر اثبات میں سر ہلایا۔

وشمہ دونوں کو دیکھتی سر ہلاتی یہاں وہاں دیکھنے لگی۔اس کی نظر اذان پر آکر رکی آنکھیں چمکیں منصوبہ بنا وہ اس کے سر پر پہنچی اور اس کی کہنی میں ہاتھ ڈال دیا۔

"سنو یہ مدثر کیسا ہے؟"

اس نے دور کھڑے مدثر کو دیکھ کر پوچھا دراصل اس کے آنکھیں اپنے پیچھے کھڑے المیر کو ہنس ہنس کر دیکھ رہی تھیں جو یقیناً اس کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔

"تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

اس نے مشکوک انداز میں پوچھا۔وشمہ نے اس کی جانب دیکھ کر بے ساختہ بے ڈھنگا قہقہ لگایا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم مسکرا کر میرا دل جلا سکتے ہو تو میں کھلکھلا کر تمہیں آگ بگولہ کر سکتی ہوں بچو۔"

"مجھے تمہاری دماغی حالت پر شبہ ہو رہا ہے ایسے ہنسنے کا مطلب؟"اس نے اذان کے شانے پر ہاتھ مارا شانے والا طنز اسے اب بھی یاد تھا۔

"مطلب یہ کہ آں ں۔۔۔

اس نے آں کو لمبا کھینچا پھر اپنا سر کھجایا۔

"آں ں؟؟؟"

اذان نے اس کے انداز میں پوچھا۔المیر نے اپنی آنکھوں سے شیڈز اتارے اور فریحہ کو چھوڑتا اس کے پاس آنے لگا۔

"میرا ہنسنے کو دل کر رہا ہے کیا میں ہنس بھی نہیں سکتی تم کیسے دوست ہو جو میرے ہنسنے پر میرا ساتھ دینے کے بجائے اس کی وجہ پوچھ رہے ہو۔"

اس نے بات نہ بن پڑنے پر اس پر ہی چڑھائی کر دی۔

"جب تم ہاہاہا ویمپ کی طرح بے ڈھنگا ہنسو گی تو میں پوچھوں گا ہی ویسے تمہاری ہنسی بہت بے کار ہے کیا تم نے المیر سر کی مسکان دیکھی، میں نے تو اپنی زندگی میں پہلی دفعہ دیکھی ہے وہ کتنا اچھا مسکاتے ہیں نا"

وشمہ کے دل میں بھانبھڑ جلنے لگے مسکرایا بھی وہ سب کے سامنے کس کی بات پر مس فریحہ کی ہنہہ۔

"ہاں جیسے سرخاب کے پر لگے ہیں نا اس ہٹلر کی مسکان میں اتنا فضول ہنستے ہیں توبہ۔۔۔ایسے جیسے انسان بندر کو کہہ دے ہنسنے کا میری مانو ان پر بالکل بھی ہنسی سوٹ نہیں کرتی۔"

www.novelsclubb.com

المیر نے شیڈز کو کوٹ میں لگایا اور اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔اذان نے پھیکے سے چہرے کے ساتھ المیر کو دیکھا تھا وشمہ نے نگاہیں دائیں بائیں ڈالنے شروع کیں۔

"اذان جو برینڈ لوگو آپ نے تیار کیا ہے اسے جا کر ڈائیریکٹر سے ڈسکس کر لیں

دیکھیں اسے کہاں ایڈجسٹ کرنا ہے کمرشل میں۔"اذان اس کی بات سن کر سر ہلاتا وہاں سے جا رہا تھا۔وشمہ کے ہاتھ میں اس کی کہنی تھی وہ آگے بڑھا تو وشمہ نے بھی حرکت کی۔

"آپ رکیں یہیں پر۔"اس نے المیر کی بات سن کر مڑ کر جیسے اسے تعجب سے دیکھا تھا۔

"لیکن میں لوگو دیکھنے میں دلچسپی رکھتی ہوں چلو اذان۔"

اذان نے اس پاگل لڑکی کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھورا پھر اس کا ہاتھ اپنی کہنی سے ہٹانے لگا جسے وشمہ نے اور مضبوطی سے تھام لیا تھا۔المیر نے اذان کے ہاتھ کو وشمہ کے ہاتھ سے ٹچ ہوتے دیکھا اور پھر اس کے چہرے کے بدلتے رنگ کے ساتھ ہی وشمہ نے اذان کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"لیکن آپ کی بات سے زیادہ نہیں، میں سن رہی ہوں کیا کہنا ہے آپ کو۔"وہ اس کے بدلتے موڈ سے یکدم پٹڑی پر آئی تھی المیر بالکل اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

"یہی کہ چھونے کا مزاق ہر ایک کے ساتھ نہ کیا کرو ہر کسی میں نیک روح نہیں ہوا کرتی۔" وہ جانتی تھی وہ ٹھیک کہہ رہا ہے لیکن ماننا اس کے بس میں نہیں تھا۔

"ہو سکتا ہے آپ ٹھیک ہوں ویسے کیا اس فریحہ میں نیک روح ہے؟"

"کیا اذان میں نیک روح ہے؟"

اس نے بھی پھر اسی کا سوال دھرایا۔ وشمہ نے اس کے پیچھے دیکھا اذان ڈائیریکٹر کے ساتھ سکرین پر جھکا کچھ کہہ رہا تھا اور ماہم گال پر ہاتھ رکھے غنی کو دیکھے جا رہی تھی۔

"پتا نہیں لیکن مجھے لگتا جیسے ہاں ویسے آپ کو برا لگ رہا تھا نا میرا اس کے ساتھ فری ہونا۔"

المیر نے اس کے سوال پر شانے اچکا دیے وہ ہاں یا ناں میں کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا لیکن وہ اس کی خوش فہمی دور کرنے کیلئے بولا۔

"میرے پاس فضول کاموں کیلئے وقت نہیں ہے۔"

فریحہ ان دونوں کو ساتھ دیکھ وہیں چلی آئی۔

"ہیلو کیا ہو رہا ہے؟"اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ورلڈ پاپولیشن پر تبصرے۔"

لبوں کو زبردستی کھینچ کر اس نے کہا تھا۔المیر اس کی بے لاگ بات پر سر ہلا کر رہ گیا

وشمہ نے ہاتھ میں پکڑی چھتری کھولی جو المیر کے کندھے تک آ رہی تھی المیر نے

پھر سے نفی میں سر ہلایا۔

"مس وشمہ چھرتی کو پورا کھولا جاتا ہے اور جب اسے کھول لیا جاتا ہے تو ہاتھ کو

زحمت دے کر اوپر اٹھایا جاتا ہے تاکہ اس کا سایہ ڈھنگ سے پڑ سکے۔"

لاسٹ ٹائم جب وہ پہلی دفعہ اس کے ساتھ آئی تھی اس نے تب بھی یہی کیا تھا اب

بھی وہ ویسا ہی کر رہی تھی۔المیر کے کہنے پر اس نے بگڑے انداز میں اسے پورا کھولا

اور اپنا ہاتھ بلند کر دیا وہ دونوں چھتری کے سائے کے نیچے آ گئے تھے فریحہ تنہا باہر

کھڑی رہی۔

"بتانے کیلئے شکریہ آپ کی اگلی میٹنگ بیس منٹ میں سٹارٹ ہونے والی ہے اس لیے ہمیں ابھی کہ ابھی اس جگہ کو چھوڑنا ہو گا۔ مس فریحہ آپ کے ساتھ کا بہت بہت شکریہ ہم امید رکھتے ہیں کہ آئندہ بھی (نعوذ باللہ) ہمیں آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملے گا ایکسکیوزمی۔"

پیشہ ورانہ مسکان لبوں پر سجائے وہ رٹے ہوئے طوطے کی طرح بولی تھی۔

"چلیں سر۔"

المیر اس کے جھوٹ پر اش اش کر اٹھا اور سوچ میں پڑ گیا کہ آیا اس کی کوئی میٹنگ ہے بھی یا نہیں، وہ اس کے قدم بڑھانے پر فریحہ سے معذرت کرتا اس کے ساتھ جانے لگا۔

"میری آج کوئی میٹنگ ہے اور مجھے پتا ہی نہیں واؤ۔"

وشمہ نے اس کی جانب رخ پھیرا۔

"یہی چیز بتاتی ہے کہ آپ کتنے لاپرواہ ہیں۔" اس نے منہ میں بڑبڑایا تھا المیر کو اس

کی اسی عادت سے چڑ تھی۔

"بتاؤ گی کہ وہ کون ہے جس کے ساتھ میری میٹنگ ہے؟"

وہ اس کی مسلسل بڑبڑاہٹ سے عاجز آ کر پوچھ رہا تھا۔ وشمہ نے قدم روکے۔

"میڈم وشمہ کے ساتھ۔" گردن کو اکڑا کر اس نے کہا تھا۔

المیر نے آبرو کو اچکا لیا پھر پر سوچ انداز میں ماتھے پر تیوری لا کر بھنور کو کھجایا۔

"اچھا تو کس قسم کی میٹنگ ہے یہ۔"

اس نے سینے پر بازو باندھ کر پوچھا۔

"اس میٹنگ کا عنوان ہے فارن تتلیوں سے دور رہا جائے۔"

اپنے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے وہ ایل بناتی آنکھوں کے سامنے انہیں پھیلا کر کہہ رہی تھی۔

المیر نے بے ساختہ امڈ آنے والی مسکان کو روکا۔

"اچھا تو یعنی جو مس وشمہ ہیں وہ چاہتی ہیں کہ المیر رائے ان کا تعبیدار بنے۔" وشمہ

نے سر اٹھا کر اسے دیکھا ایک پھیکا سورج آسمان کی زینت تھا تو دوسرا اس کی آنکھوں کا۔

"امم شاید۔" اس نے کاندھے اچکا کر کہا تھا المیر نے پینٹ کی جیبوں سے ہاتھ نکالے۔

"ان کا شاید پانی میں بہنے والا ہے کیونکہ المیر رائے کسی کا آرڈر نہیں سنتا۔" اس نے قدم واپس موڑ لیے تھے وشمہ بوکھلاتی ہوئی اس کے پیچھے لپکی۔

"اگر آپ واپس جائیں گے تو جھوٹے قرار کر دیے جائیں گے۔"

المیر نے چلتے چلتے شیڈز آنکھوں پر لگائے۔

"میں نے میٹنگ کینسل کر دی اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔"

وہ ہاتھ ہلاتا اسے کہہ رہا تھا وشمہ رک گئی۔ المیر اس کی نگاہوں سے دور ہوتا جا رہا تھا پہلے وہ اسے غصے سے دیکھتی رہی پھر اس کے لبوں نے ہنسی کو چھوا تھا

"بدتمیز۔"

وہ اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

"تمہیں فوراً آنا ہوگا امی کی طبیعت خراب ہے۔"

شانے کا رات میں کیا گیا فون کال اس کی دنیا ہلا گیا۔ وہ دل پر ہاتھ رکھے بھاگی تھی پندرہ سال کی تھی وہ جب شائستہ نے انہیں اپنی مامتا کے آغوش میں لیا تھا۔ اس کی امی کی میت ان کی آنکھوں کے سامنے تھی اور رشتے کے نام ان دونوں بہنوں کا ساتھ کوئی نہیں تھا جو دلاسہ دیتا، کوئی نہیں تھا جو سر پر ہاتھ رکھتا۔ وہ تھیں اور ان کے آنسوں پھر کہتے ہیں نا کہ اللہ اپنے بندوں کو تنہا نہیں چھوڑتا اسی طرح شائستہ بھاگی ہوئی ان تک آئیں تھی دونوں بچیوں کو اپنی بانہوں میں لیا اور ان کے سر پر دست شفقت رکھ دیا۔ پھر کیا تھا اللہ نے ایک ماں چھین کر دوسری عطا کر دی تھی اور وہ بھی ایسی جنہوں نے اپنی اولاد شانے سے بھی زیادہ انہیں چاہا تھا۔

"تم فکر مت کرو میں آتی ہوں۔"

وہ اپنا بستر چھوڑ بھاگی تھی۔ کسی کو نہیں پتا وہ کب گئی کہاں گئی۔ چوکیدار نے اسے گھوڑوں پر سوار جاتے ہوئے دیکھا اس سے پہلے کہ وہ پوچھتے وہ رکشہ میں بیٹھ کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے اب امی کی، کہاں ہیں وہ؟"

ایک خوف تھا جو اس کے لہجے میں آن بسا تھا۔ وہ اب کسی اور کو کھونے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔ فیضان نے اسے دیکھ کر شانے کو خشمگیں نظروں سے گھورا۔

"کوئی سیریس معاملہ نہیں ہے اس شانے کو تو بس چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہاتھ پیر پھلانے کی عادت ہے۔ ٹھیک ہیں امی تم پرسکون ہو جاؤ تھوڑی دیر بیٹھو اور واپس چلی جاؤ صبح تمہیں آفس بھی جانا ہو گا۔"

رمشہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔ ساتھ ساتھ اس نے منع کرنے کے باوجود وشمہ کو بتا دینے پر شانے کو غصے بھری نگاہوں سے بھی دیکھا وہ اپنے آپ میں سمٹ سی گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"رمشہ امی کا سانس اکھڑ رہا تھا اور تم کہتی ہو کوئی سیریس معاملہ نہیں۔" اس نے اپنی بھرائی ہوئی آواز پر کنٹرول پایا شانے اسے راستے میں سب بتا چکی تھی۔

"یہاں کی آن ڈیوٹی ڈاکٹرز سے میری بات کرواؤ میں پوچھتی ہوں ان سے، اتنی لاپرواہی کہ گیس سلنڈر میں آکسیجن ختم ہو گیا اور انہیں پتا ہی نہ چلا، پیسے لیتے ہیں ہمارے سے کوئی مفت میں نہیں رہتیں یہاں وہ۔"

اس نے طیش میں چیختے ہوئے کہا تھا فیضان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"وشمہ تحمل سے کام لو میں بات کر چکا ہوں وہ آئندہ سے دھیان رکھیں گے۔"

اس نے انہیں تسلی دی وشمہ نے امڈ آنے والے آنسوں کو روکا اگر جو ذرا سی دیر ہو جاتی تو؟ اس تو کے آگے اس کا دم گھٹا جا رہا تھا۔ ہڈیوں کا کینسر کوئی عام کینسر نہیں تھا جس میں اس کی ماں گھلتی جا رہی تھی اوپر سے یہ بے احتیاتی۔

اس سے پھر بھی نہیں رہا گیا فیضان کے منع کرنے کے باوجود وہ ڈاکٹرز کی اچھی خاصی واٹ لگا آئی تھی۔ سب نے منع کیا بھی لیکن وہ واپس نہیں گئی فجر کی نماز

پڑھنے کے بعد اس نے بیٹھے بیٹھے خود کو نیند کے سپرد کیا تھا۔ہاسپٹل میں ایک اٹینڈنٹ کو ٹھہرنے کی اجازت تھی وشمہ اپنی امی کے روم میں تھی جبکہ باقی وہ لوگ باہر ہی بیٹھے رہے تھے۔

"اروی مس وشمہ کو بھیجیں۔"

فون اٹھاتے ہی اسے المیر کا آرڈر سننے کو ملا۔

کمرشل کے مکمل ہونے اور آن ائیر ہونے کی خوشی میں آج فریحہ کی طرف سے پارٹی بھی تھی اور ڈنر بھی،سب اسی چیز کو ڈسکس کرنے کے موقع ڈھونڈ رہے تھے مگر المیر کی عقاب جیسی نظر سے وہ بے چارے کہاں بچ پاتے تھے ابھی بھی جب اروی کے پاس ماہم اس پارٹی کو ڈسکس کرنے آئی تھی تو المیر کی کال سن کر الٹے پاؤں بھاگی تھی۔اسے لگا جیسے المیر کو اس کے ارادے کی بھنک پڑ گئی ہو مگر وہ غلط تھی۔

"لیکن سر وشمہ تو آج ایبسنٹ ہے۔"

المیر کے ماتھے کی تیوری ابھری۔

"غیر حاضر۔"اس نے اوریٰ کے الفاظ دھرائے۔

"جی سر۔"

"ٹھیک ہے آپ انہیں کال ملائیں اور ابھی پہنچنے کا کہیں کیا انہیں نہیں پتا تھا آج کس قدر کام ہے۔"

کہہ کر اس نے غصے سے رسیور رکھا۔

"حد ہوتی ہے لاپرواہی کی بھی۔"

وہ منہ منہ میں بڑبڑایا اور پھر باہر آ گیا۔

"سر ان کا نمبر بند جا رہا ہے اور ان کے فلیٹ میٹس کا کہنا ہے کہ انہوں نے صبح سے انہیں نہیں دیکھا۔"

وہ خیام کے آفس میں جا رہا تھا جب اروی بھاگتی ہوئی اس تک آئی اور یہ سب کہا المیر رک گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا مطلب کہاں ہیں عروسہ۔"

وہ اسے چھوڑ عروسہ کے کیبن میں آیا وہ اپنے کام میں غرق تھی المیر کو آتا دیکھ کھڑی ہوئی۔

"عروسہ وشمہ آج غیر حاضر ہیں وجہ آپ کو بتائی ہے انہوں نے؟"

اس کے سرد انداز پر عروسہ نے خود کو ان کمفرٹیبل محسوس کیا۔ائیر رنگ کی وجہ سے پولیس کی بے جا بے لاگ تفتیش نے اسے پہلے ہی بد دل کر دیا تھا اوپر سے المیر کا انداز اس نے انگلیاں چٹخاتے ہوئے کہا۔

"سر وہ رات سے کہیں گئی ہوئی ہے۔صبح آفس آتے ہوئے مجھے پیون انکل نے بتایا تھا کہ دیر رات وہ پریشانی کے عالم میں بھاگی تھی۔ان کے پوچھنے سے پہلے ہی وہ چلی گئی میں بھی اسے صبح سے کال کر رہی ہوں لیکن اس کا فون بند جا رہا ہے۔"

وہ پریشان تھی پریشانی سے کہا لیکن المیر کے چہرے پر اس سے زیادہ پریشانی امڈ آئی۔

"وہ رات سے غائب ہیں اور آپ لوگ اتنے ریلیکس ہیں کمال نہیں، آپ لوگوں

کی دوست ہونے کے باوجود آپ لوگ اتنے پر سکون کیسے رہ سکتے ہیں۔"غصے و پریشانی کے ملے جلے تاثرات سے کہتا وہ اسے جھڑک گیا۔

"کیا آپ کو ان کے گھر کا پتا ہے؟"

عروسہ کو پتا تھا لیکن وہ جھوٹ بول گئی۔

"نہیں۔"

المیر نے واؤ والے انداز میں ہاتھ پھیلائے اور اپنے آفس میں آ گیا وہ بار بار وشمہ کا نمبر ملا رہا تھا مگر وہ سوئچڈ آف جا رہا تھا اس نے غصے سے سیل کو میز پر پٹختے ہوئے سر کو تھاما۔

www.novelsclubb.com

"کوئی نہیں المیر ایک نا ایک دن تو یوں بھی اس نے چلے جانا ہے خود کو تسلی دے اور اپنے کام پر فوکس رکھ۔"

اس نے سر کو چھوڑ کر لیپ ٹاپ آن کر لیا مگر اس کا دماغ کل رات میں ہی اٹکا ہوا تھا۔وہ پریشانی کے عالم میں گئی تھی یعنی کوئی نا کوئی پرابلم ضرور ہے اس نے جھٹکے

سے لیپ ٹاپ کی سکرین کو گرایااور اپنے جاننے والے کو اس کا نمبر دے کر لوکیشن معلوم کرنے کا کہا۔کچھ دیر بعد جو اسے خبر ملی وہ اس کے اوسان خطا کر گئی۔اس کا سیل ہاسپٹل میں تھا۔اس کے دل نے بیٹ پکڑی۔وہ کرسی دھکیلتا باہر کو لپکا تھا۔ اس کی کرسی گر چکی تھی دروازے سے باہر نکلتے ہوئے وہ اذان سے بری طرح ٹکرایا اسے اگنور کر کے وہ بھاگتا ہوا لفٹ کی جانب بڑھا پورا سٹاف اس کے اڑے ہوئے حواس دیکھ کر حیران تھا۔

"نو وشمہ اس کا تعلق تمہاری امی سے ہو تمہیں کچھ نہیں ہو سکتا تمہیں کچھ نہیں ہونا وشمہ کچھ نہیں۔"

www.novelsclubb.com

ایک بار پھر اس کا نمبر ملاتے ہوئے اس کا وجود کانپ رہا تھا اگر وہ اسے چھوڑ گئی اگر خدانخواستہ اسے کسی بری خبر کی اطلاع مل گئی تو؟

وہ پیچھے بیٹھا تھا اس میں گاڑی چلانے کی ہمت نہیں تھی وجود کی لرزش اسے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔

"تم بہت جذباتی ہو المیر تمہارے جذبات کبھی کبھی جنون کا روپ دھار لیتے ہیں۔ خود کو اتنا کسی چیز کے کلوز مت کر لیا کرو کہ بعد میں اس کے کھو جانے پر تم پاگل ہو جاؤ وہ صرف ایک پن تھا کھو گیا میں دوسرا تمہیں لا دونگی۔"

وہ اس کی ماما تھیں جو اسے سمجھا رہی تھیں۔اس نے اپنا فیورٹ پن کھو جانے پر پورے کمرے کا حشر نشر کر دیا تھا۔چار دن تک اس نے کچھ کھایا پیا نہیں کہ اسے وہی پن چاہیے تھا بسس۔۔

وہ اپنی ماما سے اس سے کہیں زیادہ جڑا ہوا تھا ان کے جانے کے بعد تو وہ کتنے مہینوں تک بھوکا رہا، کتنا گم صم ماؤف دماغ رہا صرف اس کا اللہ جانتا تھا۔اسے نہیں پتا تھا اس کے دل کا یہ حصہ وشمہ کو بھی اس میں سما لے گا۔

"اسے بس کچھ نہ ہو۔"

اس نے خود سے کہا گاڑی ہاسپٹل کے باہر رکی اس میں سے نکل کر المیر نے گہرا سانس بھرتے ہوئے اس کی سیڑھیاں چڑھیں۔وہ ابھی ریسپشن کے پاس پہنچا ہی

تھا کہ پانی کی بوتل لے کر جاتی ہوئی وشمہ اسے وہاں دیکھ کر چونکی تعجب آنکھوں میں سما کر اس نے اپنے قدم المیر کی جانب بڑھائے۔

"المیر سر۔"

اس نے المیر کو پکارا اس کی آواز سن کر جھٹکے سے مڑتا المیر جیسے وہیں ساکن ہو گیا تھا اس کے دل نے یکدم سجدہ شکر ادا کیا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں سب ٹھیک ہے۔"

وہ اسے صحیح سلامت دیکھ آنکھیں بند کر کے خود کو نارمل کرنے لگا۔

"تم ٹھیک ہو؟" کنٹرول کرنے کے باوجود آواز میں بے قراری در آئی تھی۔

"مجھے کیا ہونا ہے۔" اس نے تعجب بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میرے ساتھ آؤ۔"

اس نے باہر کی جانب قدم بڑھائے وشمہ اس کے قدموں پر ہولی۔ وہ دونوں نزدیکی کافی شاپ میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"یہ کوئی حرکت نہیں ہوتی وشمہ کہ تم یوں منہ اٹھا کر آدھی رات کو تنہا اپارٹمنٹ سے نکلو اور کسی کو اطلاع بھی نہ دو اوپر سے تمہارا فون بھی بند ہے۔ کیا اس ڈبے کو دیکھنے کو رکھا ہوا ہے اگر ہاں تو دو ابھی مجھے میں اسے ڈسٹ بین میں پھینک دوں۔"

وہ کرسی پر بیٹھتے ہی اس پر شروع ہو چکا تھا آرڈر لینے آتا ویٹر انہیں جھگڑتا دیکھ واپس ہو لیا۔

"میری امی کی طبیعت خراب تھی میں کیسے حواسوں میں رہ کر سب کو اطلاع کرتی مجھے کچھ نہیں سوجھی تھی اس وقت۔"

اس کے غصے سے بدمزا ہوتے ہوئے اس نے کہا تھا المیر نے اس کی آنکھوں کی سرخی کو دیکھا۔

"کیا زیادہ طبیعت خراب تھی تمہاری آنکھیں کہہ رہی ہیں ہاں کیونکہ یہ رات بھر جاگنے کی چغلی کھا رہی ہیں۔"

اس کی ٹون پل میں چینج ہوتی تھی وشمہ کی آنکھوں میں پھیلی نیند کو دیکھتے ہوئے وہ

کہہ رہا تھا۔

"نہیں وہ ٹھیک ہیں بس آکسیجن پرابلم تھی آپ ہاسپٹل کیوں آئے تھے۔"

المیر نے ویٹر کو ہاتھ کے اشارے سے بلایا کچھ دیر بعد وہ دو کپ کافی رکھ کر جا رہا تھا

ایک کیپو چینو اور ایک بلیک۔

"عروسہ پریشان تھی تمہارے سیل کی لوکیشن معلوم کی تو وہ یہاں کا پتہ دے رہی

تھی مجھے لگا تم پھر پچھلی بار کی طرح کسی حادثے کا شکار ہو گئی ہو۔"

دونوں نے ایک ساتھ اپنے اپنے کپ اٹھائے تھے۔

"اور آپ یہاں آ گئے ویسے عروسہ ہی پریشان تھی کیا؟"

اس نے آئبروز کو اچکاتے ہوئے مسکا کر پوچھا المیر اس کی مسکان سے خائف ہوا۔

"اور کسے پریشان ہونا ہے ظاہر سی بات ہے وہ آپ کی دوست ہیں انہیں ٹینشن

ہو رہی تھی۔" اس نے جھٹ کہا تھا۔

"اور آپ کو؟" المیر نے رک کر اسے دیکھا اور پھر اس نے خود کو کہتے ہوئے سنا۔

"مجھے بھی۔"اس نے اعتراف کیا۔

"آپ کیوں پریشان ہوئے۔"

وہ پتا نہیں کیا سننا چاہ رہی تھی المیر کچھ دیر قبل کی اپنی بے قراری پر خجل ہوا شکر تھا اللہ کا کہ وہ اس سر پھری کے سامنے کچھ الٹا سیدھا نہیں بول بیٹھا۔

"نیچرل سی بات وشمہ اگر آپ کی جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو میں یوں ہی پریشان ہوتا۔"اس نے صاف آواز میں کہا۔

"ہر باس کو اپنے امپلائے کی فکر ہوتی ہے۔"

وشمہ اُسے بہاروں جیسی نگاہوں سے دیکھتی گئی۔

"میری جگہ کوئی نہیں ہو سکتا آپ کی زندگی میں تو کوئی بھی نہیں، آپ کے وجود کی لرزش نے مجھے بتا دیا ہے کہ آپ مجھے کتنا پسند کرتے ہیں کہہ دیں میں واقعی آپ کو کچھ بھی نہیں کہوں گی۔"المیر نے کافی کے کپ کو لبوں سے لگایا پھر اپنی دھڑکنوں کی آرزوؤں کا گلا گھوٹتا ہوا بولا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تمہارا دماغ یہ سب سوچ رہا ہے تمہیں خود پر کنٹرول رکھنا چاہیے ایک لڑکی میں اتنی بے باکی اچھی نہیں ہوتی۔"

وہ اسے شرمندہ کروانا چاہ رہا تھا جو کہ بیکار گیا۔

"میں کہاں بے باک ہوں آپ ہی کچھ نا کچھ ایسا کر جاتے ہیں کہ پھر مجھے کہنا پڑتا ہے اگر آپ کو ایسا لگ رہا ہے تو اس میں، میں کیا کر سکتی ہوں۔"

وہ بل کے پیسے رکھتا کھڑا ہوا تھا۔

"تمہیں ہاسپٹل میں کوئی کام ہے یعنی وہاں تمہاری ضرورت؟" وشمہ نے نفی میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"گڈ تو پھر کھڑی ہو جاؤ ہمیں ابھی کہ ابھی نکلنا ہے آج خاصا کام ہے۔" وشمہ کے چہرہ یکدم بنا۔

"لیکن میں نے تو ابھی کپڑے بھی چینج نہیں کیے۔"

وہ کیسے ایک دن پرانے کپڑے پہن کر جا سکتی تھی تبھی اس نے کہا۔

"وہاں فیشن ویک نہیں چل رہا کام ہونا ہے۔"

وہ المیر کے پیچھے پیچھے آئی تھی۔

"لیکن اگر پھر بھی آپ کہ چاہ ہو رہی ہے تو یہاں کے واش روم میں جائیں کپڑوں کو ادل بدل کر پہن لیں یوں بھی آپ روز شاید ایسا ہی کرتی ہیں۔"

عینک لگا کر وہ مسکان دباتا گاڑی میں بیٹھا تھا۔ وشمہ کا چہرہ خفت سے سرخ اور آنکھیں شرمندگی سے پھیلیں۔ اس کی جرات کیسے ہوئی اس کے کپڑوں پر ٹونٹ کرنے کی بیک ڈور کھلا تھا المیر اس کے بیٹھنے کا منتظر ہوا مگر وہ سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی رہی۔

www.novelsclubb.com

"آجائیں دیر ہو رہی ہے۔"

"میں آج چھٹی پر ہوں۔"

وہ نخوت سے کہتی دوسری سمت جانے لگی تھی کہ اچانک اس کا ہاتھ کسی کی گرفت میں آگیا۔

اس نے مڑ کر دیکھا وہ المیر تھا جس کے ہاتھ میں اس کی کلائی تھی۔ وشمہ نے ماتھے پر تیوری ڈالی اور نروٹھے پن سے اپنی کلائی کو چھڑانے لگی مگر گرفت مضبوط تھی۔

ہوتی ہیں نا کچھ پکڑ جن سے چھوٹنا محال ہوتا ہے ایسے ہی المیر نے بھی اسے اپنی گرفت میں کر لیا تھا۔

"میں آرڈر دیتا ہوں مادام سنتا نہیں جب میں نے کہہ دیا تم میرے ساتھ چل رہی ہو تو اٹس مین تم چل رہی ہو۔"

وہ اسے لیے آفس آ گیا تھا وشمہ نے منہ بناتے ہوئے اپنے کام کو سنبھالا اور رمشہ کو اطلاع دے دی کہ وہ آفس جا چکی ہے۔

"تم اتنی ہڑ بڑی میں کیوں گئے تھے کیا معاملہ ہوا تھا تم ٹھیک ہو نا میں کب سے تمہارا نمبر ٹرائے کر رہا تھا مگر سگنل پرابلم تھی۔"

خیام نے اس کی آفس میں آتے ہی پریشانی سے دریافت کیا المیر نے تھکے سے انداز

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں کرسی پر ٹیک لگائی۔شام ہونے کو تھی اور اس کے کندھے مسلسل کام کی زیادتی کی وجہ سے ڈھلک گئے تھے۔وہ صبح سے نکلا اب آیا تھا اس کی فارن ڈیلی گیشن کے ساتھ میٹنگ تھی جیسے ہی اس نے آفس میں قدم رکھا عروسہ نے یہ خبر اس تک پہنچائی تھی۔وہ پریشانی میں اس تک آیا اور ایک ہی آواز میں پوچھ ڈالا۔

"ریلیکس کچھ نہیں ہوا تم بتاؤ کیسی رہی میٹنگ؟"خیام نے کرسی سنبھالی اور بیٹھ کر اسے غصے میں دیکھنے لگا۔

"تو یعنی اب تم مجھ سے بھی باتیں چھپاؤ گے ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔"خفگی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے میز پر رکھی کرسٹل بال کو گھمانا شروع کیا المیر کو جیسے اپنا وجود اس کے ساتھ گردش کرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"میٹنگ اچھی تھی لیکن ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا دیکھو کیا بنتی ہے ہاں یاد آیا۔"

خشک انجان لہجے میں کہتے ہوئے اس نے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

"آکاش اور شرلی کل پاکستان لینڈ کرنے والے ہیں۔"المیر نے اس کا بیگانہ لہجہ دیکھ

کچھ بھی نہیں کہا فقط سر ہلا دیا۔

"شام کو پارٹی میں آؤ گے ؟"المیر آگے کو ہوا گہرا سانس بھرتے ہوئے سفید فائل اٹھائی خیام نے ایک نگاہ اس فائل کو دیکھا تھا۔

"جانا تو پڑے گا آفٹر آل ہماری کمپنی کی کامیابی ہے خیام کیا میری بات ابھی ختم ہوئی؟"وہ اچھا والے انداز میں سر ہلا کر جانے لگا تھا جب المیر کی بات پر رک کر بھنویں اچکاتا اسے دیکھنے لگا۔اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہا ہو اچھا کیا واقعی اب تم مجھ پر بھی حکم چلاؤ گے ؟

"یار۔"المیر نے تکان سے آنکھیں موندیں۔

"کچھ بہت پرسنل بات ہے نہیں بتا سکتا ناراض نہیں ہو۔"خیام طیش میں کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھا اور شروع ہو گیا۔

"مجھے عروسہ سے محبت ہے میں نے بی کام میں سرفنگ میں حصہ لینے کیلئے دو پیپرز چھوڑ دے،ماسٹر کے اینڈ میں،میں نے اپنے ہی پروفیسر کو کم مارکس لگانے پر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حراساں کیا۔میں دو بار سگنل توڑنے پر جیل گیا۔بار میں، میں نے غلطی سے ڈرنک کرلی میری پہلی اور آخری گرل

فرینڈ کے ایکس نے پنچ مار کر میرا جبڑا توڑ دیا تھا۔میں نے زویا کے پچیس ہزار بھی چرائے اور میں نے کسی فضول انسان کو اس کی چپکو کلاس فیلو سے بچانے کیلئے خود کو "گے "ثابت کیا اور اسے یقین دلایا کہ اگر اس نے میری محبت پر ڈورے ڈالنے کی زرا بھی کوشش کی تو میں نے اس کے بال کاٹ دینے ہیں اور تم کہتے ہو پرسنل بات۔۔مجھے بتاؤ میری زندگی کی کون سی ایسی بات ہے جو تم سے پوشیدہ ہے۔"

وہ جو "کسی "تھا آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے گیا باقی سب تو اسے معلوم تھا لیکن یہ "گے "والی بات اب اسے پتا چلی تھی۔

"تم نے اسے ایسے میرے راستے سے ہٹایا ان بلیو ایبل۔"

خیام کا چہرہ تیز تیز بولنے پر سرخ ہو چکا تھا المیر کی بات سن کر تو اور حدت پکڑ گیا۔

"ہاں کیونکہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔"کہہ کر اس نے کرسی کی بیک سے

ٹیک لگا کر خود کو آرام دہ کیا۔

"میں آج کسی اپنے کو کھونے جا رہا تھا اس کا احساس تھا جس نے مجھے ماؤف کر دیا۔ میں اس سے زیادہ تمہیں نہیں بتا سکتا ورنہ میں اس بات کے حصار میں ساری زندگی قید رہوں گا۔" اس نے بے بسی سے کہا تھا خیام اسے دیکھتا رہا۔

"وہ کوئی اپنا وشمہ ہے میں جانتا ہوں چھپانے کی ضرورت نہیں تمہاری آنکھیں سب بتا دیتی ہیں۔ اب ایسے تو مجھے مت دیکھو مجھے کب سے تم پر شک تھا بس میں نے اس کی تصدیق نہیں کی۔" کاندھے اچکاتے ہوئے وہ اس کے حواسوں پر بم پھوڑ رہا تھا المیر کا دھواں دھواں چہرہ دیکھ اسے افسوس ہوا۔

"یہ سچ نہیں ہے۔" اس نے اس "سچ" سے بچنے کیلئے جھوٹ کا دامن پکڑنا چاہا لیکن خیام نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے وہ دامن کھینچ لیا۔

"اب تم جھوٹ بھی بولنے لگے ہو تم دوسروں پر جھوٹ بولنے کی وجہ سے بھڑک جاتے ہو اور خود جھوٹے بن رہے ہو تمہیں شرم آ رہی ہے۔" المیر نے اپنے لب

کاٹے تھے وہ چاروں جانب سے قید کر دیا گیا تھا اب نکلنے کا کوئی راستہ میسر نہیں تھا اسے ہار مانتے ہی بنی۔

"وشمہ نے تمہیں بتایا؟" اور کون تھا جو اسے بتا سکتا تھا تبھی اس کا شک وشمہ پر گیا خیام نے پچ پچ والے انداز میں سر ہلایا۔

"وہ مجھے کیوں بتائے گی بھلا، مجھے خود پتا چلا انڈر ایسٹیمیٹ مت کیا کرو تم خیام کو۔" المیر مختل حواسوں سے اسے امید بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا زویا کو پتا ہے؟" وہ اس کے احساسات کو مجروح نہیں کرنا چاہتا تھا تبھی محتاط انداز میں پوچھا خیام نے اس کی حالت کے پیش نظر نفی میں سر ہلایا۔

اس نے خشک ہونٹوں کو تر کرتے ہوئے آنکھیں میچ کر کھولیں چوری پکڑے جانے پر اس کی حالت غیر تھی۔

"بڑا کہہ رہے تھے میری زندگی میں کوئی نہیں اور نہ ہی کوئی آسکتا ہے۔ المیر رائے کے سینے میں دل نہیں پتھر ہے جسے کوئی نہیں پگھلا سکتا۔ مجھ میں کوئی احساسات

نہیں کوئی جذبات نہیں تو پھر اب یہ کیا ہے میں نے دیکھا ہے کیسے تم چھپ چھپ کر اسے دیکھتے ہو۔ایسے مت دیکھو مجھے ڈرتا نہیں ہوں میں تمہاری ان گھوریوں سے یہ ان پر چلاؤ جو بیچارے اس سے سہم جاتے ہیں۔"

وہ اسے نظروں سے رک جانے کا کہہ رہا تھا مگر آگے بھی خیام تھا جھڑک کر پھر سے شروع ہو گیا۔

"تمہاری ساری چوریاں پتا ہیں مجھے چپکے چپکے اس کی تصویریں اتارنا اسے تکے جانا جان بوجھ کر اس سے ٹکرا جانا کوئی کام نہ ہونے کے باوجود اسے اپنے ساتھ لے جانا ہو ٹلنگ کرنا،راتوں کو اسے سوچ سوچ کر مسکرانا بیٹا یہ خیام رائے ہے کوئی عام انسان نہیں جس سے تو کچھ چھپا سکے۔"

شرمندگی کے زیر اثر المیر نے آنکھوں کے سامنے ہاتھ کا چھجا بنا لیا تھا۔خفت اس کے پورے وجود پر طاری تھی اسے اپنا آپ بہت بیکار محسوس ہوا دل کیا سامنے بیٹھے انسان کے ہونٹ پکڑ کر سی دے۔

"ہاں اب منہ چھپانے سے جیسے تو سچ سے منحرف ہو جائے گا نا چل بس کر اب یہ لکن چھپی بتا دے اسے مجھے پتا ہے وہ منع نہیں کرے گی آگ دونوں جانب برابر ہے۔" المیر نے اسے خشمگیں نظروں سے دیکھا پھر ان آنکھوں میں یکایک بے چارگی در آئی۔

"زویا کو دکھ ہو گا۔"

اپنی بہن کا نام سن کر خیام کے چہرے پر سایا آیا تھا۔

"تو کیا تو زویا کی خاطر اسے چھوڑ دے گا۔"

"مجھے نہیں پتا جب زویا آئے گی دیکھا جائے گا بس تم اس بات کو چھپا کر رکھنا پلیز۔" خیام کی آنکھوں میں اچنبھا ابھرا۔

"کیا تم اسے قبولنے سے ڈر رہے ہو۔" المیر نے جھٹ سے سر اٹھایا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے بس میں اچانک سے سب کچھ نہیں کرنا چاہتا مجھے وقت درکار ہے شام کو پارٹی میں ملیں گے۔" خیام سر ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا تھا المیر نے گہری

سانس بھر کر خود کو کرسی پر گرالیا۔

"تو یعنی اب سب کو پتا چلنا شروع ہو گیا تم میرا ہر راستہ بند کر رہی ہو وشمہ بہت ظلم کر رہی ہو۔" آنکھیں بند کرتے ہی اس کی نگاہوں کے سامنے اس دشمن جاں کا چہرہ آ گیا تھا اس نے خود کو کچھ دیر اس کی سوچوں میں گم رہنے دیا۔

"مجھے تمہارا بہترین ڈریس چاہیے۔"

وہ عروسہ کے سر پر پہنچی کہہ رہی تھی جو گولڈن رنگ کے ویسٹرن طرز کے لباس میں اپنے بالوں کو کھولے سٹریٹ کر رہی تھی۔ اس کا لباس اوپر سے لیکر نیچے ٹخنوں تک گولڈن ستاروں سے سجا تھا اور تھوڑا چست تھا۔ بالوں کو آئرن کرتی عروسہ چونکی اور شیشے میں اسے دیکھا۔

"کیا واقعی تو پھر تم میری وارڈروب میں سے لے سکتی ہو جو تمہیں پسند ہو۔"

اس نے سندس اور ماہم کی وارڈروب بھی چھانی تھی مگر اسے کچھ پسند نہیں آیا مجبورا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے عروسہ کے پاس آنا پڑا۔اس کی الماری کا پٹ کھولتے ہوئے اسے ایسا لگا جیسے وہ دنیا کی سب سے نکمی اور کام چور لڑکی ہو ایسا تو اسے ماہم اور سندس کی الماری کو کھول کر بھی محسوس ہوا تھا۔کیونکہ اس کی الماری کھولتے ہی کپڑوں کے پہاڑ نے آپ کو اپنے نیچے دبا لینا تھا اور ان کے کپڑے تہہ در تہہ انتہائی سلیقے سے رکھے تھے۔وہ چھوٹی انگلی منہ میں دبائے دیکھی گئی مگر اسے کوئی پسند نہیں آیا وجہ ویسٹرن طرز تھا جو تینوں کی الماریوں میں پایا جاتا تھا۔بلا آخر اسے اپنے پہاڑ کی جانب ہی مڑنا پڑا اچھا خاصا چھان لینے کے بعد اسے ایک مکمل سوٹ نظر آیا تھا۔وہ ہلکے آسمانی رنگ کی لانگ فراک تھی جس کے بازوؤں پر گول دائروں میں سفید موتیوں والی لیس لگی ہوئی تھی۔وہ دائرے اس کے کندھے تک جاتے تھے۔فراک زیادہ گھیر دار اور لمبی تھی اور اس کے سامنے کٹ تھا اس کٹ کی وجہ سے ہی اس کی سفید جالیوں اور پرل سے سجی کیپری نظر آ رہی تھی۔وشمہ نے اس جوڑے کو پہنا بالوں کو پرم کیا اور بی بی لگا کر آنکھوں میں گہرا مسکارا اور لائنر لگا لیا گلابی رنگ سے لبوں کو سجانے کے بعد

اس نے بلش آن سے اپنے گالوں اور ناک کو مزید دھکایا۔گلے میں اس نے خوبصورت سٹیٹمنٹ نیکلس پہنا،ایک ہاتھ میں بریسلٹس اور دوسرے میں گھڑی پہن کر دوپٹہ لینے کے بعد اس نے بھاگ کر سندس کی اونچی ہیل لی تھی۔

"اوہ مائی مائی کیا یہ وشمہ ہی ہے؟"

ماہم نے چیونگم کا ببل بناتے ہوئے اسے دیکھ کر کہا۔سندس وشمہ کے پاؤں میں مقید اپنی باریک اونچی ہیل کا ہک بند کر رہی تھی جو کہ سفید تھی اور جس پر صرف ایک پتلی سی پٹی تھی اور وہ پٹی سفید موتیوں سے سجی ہوئی تھی وشمہ احتیاط سے کھڑی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں یقین ہے تم چل لو گی اس میں؟"

عروسہ نے اسے لڑکھڑاتے دیکھ پوچھا تھا۔

"زندگی میں کوئی چیز مشکل نہیں ہوتی یہ تو پھر ہیل ہے۔"

وہ سہج سہج کر چلتی ٹیکسی میں بیٹھی تھی۔

"صحیح کہا کچھ چیزیں مشکل نہیں بلکہ چپکو ہوتی ہیں۔"

منہ بناتے ہوئے ماہم نے چیونگم کو چباتے ہوئے کہا تھا عروسہ نے جھک کر اسے دیکھا۔

"خیر ہے۔"

"خیر ہی خیر ہے۔"

گاڑی پی سی کے آگے آکر رکی وہ سب اس میں سے نکل آئے۔

"تم لوگ جاؤ میں رنٹ دے کر آتی ہوں۔"

اس کے کہنے پر عروسہ، سندس اور ماہم اندر کو بڑھ گئے۔ وشمہ نے پرس کھول کر پیسے دیے اور جونہی وہ پیسے دے کر مڑی ٹھٹھک گئی۔ المیر اور خیام گاڑی سے اتر کر اندر جا رہے تھے۔ ڈرائیور ان کی گاڑی پارک کرنے لے گیا المیر اور خیام نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ وشمہ نے جلدی سے سیل نکالا اور اسے میسج کرنے لگی۔

"سوری سر آج میں پارٹی میں نہیں آسکوں گی مجھے فیضان بھائی کے ساتھ کام سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جانا ہے۔"

المیر اندر کی جانب بڑھ رہا تھا جب اس کا سیل بجا چلتے چلتے اس نے وشمہ کا میسج پڑھا تھا پڑھ کر وہ رک گیا۔ وہ ہال کے دروازے میں تھا فروزن جیسے کپڑوں میں ملبوس فریحہ اسے دیکھ چکی تھی۔ دور سے اسے ہائے کہہ کر اس نے ہاتھ ہلایا المیر اسے دیکھ خیام کے ساتھ آگے بڑھا۔

"ہینڈسم لگ رہے ہو۔"

اس سے ملنے کے بعد فریحہ نے تفصیل سے دیکھ کر کہا۔ وہ براؤن ٹکسیڈو میں موجود تھا۔ آنکھوں پر اس نے نظر کا چشمہ لگایا ہوا تھا۔ بالوں کا خیام نے ستیاناس کر کے نیا سٹائل دیا تھا اس نے بامشکل لبوں کو کھینچا۔

"شکریہ۔" آس پاس نگاہیں دوڑائیں سب موجود تھے صرف وہ ہی نہیں اسے غصہ آیا۔ وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہی ہے ریٹنگ لے رہی ہے ٹھیک ہے لیتی رہ میں نے بھی نہیں پوچھنا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سر جھٹک کر وہ باقی لوگوں سے ملنے لگا خیام چلتا ہوا عروسہ کی جانب آیا اس کی تعریف کرنے کے بعد وہ وشمہ کا پوچھ رہا تھا۔ عروسہ نے اسے بتایا کہ وہ باہر ہے بس آتی ہی ہو گی۔

"آپ اندر نہیں جا رہیں۔"

مارکیٹنگ ڈیپارٹمنٹ کا خلیل اس کے پیچھے سے نکل کر پوچھ رہا تھا۔ وشمہ جو المیر کے جواب کی منتظر تھی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اونچا چوڑا مسکراتا ہوا لڑکا تھا۔

"بس جا ہی رہی تھی۔"

وہ اس کے ساتھ آرام آرام سے چلنے لگی خلیل نے اس رین بو کے اس نئے رنگ کو دیکھا اسے بہت اچھا لگا اس نے اس اچھے لگنے کو زبان دی۔

"آپ آج اچھی لگ رہی ہیں لیکن کیا آپ کو نہیں لگتا یہ ہیل کچھ زیادہ ہی اونچی ہے کیا آپ کمفرٹیبل ہیں؟"

وشمہ نے اس کے ساتھ ہی ہال میں قدم رکھا تھا پھر اس اونچے خلیل کو ماتھے پر

تیوریاں ڈال کر دیکھنے لگی۔

"کیوں میں نہیں لگ رہی کیا؟ ہاں ٹھیک ہے تھوڑی لڑکھڑا رہی ہوں لیکن میں اسے اچھے سے کیری کر رہی ہوں۔"

ویٹر سے گلاس تھام کر المیر کی نگاہ دروازے کی جانب اٹھی وہ اسے دیکھ مسکا گیا اس نے اپنے قدم وشمہ کی جانب بڑھانے چاہے پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔

"آپ درست ہیں لیکن کہیں گر نہ جائیں۔"

اس نے اپنی فراک اٹھا کر آرام سے سٹیپس سے اترنا شروع کیے اور اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہی جب وہ انہیں بغیر گرے پیچھے چھوڑ گئی۔

"دیکھا میں نہیں گری تم یوں ہی مجھے خوف زدہ کر رہے تھے۔"

کانفیڈنس اس کے انگ انگ میں رچا تھا خلیل نے منہ بنایا۔

"میں نے کب ایسا کیا میں تو آپ کیلئے فکر مند ہو رہا تھا۔"

"یہ آئی ہماری پارٹی کی رونق کہاں تھیں تم میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا یہ تم

نے کس کا روپ چرایا ہے قسم سے غضب ڈھا رہی ہو۔"

اذان جینز شرٹ میں اس کے پاس آیا اور اوپر سے نیچے دیکھ کر بولا اس کے آتے ہی خلیل اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا وشمہ اذان کے تبصرے پر ہنسی تھی۔

"مجھے پتا ہے اذان۔"

وہ اس کے قریب کھسک آئی کان میں پھنسپھنسایا۔

"کیا آج تم سندس کے ساتھ بات کرو گے؟"

سندس کے اسرار پر ہی وہ یہ سوال پوچھ رہی تھی اذان کے تو چودہ طبق روشن ہو گئے جبکہ المیر کے ماتھے پر تیوریاں جگہ لینے لگیں۔

"پھر یہ اس کے ساتھ چپک کر کھڑی ہو گئی کوئی حال نہیں اس لڑکی کا۔"

"استغفر اللہ یہ کیا کہہ رہی ہو میں کوئی نہیں کر رہا اس کے ساتھ ڈیٹ ویٹ ممی ٹھٹھہ سے آئیں گی بات کریں گی، سندس میرے نام کی انگوٹھی پہنے گی تب اس کے بعد ہی کچھ سوچا جائے گا ابھی منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکالنا اس بارے میں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اس کا منہ کھلتا دیکھ وارن کرنے لگا۔ وشمہ نے اس کے کاندھے پر ایک چپت رسید کی اور ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔ المیرا سے ایک گول سٹینڈ نما ٹیبل کے ساتھ لگ کر کھڑا جوس پیتا دکھ گیا تھا۔ وہ اذان کو چھوڑ اس کی جاب بڑھنے لگی۔ المیر نے اسے آتے دیکھ شدید قسم کا اگنور کیا ابھی وہ اس سے چند قدم ہی دور تھی کہ فریحہ چہکتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اسے اپنے جاننے والوں سے ملانے لے گئی۔ وشمہ نے رک کر المیر کو اس کے ساتھ جاتے دیکھا اس کا دل ایک دم برا ہوا تھا آنکھوں میں جیلیسی عود کر آئی گہرا سانس بھرتی وہ مڑی تھی۔

"آپ مجھے اٹیٹی ٹیوڈ دکھا رہے ہو تو میں ڈبل دکھا سکتی ہوں۔"

اس نے عروسہ کو ڈھونڈنے کو نگاہیں دوڑائیں مگر وہ نہ ملی وہ ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئی۔ ہاتھ میں اورنج جوس تھا وہ کرسی پر بیٹھی المیر کو ہی دیکھے جا رہی تھی جو فریحہ کے ساتھ ساتھ یہاں وہاں بڑے مزے سے گھوم رہا تھا۔ عروسہ نے سپیچ دی تھی وہ اسے سننے کیلئے بھی نہیں اٹھی ڈانس ہوا وہ تب بھی نہیں اٹھی۔

"کیا تم ڈانس میں میرا ساتھ دے سکتی ہو دراصل مجھے سندس کے ساتھ شرم آرہی ہے۔"

وشمہ نے اس کے گلابی گال دیکھے اور پھر اپنا پرس اس کے کاندھے پر مار دیا۔

"دیکھو تم نے اس طرح کی بات کی نا تو میں نے یہ گلدان تمہارے سر پر مار دینا ہے۔"

اس نے اپنے سامنے رکھے سٹینڈ پر سے پتلے سلنڈر نما پھولوں سے بھرے گلدان کو اٹھا کر کہا اس سے پہلے اذان کچھ بولتا وشمہ کو وہ آواز سنائی دی۔

"کیا مجھے بھی مارو گی؟"

www.novelsclubb.com

وشمہ نے نگاہیں اٹھائیں اذان نے مڑ کر دیکھا۔ سیاہ جینز کو ٹخنوں سے اوپر موڑے ٹی شرٹ میں مسکراتے چہرے کے ساتھ آکاش اس کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ وہ اسے دیکھ فوراً کھڑی ہوئی اچانک کھڑے ہونے کی وجہ سے وہ لڑکھڑانے لگی تھی۔ آکاش جھٹ اسے سنبھالا دینے کو آگے بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ وشمہ کو تھامتا

اذان نے اپنے ہاتھ وشمہ کے بازوؤں میں دے دیے آکاش کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر ابھرا تھا۔

"آپ؟ آپ نے تو کل آنا تھا نا میرا مطلب ہے پاکستان میں خوش آمدید۔" آکاش اس کی بوکھلاہٹ پر محظوظ ہوا تھا۔

"ہماری کوئک سروس ہے اینی وے میں نے آپ کے ویل کم کو قبول کیا۔ کیا آپ میرے ساتھ ڈانس کر سکتی ہیں؟" وشمہ نے اذان کو دیکھا جس کی نگاہوں میں انکار کا پیغام چل رہا تھا۔

"آں دراصل مجھے ڈانس نہیں آتا آپ کسی اور کے ساتھ کر لیں۔" آکاش نے ایک قدم اور مزید بڑھایا اذان کو اس کی یہ حرکت پسند نہیں آئی۔ وہ جو جانے کا ارادہ رکھتا تھا ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"لیکن میرا دل تو آپ کے ساتھ کا متمنی ہے۔"

اذان بے ساختہ کھانسا تھا وشمہ بوکھلائی۔

"میرا مطلب ہے مجھے آپ کی کمپنی چاہیے مطلب اس جگہ کوئی ایسا نہیں ہے جسے میں جانتا ہوں آپ سے تو مل چکا ہوں۔" ماحول میں بسی اوڈنس کو دور کرنے کیلئے اس نے بات بنائی تھی وشمہ نے بامشکل لبوں کو کھینچا۔

"ایکچوئلی میں ڈانسر نہیں ہوں۔"

یوں تو وہ بڑبڑائی تھی لیکن ایزیویل اس کی بڑبڑاہٹ خاصی اونچی تھی اذان کی ہنسی چھوٹ گئی آکاش کھسیانا سا ہو گیا۔

"کافی اوپن سپوکن ہیں آپ، ویل ٹھیک ہے چونکہ آپ ڈانس نہیں کر سکتیں تو کیا ہم ساتھ مل کر کافی پی سکتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"اسے کافی نہیں پسند۔" اذان کی یکدم زبان پھسلی تھی آکاش نے رک کر اسے دیکھا۔

"کیا آپ ہمیں پرائیویسی دے سکتے ہیں پلیز۔"

اس نے وشمہ کی جانب دیکھا جو اسے آنکھ سے جانے کا اشارہ کر رہی تھی۔ اذان منہ

بناتا وہاں سے چلا گیا تھا۔وہ آکاش کے ساتھ تھرکتے لوگوں کو چھوڑ سرخ پھولوں کے گلدستے سے مہکتی میز پر آکر بیٹھی۔اس نے ویٹر سے جوس لانے کو کہا تھا اور کچھ سنیکس بھی،وشمہ نے نگاہ دوڑائی المیرا سے دور فریحہ کے ساتھ کھڑا نظر آیا۔ فریحہ تھرک رہی تھی مگر وہ ساکن کھڑا تھا پتا نہیں وشمہ کو ایسا کیوں لگا جیسے وہ اسے ہی دیکھ رہا ہو دیکھ ہی نا لے وہ کھڑوس اسے،اس نے سر جھٹکا تھا۔

"ایک ماہ کا سٹے ہے ہمارا یہاں مجھے امید ہے آپ کی ایجنسی کے ساتھ کام کر کے ہمیں اچھا لگے۔"

"ان شاءاللہ۔"اس نے وشمہ کے لفظ دھرائے۔

"ان شاءاللہ۔"جوس آگیا تھا آکاش نے اسے تھمایا وہ اس گلاس کو پکڑے لبوں سے لگا گئی۔

"سو مس وشمہ آپ کی جاب کے علاوہ پب جی ہابی ہے تو کیا آپ اسے کھیل کر بور نہیں ہوتیں ایکچوئلی میں نے بھی یہ گیم ڈاؤن لوڈ کی تھی مجھے اس نے امپریس نہیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا۔"

"کرے گی بھی کیوں ٹیسٹ جو خراب ہے۔"اس نے دل میں سوچا مجال تھی جو زبان نوک پر اسے لے آتی۔

"تو پھر آپ بلیو وہیل کھیل لیں۔"بہت معصوم بن کر اس نے کہا تھا وہ اس کی معصومیت پر قہقہ لگا گیا۔

"وہ بھی کھلی تھی میں نے۔"

"پھر زندہ کیسے ہیں؟"بلا آخر اس نے پوچھ ہی لیا آخر کو کب تک خود کو روک سکتی تھی وہ۔

www.novelsclubb.com

"ہاہاہا"۔۔۔آکاش کی ہنسیاں دیکھنے کے قابل تھیں۔

"میں تو زندہ ہوں البتہ اس وہیل نے سو سائیڈ کر لی۔"

وشمہ کو تو اس کی بات پر ہنسی بھی نہیں آئی تھی۔اس کا سڑا ہوا دل جو الماری پر ٹکا ہوا تھا یوں تو فیضان بھائی کے ساتھ دیکھ کر دھڑلے سے آ گئے تھے اور اب کیسے بت بنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کھڑے ہیں۔

"بہت اچھے یہاں کھڑے ہو کر اپنا خون جلا اور سگرٹیں پھونک، یار اکیا ہو گیا ہے تجھے جا اور اسکا ہاتھ تھام کر یہاں سے لے جا بجائے دل جلانے کے۔" وہ ایک کونے میں تنہا کھڑا تھا۔ خیام نے اپنی کہنی اس کے کندھے پر رکھ کر کہا المیر نے چہرہ اس کی جانب کیا۔

"کس نے کہا میرا دل جل رہا ہے۔" وہ خیام کی بات سے بدمزا ہوا تھا۔ خیام نے پوری دنیا کا برا منہ چرایا اور اسے اپنے چہرے پر سجا کر اس کی جانب دیکھا۔

"یار تو نا مجھ سے ڈرامہ بازی نہ کیا کر کس نے کہا ہے میرا دل جل رہا ہے۔ منہ پر لکھا ہے تیرے اور پوچھ رہا ہے کس نے کہا کھڑا رہ یہیں پر دیو داس کی طرح جب کوئی تیری پارو کو لے جائے گا نا تب پوچھوں گا تجھ سے۔"

وہ برے سے دل کے ساتھ چڑتے ہوئے وہاں سے گیا تھا المیر نے اسے آکاش کے ساتھ دیکھا پھر اپنے دل کی دھڑکنیں سنیں۔

"مجھے بہت برا لگتا تھا جب تمہارے ڈیڈ کسی اور کے ساتھ ہوتے تھے یعنی میں جب ان کے سامنے ہوں تو پھر انہیں کہیں اور بالکل بھی متوجہ نہیں ہونا چاہیے انہیں صرف میرے ساتھ رہنا چاہیے۔"

"ہماری زندگی کسی ایک کے دائرے میں ہی گھومتی رہتی ہے لیکن جب وہ "ایک" ہی ہمیں اگنور کرے ہم سے رخ چرائے تو دل کو بہت برا لگتا ہے دل واقعی جلتا ہے۔اس دل کو جلانے سے بہتر نہیں اس منظر سے ہی انسان غائب ہو جائے پھر وہ جو "ایک" ہو گا اگر اسے آپ سے فرق پڑتا ہے تو وہ ضرور آپ کے پیچھے آئے گا۔"

وہ فریحہ کی جانب بڑھا اسے کچھ کہا پھر فون نکال کر کان سے لگایا کچھ بولا اور اپنا کوٹ اٹھاتا ہال سے جانے لگا۔وشمہ نے اسے خود کے قریب سے گزرتے دیکھا اور فورا کھڑی ہو گئی۔

"آپ کہاں جا رہی ہیں؟" آکاش بھی اس کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

"مجھے کچھ کام ہے آپ انجوائے کریں ان شاءاللہ کل ملاقات ہو گی۔"

وہ جلدی سے اپنا پرس اٹھاتی اسے چھوڑ المیر کے پیچھے بھاگی تھی ایسا کرتے ہوئے وہ دو بار گری تھی۔ شکر تھا کوئی اس کی جانب متوجہ نہیں ہوا سیڑھیوں کو بامشکل پھلانگ کر وہ باہر آئی۔ المیر پینٹ کی جیب میں کچھ رکھتا گلاسز لگاتے ہوئے گاڑی کے انتظار میں ایک جانب جا کر کھڑا تھا وشمہ نے اسے دور سے پکارا۔

"المیر سر رکیں پلیز۔"

وہ تیز تیز لڑکھڑاتی چلتی ہوئی اس تک آ رہی تھی المیر نے اس کی پکار پر چشمہ اتار کر اسے دیکھا۔

"جایئے گا مت میں آ رہی ہوں۔"

وہ کہتی ہوئی لڑکھڑائی تھی۔ اس کا پاؤں مڑا اور وہ زمین پر گر گئی اس کے گرتے ہی المیر کا دل بھی اس کے ساتھ ہی گرا تھا۔ وہ اس کی جانب قدم اٹھانے لگا لیکن پھر کچھ سوچ کر ساکت ہو گیا سانس روکے اسے دیکھنے لگا۔ وہ پھر کھڑی ہوئی تھی اس سے دور تھی اس تک پہنچنے کی تگ و دو کر رہی تھی۔ چار قدم چل کر اس ہیل نے

پھر سے اسے گرنے پر مجبور کر دیا۔

"جنہیں دل اپنا سمجھتا ہے نا ان کیلئے درد کوئی معنی نہیں رکھتا راہ کی رکاوٹیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، ہم کتنی بار گریں کتنی بار اٹھیں اس تک پہنچ کر ہی رہتے ہیں۔ وہ جو اپنا ہوتا ہے اس تک پہنچنا تو لازم ہے نا پھر چاہے راہ میں کتنی بھی رکاوٹیں آئیں قدم نہیں رکتے بڑھتے رہتے ہیں۔"

المیر کے دل میں خوف بھرا وشمہ نے جوتے کا ہک کھول کر اسے ہاتھ میں پکڑا گاڑی آگئی تھی۔ڈرائیور دروازہ کھول چکا تھا المیر اس میں بیٹھا وشمہ دونوں جوتے ہاتھ میں تھامتی ہاتھ جھاڑتی کھڑی ہوئی تھی۔اس کے ہاتھ اور گھٹنے تھوڑے زخمی ہو گئے تھے۔

"چلو۔"

اس نے المیر کی گاڑی کو سٹارٹ ہوتے دیکھا وہ اس کا نام پکارتی بھاگی تھی لیکن گاڑی اس کے پاس سے نکل گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جب اسے میری محبت کی شدت کا احساس ہوا جب وہ جان گیا کہ میں اس کے سوا کچھ نہیں میری تمام منزلیں وہ، میرے سارے راستے اس کے، تب اس نے مجھ سے منہ موڑ لیا پتا نہیں اسے میری محبت کا احساس ڈرا گیا تھا یا پھر وہ کہیں اور متوجہ ہو گیا تھا لیکن اس نے مجھے بیچ راہ چھوڑ کر اچھا نہیں کیا۔"

وشمہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔

"آئندہ مجھ سے بات مت کرنا۔"

المیر کو میسج بھیج اس نے دونوں ہاتھوں سے بے دردی کے ساتھ آنسوں رگڑے اور وہیں کونے میں گئی۔

www.novelsclubb.com

اسے انجانے نمبر سے کافی دنوں سے میسجز آ رہے تھے جس میں بتایا جا رہا تھا کہ وہ اس کی کمپنی میں موجود سپائے کو جانتا ہے۔ آج المیر اس میسجز کرنے والے کے سامنے بیٹھا تھا جس نے چہرے پر ماسک چڑھا کر ایک ایک بات ایک ایک راز المیر

کو بتا دیا تھا۔وہ تمام ثبوت بھی اس کے سامنے رکھ دیے تھے جو اس کے پاس تھے۔ ہاتھوں میں تصاویر کو تھامے وہ المیر رائے جو کسی کے سامنے مسکاتا نہیں تھا اس کی ہنسیاں جس مرگھٹ میں دفن تھیں وہاں سے نکل کر کافی شاپ کی در و دیوار ہلانے لگیں۔وہ ہنستے ہنستے تالیاں بھی بجا لیتا وہ سنتا جا رہا تھا اور دماغ کو ماؤف کیے جا جا رہا تھا۔ کافی لوگوں نے اسے مڑ مڑ کر دیکھا تھا۔وہ دلچسپی سے ان تصویروں ان ویڈیوز کو دیکھ رہا تھا دیکھے جا رہا تھا انجانا آدمی اسے اور بھی بہت کچھ بتا رہا تھا۔المیر نے اسے چیک سائن کر کے دیا اور اس سے وہ تمام سنتا گیا جو اس کے اعصاب برداشت نہیں کر پا رہے تھے۔اس کے جانے کے بعد وہ کافی دیر وہاں بیٹھا رہا خیام کی کال آئی تھی۔اس نے خیام کو بھی سب بتا دیا لیکن ایک بات مخفی رکھی وہ بات جس نے اسے سب سے زیادہ تکلیف دی تھی اتنی تکلیف کہ اسے لگ رہا تھا ابھی اسی وقت اس کی موت واقع ہو جائے گی۔یہ درد مرنے جیسا ہی تھا خیام یہ سب سن کر کچھ دیر کیلئے گنگ ہوا پھر اس نے بولنے کی سعی کی۔

"تمہیں گھر چلے جانا چاہیے یا میں تمہارے پاس آؤں۔"

اس کے لفظوں میں پریشانی تھی۔

"نہیں میں کچھ دیر تنہا رہنا چاہتا ہوں میں ٹھیک ہوں میری پرواہ مت کرو۔"

کہہ کر اس نے فون بند کیا اس کا دل بھرنے لگا تھا وشمہ کے میسج کو اس نے کئی بار پڑھا پڑھتا گیا پھر اس نے بھی میسج لکھ کر بھیجا۔

"میرا دل اداس ہے مجھے تمہاری ضرورت ہے کیا تم اپنے قیمتی وقت میں سے تھوڑا مجھے دے سکتی ہو پلیز۔"

لکھ کر اس نے ایڈریس سینڈ کیا اور کرسی سے کمر ٹکا کر دونوں چہروں پر ہاتھ رکھے بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا ہے آپ ٹھیک تو ہیں؟"

وشمہ کی آواز پر اس نے چہرے سے ہاتھ اٹھایا وہ تکان زدہ ناخوش سا تھا۔ خاموش نگاہوں سے وشمہ کو دیکھے گیا جو کرسی سنبھالے بیٹھ رہی تھی اس کی فکر مند آواز

المیر کو مزید ڈھیلا کر گئی اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں بہت تھک چکا ہوں اپنی زندگی سے وش، بہت زیادہ مجھے وہ سب سننے کو ملتا ہے جس کو سہنے کی میرے دل میں اتنی سی بھی گنجائش نہیں۔" وہ شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کو آپس میں ملا کر کہہ رہا تھا۔

"میں بھی انسان ہوں غصہ کرتا ہوں چیختا چلاتا ہوں تو اس کا مطلب یہ تھوڑی میرے سینے میں دل نہیں ہے۔ میرے ساتھ وہ سب کیے جاؤ جو آپ لوگوں کا دل کر رہا ہے جب میں نے سب کچھ چھوڑ دیا ہے تو پھر میرے پیچھے پڑنے کا مطلب، مجھے سمجھ نہیں آتا یہ لوگ کب مجھے چین سے جینے دیں گے۔"

وہ اس کے بے ربط جملوں کو سمجھ نہیں پا رہی تھی سمجھ رہی تھی تو اتنا کہ وہ بہت پریشان ہے۔

"اللہ سب ٹھیک کر دیں گے آپ حوصلہ رکھیں۔"

کل رات کی اس کی حرکت کے بعد وشمہ نے سوچا تھا اس سے کم از کم ایک ہفتہ تو

بات نہیں کرے گی لیکن لنچ ٹائم کے وقت ملا المیر کا میسج اسے پریشانی میں مبتلا کر گیا۔وہ آکاش اور شرلی کو چھوڑ اس کے پاس آئی تھی جس کا چہرہ واقعی اترا ہوا تھا۔

"مجھے میرے اللہ پر یقین ہے لیکن۔"وہ کچھ کہتے کہتے رکا تھا وشمہ اس کی ہچکچاہٹ محسوس کر گئی۔

"ٹھیک ہے مجھے کچھ نہیں جاننا آپ بس اپنا موڈ ٹھیک کریں ویسے میں آپ سے اچھی خاصی ناراض تھی کیسے آپ کل فریحہ کے ساتھ ساتھ تھے اور مجھے ایک نظر دیکھا بھی نہیں۔"

اس نے اس کا دھیان بٹانے کو کہا تھا المیر پریشان حال چہرے کے ساتھ مسکایا اس دھوپ چھاؤں جیسے منظر کی وشمہ نے بلائیں لی تھیں۔

"تمہیں کیسے پتا میں نے تمہیں دیکھا نہیں، ویسے تم کل اچھی لگ رہی تھیں مگر مجھے ایک بات تو بتاؤ تم نے تو آنا نہیں تھا۔"

وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی تھی المیر کا دھیان بٹ چکا تھا۔اس نے دل خالی

ہونے پر خود کو کنٹرول کیا اور وشمہ کی کوشش کو سراہتے ہوئے اپنا موڈ اس کے مطابق کر دیا وہ کیوں بھلا اپنے غم میں اسے بھی کھینچے۔

"جب میں نے میسج کیا تو میں آپ کے پیچھے تھی۔"

"میسج پڑھنے سے پہلے میں تمہیں دیکھ چکا تھا۔"

وہ دونوں وہاں سے باہر آئے اور ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ سردیوں کی آمد آمد تھی تو اسلام آباد کی فضا ہوا میں محسور سی نمی و ٹھنڈک لیے ہوئی تھی۔

"بہت تیز ہیں آپ تو یعنی پتا ہونے کے باوجود مجھ سے ملے تک نہیں۔"

"تو یعنی میں تم سے نہیں ملوں گا تو تم بھی میرے پاس نہیں آؤ گی۔" وشمہ نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

"ایسا نہیں ہے بس مجھے آپ کا اگنور کرنا اچھا نہیں لگا میں نے کہا آپ مجھے دس فی صد اگنور کر رہے ہیں میں سو فیصد کر لوں۔" المیر نے بہت اچھے والے انداز میں سر کو ہلایا۔

"یعنی میں ایک قدم تم سے دور جاؤ نگا تو تم مجھ سے دس قدم دور چلی جاؤ گی ہاؤ مین یو آر۔"

وشمہ عین اس کے سامنے آئی دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اور ایک آئبرو اچکا کر اسے دیکھے گئی المیر نے سینے پر بازو باندھے اس کی جرات کو سرہا۔

"اس کا مطلب ہے آپ مجھے پسند کرتے ہیں دیکھیں المیر سر مکریں نہیں ہاں اب، سچ سچ بتائیں مجھے۔"

المیر کی نظروں میں افسوس در آیا وہ چلنے لگا وشمہ الٹے قدم اسے دیکھ چلنے لگی۔

"تم کتنی بولڈ ہو وشمہ کنٹرول رکھا کرو خود پر۔"

لہجے میں خفگی سجائے وہ اس سے کہہ رہا تھا۔

"آپ کتنے ریزروڈ ہیں تھوڑا تو انسان کو کھلا ہونا چاہیے نا منہ سے بول دیں گے تو گھس نہیں جائیں گے نہ ہی آپ کی شان میں کوئی گستاخی ہو جائے گی۔" وہ دونوں بے بی سٹیپ لیکر چل رہے تھے۔ المیر کی نگاہیں سڑک پر تھیں اور وشمہ کی المیر پر

ایک سیدھا چل رہا تھا تو دوسرا الٹا۔

"تم بدتمیز بھی ہو وشمہ تمہیں تھوڑی تمیز سیکھنی چاہیے۔"

"اور نہ ہی آپ نعوذ باللہ "گے" ہیں جو اقرار کرنا آپ کیلئے نامناسب ہو۔"

المیر کرنٹ کھا کر رکا وشمہ کی زبان واقعی بہت اوپن تھی اس نے منہ کھولنا چاہا پھر جھٹک کر مڑ گیا۔

"المیر سر بات تو سنیں۔" وہ اس کے پیچھے لپکی تھی۔

"مجھے کچھ نہیں سننا تم تو بہت بری ہو خبردار میرے پیچھے آئی تو۔"

وہ تیز تیز وہاں سے جا رہا تھا وشمہ نے ہلکی سی نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اسے جاتے دیکھا پھر اس نے جسارت کی۔

"المیر۔"

وہ فقط اپنے نام کی گونج پر تھما حیرت ہی حیرت تھی۔ وشمہ اسے نام سے پکار رہی تھی اس نے مڑ کر اسے دیکھا جو ایک ہاتھ سے اس کی جانب اشارہ کر کے اپنی جانب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر رہی تھی پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے دل بنایا اور اسے اپنی دائیں آنکھ تک لے جا کر اس میں سے المیر کو دیکھتی ہنس دی۔المیر کی آنکھیں منہ سب کھل گیا وشمہ چہرہ اونچا کیے اسلام آباد کے بادلوں کے سپرد اپنی ہنسی کر رہی تھی۔المیر پورا سرخ ہوا اور وہ ماتھے پر تیوریاں لا کر مڑ گیا۔

"اب تو ہمت بھی مت کرنا میرے پیچھے آنے کی۔"

وہ یہ کہتا وہاں سے چلا گیا۔

وہ آکاش کے ساتھ بزنس کانورسیشن میں مصروف تھا جب وشمہ نے اسے کافی کا کپ دیا المیر نے وہ کپ اٹھاتے ہی واپس رکھ دیا وجہ پرچ پر بنا دل اور اس میں لکھا "اے ڈبلیو" تھا۔المیر نے خشمگیں نگاہوں سے وشمہ کی جانب دیکھا جو مسکراتی ہوئی باہر جا رہی تھی۔وہ شرلی،اذان اور اروی کے ساتھ پراڈکٹ کا لوگو اور سلوگان ڈسکس کر رہا تھا جب اس کا سیل فون ڈھیر سارے میسجز سے گونج اٹھا اس نے فون

اٹھایا اس میں دل کے بے شمار سٹیکر بھیجے گئے تھے المیر نے سیل کو الٹا کر کے رکھ دیا۔وہ خیام کے ساتھ لنچ کر رہا تھا جب اس کے نام ایک گلدستہ آیا جس میں سفید کارڈ پر دل بنا ہوا تھا۔خیام نے اس کی خوب کلاس لی وہ بے چارہ یقین دلا دلا کر تھک گیا کہ یہ وشمہ نہیں ہے مگر وہ خیام ہی کیا جو اس کی بات سن لے وہ پورا دن اسی طرح تنگ رہا تھا وشمہ سارا دن اسے اسی طرح تنگ کیے گئی تھی۔

دیر رات اسے وشمہ کی کال آئی تھی اس نے اٹھائی۔

"یہ کیا حرکتیں کرتی پھر رہی ہو وش،بی میچور"

وہ برہمی سے بولا تھا وشمہ کی بات سن کر اس نے خود پر ترس کھایا۔

"بھئی میں تو چور نہیں ہوں اس لیے مجھ سے یہ لفظ مت بلوائیں۔"

اس نے "میچور" لفظ پر کہا تھا المیر نے اپنا سر پکڑ لیا۔

"ویسے ان الو کے۔۔۔۔کو جیل میں زخمی دیکھ مجھے اچھا لگا کیا یہ مار مجھے تکلیف دینے کیلئے تھی۔"

وہ ان دو لڑکوں کی بات کر رہی تھی جنہیں المیر نے پکڑوا دیا تھا اور جن کا دو سالوں تک نکلنا ناممکن تھا مگر المیر تو وشمہ کے منہ سے لفظ الو کے۔۔۔ سن کر حیران رہ گیا۔

"وش تم گالیاں بھی دیتی ہو؟"

دنیا جہان کی حیرت اس کے لہجے میں آن سمائی تھی وہ یقین نہیں کر پا رہا تھا کہ یہ وشمہ نے کہا ہے۔

"لو یہ گالی تھوڑی ہے آپ بھی نا بس ہیں تو (برگر) چلیں چھوڑیں پھر آپ کو برا لگ جانا ہے۔"

اور وہ جو سوچ رہا تھا کہ وشمہ اس کے اس طرح کہنے پر تھوڑی تو شرمندہ ہو گی تو وہ غلط تھا اس کے لہجہ میں پشیمان اعنقا تھا۔

"تم کہاں سے اس طرح کی باتیں سیکھتی ہو تمہیں برا نہیں لگتا ایسے بولنا؟ وش سیریسلی خود پر کنٹرول کرنا سیکھ لو تم بہت آؤٹ سپوکن ہو۔" وہ رکا اور پھر یاد آنے پر بولا۔

"اور ہاں یہ جو چند روز سے تم حرکتیں کرتی پھر رہی ہو نا انہیں بند کر دو یہ بالکل بھی اچھی نہیں اور سب سے اہم بات آکاش سے دور رہو کل بھی تم مجھ سے پوچھے بغیر اس کے ساتھ تھی۔ یہ اچھی بات نہیں ہوتی جب دیکھو تم ہر ایک کے ساتھ چلی جاتی ہو اب پلیز مجھے یہ مت کہنا کہ وہ ایک اچھا انسان ہے۔"

وہ تھوڑی پر ہاتھ رکھے اس کی باتیں سن رہی تھی ہنس دی۔

"میں نے تو آپ کو آفر کی تھی آپ خود ہی نہیں گئے ویسے ہاں آکاش اچھا انسان ہے آپ کو برا لگ رہا ہے تو کہہ دیں میں واقعی آپ کی بات مانوں گی اور اس کے ساتھ ہر گز کہیں نہیں جاؤنگی۔"

"تم جھوٹی ہو مجھے پتا ہے۔"

"اچھا سنو مجھے چند روز کیلئے باہر جانا ہے خیام ایجنسی سنبھالے گا تم اسے اسسٹ کرنا اور آکاش سے دور رہنا۔"

وہ سیدھی ہو کر بیٹھی ہینڈ فری اس کے کان سے ڈھلکی تھی اس نے فورا اسے کان

www.novelsclubb.com

میں اڑسایا۔

"اتنی اچانک کہاں جارہے ہیں آپ اور پھر آکاش کے ساتھ جو ہم نے کانٹرایکٹ سائن کیا ہے اس کا کیا؟"

ہڑبڑاہٹ میں کہہ رہی تھی۔

"کچھ حساب ہیں جنہیں چکتانا ہے دو چار دن کی بات ہے اور ویسے بھی خیام ہے نا مجھ سے زیادہ یہ ایجنسی اس کی ہے سب ہو جائے گا۔میری صبح چھے بجے کی فلائیٹ ہے خدارا اپنی بے وقوفیوں سے میرے بھائی کا جینا حرام مت کر دینا اور ہاں اذان،اور آکاش سے فاصلہ میں رہنا گڈ بائے۔"

"رکیں۔"

المیر جیسے ہی فون کان سے ہٹانے لگا وشمہ نے اسے پکار ڈالا اس نے واپس فون کان سے لگایا وہ کچھ دیر چپ رہی المیر اس کی چپ کو سنتا گیا۔

"میں آپ کو مس کرونگی۔"

المیر نے کال کاٹ دی اس کی آنکھیں خشک اور سرد تھیں۔اس نے فون کو دیکھا پھر اسے بیڈ پر جارحیت سے اچھال کر الماری کی جانب بڑھ گیا۔

"آہ یہ آزاد فضا یہ گنگناتی ہوا یہ کام کا مزا کتنا سہانا دن ہے نا آج۔"ماہم کرسی کو رولنگ کرتے ہوئے اپنے گروپ کے پاس آئی اور پھر گول گول گھومنے لگی۔

"قسمے ایسا لگ رہا ہے جیسے قفس سے آزاد ہو گئے ہیں۔آج ہم لوگوں کا انڈیپنڈنس ڈے ہے سیلبریشن تو بنتی ہے۔"

سندس نے اپنا سپر ہوا میں بلند کرتے ہوئے کہا تھا مگر اگلی آواز پر وہ اچھل کر رہ گئی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں یہ آفس ہے چڑیا گھر نہیں جو یوں جمگھٹا لگائیں بیٹھے ہیں آپ لوگ۔۔۔سب فائر۔"

متوحش نگاہوں سے سب نے مڑ کر دیکھا پھر وہ وشمہ تھی جس نے اذان کے گھٹنے پر اپنا سپر مارا تھا۔

"بد تمیز انسان ڈرا کر رکھ دیا ہمیں، یہ اپنی ممی کری کہیں اور جا کر کرو نکلو یہاں سے۔" وہ آدم خور کی سی نظروں سے اسے دیکھتی دھاڑ رہی تھی قسم سے ایک پل کو تو ایسا لگا جیسے واقعی ہٹلر واپس آ گیا ہو اس نے جھرجھری بھری۔

"فاریور کائنڈ انفارمیشن المیر سر خیام سر کے بعد یہاں کا چارج مجھے دے کر گئے ہیں اور۔"

وہ چپ ہوا اور پھر دھاڑ کر بولا۔

"مجھے یہاں کسی قسم کا میس نہیں چاہیے چلو سب اپنے اپنے کام پر ہری اپ۔"

وشمہ دانت پیستے آنکھیں نکال کر کھڑی ہوئی اذان بھیگی بلی کی طرح اسے دیکھا گیا۔

"کیا تم اپنا حکم مجھ پر چلاؤ گے مجھ پر جس نے المیر سر کو کوئی گھاس نہیں ڈالی ہاں بولو جلدی اگر ایسا ہے تو آج سے تمہاری تباہی کے دن شروع۔"

وہ آگے بڑھتی اپنی ڈراؤنی آنکھیں اس پر گاڑے کہہ رہی تھی۔ اذان پیچھے ہوتا گھبرایا سا سب کو دیکھنے لگا جو دبی مسکان سے اسے تک رہے تھے۔

"نہیں میں نے ایسا کب کرنا چاہا دیکھو تم مجھے ڈراؤمت میں تمہارا دوست ہوں۔"

اس نے اپنی پشت کے پیچھے کاؤنٹر پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔

"کیا تم المیر سر کو یہاں کی رپورٹ دو گے؟"

اذان کا سر فوراسے نفی میں ہلا۔

"پھر ٹھیک ہے۔"وشمہ اسے چھوڑ مڑ گئی تھی عروسہ سندس کو بلا کر لے گئی اب وہ اس کے آفس میں بیٹھی تھی۔

"تم نے بجٹ بنایا ہو گا آکاش کی جیولری کمرشل کا وہ مجھے دکھاؤ۔"

سندس سر ہلاتی وہاں سے گئی تھی کچھ دیر بعد اس کے ہاتھ میں اپنا لیپ ٹاپ تھا۔

اس نے وہ عروسہ کے سامنے کیا لیپ ٹاپ کی سکرین پر نگاہیں ڈال کر عروسہ کی آنکھیں چمکی تھیں لب فوراسے دائیں جانب پھیلنے لگے۔

"ہمیں تو ضرورت سے زیادہ منافع ہو رہا ہے اور یہ اچھی خبر ہے۔"

سندس نے دونوں ہاتھ باندھ کر تھوڑی پر رکھے۔

"تم نے ٹھیک کہا لو بجٹ میں یہ ایڈ تیار ہو رہا ہے اور ہمیں تین گنا رقم بچ رہی ہے یہ کافی بڑی اماؤنٹ ہو گی یعنی ہمارا بونس پکا ہے۔"

عروسہ نے تفصیل سے سکرین پر کھلے کھاتے کو دیکھا پھر اس کا سر مسکراہٹ کے ساتھ نفی میں ہلتا چلا گیا۔

"ہمیں تین گنا نہیں چار گنا منافع ہو گا دیکھو۔" اس نے سکرین سندس کی جانب کی۔

"آکاش کو اس ایڈ میں عام لوگ چاہیے جو کہ ہم خود بھی پروو ائیڈ کر سکتے ہیں۔ اس نے صرف تین جنریشن کو دکھانے کی ڈیمانڈ کی ہے یعنی کے ٹین ایجر میری دوست کی بیٹی اسے کمرشل لائف میں آنے کا بہت شوق ہے وہ باخوشی بہت کم معاوضے پر یہ کام کر لے گی۔ دوسری ینگ بیس سے اوپر کی لڑکی تم نے کہا تھا تمہاری فرینڈ کب سے تمہیں زور دے رہی ہے کہ اسے ایک چانس دیا جائے یہ گولڈن چانس ہے اور تیسری بزرگ ہمارے چوکیدار کی ماما جو ماہم سے ایڈ میں کام کرنے کا بارہا کہہ چکی

ہیں اگر یہ تینوں ہمیں مہیا ہو جائیں تو تین گنا نہیں چار گنار قم ہمیں بچنی ہے۔میں ابھی مدثر سے بھی بات کرتی ہوں۔اس کے دوست کا فارم ہاؤس ہے وہ بہت کم پیسوں میں ہمیں وہ جگہ دو دن کیلئے رینٹ پر دے دے گا مطلب اگر ایسا ہوا تو ساڑھے چار گنا بچت ہونی ہے یہ ایڈ ہمارے لیے جمبو آفر لیکر آیا ہے۔"

وہ خوشی وہ جذبات سے مغلوب لہجے میں کہہ رہی تھی سندس بھی خوش تھی لیکن ایک بات تھی جو اس کے دماغ میں کھٹک رہی تھی اور جسے اس نے لبوں کی زینت بنا بھی دیا۔

"وہ سب ٹھیک ہے لیکن آکاش کا ہمارے ساتھ اس قدر لچک دار رویہ میری سمجھ سے بالا تر ہے یعنی اس کی اتنی بڑی برانڈ ہے انڈیا میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں اس کے چرچے ہیں۔وہ چاہتا تو کسی بھی بڑی ایڈ ایجنسی کو اپنا پروجیکٹ دے دیتا لیکن اس نے ہمیں چوز کیا نا صرف چوز کیا بلکہ وہ ہمیں اتنی ریلیکسشن دے رہا ہے کیوں؟"

وہ تو ایسے پوچھ رہی تھی جیسے عروسہ کو سب معلوم ہو اس کی بات سن کر عروسہ نے شانے چکا دیے۔

"یہ تو اللہ ہی جانتا ہے ہو سکتا ہے وہ ایسا ہی ہو۔"

ان لوگوں کی گفتگو سے زرا پرے خیام کے آفس میں جاتی وشمہ آکاش کی پکار پر رکی تھی۔اس نے مڑ کر اسے دیکھا جب سے المیر نے اسے کپڑوں کا طنز کیا تھا وہ ایک جیسے سوٹ میں آنے لگی تھی ابھی بھی اس نے پرنٹڈ کاٹن کا سوٹ پہنا ہوا تھا آکاش اپنی جینز کی بیک جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس تک آیا۔

"میرے خیال سے آپ فری ہو گئی ہیں کام سے آئی مین یہ کلوزنگ کا وقت ہے اور آپ کو اب گھر جانا ہو گا۔"

اس کی بات سن کر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔اپنا سامان اٹھا کر جاتے ہوئے اذان الٹے قدم مڑا ان دونوں کو ساتھ کھڑے دیکھ اس نے اپنے کیبن کی جانب سپیڈ لگائی۔

"گڈ تو چلیں میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں موسم اچھا ہے ساتھ میں ڈنر بھی کر لیں گے۔"

"اس ٹائم تو سوپر ہوتا ہے۔"

اپنا سامان رکھتے ہوئے بھاگ کر آتے اذان کا سانس پھولا ہوا تھا وہ اسی پھولے سانس کے ساتھ بولا۔

"اور ہم لوگوں نے آج میچ رکھا ہے۔"

"کس میچ کی بات ہو رہی ہے؟"

خیام نے آفس سے نکلتے ہوئے یہ بات سن لی تھی تبھی پوچھا آکاش جو اسے ڈونٹ ڈسٹرب کہنا چاہتا تھا خیام کو آتے دیکھ رک گیا۔

"کرکٹ میچ، ہم نے آج کرکٹ میچ رکھا ہے ہے نا وشمہ۔"

وہ اس کے آنکھ مارنے پر گڑبڑائی پھر گھورتے ہوئے جھٹ سے سر ہلا دیا۔

"ہاں آج ہم نے کرکٹ میچ رکھا ہے سوچا کیوں نا تھوڑی سی ایکسر سائز اور مستی

ہو جائے۔"

ماہم جو اس سمت اسے بلانے آئی تھی یہ بات سن کر الٹے پیر بھاگی اور جا کر ہال میں اعلان کر دیا اپنا سامان پیک کرتے سب جوش سے اس سمت لپکے تھے شکر تھا کام کے علاوہ کوئی تو چیز انہیں ملی۔

"اگر ایسا ہے تو میں بھی حاضر ہوں کب سٹارٹ ہے یہ میچ؟"

ان کے پیچھے عوام کا ہجوم لگ گیا وشمہ ایکسائیٹڈ سی سب کو دیکھتی بولی تھی۔

"آدھے گھنٹے میں شارپ۔"

اور پھر وہ لوگ واقعی اپنی اپنی یونیفارم میں آدھے گھنٹے میں وہاں تھے۔ایک ٹیم اذان کی تھی اور دوسری خیام کی اذان کی ٹیم میں وشمہ تھی جبکہ خیام کی ٹیم میں عروسہ اپنی سبز یونیفارم پہنتی وشمہ کیپ کو سر پر جمائے کھڑی تھی جبکہ پیلی وردی میں ملبوس عروسہ اسے آنکھ مارتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

"سنو مجھے تو کرکٹ کا "ک" بھی نہیں آتا میں کیا کرونگی یہاں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اذان کی کان میں پھسپھسائی تھی۔اذان جو کہ سندس کے جو گر کے تسمے کس رہا تھا کہ اوپنر ان دونوں نے ہی جانا تھا گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"تمہیں میں گراؤنڈ کے آخر میں پھر کھڑا کرونگا اگر تم نے چوکا نہ روکا نا تو دیکھنا پھر۔"اس نے پھر المیر والا لہجہ اپنایا وشمہ کے بھنورا چکانے پر کھسیانا سا بن گیا۔

"کیا دیکھنا ہاں۔"

"تو کیا ہم سکور کھالیں گے۔"

سر جھٹک کر وہ سندس کے گھٹنوں کو محفوظ کرتا اٹھا تھا۔دونوں نے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا وشمہ سر ہلاتی ان لوبرڈ کو چھوڑتی بھاگتی ہوئی بینچ پر آکر بیٹھ گئی۔ٹاس وہ لوگ جیتے تھے پہلے انہیں کھیلنا تھا۔ماہم نے اس کے آتے ہی اسے رنگ برنگے دھاگے پکڑا دیے جونہی اذان نے چھکا مارا وہ اور ماہم حلق پھاڑ کر اس کے نعرے لگانے لگے۔آکاش مسکراتی نگاہوں سے اس دیکھ رہا تھا۔اذان کا کیچ بہت آسان تھا اور وہ آکاش کی جانب بڑھا تھا لیکن آکاش نے وشمہ کے سانس اٹکے چہرے کو دیکھا

پھر بال پر نظر رکھتا کیچ پکڑتے ہوئے وہ جان بوجھ کر گرا اور بال اس کے ہاتھ سے نکل گئی بال اس کے ہاتھ سے نکلی تھی پاؤں وشمہ کے ہواؤں میں اچھلے تھے۔خیام اور اروی شدید بد دل ہوئے لیکن پھر وہ جلد ہی اپنی وکٹ اڑا وا گیا۔پاکستانی ٹیم کی طرح اذان کے جاتے ہی وکٹس کی لائن لگ گئی سب سے آخری کھلاڑی وشمہ تھی وہ گردن کی ہڈی اوپر نیچے کرتی ہوئی پچ پر آئی سڑی ہوئی اروی نے اسے بال کرانی تھی۔وہ اپنی کیپ درست کرتی اروی کو دیکھے گئی پھر اس نے اپنے آس پاس نگاہ ڈالی اور بیٹ چھوڑ دیا۔

"بھئی یہ کیا بات ہوئی آپ لوگ ساتھ ساتھ چپک کر کھڑے ہو گئے ہیں میں ہٹ کہاں کروں گی دور دور ہو جائیں۔"

بیٹ اٹھاتی وہ ان سب کو دور کرنے لگی عروسہ نے احتجاج کیا وشمہ نے میچی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"گیم میں کوئی دوست کوئی رشتہ دار نہیں۔"

وہ ایک انچ اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔ وشمہ نے اچھا بچو والے انداز میں گردن ہلائی اور اپنی جگہ پر آ کر کھڑی ہو گئی۔ بہترین کھلاڑی کی طرح وہ بوٹوں سے زمین کو کھرچنے لگی پھر دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھنے لگی۔

"بھلے ہی تمہیں کھیلنا نہ آتا ہو لیکن کبھی بھی اپنی اوپوزٹ ٹیم کو اس کا ادراک نہ ہونے دینا انہیں یہ ہی شو کرنا کہ تم بیسٹ ہو تبھی لاسٹ ہو۔"

اس کے دماغ میں المیر کے الفاظ گونج رہے تھے اسے پچھلا فٹ بال میچ یاد آیا جب المیر نے اسے سمجھایا تھا لیکن اس نے سر جھٹک کر بال پر فوکس کرنا چاہا۔

"زندگی میں بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ہمیں ناقابل تسخیر لگتی ہیں ایسا اس لیے ہوتا ہے کیونکہ انہیں چت کرنے کیلئے ہم محنت نہیں کرتے کوشش نہیں کرتے بس اس کا ڈر دل میں بٹھا کر اس بات پر پختہ ہو جاتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہو سکتا تو بس نہیں ہو سکتا۔ کسی دوسرے کی معمولی سے محنت اور پھر اس کے بعد کی ناکامی کو اپنے حواسوں پر سوار کر کے ہم اس بات پر ٹھپہ لگا دیتے ہیں کہ یہ چیز اگر اس کی

دسترس سے باہر ہے تو ہم تو اس کے آگے کچھ بھی نہیں، غلط ایک دم غلط وہ ہم ہی ہوتے ہیں جو سب سے بہترین ہوتے ہیں اور سب کچھ کر سکتے ہیں۔اس لیے فوکس اور ہمت ہی ہمیں اصل مقام تک پہنچاتی ہے میں بہترین ہوں یہ سوچو اور سب کر گزرو۔"

اس نے میں بہترین ہوں سوچا اور بلا گھما کر اپنی وکٹ اڑوا گئی۔کڑوے منہ کے ساتھ اس نے مخالف ٹیم کے نعرے اور اپنی اڑی ہوئی وکٹ کو دیکھا۔بعض دفعہ نصحتیں اور لفاظی باتیں بھی اثر نہیں کرتیں کچھ چیزیں ناقابل تسخیر نہیں ہوتیں بس انہیں پانے کیلئے محنت اور بار بار کی پریکٹس درکار ہوتی ہے۔

اس نے گردن اکڑائی کھا جانے والی نگاہوں سے اروی کو دیکھا اور پھر با آواز بلند کہہ کر بیٹ ہلاتی اذان کی جانب بڑھ گئی۔

"کیپ اچانک میری آنکھوں کے سامنے آگئی اور بال میری نظروں سے اوجھل ہو گئی حالانکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ آج کے دن کا سب سے بڑا چھکا تھا۔"

اور وہ سچ کہہ رہی تھی اس نے اذان کے بتانے پر اپنی باڈی لینگوج اور پوزیشن کو ایسے ہی رکھا تھا جیسے لگ رہا ہو وہ چھکا اٹھانے والی ہے۔

"آفریدی بھی تو اکثر ایک بال پر آؤٹ ہوا ہے۔"

سب کے مسکراتے چہرے کو اگنور کر کے اپنی خفت مٹانے کو وہ بولی تھی انہوں نے فقط پچاسی رنز بنائے تھے۔ خیام کی ٹیم کی باری آئی۔ آکاش نے بہترین کھیلا اس کے بعد خیام نے تو چھکوں کی بارش کر دی۔ وشمہ برے دل کے ساتھ بال اٹھاتی ہوئی اس کے پاس آئی اور چلا کر بولی۔

"خیام سر آؤٹ بھی ہونا ہوتا ہے۔ پچ پر آ کر گلو کی طرح چپک نہیں جایا کرتے۔"

وہ اس کی بات پر ہنسا تھا۔ اس نے بہت بہت برا منہ بناتے ہوئے آکاش کو دیکھا جو بیٹ گھماتا ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اب اس نے چھکا اٹھانا ہے۔ یکدم اس کے نگاہ وشمہ پر پڑی اس نے رونے والا منہ بنا کر ہونٹ باہر نکالا. آکاش اسے دیکھتا رہا پھر بالنگ کراتے کاشف کو دیکھا پھر وشمہ کو اور پھر بال کو ہلکا سا ہٹ کرتے ہوئے وہ رن

آؤٹ ہو گیا ٹیم گرین کی خوشیاں دیکھنے والی تھیں۔اب ہدف خیام تھا جو پچاس رنز پر آؤٹ ہوا۔مدثر نے بھی خیام کی سیٹ سنبھالی اور چوکے چھکے کی بھرمار کر دی۔

سڑی ہوئی عروسہ تو ایک ایک رن ایسے نکال رہی تھی جیسے یہ انڈیا اور پاکستان کا میچ چل رہا ہو وشمہ نے خیام کے کان میں آ کر کہا۔

"دیکھو آپ لوگوں کی پیلی شرٹ ہے اور ہماری گرین کیا آپ چاہیں گے کہ گرین شرٹ ہار جائے جبکہ آپ کی ٹیم میں ایک انڈین بھی ہے۔"

خیام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا مدثر اور عروسہ نے بریک لی تھی سب یہاں وہاں منتشر تھے۔

www.novelsclubb.com

"تم یہاں فکسنگ کرنے آئی ہو۔"

"لاحول ولا میں تو گرین شرٹ کی لاج رکھنے کا کہہ رہی تھی مرضی ہے آپ کی۔"

عروسہ نے بیٹ پکڑتے ہوئے اپنی جگہ سنبھالی وشمہ بھاگتی ہوئی اس کی جانب گئی۔

"آؤٹ ہو جاؤ ورنہ میں نے بڑے برے ڈورے تمہارے خیام پر ڈالنے ہیں۔"

عروسہ نے بھنوریں اچکائی تھیں۔

"اوہ تو تم جیتنے کیلئے یہ حربہ استعمال کرو گی چچ چچ مجھے تم پر افسوس ہو رہا ہے۔"

وشمہ نے اسے بڑے برے دل سے آؤٹ ہونے کی بد دعا دی اور تیسری بال پر وہ آؤٹ ہو بھی گئی۔اس کے بعد اروی آئی تھی اذان سے زبردستی کہہ کر اس نے اروی کیلئے آور لیا۔

"یہ میری وکٹ اڑا سکتی ہے تو میں اس کا منہ توڑ سکتی ہوں۔"

اس نے بال کو تھاما ہوا بھی ایسے تھا جیسے وہ واقعی اروی کا منہ توڑ دے گی۔اس کے دیکھنے کھڑے ہونے اور بال والا ہاتھ گول گول گھمانے کا انداز ایسا تھا کہ اروی بیچاری کو خیام کے پاس اپنا مقدمہ لیکر جانا پڑا جواب اس کے سامنے تھا۔

"اوئے عامر کی کاپی یہاں انڈیا پاکستان کا میچ نہیں چل رہا اور وہ جو ہے کھولی نہیں ہے اس لیے کول ڈاؤن اور پلیز میری کھلاڑی پر تھوڑا ترس کھاؤ کیسے تم نے اسے واٹسن کی طرح ڈرا رکھا ہے۔"

"اب وہاب کی طرح باؤنسر بھی مارنا۔"

پیچھے سے ماہم چیخی تھی وشمہ نے شیطانی نگاہوں سے خیام کو دیکھ کر سامنے کھڑی اروی کو نظروں میں لیا۔

"تمہاری طرف تو میرے بہت سے حساب نکلتے ہیں محترمہ۔"

اس نے پہلی بال کرائی جو اروی کے ہیلمٹ پر زور سے لگی اور وہ بے چاری نیچے گر گئی۔اذان نے اسے آکر سمجھایا اس نے دوسری بال کرائی وہ مس ہو گئی۔وشمہ نے تیسری بال جاریحت سے کرائی اور پھر اس کی چیخ سے پورا گراؤنڈ دھل گیا۔ اروی کی وکٹ کیپر سے بھی دور جا کر گری تھی۔وہ جذبات میں بھاگتی ہوئی سب سے ملی اور آخر میں اس نے آکاش کے بازوؤں کو تھاما تھا۔

"میں نے اسے اڑایا میں نے اسے اڑایا۔"

وہ خوشی میں جھومتے ہوئے کہہ رہی تھی اروی نے برے دل کے ساتھ بیٹ کو پھینکا۔

"تم کسی کو بھی اڑا سکتی ہو۔"

آکاش نے اس کے بازوؤں کو تھاما تھا خیام نے ناپسندیدگی سے اس منظر کو دیکھا تھا وہ وہاں چلا آیا۔

وشمہ نے اس کے ہاتھوں کو اپنے بازوؤں پر محسوس کیا اور پھر وہ ہچکچا کر پیچھے ہوئی۔ اس کے لمس میں عجیب سا کچھ تھا وشمہ کو اپنے بازوؤں میں سنسناہٹ سی محسوس ہونے لگی۔

"وشمہ ادھر آؤ۔"

خیام نے تھوڑی دور رک کر اسے آواز دی وہ آکاش کو کراہیت سے دیکھتی ہوئی خیام کی جانب بھاگی تھی۔

"آکاش کی نگاہیں مجھے آپ کیلئے ٹھیک نہیں لگتیں سو پلیز اس سے دور رہیں۔ المیر آپ سب لوگوں کی ذمہ داری مجھے سونپ کر گیا میں نہیں چاہتا میں اس کے سامنے شرمندہ ہوں۔" وشمہ نے دور کھڑے آکاش کو دیکھا جو اس کی جانب ہی دیکھ رہا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا۔

"مجھے بھی ابھی ایسا ہی لگا میں آئندہ دھیان رکھوں گی المیر سر کب تک آئیں گے۔"

"وہ آجائے گا لیکن اگر وہ یہاں ہوتا تو اسے یہ بات بالکل پسند نہیں آتی انسان کو خوشی اور غم میں اپنے جذباتوں پر کنٹرول رکھنا چاہیے۔"

"سمجھ گئی آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

خلیل بیٹ سنبھال چکا تھا اور پھر اس نے ایسا بیٹ کو پکڑا کہ اپنی بیلو ٹیم کو جتوا کر ہی جان لی۔ وشمہ اپنی ٹیم کے ساتھ منہ بسورتے ہوئے گھر کیلئے نکلنے لگی۔ وہ عروسہ، سندس اور ماہم ایک ساتھ جانے لگے تھے جب ٹیم کے جیتنے کی خوشی میں آکاش نے انہیں پارٹی دے ڈالی۔ وہ سب اس کے ساتھ پی سی آئے اور مزے کرنے لگے آکاش پھر سے وشمہ کے سر پر پہنچا ہوا تھا۔ خیام کو اس طرح اس کا وشمہ کے پیچھے پیچھے پھرنا اچھا نہیں لگا اس نے المیر کو فون کر ڈالا۔

"کب تک آئے گا۔"

"ابھی کچھ نہیں پتا میں ریسٹ چاہتا ہوں۔"

"تو ریسٹ کر اور کوئی تیری عزت پر ریسٹ کرنے کا سوچ رہا ہے۔"

المیر اس کی بات پر چونکا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آکاش رنڈوا نا بڑا فاسٹ چل رہا ہے وشمہ پر اس کی فل ٹائم نظر ہے۔"

المیر نے آنکھیں بند کیں تھی۔

"وشمہ کو اپنی حفاظت خود کرنی آنی چاہیے اسے موقع ہی نہیں دینا چاہیے کہ وہ اس کے آس پاس گھومے۔"

خیام اس کی بات پر حیران ہوا۔

"المیر تجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ تیری محبت کو غلط نگاہوں سے دیکھے اسے چھوئے۔"

اس نے لہجے میں حیرت سموئے کہا تھا المیر کے کان سرخ ہو گئے وہ کرنٹ کھا کر سیدھا ہوا۔

"اس نے وشمہ کو چھوا۔"

اس کی آواز بھی انگاروں جیسی تھی۔

"ہاں آج کے میچ میں جب وشمہ نے اوریٰ کو آؤٹ کیا تو وہ ایکسائٹڈ سی سب سے مل رہی تھی آکاش کے پاس گئی تو اس نے وشمہ کے بازوؤں کو تھام لیا۔اس کا انداز بالکل اچھا نہیں تھا۔وشمہ کو بھی پسند نہیں آیا وہ تب سے ہی اس سے کھچی کھچی سی ہے۔"

www.novelsclubb.com

اس نے جان بوجھ کر وشمہ کا بھی اسے پکڑنا گول کر دیا اس سنکی سے کیا بعید تھی کب کچھ کر جائے۔

"دس دن کا کام رہتا ہے نا اس کا، سب سے اوور ٹائم لگواؤ اور چار دن میں اسے چلتا کرو وشمہ کہاں ہے اس وقت۔"

اس کی آواز ضرورت سے زیادہ سرد تھی۔خیام نے مڑ کر دیکھا آکاش ہاتھ میں گلاس تھامے اس کے قریب کھڑا باتیں کر رہا تھا۔

"جیت کی خوشی میں آکاش نے پارٹی دی ہے پی سی میں ہیں ہم۔"

"کیا آکاش اس کے پاس ہے۔"

"ہاں۔"

اس نے کال کاٹ دی تھوڑی دیر بعد وہ وشمہ کو سائیڈ پر جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"ابھی اور اسی وقت گھر جاؤ۔"

اس نے کال اٹھائی ہی تھی کہ یہ الفاظ اسے سننے کو ملے۔

"جی۔"

"میں فارسی نہیں بول رہا جو تمہیں سمجھ نہیں آرہی میں کہہ رہا ہوں ابھی اور اسی وقت گھر جاؤ۔"

وشمہ کو اس کا انداز سخت برا لگا اس کے ماتھے پر بل ٹھہر گئے۔

"اور میں کیوں مانوں آپ کی بات کس حیثیت سے آپ مجھے اس طرح حکم دے رہے ہیں۔۔۔ہلیو ہلیو۔"

کال کٹ گئی۔اس نے جلدی سے دوبارہ نمبر ڈائل کیا مگر وہ انگیج جانے لگا۔وہ پریشان سی خیام کی جانب بھاگی تھی اور اس سے التجا کی کہ وہ المیر سر سے اس کی بات کرادیں۔خیام نے تم دونوں کا کوئی حال نہیں والے انداز میں گردن ہلائی اور اس کا نمبر ڈائل کر دیا کچھ دیر بعد اسے المیر کا ہیلو سننے کو ملا تھا۔

"میں نے کہہ دیا تو آپ نے کال کاٹ دی یہ تو ناانصافی ہے نا دیکھیں مجھ سے بات کریں اب اگر آپ نے کال کاٹی نا تو تو۔۔"اس نے یہاں وہاں دیکھا اس کی نگاہ آکاش پر پڑی۔

"تو میں نے آکاش کے ساتھ ڈنر پر چلے جانا ہے یوں بھی وہ مجھے کب سے آفر کر رہا ہے۔"

اسے المیر کی سرد بیگانہ آواز سنائی دی۔

"اگر تمہارا ضمیر اجازت دیتا ہے تو چلی جاؤ آئی ڈونٹ کیئر۔"

وشمہ کو اس کا بیگانہ لہجہ روہانسا کر گیا۔اس نے خیام کی جانب دیکھا جو عروسہ کے ساتھ بزی تھا۔کتنے لکی تھے ناوہ دونوں بالکل سادہ اور مکمل سی کہانی تھی ان دونوں کی وہ سائیڈ پر آ گئی۔

"اگر آپ کو پرواہ نہ ہوتی تو مجھے یوں آرڈر نہیں دیتے المیر مان لیں مان لینا اچھا ہوتا ہے۔"

وہ خاموش رہا ہے پھر اس کی مدھم سرگوشی نما آواز اسے سنائی دی۔

"اگر میں نے مان لیا تو تم مجھ سے دور چلی جاؤ گی۔"

وشمہ نے فورا سے کہا تھا۔

"ایسا بالکل نہیں ہو گا کس نے کہا ہے میں آپ کو چھوڑ جاؤ نگی۔"

"مجھے پتا ہے پتا تو تمہیں بھی ہے۔"

اسے المیر کی آواز یکدم گیلی لگی تھی اس کا دل ایک سو بیس کی رفتار سے دھڑکنے لگا۔

"یہ سس۔۔سچ نہیں ہے۔"

اس نے اٹکتے ہوئے کہا تھا۔

"تو پھر جب میں تم سے یہ کہوں گا کہ وشمہ مجھے تم سے محبت ہے صرف تم ہی ہو جو میری زندگی میں ہو سکتی ہو تو پھر تب بھی تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی؟"

اس کا دل سینے میں بری طرح پھڑ پھڑایا خشک ہونٹوں کو اس نے تر کیا تھا۔وہ کہہ چکا تھا المیر اعتراف کر چکا تھا ان ڈائیر کٹ ہی سہی لیکن اس نے اعتراف کر لیا تھا۔

"نہیں۔"

اسے اپنے "نہیں" کہ بعد المیر کے الفاظ سنائی دیے۔

"تب بھی نہیں جب میں تمہیں پرپوز کرونگا۔"

وشمہ کی آنکھ سے آنسوں گرا۔

"نہیں۔"

پھنسا پھنسا سا نہیں اس کے لبوں سے برآمد ہوا المیر نے وقفہ لیا وہ پھر بولا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جب تم سے میری زندگی میں آنے کا اقرار لیا جا رہا ہو گا تب بھی نہیں۔"

وشمہ نے روتے ہوئے نا میں سر ہلایا جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو اس نے خود کو بولنے دیا۔

"آپ اعتراف کر چکے ہیں المیر، جب آپ یہاں آئیں گے تو وہ میں ہو نگی جو سب سے پہلے آپ کو ویلکم کرو نگی۔"

اس نے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا۔اس کا دل بری طرح بھرایا تھا۔

"میں اب نہیں آؤ نگا وشمہ، کبھی نہیں۔"

وہ المیر کی "وش" سے پھر وشمہ بن چکی تھی۔وہ انجانی کیوں ہو گئی تھی؟

وہ اس کی بات سن کر ششدر رہ گئی تھی چند ساعتیں اسے اس بات کو تسلیم کرنے میں لگیں۔اس کی سانسیں تھمی تھیں۔وہ اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا تھا وہ کیسے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے چھوڑ کر جا سکتا تھا؟اس نے ہولے سے اپنے لب ہلائے۔

"آپ آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں نا؟ میں جانتی ہوں آپ جان بوجھ کر ایسا بول رہے ہیں کہہ دیں المیر کہ یہ جھوٹ ہے۔"

اس نے آکاش سے نگاہ ہٹا کر اس سے پوچھا تھا۔ سپیکر میں وہ اس کی کانپتی ہوئی آواز سن سکتا تھا اس نے آنکھیں بند کر کے خود پر کنٹرول کیا۔

"اگر ایسا ہو جائے میں واپس نہ آؤں تو؟"

اس کا دل بیٹھا گیا۔

"آپ بالکل بھی ایسا نہیں کریں گے۔"

"اچھا تمہیں کیسے پتا؟"

اس کی مسکراتی ہوئی آواز سن کر وشمہ کو جھٹکا لگا یعنی وہ اس سے مزاق کر رہا تھا۔

"المیر آپ میرا مزاق بنا رہے تھے؟"

صدمے کے زیر اثر آخر اس نے پوچھ ہی لیا۔

www.novelsclubb.com

"میں ایسا کیوں کرونگا میں واقعی واپس نہیں آنا چاہتا لیکن مجھے آنا پڑے گا۔"

اس سچے کی جھوٹی آواز اسے سنائی دی۔

"کچھ کام ہیں جو ادھورے ہیں جنہیں پورا کرنا انتہا سے زیادہ ضروری ہے۔"

وشمہ کی نگاہ آکاش پر دوبارہ پڑی وہ دور سے اسے ہاتھ ہلاتا پاس آنے کا کہہ رہا تھا۔

"اور وہ کام یقیناً آپ مجھے نہیں بتائیں گے اینی وے میں گھر جا رہی ہوں۔ میں نہیں جانتی کس نے آپ کو کیا بتایا ہے بس اتنا کہنا چاہوں گی مجھے اچھا لگا آپ کا میرے لیے محتاط ہونا، میں آپ کا انتظار کرونگی جب آپ آئیں گے تو وہ میں ہونگی جو سب سے پہلے آپ کو ویلکم کرے گی۔"

www.novelsclubb.com

المیر نے جامد چہرے کے ساتھ کال کو کاٹا سیل فون بیڈ پر پھینکنے کے بعد اس نے خود کو آئینہ کے سامنے کھڑا کیا۔اس کا ہونٹ پھٹا ہوا تھا۔ماتھے پر تازہ زخم کا نشان تھا اور ایک ہاتھ پٹیوں میں جکڑا تھا۔دفعتاً اس کی آنکھوں میں ناگواری کی تیز لہر ابھری اپنے معدے میں اسے مرچیں بھرتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔اس کا چہرہ تلخی کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

داستاں اوڑھے کھڑا تھا۔آنکھیں میچ کر اس نے دوبارہ کھولیں اور خود پر ترس کھانے لگا۔اس کی آنکھوں میں جلتے محبت کے دیے اسے بے بس کرنے لگے۔وہ پہلے ہی اسے مات دے چکے تھے اس ہار سے اس کے کندھے جھک گئے۔شیشے میں اٹھتی گزشتہ دنوں کی لہروں کو اس نے رخ پھیر کر ساکن کیا اور اپنا بیگ پیک کرنے لگا۔

ماہم نے بل بورڈز کے نمونے اٹھائے اور اپنے قدم اروی کی سیٹ کی جانب بڑھا لیے۔وہ اس وقت کلوزنگ کر رہی تھی جونہی ماہم اس کے سر پر پہنچی وہ ہڑبڑائی ہاتھ میں تھامی ہوئی فائل اس نے حواسوں کو درست کرتے ہوئے اپنے بیگ میں رکھی۔ماہم نے تفصیل سے اس کی اڑی ہوئی رنگت دیکھی تھی۔گزشتہ چند روز سے وہ اور اس کی ٹیم "#فائنڈ دی سپائے" پر کام کر رہی تھی مگر کوئی غیر معمولی انفارمیشن ان کے ہاتھ نہیں لگ رہی تھی جس سے کوئی کلیو مل سکتا۔وہ سب اپنے

کام سے اتنا جڑ چکے تھے کہ ایک دوسرے پر بھی شک کرنے لگے تھے جیسے اس وقت ماہم نے اروی پر کیا تھا۔ وہ اپنی آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگی اروی نے "اوہ گاڈ" کے سے انداز میں گہرا سانس بھرا تھا۔

"یہ ہمارے نیکسٹ پراجیکٹ کی فائل ہے اور میں نہیں چاہتی کوئی اس پر نظر رکھے میں اسے خیام سر کو دینے جا رہی ہوں اس لیے بہتر ہے اپنے دماغ میں پنپتے شک کے کیڑے کو یہیں ختم کر دو کم آن ہم ٹیم ہیں۔"

وہ بیگ کو بغل میں دبائے اپنے شستہ انگلش لہجے میں کہتی خیام کے آفس کی جانب بڑھی تھی ماہم نے بھی اس کے قدم لیے۔

"اگر ہم ٹیم ہیں تو تم مجھ سے یہ چھپا کیوں رہی ہو اور پھر مجھے دیکھ کر تم بوکھلائی کیوں؟"

اس کے ساتھ چلتے ہوئے ماہم نے یہ شک سے بھرا سوال داغا تھا اروی نے رک کر اسے دیکھا۔

"اور یہی سب میں تم سے پوچھوں تو ہم ٹیم ہیں نا تو پھر مجھ پر شک کرنے کا جواز؟"

اب ماہم کھسیائی تھی۔اپنی غلطی کا احساس ہوا لیکن اروی کا بوکھلایا ہوا انداز اسے اب بھی کھٹک رہا تھا یعنی کہ وہ اسے بھی مشکوک سمجھ رہی تھی اروی کے دل میں اداسیوں نے جگہ لی۔

"پہلے شک تم نے مجھ پر کیا جو کہ مجھے بالکل اچھا نہیں لگا تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اگر یہی سب کچھ چلتا رہا تو ہم اپنا کام نہیں کر پائیں گے ہمیں ایک دوسرے پر تو یقین رکھنا چاہیے نا۔"

ماہم اس کی بات سے متفق ہوئی۔

"ہاں تم نے ٹھیک کہا میں معذرت چاہتی ہوں اچھا سنو وہ انویسٹی گیٹر، کیا نام ہے اس کا ہاں شعیب، سنا ہے وہ وشمہ سے باز پرس کرنا چاہتا ہے اور المیر سر نے اسے اس بات کی اجازت دے بھی دی کیا یہ غیر یقینی بات نہیں یعنی وہ المیر سر جنہوں نے پہلے دو دفعہ اسے وشمہ سے انو سیٹیگیشن کرنے سے روکا تھا وہی المیر سر اب

اسے اتنی دور بیٹھے اجازت دے رہے ہیں یہ عجیب بات ہے نا۔"

ماہم اور وہ خیام کے آفس کے دروازے کے باہر آ کر رکے۔

"ٹھیک کہا مجھے بھی یہ بات ہضم نہیں ہو رہی دیکھتے ہیں پھر کیا ہوتا ہے اچھا تم خیام سر کو یہ فائل دے آؤ میں وشمہ کو دیکھتی ہوں صبح سے پتا نہیں کہاں ہے۔"

اس نے ابھی اپنے قدم موڑے ہی تھے کہ اروی کی آواز سے وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

"وہ عروسہ اور شرلی کام سے باہر گئے ہوئے ہیں تم تھوڑی دیر ویٹ کرو میں ابھی آتی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

ماہم اثبات میں سر ہلا کر ہال کی جانب چل پڑی اس کے جاتے ہیں اروی نے اپنا سیل فون نکالا تھا۔

نمبر نہ ملنے پر وہ خیام کے آفس کا دروازہ کھول کر اندر گئی وہاں کا ماحول تناؤ زدہ تھا۔

اس نے خیام کے آگے تیار شدہ فائل رکھی اور شعیب پر ایک نگاہ ڈال کر باہر آ گئی۔

"المیر کا دماغ چل نکلا ہے وشمہ کا اس سلسلے میں کیا ہاتھ ابھی اسے دو ماہ بھی نہیں ہوئے اور وہ تین سالوں کا حساب اس سے لینے پر تلا ہوا ہے۔"

خیام نے تلخی سے سر کو جھٹکا تھا۔ باہر جاتی اروی نے اس کے یہ الفاظ سنے تھے اس نے پھر سے کہنا شروع کیا۔

"اسے جن پر شک ہے ان سے دوبارہ پوچھے سارا کچا چٹھا کھولے، ان کی کلاس لگائے یا پھر کیس چلا لے وشمہ کو درمیان میں گھسیٹنے کا کیا ملطب ہے اس میں۔"

اس نے دانستہ یہ بات گول کر دی تھی کہ "جن کا اسے ثبوت سمیت پتا چلا ہے انہیں سلاخوں کے پیچھے بھجوائے۔"

www.novelsclubb.com

شعیب آنکھیں سکیڑے اس کے سرخ چہرے کو دیکھے جا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ بات تھی تبھی اس کے لب ہلے۔

"مجھے ایک بات بتاؤ تم کیوں اتنے کانشس ہو رہے ہو وشمہ کے بارے میں معاملہ کیا ہے۔"

اس کے اس انداز پر خیام نے نہایت کڑوے انداز میں اس کے جانب دیکھا۔ میز پر بازو جمائے اور آگے جھک کر اس سے کہنے لگا۔

"معاملہ یہ ہے کہ وشمہ۔۔"

اس نے خود کو کنٹرول کر لیا ابھی وہ المیر کا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"مجھے وشمہ بہنوں کی طرح عزیز ہے۔ وہ بے قصور اور معصوم ہے اس لیے میں ابھی تمہیں اس سے باز پرس کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ تمہیں المیر کے آنے کا انتظار کرنا ہو گا۔ میرے خیال میں وہ بہت جلد لوٹنے والا ہے اوہ پلیز اب اپنی یہ شکی نگاہیں کم از کم مجھ سے تو دور رکھو میں ایک منٹ بھی انہیں برداشت نہیں کر سکتا۔"

شعیب آگے کو ہوا اس پر نگاہیں گاڑیں اور بولا۔

"خیام تمہیں ایک بات بتاؤں۔"

خیام نے گردن کو دائیں جانب تھوڑا سا جنبش دے کر جیسے اشارہ دیا کہ وہ سن رہا

ہے۔

"المیر نے مجھے تم سے انویسٹی گیشن کرنے کو بھی کہا ہے۔اس نے مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ میں تمہارا کمپیوٹر ضبط کر کے اس میں سے ممکنہ انفارمیشن نکالوں اب کہو پہلے تم سے انویسٹی گیشن کروں یا پھر وشمہ سے۔"

خیام کے تو گویا پیروں کے نیچے سے زمین کھسکی تھی۔اس کی آنکھیں ساکن ہوئیں سانس ایک جگہ پر رک گیا۔اسے یہ تسلیم کرنے میں وقت لگا کہ جو وہ سن چکا ہے وہ سچ ہے۔

"کیا کہا تم نے؟"

بے یقینی سی بے یقینی تھی شعیب نے کاندھے اچکا دیے۔

"میرے خیال سے تم سن چکے ہو۔"

"وہ مجھ پر شک کر رہا ہے؟"

"کچھ ایسا ہی ہے۔"

www.novelsclubb.com

خیام نے لب کاٹے اس کے اندر جیسے برقی رو دوڑی تھی۔اس نے جارحیت سے اپنا لیپ ٹاپ اور سیل فون شعیب کے سامنے پٹخا۔

"پھر اسے کہو مرد کی طرح سامنے آکر کہے یہ پورا آفس تمہارے سامنے ہے۔یہ لو میری ڈرارز کی چابیاں، یہ گھر کی_ آفس کی چابیاں یہ سب لو اچھے سے چھان بین کرو اور پھر پوچھنا اس سب کے بارے میں جو بھی مجھ سے برآمد ہو۔"

شعیب کو ایک لمحے کو برا لگا اسے المیر کا فیصلہ ایک آنکھ نہیں بھایا تھا اس نے خیام پر ترس کھایا۔

"پور خیام۔"

www.novelsclubb.com

اس نے خیام کے سرخ چہرے کو دیکھا پھر وہ تمام چیزیں اس کی جانب واپس کھسکا دیں۔

"میں یقینا یہ سب کرونگا لیکن اس سے پہلے ایک بات کہوں گا دل میں غبار رکھنے شک کے ہونے سے کہیں بہتر ہے کہ انسان ایک بولڈ سٹیپ اٹھالے۔المیر کا فیصلہ

بے شک تلخ ہے لیکن ایک طرح سے وہ ٹھیک بھی ہے یوں کم از کم اس زہر کا اثر تو اس میں سے ختم ہو جائے گا جو اس کے اندر پھیل رہا تھا۔"

خیام کے غصے سے نتھنے پھول پچکنے لگے۔

"ہم بھائی ہیں اس نے تو ہمارے رشتے کا بھی لحاظ نہیں کیا۔" شیعب ہلکا سا مسکرایا۔

"اس نے تو اپنے دل کے رشتے کا لحاظ نہیں کیا مت حیران ہو اس کی آنکھوں میں درج ہے کہ وہ اس لڑکی کیلئے کتنا پاگل ہے۔" وہ ہولے سے سر جھٹک کر مسکرایا پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

کچھ تو ایسا ہے نا کچھ تو ایسا ہوا ہے نا جس نے اسے یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کیا ہے۔ تم اس سے متنفر ہونے کی بجائے اس شک کی وجہ معلوم کرنے پر فوکس کرو مجھے امید ہے کوئی نا کوئی سرا ضرور تمہارے ہاتھ آئے گا۔"

خیام نے اپنا سر پکڑ لیا اسے حقیقتا افسوس ہوا تھا المیر کے فیصلے پر، اس کا دل دکھا تھا اس نے اپنے دل کو مزید دکھنے دیا تاکہ وہ اسے معاف نہ کر سکے۔

"مجھے وجہ معلوم ہے بس افسوس ہے کہ اس وجہ کی وجہ سے اس نے مجھ پر شک کیا۔"

"بہر حال تم اپنا کام کرو آفس تمہارے سامنے ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ کیسے تم اس کی تلاشی لیتے ہو میں چلتا ہوں۔"

وہ مزید اس کی کوئی بھی بات سنے وہاں سے چلا گیا تھا کہ اب اس کا صبر جواب دینے لگا تھا اب اس میں ایک لمحہ بھی وہاں بیٹھنے کی ہمت نہیں تھی۔

یہ خبر سیکرٹ تھی اور سیکرٹ ہی رکھی گئی کسی کو علم نہیں ہوا کہ اب خیام بھی کٹہرے میں کھڑا ہو گا ہاں سب یہ جان گئے تھے کہ وشمہ سے انویسٹی گیشن ہونے والی ہے اور وہ بھی بہت سخت۔

"آپ پر یہ جھومر اچھا لگے گا کیوں نا آپ اسے پہن کر دکھائیں۔"

جب ماڈلز تیار ہو رہی تھیں تو آکاش نے اسے اذان کے ساتھ کام کرتے دیکھ لیا تھا۔

وہ پول کو کراس کرتا اس تک آیا جو سفید پھول بنی وہاں پیلی دھوپ میں چاند کی طرح جگمگا رہی تھی آکاش کی بات پر چونکی۔

وہ اپنے ہاتھ میں یاقوت سے جڑا جھومر لیے کھڑا تھا۔ وشمہ نے مڑ کر اسے اور اس بیش قیمت جھومر کو دیکھا۔

"میں آپ کی بات سے اتفاق کرتی ہوں لیکن ابھی میں بہت بزی ہوں اس لیے ایم سوری۔"

وہ پول کے نیلے پانی میں سرخ پھول اچھال رہی تھی۔ اس کی کمر کے بالکل پیچھے کچھ گز کے فاصلے پر خیام سنجیدہ چہرے کے ساتھ ریحان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ عروسہ شرلی کے ساتھ مصروف تھی اور ماہم پھرکی کی طرح یہاں سے وہاں گھوم رہی تھی۔ اذان بڑی ساری ہیڈ لائیٹ اٹھا کر جا رہا تھا جب اس کی نگاہ دور سے آتے المیر پر پڑی جس نے جینز شرٹ پہنی ہوئی تھی اور آنکھوں پر گلاسز تھے یوں لگتا تھا جیسے وہ ائیر پورٹ سے سیدھا یہاں آیا ہے کیونکہ اس کے کاندھوں پر چھوٹا سا سفری بیگ

بھی تھا جو اس نے چلتے چلتے مدثر کو پکڑا دیا تھا اب اس کے قدم ریحان کی جانب تھے۔

"ارے اسے پہننے میں تو سیکنڈ نہیں لگتا لائیں میں اسے آپ کو پہنا دیتا ہوں۔"

اس نے تھوڑا اور قریب ہو کر اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔

"آکاش مجھے یہ سب نہیں پسند آپ سمجھ کیوں نہیں رہے۔"

پیچھے ہوتے ہوئے اس نے تھوڑی سخت آواز کے ساتھ کہا تھا آواز اتنی سخت تھی کہ آکاش کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا اس نے اچنبھے سے وشمہ کو دیکھا۔

"کیا نہیں پسند؟"

www.novelsclubb.com

سوال تو اس نے ایسے کیا تھا جیسے وہ جانتا ہی نہ ہو وشمہ نے باسکٹ نیچے رکھی۔ المیر اب ریحان سے چند قدموں کی دوری پر تھا لیکن آتے ہوئے اس کی نگاہ ان دونوں پر پڑ گئی تھی اس نے اپنے قدم ریحان کی طرف سے موڑ لیے۔

"یہی جو آپ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مجھے آپ کا فلرٹ ایک آنکھ نہیں بھاتا

دنیا میں بہت سی لڑکیاں ہیں آپ ان کی طرف متوجہ ہوں پلیز مجھ سے دور رہیں۔"

اس نے بھی کہہ دیا تھا وہ ڈرتی تھوڑی تھی آکاش کے لبوں کا دائیاں کنارہ پھیلا۔

"دنیا میں بہت سی لڑکیاں ہیں مگر تم نہیں، مجھے تم اچھی لگی ہو انفیکٹ میں چاہوں گا کہ تم میرے ساتھ ڈیٹ کرو۔"

"ایکسکیوزمی۔"

وہ جھٹکا کھا کر اسے دیکھنے لگی آنکھوں میں ڈھیروں ناگواری تھی۔المیرا ب موڑ مڑ رہا تھا دس قدموں کی دوری پر وہ آتا ہوا نظر آرہا تھا۔

"آپ اپنی لمٹ کراس کر رہے ہیں آپ جانتے بھی ہیں کیا کہہ رہے ہیں۔"اس کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا تھا آکاش کی بات اسے قطعی تسلیم نہیں ہو رہی تھی۔

"معلوم ہے اور یہ تو پہلے دن سے طے تھا۔"

وہ بے باکی سے اسے نظروں کے حصار میں لیے کہہ رہا تھا۔نیلے پانی میں سرخ

پھول ہراساں سے یہاں وہاں تیرتے نظر آرہے تھے۔وشمہ نے جکڑے ہوئے گلے کے ساتھ نظریں گھمائیں المیر سبز گلاسز کوٹی شرٹ کے وی گلے میں لگاتا آکاش کے برابر آکر رکا۔

"سب ٹھیک ہے؟"

اس کی سنجیدہ سرد آواز پر آکاش نے رخ موڑا وشمہ کی آنکھوں میں اسے دیکھ کر برہمی جاگی تھی۔اسے اپنی اور خیام کی ہونے والی انویسٹی گیشن کا پتا تھا۔خیام نے ہی اسے بتایا تھا تبھی سے وہ اس سے خائف تھی۔وہ کچھ نہیں بولی فقط نگاہوں کا زاویہ چینج کر لیا تھوڑی ناراضگی دکھانی بنتی ہے نا۔

"سب بالکل ٹھیک ہے المیر رائے،سیٹ مکمل ہے اور ماڈلز ریڈی،کیمرا فکس ہے اور ساخوشگوار بس ایک چیز کی کمی ہے۔"

اس نے وقفہ دیا سنجیدہ سا خیام بھی ادھر چلا آیا۔اسے وشمہ کے تاثرات کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے اوپر سے اذان کا اڑ کر وشمہ تک پہنچنے کی سعی کرنا۔المیر کا وہاں

ہو ناوہ ریحان کو ایکسکیوز کرتا پول سائیڈ پر آیا اور ان دونوں کی باتیں سننے لگا۔

المیر نے "اور وہ کیا؟" والے انداز میں بھنویں اچکائیں۔

"مس وشمہ کے ساتھ کی۔"

اس نے وقفے کے بعد جیسے بم پھوڑا تھا۔ یہ بات سن کر ہولے ہولے المیر کا جبڑا بھینچا تھا۔ خیام کا چہرہ بھی سرخ ہوا اذان کا دل کیا اس سڑے ہوئے نائجیرئین کا گلا دبا دے۔

"آئی مین میں چاہتا ہوں وشمہ میرے ساتھ ڈیٹ کریں ان کے حامی بھرنے کے بعد ہی یہ شوٹنگ سٹارٹ ہو گی۔"

www.novelsclubb.com

اس کی بات ختم ہوتے ہی المیر کا گھونسہ اس کے لب کے کنارے سے خون نکال گیا۔ وشمہ اس چیز کیلئے تیار نہیں تھی تبھی اسے بری طرح جھٹکا لگا۔ خیام نے دانت پیستے ہوئے المیر کا ردعمل اور آکاش کی بات پی تھی پورا سٹاف جیسے ایک لمحہ کو سٹیچو بن گیا تھا۔

"کانٹریکٹ ختم ہوا یو۔۔۔"

اس کی گالی سن کر وشمہ کے کانوں سے دھوئیں نکلے تھے۔وہ تحیر سے المیر کی جانب دیکھ رہی تھی۔یہ وہ تو المیر نہیں تھا جو کچھ دنوں کیلئے باہر گیا تھا۔

"ہم اس پر بیٹھ کر تحمل سے بات کر سکتے ہیں۔"

خیام نے فورا کہا تھا اور المیر نے فورا ہی اس کی بات کاٹی تھی۔

"بات کرنے کا وقت چلا گیا مسٹر خیام رائے میں نے یہ کانٹریکٹ ابھی اور اسی وقت ختم کر دیا ہے۔"

وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ اپنی بات پر زور دیتا ہوا کہہ رہا تھا مگر خیام کی اگلی بات نے اسے سن کر دیا وہ حیرانیوں کے سمندر میں گھرا اسے دیکھنے لگا۔

"تم اکیلے فیصلہ نہیں کر سکتے اس ایجنسی کے تم فقط مالک نہیں ہو مجھے فیصلہ کرنے کا اختیار ہے اور تم سے زیادہ ہے۔"

وہ یہ سب نہیں کہنا چاہتا تھا لیکن اپنی ایجنسی کی ریپوٹیشن اور متوقع نقصان کو روکنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیلئے اس نے کہہ دیا۔المیر دنیا جہان کا ضبط خود میں سموئے وہاں کھڑا تھا۔آکاش نے ہونٹ کے کنارے سے نکلا خون اپنی آستین سے صاف کیا اور خون خوار نگاہوں سے المیر کے ٹوٹے چہرے کو دیکھا۔

"میرا مطالبہ ابھی بھی یہی ہے اور بعد میں بھی یہی ہو گا میں اس سے ایک انچ نہیں ہلوں گا اگر تو تم چاہتے ہو کہ لاکھوں کا نقصان تمہیں برداشت نہ کرنا پڑے تو بھیج دو وشمہ کو میرے ساتھ، میں گاڑی میں اس کا انتظار کر رہا ہوں دوسری صورت میری تمام رقم واپس آکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دی جائے اور تمہیں تو میں دیکھ لوں گا مسٹر رائے۔"

www.novelsclubb.com

وہ ایک لمحہ وہاں نہیں ٹھہرا تھا جاتے جاتے وہ رکا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے وشمہ کے بالوں میں وہ جھومر لگا دیا۔وشمہ نے گھبرائی نگاہوں سے خیام کی جانب دیکھا تھا۔

"ہم انڈئن اسے بہت پسند کرتے ہیں، خوبصورت عورتوں پر تو بہت زیادہ۔" ایک نگاہ المیر پر ڈال وہ وہاں سے گیا تھا۔

"تم میرے ساتھ آؤ۔"

خیام کہنے کے ساتھ مڑنے لگا تھا وشمہ بھی اس کے ساتھ جانے لگی تھی لیکن المیر نے اسے روک دیا۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گی۔"

اس نے دوبارہ اپنی بات توڑ توڑ کر جیسے کہی تھی۔

"میں نے۔۔۔ کہہ دیا۔۔۔۔ کہ تم۔۔۔ کہیں نہیں جاؤ گی۔"

اس نے کشمکش میں گھرتے ہوئے المیر اور خیام کو دیکھا۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیا کرے عروسہ کے بتائے گئے بجٹ کے مطابق بہت سا منافع ہو رہا تھا انہیں اس ایڈ میں۔آکاش کی دی گئی ریلیکسیشن کا راز اب کھلا تھا۔

"لیکن المیر سر۔"

اس کی وارن میں اٹھی انگلی اور سخت سرخ نگاہوں نے اسے تھما دیا۔وہ بیچارگی سے خیام کی جانب دیکھنے لگی جو آگے بڑھ کر عین المیر کے سامنے آکر رکا تھا۔آس پاس

سب متوجہ ہو چکے تھے جامد تھمے ہوئے آگے کیا ہو گا سوچ رہے تھے۔

"فیصلہ تمہارا ہے وشمہ تم کیا چاہتی ہو کسی کے ڈر یا دباؤ میں آ کر تم اپنے قدموں کو مت تھماؤ کوئی یہاں تمہارا نہیں ہے فقط تمہارے خود کے۔"

اس کی مخاطب وشمہ تھی مگر وہ دیکھ المیر کی آنکھوں میں رہا تھا۔ وشمہ نے چہرہ گھمایا پورا سجا ہوا فارم ہاؤس اس کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ تیار ماڈلز اسے آس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھیں دور کھڑی عروسہ اور ماہم کی نگاہیں جھکی تھیں۔ اذان لب کاٹے کھڑا اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلا رہا تھا۔ ریحان کرسی کی پشت پر مایوس سا گرا ہوا تھا اس کی نگاہ مدثر پر پڑی۔

"میں نے اپنی بہن کو کہا ہے اس بار جو بونس ملے گا میں اس سے اسے وہ بڑے والا ٹیڈی بیئر لیکر دونگا جس کی اسے ہمیشہ سے خواہش رہی ہے اور یہ سن کی اس کی خوشی اتنی دیدنی تھی کہ تم سوچ نہیں سکتی، چار بہنوں کی شادیوں کے چکر میں، میں بیچاری چھوٹی کی خواہشوں کو ہی بھول گیا تھا۔"

www.novelsclubb.com

"جتنا بھی نقصان ہوا ہے میں تمہیں دونگا کیونکہ یہ ایجنسی ہے کوئی بکاؤ جگہ نہیں۔"

وہ خیام پر طنز کر رہا تھا مگر اس کا طنز یکدم اپنی موت آپ مر گیا۔ وہ وشمہ کو وہاں سے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے کراس کر کے پول سائیڈ سے نکلی تھی تھوڑی سی دور جا کر اس نے مڑ کر خیام کو دیکھا پھر جو اس نے کہا تھا اس پر سب کو ہی دھچکا لگا۔

"میں آکاش کے ساتھ جا رہی ہوں خیام سر۔"

کہہ کر وہ مڑی تھی المیر کے ماتھے پر پورے زمانے کی ناگواری آن سمائی۔ وہ جارحیت سے خیام کی سائیڈ سے نکلا وشمہ تیز تیز وہاں سے جا رہی تھی جب آگے بڑھ کر المیر نے اس کا بازو تھام لیا۔ وہ اس کی گرفت اور اس کے غصے کو دیکھ کر بوکھلا کر سب کو دیکھنے لگی جن کے چہرے یکدم سوالیہ نشان بن گئے تھے۔

"تمہیں لگتا ہے سمجھ نہیں آئی میری بات مجھے ہلکا لے رہی ہو ہاں؟ میں اپنی چیز پر کسی دوسرے کا سایا بھی برداشت نہیں کر سکتا اور تم۔" وہ رکا تھا۔

"تم اس کے ساتھ جا رہی ہو تمہیں شرم آ رہی ہے یہ فیصلہ کرتے ہوئے اتنی

بے باکی وشمہ۔"

وہ اس کو بازو سے جھنجھوڑتے ہوئے کہہ رہا تھا۔اس کے لبوں سے کف نکل رہا تھا

وشمہ نے اپنا بازو جھٹکے سے اس سے چھڑوا دیا۔

"میں آپ کی نہیں ہوں سر اگر ہوتی تو آپ مجھ پر یوں شک نہ کرتے، میں نہیں جانتی کس بنا پر آپ نے مجھے کٹہرے میں کھڑا کرنے کا حکم دیا ہے لیکن ایک بات کہوں گی اس سے مجھے بہت تکلیف پہنچی ہے مبارک ہو میں آپ کی بات مان رہی ہوں۔"

وہ چلی گئی تھی المیر نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں پھر مڑ کر سب کو دیکھا۔

"پیک اپ۔"

اس کی بلند آواز ابھری تھی۔

"مجھے آکاش کی نیت پر شروع سے ہی شک تھا لیکن یہ نہیں پتا تھا اس شک نے تم

سے آکر ملنا ہے آخر کو اسے تم میں دکھا کیا؟ مجھ جیسی لڑکی پر پھسلتا تو، تو بات تھی۔"
عروسہ نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا تھا اداسی کی مورتی بنی وشمہ نے وہیں سے کشن
اٹھا کر اس کا نشانہ لیا مگر وہ چوک گئی۔

"اور تو اور مجھے المیر سر پر افسوس ہو رہا ہے ان کی دل گرا بھی تو کدھر۔"
ماہم کی آواز پر اس نے شدید غصے سے ہارڈ کشن اٹھایا اور قوت سے اس کی جانب
پھینکا۔ اوور کانفیڈنٹ ماہم کو یہ ہی لگا تھا کہ ہمیشہ نشانے میں چوکتی وشمہ کو وہ اب
بھی ڈاج کر جائے گی مگر وہ غلط تھی۔ اس بار نشانہ لگ گیا ناک پر زوردار کشن کے
لگنے کی وجہ سے وہ صوفے پر گری تھی۔

"بد تمیز لڑکی۔" اٹھتے ہی اس نے چلا کر کہا باقی سب کی ہنسیاں چھوٹ پڑی تھیں۔

"ویسے یہ بات کافی دلچسپ ہے کہ المیر جیسا بندہ ہماری وشمہ کو پسند کرتا ہے تم سوچ
نہیں سکتی آج کتنی چہ مگوئیاں ہو رہی تھی اس بات پر، ویسے تم نے لیو لیکر اچھا نہیں
کیا۔" سندس نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کے بال بکھیرے تھے۔

"میری مجبوری نہ ہوتی نا تو اس جاب کو لات مار کر چلی جاتی۔"

وہ رکی تھی اداسیاں پھر سے اس کے چہرے پر پھیلنے لگیں۔

"میری وجہ سے اتنا بڑا نقصان ہوا مجھے اسی کا دکھ ہے خیام سر کتنے پر امید تھے نا مجھے لیکر۔"

"تم غلط ہو۔"

عروسہ نے اس کی بات درمیان میں منقطع کی۔

"خیام تمہیں کبھی بھی آکاش کے ساتھ نہیں جانے دیتا اس نے خطرے کو بھانپ لیا تھا تبھی وہ ریلیکس تھا۔ وہ شرلی کے ساتھ بات چیت کر کے حل نکالنا چاہتا تھا لیکن المیر سر نے اسے روک دیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی المیر سر کو اچانک ہوا کیا ہے وہ غصے والے تھے پر برے نہیں۔"

"برے تو وہ اب بھی نہیں ہیں۔"

وشمہ نے اسے درست کرتے ہوئے کہا۔

"بس کچھ ہوا ہے ان کے ساتھ جو وہ بتا نہیں رہے تم نے دیکھا انہیں چوٹیں بھی لگی ہیں۔"

سب نے اس کی بات کی تائید کی تھی۔ وشمہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی اس نے ایک نمبر ملایا کال جا رہی تھی پھر یکدم رابطہ ختم ہو گیا اس نے پھر سے نمبر ملایا مگر اب وہ بند جانے لگا اس نے میسج ٹائپ کیا۔

"مجھ سے بات کرو۔"

ہواؤں کے سپرد اس میسج کو چھوڑ کر وہ بیڈ پر آ کر گر گئی تھی۔ وہ اداس تھی اداسیاں اس پر اچھی نہیں لگتی تھیں۔ اس نے رمشہ کا نمبر ملایا اسے اپنی امی سے بات کرنی تھی۔

"اگر ہم سے کچھ غلط ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے۔"

حال احوال پوچھنے کے بعد اس نے امی سے یہ سوال کیا۔

"اس غلط کو صحیح کرنے کی کوشش کی جائے۔"

اس نے اپنے معدے میں جلتے انگاروں کو بامشکل ٹھنڈا کرنا چاہا مگر وہ ناکام رہی آنکھیں اس جلن سے بہہ چلیں۔

"اگر اس صحیح کی کوشش میں سب ختم ہو جائے تو پھر۔"

"سب ختم ہونے کے بعد ہی تو نئی شروعات ہوتی ہے اور یقین کرو وہ نئی شروعات ہی سب سے حسین ہوتی ہے۔"

"لیکن پھر کسی کے کھو جانے کا ڈر ہو تو؟"

"زندگی کا نام ہی داؤ ہے جب تک کھیلیں گے نہیں تو جیتے گے کیسے۔"

"اگر میں ہار گئی تو؟"

www.novelsclubb.com

بلا آخر اس نے دل کی بات کہہ ہی دی تھی وہ کچھ دیر چپ رہیں پھر بولیں۔

"پھر جان لو جیت تمہارے مقدر میں ہے۔"

وشمہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہچکی کو روکا۔

"مجھے کسی نے کہا تھا وہ کبھی نہیں کہے گا کہ اسے مجھ سے محبت ہے لیکن وہ کل سب

کے سامنے انڈائریکٹ ہی سہی پر کہہ گیا۔امی میں اس کے لفظوں کو کیسے جھٹلاؤں، کیسے تکلیف دوں اسے، وہ جس کے سینے میں محبت نامی کسی شے کا وجود نہیں تھا وہی سینہ آج میرے نام سے جگمگانے لگا ہے وہ نام جو۔" وہ دانستہ رکی تھی۔"میں کیسے اسے حقیقت بتاؤں گی میں کیسے اسے وہ سب کہوں گی؟ وہ ٹوٹ جائے گا میں اسے ٹوٹتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔"

"تم کیا کرتی پھر رہی ہو وشمہ؟"

اس نے اپنی آنکھیں صاف کیں۔

"میں مجبور تھی امی، میرے پاس اور کوئی آپشن نہیں تھا میں نے بہت بہت برا کیا ہے اس کے ساتھ۔"

وہ رو دی تھی پچھتاوے اس کا گلا پکڑنے لگے۔اس کا دل جل اٹھا تھا اس کی امی کچھ دیر چپ رہیں پھر جیسے وہ سنبھل کر بولی تھیں۔

"پھر اسے خود سب بتا دو اس سے پہلے وہ کہیں اور سے سنے اور بد گمان ہو جائے۔"

اس نے فون کاٹ دیا۔آنکھوں کو زور سے میچتے ہوئے اس نے پھر سے وہ نمبر ملایا جہاں کال کی تھی مگر وہ ہنوز بند جا رہا تھا۔اس نے غصے سے سیل فون بیڈ پر اچھالا اور اپنا منہ تکیے میں چھپا لیا۔

سورج کی شاعیں کندن کی طرح زمین کی گود پر برس رہی تھیں۔ٹھنڈا میٹھا بھینا بھینا سا موسم چہار سو پھیلا ہوا تھا۔یہ فجر کے بعد کا وقت تھا۔خنکی بادلوں سے اڑ کر المیر کے گارڈن میں گول گول تیرتی دکھ رہی تھی۔سورج کی زرد روشنی میں تیرتی خنکی نے عجیب فسوں اس گارڈن میں قائم کر دیا تھا۔ایک ہاتھ سے پش اپ کرتا المیر لاؤنج کے شیشے سے نظر آتے خیام کو دیکھ رہا تھا۔جس کا چہرہ سوجا ہوا تھا اور ماتھے پر جال بچھا تھا۔وہ صوفے پر بیٹھا باؤل میں سے سٹار بیری اٹھا اٹھا کر کھا رہا تھا ساتھ ساتھ اس کی نظر اپنے فون پر بھی جمی ہوئی تھی۔آج اس نے ورک آؤٹ نہیں کیا تھا وجہ المیر سے ناراضگی تھی۔المیر نے اپنے ہاتھ کو بدلا اور ابھی اس نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تیسرا پش اپ نکالا ہی تھا کہ ڈور بیل پر دونوں کی گردن دروازے کی جانب مڑی تھی مگر وہ المیر تھا جسے اٹھنا پڑا کیونکہ خیام واپس اپنے سیل میں مصروف ہو گیا تھا۔

المیر نے اپنا بنیان پہنا اور سلیپر پہن کر دروازے کی جانب بڑھا، دروازہ کھولتے ہی وہ چونکا، وہاں مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ وشمہ کھڑی تھی۔اس کے ہاتھوں میں پھلوں سے بھری ٹوکری بھی تھی۔وہ المیر کو دیکھ کر مسکائی۔

"اسلام علیکم کیسے ہیں آپ؟"

شائستہ لہجے میں کہتی ہوئی وہ اس کے سائیڈ سے نکلنا چاہتی تھی لیکن المیر کے وجود نے پورا راستہ بلاک کیا ہوا تھا۔وہ اسے دیکھ کر کے حیران ہوا لیکن پھر چہرے پر سنجیدگی طاری کر کے اس نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

مختصر سا کہہ کر وہ اسے دیکھنے لگا، خاموشی دونوں جانب طاری تھی پھر وہ وشمہ تھی جو آواز کے ساتھ مسکرائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں نے کہا تھا نا جب آپ آئیں گے تو سب سے پہلے میں آپ کو ویلکم کرونگی اور دیکھیں میں یہاں ہوں۔"

وہ فضول میں ہنسی تھی المیر کو تو ہنسی بھی نہیں آئی۔

"مجھے آئے تیسرا دن ہے۔"

مختصر طنز پر وشمہ نے باسکٹ اوپر کو اٹھائی۔

"لیکن ویلکم تو میں ہی آپ کو پہلے کر رہی ہوں۔"

وہ ٹھیک تھی جتنا میس ہو چکا تھا اس میں تو کسی کی ہمت بھی نہیں ہوئی تھی المیر کے سامنے جانے کی بھی کجا کہ وہ اس کو ویلکم کرتے پھرتے۔المیر نے پھلوں سے سجی خوبصورت تنکوں سے بنی باسکٹ پر سرسری سی نظر ڈالی جس پر سفید جالی سی لگی ہوئی تھی سفید جالی کی بو پر "ویلکم ٹو پاکستان" کا چھوٹا سا کارڈ لگا تھا۔المیر نے وشمہ کے بھنوؤں سے اشارہ کرنے پر وہ باسکٹ اس کے ہاتھ سے لے لی۔

"شکریہ۔"

وشمہ نے غور سے اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھا تھا۔کچھ نا کچھ تو ایسا ہوا تھا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔اس کا دل دھڑکا اگر اس کا پول کھل گیا تو؟اس تو نے کل پرسوں سے اس کی جان نکالی ہوئی تھی۔شعیب کو اس کا نام دینے کا مطلب ہی یہی تھا کہ المیر کو اس پر شک ہو گیا ہے۔

"کیا آپ مجھے اندر آنے کا نہیں کہیں گے۔"

اس کے کہنے پر المیر سائیڈ پر ہوا وہ سورج کی کرنوں سے بھرتے گارڈن کو چھوڑ کر لاؤنج میں آئی جہاں خیام بیگانی روح بنا بیٹھا تھا۔اسے دیکھ وہ خوشگوار حیرت سے کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"واٹ آ سرپرائز کہو کیسی ہو؟کل تم نے لیو کیوں لی تھی۔"

دو دنوں سے لگا قفل اس نے اب توڑا تھا المیر نے جاتے ہوئے اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا۔

"ہٹلر سے ڈر گئی تھی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اپنی بات پر خود ہی ہنسی پھر اس نے مزید کہا۔

"خیام سر آپ نے المیر سر سے بات کی آئی مین پتا کیا کہ کس بنا پر انہوں نے ہم دونوں کو اس تفتیش کیلئے نامزد کیا ہے۔" خیام نے سر کو جھٹکا مارا تھا اس کے چہرے پر تلخی پھیلی۔

"نہیں اور نا ہی میں پوچھنا چاہتا ہوں ہونے دو جو ہو رہا ہے۔"

وشمہ نے گہرا سانس بھرا وہ خیام کو دیکھ کر ہچکچائی اگلی بات اسے ہچکچانے پر مجبور کر رہی تھی۔

"جب یہاں سے گئے تھے تب ان کا موڈ اچھا تھا انفیکٹ انہوں نے کافی ساری باتیں بھی مجھ سے کی تھیں۔ کافی شاپ میں ہم دونوں نے اچھا وقت گزارا تھا لیکن اس کے بعد نجانے کیا ہوا۔ جانے کے بعد انہوں نے فون بند کر دیا بات نہیں کی پھر یہ تفتیش والی خبر اور اب اتنا سرد رویہ کیا آپ کو کچھ پتا ہے کہ کیا ہوا ہے۔"

وہ محتاط سی پوچھ رہی تھی خیام نے سرد آہ بھری۔

"اپنے آپ کو اذیت دینے کا سامان کر رہا ہے اور کچھ نہیں، جب یہ خود اذیتی کا شکار ہوتا ہے تو ایسی ہی حرکتیں کرتا ہے۔ میں جانتا ہوں اس کی برین واشنگ کی گئی ہے لیکن اس نے اس کا اثر نہیں لیا اسے کچھ ایسا پتا چلا ہے جو بالکل بھی اچھا نہیں ہے۔ وہ ہم سے یہ سب چھپا رہا ہے اور مجھے لگتا ہے ہمیں اس کی کھوج کرنی چاہیے۔"

وشمہ نے تائیدی انداز میں گردن کو ہلایا تھا حالانکہ اس کی جان نکلی ہوئی تھی۔

"تو پھر آپ بات کریں نا ہو سکتا ہے کوئی کلو مل جائے۔"

خیام نے سٹار بیری کا باؤل اس کے آگے کیا تھا وشمہ نے ایک اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں کرونگا لیکن ابھی نہیں ابھی مجھے کسی اور کو ٹھکانے لگانا ہے۔"

المیرا سے کچن سے آتا ہوا دکھائی دیا اس کے ہاتھ میں چھوٹی ٹرے تھی جس میں تین شیکس کے گلاس رکھے تھے۔ المیر نے وہ ٹرے سنٹرل ٹیبل پر رکھ دی اور اپنا گلاس اٹھا کر ان دونوں سے الگ صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ دنوں کو ہی دیکھ رہا تھا جو اس کے

آنے سے چپ ہو گئے تھے۔بوجھل سی خاموشی اس سورج کی کرنوں سے بھرتے گھر میں پھیلنے لگی پھر اس خاموشی کے راج کا خاتمہ المیر کی آواز نے کیا تھا۔

"میں نے آپ لوگوں کے نام واپس لے لیے ہیں اب آپ سے تفتیش نہیں کی جائے گی۔"

"بالکل بھی نہیں۔"

خیام نے اس کی بات کاٹی تھی۔

"جب ہم پر شک آ ہی گیا ہے تو اس کی تصدیق بھی کرو ہو سکتا ہے کہ وہ ہم دونوں میں سے ایک ہی ہو جو تمہاری ایجنسی کو ڈوبانے کا سامان کر رہا ہے۔"

وشمہ نے غیر آرام دہ ہو کر خیام کو دیکھا تھا۔یہ پہلی دفعہ تھا جب وہ اسے اس قدر سرد انداز میں پا رہی تھی المیر کی نگاہوں میں خشمگیں ابھری۔

"میں نے یہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا۔"

وہ اپنے رویے کے برعکس بولا تھا وشمہ نے اپنے لب کاٹے۔

"ہاں جانتا ہوں لیکن شکریہ ہم لوگوں کو ہماری اوقات دیکھانے کیلئے وشمہ میں آفس کیلئے نکل رہا ہوں تم چاہو تو میں تمہیں ڈراپ کر سکتا ہوں۔"

وہ تیار تھا کھڑا ہوا اس نے المیر کے بنائے شیک کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ابھی وہ غصہ تھا اور اس غصے کو برقرار رکھنا چاہتا تھا۔وہ گومگو کی کیفیت میں المیر اور خیام کو دیکھنے لگی۔

"میں خود آجاؤں گی آپ کا شکریہ۔"

"اگر تو تم سمجھ رہی ہو کہ اس شخص کے ساتھ بیٹھ کر سب ٹھیک کر لو گی تو یہ تمہاری خام خیالی ہے۔اس جیسا پتھر، بے وقوف، بزدل اور بے حس انسان میں نے آج تک اپنی زندگی میں نہیں دیکھا بہتر ہو گا تم اس سے دور رہو۔"

وہ خیام کی باتیں سن کر مسکائی تھی مگر اس نے خود پر کنٹرول کیا کہ معاملہ ان دونوں کے بیچ کسی حد تک بگڑا ہوا تھا۔المیر ایسے ہی کول انداز میں بیٹھا رہا جیسے وہ پہلے بیٹھا تھا۔خیام چلا گیا اس نے المیر کی جانب دیکھا تھا۔آج وہ اسے سب بتانے کا ارادہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رکھتی تھی مگر زبان تھی کہ ساتھ ہی نہیں دے رہی تھی وہ بلاوجہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"اگر تم چاہو تو جا سکتی ہو۔"

اس کی پتھریلی آواز وشمہ کے نازک کانوں سے ٹکرائی اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"میں نہیں جاؤنگی میں نے آپ سے کہا تھا میں آپ کو کبھی نہیں چھوڑونگی۔"

المیر اسے دیکھتا رہا پھر اس کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ دوڑی اس نے گردن کو ہلکے سے ہلایا۔

"میں نہیں جانتی المیر کہ۔۔"

المیر نے اس کی بات درمیان میں کاٹ دی وہ اس کے لفظ سن کر ششدر رہ گئی۔

"المیر سر کہواٹس پریٹی گڈ۔"

وہ اسے دیکھتی رہی لفظ اس کے حلق میں جیسے اٹک سے گئے۔اس کی جان پر بن آئی تھی اس نے نظریں جھکا کر پھر سے اسے دیکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا ہوا پلیز بتا دیں مجھے ڈر لگ رہا ہے جب آپ یہاں سے گئے تھے تو بالکل ٹھیک تھے پھر اچانک کیا ہوا"

المیر نے اس کی بات کی نفی کی۔

"میں جب یہاں سے گیا تھا تو میں بالکل بھی ٹھیک نہیں تھا ہاں شاید اب ٹھیک ہوں، لو۔"

اس نے پر سوچ انداز میں اپنی سن ہوتی باڈی کو حرکت دی گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا پھر نظریں اٹھائیں اور خود کو صوفے کی پشت سے لگتے ہوئے پایا۔ المیر نجانے کب اس کے اتنا قریب آیا تھا۔ وہ ڈر گئی وہ اسے سخت بہت سخت نفرت سے بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس میں وشمہ کو جلا دینے کی چنگاریاں پھدک رہی تھیں۔ اس کا چہرہ اہانت سے سرخ تھا۔ وشمہ کا سانس حلق میں اٹک گیا اسے لگا المیر کو سب پتا چل چکا ہے سب کچھ اس کا دل بیٹھ گیا۔ آنکھوں میں آنسوں ابھر آئے اس سے پہلے کہ وہ اس کے گالوں پر گرتے، نفرت سے گھورتے المیر کی آنکھیں شرارت

سے چمکیں اور پھر اس کے لبوں سے ہنسی کا فوارہ چھوٹا تھا۔وہ اسے انجانی نظروں سے دیکھنے لگی۔اس کا دل اب بھی ایک سو بیس کی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔اس نے بدتمیز المیر کو دیکھا جو ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تم بہت بے وقوف ہو وش بہت زیادہ,اچھا اب اپنا یہ بسورتا چہرہ درست کرو اور مسکراؤ میں تم سے مزاق کر رہا تھا خبردار جو تمہارے آنسوں گالوں پر گرے تو فورا صاف کروانہیں۔"

وشمہ نے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے آنسوؤں کو رگڑا ایک لمحے کو تو المیر کا نفرت سے بھرا چہرہ اسے بہت کچھ غلط ہونے کا سائن دے گیا تھا۔اسے لگا اس کا راز فاش ہو چکا ہے اس نے اپنی دھڑکنوں پر کنٹرول پایا۔

"میری جان نکال دی آپ نے اور کہتے ہیں میں بے وقوف ہوں۔"

المیر مسکرایا۔

"تو پھر ایسی حرکتیں نہ کرو نا جس سے واقعی جان کے نکلنے کا خدشہ ہو کنٹرول کرو

اپنے دل پر لڑکی یہ بہت فاسٹ جا رہا ہے۔"

اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی اپنی آنکھوں میں محبت انڈیل کر وہ اسے دیکھ رہا تھا

وشمہ نے دانستا بات بدلی۔

"آپ نے خیام سر کے ساتھ اچھا نہیں کیا وہ کتنے مخلص ہیں آپ کے ساتھ، بھائی ہیں آپ کے پھر بھی آپ نے ان کا نام بلیک لسٹ میں ڈال دیا یہ اچھی بات نہیں ہے۔"

المیر نے ماتھا کھجایا تھا پھر اس نے اعتراف کیا۔

"جانتا ہوں غلطی ہو گئی میں اس سے معذرت کر لونگا وہ مان جائے گا۔"

وشمہ نے شیک کا آخری گھونٹ حلق میں انڈیلا۔

"آپ کسی اور کی غلطی کی سزا انہیں تو نہ دیں۔"

"اور جو لوگ مجھے کسی اور کی غلطیوں کی سزا دیتے ہیں۔"

"تو یعنی جو لوگ آپ کے ساتھ کریں گے آپ وہی دوسروں کے ساتھ کریں

گے۔"

اس کی آواز میں بے یقینی تھی المیر نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔"

"آپ کو چوٹیں کیسے لگیں؟"

المیر ہنسا تھا وشمہ اس کا رویہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ایک لمحہ وہ بیگانہ لگتا تھا تو دوسرے لمحے وہ بہت اپنا ہو جاتا تھا اس نے سر کو جھٹکا۔

"شکر ہے کسی کو تو پوچھنے کا خیال آیا خیر یہ بتاؤ ناشتے میں کیا لیتی ہو؟ میرے ساتھ بریک فاسٹ کرنے پر تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا۔"

وہ اسے صاف ٹال رہا ہے وشمہ جان گئی تبھی اس نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"وہ یہاں آیا اور آپ نے مجھے بتایا تک نہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مریم نے خفا آواز میں روبینہ سے کہا تھا جو شش و پنج میں گھری یہاں سے وہاں ٹہل رہی تھیں۔ مریم اس وقت اپنا سامان پیک کر رہی تھی۔ اس کی دو دن بعد کی پاکستان کی فلائیٹ تھی وہ جانا نہیں چاہتی تھی مگر خیام کا سوچ کر اسے جانا پڑا رہا تھا۔

"کم از کم میں اس سے مل تو لیتی کتنا مس کر رہی ہوں میں اسے۔"

اس نے واقعی المیر کو مس کیا تھا۔ اسے وہ اچھا لگتا تھا شاید اس لیے کیونکہ وہ اس کی بہت پرواہ کیا کرتا تھا۔

"وہ جو آ کر کر کے گیا ہے نا پتا چل جائے تو تم کبھی اس سے ملنے کا سوچو بھی نا۔"

روبینہ نے جلے بھنے انداز میں کہا بیگ میں کپڑے ڈالتی مریم چونکی تھی۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اب اُس کے دل سے میری اور تمہاری محبت جا چکی ہے بھول جائیں اسے وہ یہ ہی کہنے آیا تھا یہاں۔"

مریم نے نہ ماننے والے انداز میں سر ہلایا اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ المیر ایسا کہہ

گیا ہے۔

"ہر گز نہیں وہ ایسا کہہ ہی نہیں سکتا آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہو گی آپ جانتی ہیں وہ ہم دونوں سے کتنا پیار کرتا ہے۔"

روبینہ اس کے پاس آ کر بیٹھیں ان کی چھوٹی انگلی ابھی بھی دانت میں جکڑی ہوئی تھی۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہم سے اب بھی پیار کرتا ہے لیکن اس نے یہاں آ کر مجھ سے سارے تعلقات ختم کرنے کا کہا ہے. وہ اب ہم سے کوئی روابط نہیں رکھنا چاہتا۔"

www.novelsclubb.com

مریم کو یہ سب سن کر دکھ ہوا المیر کے وہ اچھے میں نہیں تھی تو برے میں بھی نہیں تھی۔

"میں اس سے بات کروں گی وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔"

"تمہیں ابھی بات کرنی چاہیے۔"

روبینہ نے اس کا فون اٹھا کر اس کی سمت بڑھایا مریم نے المیر کا نمبر ڈائل کیا تھا۔

وہ باہر راؤنڈ پر گیا ہوا تھا۔ وشمہ اس کے آفس میں بیٹھی کاغذات کو سمیٹ رہی تھی

جب کرسٹل بال کے قریب رکھا اس کا سیل گھوں گھوں کرنے لگا۔ اس نے باہر کو

سر اٹھا کر دیکھا پھر سیل فون اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"اسلام علیکم."

مریم المیر کے نمبر پر نسوانی آواز سن کر بیڈ سے کھڑی ہوئی۔

"وعلیکم اسلام المیر کہاں ہے؟"

اس کی آواز کھردری تھی اور کچھ رعب والی بھی وشمہ نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا

پھر بولی۔

"وہ باہر گئے ہیں آپ کو کوئی کام ہے تو مجھے بتا دیں۔"

وشمہ نے اس کی آواز تھوڑے وقفے کے بعد سنی۔

"نہیں مجھے المیر سے ہی بات کرنی ہے جب وہ آئے تو اسے بتا دینا کہ مریم کی کال

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی۔"

وشمہ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔وہ سیل فون واپس رکھ کر اٹھی اس کے ہاتھوں میں ڈھیر سارے فولڈ ڈبنڈل تھے۔وہ ابھی اپنی سیٹ پر جا ہی رہی تھی کہ دور سے فیضان بھائی کو آتے دیکھ کر ٹھٹھکی۔

"رول نمبر تین دوران کام نہ تو تم ایجنسی سے کہیں باہر جا سکتی ہو اور نہ ہی کوئی اس دوران تم سے ملنے آ سکتا ہے اگر ایسا ہوا تو تم یہاں کے بگ بی کے عتاب کا نشانہ بنو گی۔"

اس نے جھٹ گردن موڑ کر دیکھا کافی زیادہ فاصلہ پر کھڑا المیر سر ہلا ہلا کر خلیل کی بات سن رہا تھا۔وہ یکدم کھڑی ہوئی اس کے ایسے کھڑے ہونے پر پاس آتے اذان نے اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔

"سب ٹھیک ہے۔"

اپنے لیپ ٹاپ کو کھول کر اس نے پوچھا تھا۔

"گڑ بڑ ہو گئی ہے فیضان بھائی یہاں پر ہیں اگر المیر سر نے انہیں یہاں دیکھ لیا تو وہ بہت غصہ کریں گے سنو، تم مجھے کور کرو یہاں سے نکالو تاکہ میں فیضان بھائی کو لیکر کسی سیو جگہ پر جا سکوں اور اگر المیر سر نے میرے بارے میں پوچھا تو کچھ بھی بہانہ گھڑ دینا اب کھڑے بھی ہو چکو۔"

اس نے اذان کو کھینچا تھا۔ وہ چار و ناچار کھڑا ہوا وشمہ اس کے ساتھ تھوڑا جھک کر اس کی آڑ میں چلنے لگی۔ المیر نے گردن موڑ کر دیکھا اذان رول نمبر دو کے مطابق بڑی ساری مسکان چہرے پر سجائے اسے دیکھنے لگا تھا۔ المیر کے ماتھے پر بل تھے اور آنکھیں میچی ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"اگر میں آج پکڑا گیا نا تو میں نے تمہیں معاف نہیں کرنا میری سات پشتیں تمہاری سات پشتوں کو بد دعائیں دیتی رہیں گی۔"

بد دعائیں بعد میں دے لینا ابھی یہاں سے نکلو۔"

اس نے اس کی شرٹ کھینچی تھی المیر کو سائل پاس کرتا وہ پھر محتاط سا چلنے لگا تھا۔

"میں کوستا ہوں اس وقت کو جب تم میری دوست بنی۔"

وشمہ سامنے نظر آتے کاؤنٹر کی سائیڈ سے نکل کر کھڑی ہوئی اذان اس کاؤنٹر کے دوسرے پار تھا۔

"آج تم نے مجھے آزادی دلائی ہے کل میں تمہیں دلاؤنگی اور تم کو سونہیں بلکہ شکر بجالاؤ اس بات کا کہ کس مہان ہستی سے تمہارا پالا پڑا ہے۔"

پھسپھساتے ہوئے وہ وہاں سے گئی تھی اذان واپس مڑ گیا۔المیر کو دیکھ کر اس بار اس نے کانفیڈنس سے بھرپور مسکراہٹ اچھالی اور اپنا لیپ ٹاپ سنبھال کر بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"فیضان بھائی آپ یہاں پر کیسے؟"

اسے راستے میں ہی لیتے ہوئے وشمہ نے عجلت میں پوچھا مبادہ کوئی انہیں دیکھ ہی نہ لے۔

"تم سے بات کرنی تھی اس لیے یہاں پر ہوں کیا میں نے تمہیں ڈسٹرب کیا؟"

وہ انہیں لیے ویزٹنگ روم میں لے آگئی دروازہ بند کرتے ہوئے ان کے پاس بیٹھی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں بس تھوڑی کام میں بزی تھی کہیں کیسی جا رہی ہیں تیاریاں؟"

اس نے ایک ماہ بعد ہونے والی اپنی بہن اور ان کی شادی کی تیاریوں کے بارے میں پوچھا تھا۔

"تیاریاں تو مکمل ہیں تم اپنا بتاؤ کیا چل رہا ہے اس دن میں نے تمہیں کہا تھا سب بتانا تم غائب ہو گئیں، کل بھی جب تم امی سے بات کر رہی تھیں تو میں وہیں تھا۔ وشمہ میں تمہارے لیے پریشان ہوں کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے تم اچھے سے سوچ لینا۔"

اس نے خجالت سے سر کو کھجایا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے بس المیر سر کو میں پسند ہوں۔"

ویزٹنگ روم کے پاس سے گزرتا المیر اس کی بات سن کر رک گیا۔اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا دور اس کا تمام سٹاف کام کرتا نظر آرہا تھا۔وہ ہاتھ میں پکڑا فولڈڈ کاغذ کھول کر دیکھنے لگا تھا۔خود کو بزی دکھانے کی ایک چھوٹی سے ترکیب۔

"وہ تمہیں پسند کرتا ہے یا تم بھی اسے پسند کرتی ہو؟"

کاغذ پر لکھے ہوئے الفاظ اسے یہاں سے وہاں بھاگتے ہوئے نظر آرہے تھے اس کا نچلہ لب دانتوں میں تھا۔

"فیضان بھائی کیا جاننا بہت ضروری ہے۔"

فیضان نے سیل پر آتی کال کو کاٹا۔

"وشمہ تم میری بہن ہو ایک طرح سے میری ذمہ داری امی نے مجھے تم لوگوں کا محافظ منتخب کیا ہے اور مجھے نہیں لگتا کہ تمہیں مجھ سے یا پھر اپنی بہنوں سے کچھ بھی چھپانا چاہیے۔"وشمہ نے ہونٹ کاٹے تھے۔

"وہ مجھے اچھے لگتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ سیو کھیلی المیر کا بائیاں لب تضحیک سے پھیلا۔

"وہ تمہیں اچھا لگتا ہے یا تم اس سے محبت کرتی ہو۔"

وہ خاموش رہی اس خاموشی کا دورانیہ کافی لمبا تھا المیر کو لگا وہ اس بات کا جواب نہیں دینا چاہتی لیکن پھر اس نے اس کی آواز سنی۔

"مجھے ان سے محبت ہے۔"

المیر نے سر اٹھایا دروازے کی جانب حیران نگاہوں سے دیکھا اسے اندازہ تو کب سے تھا وہ اسے اشاروں کنائیوں میں کہہ بھی چکی تھی لیکن وہ اس طرح اعتراف کرے گی اس نے سوچا نہ تھا۔اس کا دل بے ترتیب انداز میں دھڑکنے لگا۔

اب فیضان خاموش تھا۔

"کیا اسے پتا ہے۔"

المیر اس کا جواب سننا چاہتا تھا اور اس نے سن بھی لیا۔

"وہ جانتے ہیں لیکن وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔"

اسے وشمہ پر غصہ آیا"بہت ہی جھوٹی لڑکی ہے۔"

"اچھا یعنی وہ تسلیم نہیں کرتا اس کا مطلب ہے کہ وہ تمہیں پسند کے طور پر لے رہا ہے اسے تم سے محبت نہیں ہے۔"المیر نے دانت پیسے۔

"اس دن جب وہ ہمیں راستے میں ملے تھے تب آپ کو کیا اندازہ ہوا تھا۔"

"یہی کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے لیکن میں تمہیں ایک مخلص مشورہ دو نگا المیر سے دور رہو اس کے بارے میں جتنا میں نے پڑھا ہے جتنا جانا ہے مجھے نہیں لگتا کہ وہ تم سے محبت کرے گا اور شادی بھی، یہ لوگ اس طرح کی چیزیں اپنی زندگی میں افورڈ نہیں کرتے اور ابھی تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ وہ تمہاری محبت کو تسلیم نہیں کرتا اسے چھوڑ دو تمہارے دل کیلئے بہتر ہے۔"

المیر نے کاغذ کو مروڑا اور اندر آ گیا دروازہ کھلنے پر وہ دونوں چونکے تھے۔فیضان اسے دیکھ کر کھڑا ہوا کھڑی تو وشمہ بھی ہوئی تھی۔

"مس وشمہ آفس میں آئیں میرے۔"

وہ دروازہ چھوڑ پھر سے باہر چلا گیا وہ چھوٹے قدم اٹھا رہا تھا۔ جاتے ہوئے اس کے کانوں میں پھر سے فیضان کے الفاظ گونجے تھے۔

"میری بات پر غور ضرور کرنا۔"

المیر نے وہ کاغذ پھاڑ کر نیچے پھینکا اور بڑے بڑے ڈگ بھرنے لگا۔

نوروز نے فیاض کی جانب دیکھا وہ گہری نیند سو رہے تھے۔ وہ ان کے سر کے پاس آ کر رکا بالوں میں ہاتھ پھیرا اور پھر وہ دوائیں دیکھنے لگا جو ڈاکٹرز نے انہیں دی تھیں۔ اس کے ماتھے پر سوچوں کا جال تھا آنکھیں غیر معمولی طور پر ٹھہری ہوئیں۔

"انہیں سلو پوائزننگ دی جا رہی ہے جس نے ان کے دماغ اور آنکھوں پر گہرا اثر کیا ہے اگر ایسا ہی چلتا رہا تو ان کی زندگی بہت مختصر ہے۔ آپ کو بہت احتیاط برتنی ہو گی۔"

اپنے دوست کے والد سے چیک اپ کرانے کے بعد اسے یہ دل ہلا دینے والی خبر ملی تھی اس کی آنکھوں میں چنگاریاں جلنے لگیں۔

"تو یعنی ان کے فیملی ڈاکٹر نے جھوٹی کینسر کی رپورٹ بنائی تھی۔"

اس نے پھولی سانسوں کے ساتھ دوائی والی شیشی اٹھا کر دیکھی اور پھر واپس رکھ دی۔اس کا دل اور دماغ مکمل طور پر ماؤف تھا۔وہ یہ بات تسلیم کرنے سے قاصر تھا کہ ان کے گھر کے اندر ہی کوئی فیاض کو مارنے کا پلان بنا رہا ہے۔وہ کون ہے یہ جاننا اتنا بھی مشکل نہیں تھا۔اس نے اپنی زخمی ناک کو ہاتھ کی پشت سے رگڑا۔

"اگر وہ آپ ہوئیں تو میں آپ کو چھوڑوں گا نہیں۔"

اپنے باپ کے زرد ماتھے پر لب رکھ کر وہ باہر آیا تیار سا وہ آفس جانے کیلئے قدم اٹھا رہا تھا۔روبینہ نے اسے بغیر بریک فاسٹ کے جاتے دیکھا تو فورا پکار اٹھیں۔

"نوروز تم نے ناشتہ نہیں کرنا۔"

اس نے ضبط سے ان کی آواز سنی پھر نفی میں سر ہلاتا پٹی میں جکڑے ہاتھ سے

بریف کیس کو تھامتے وہاں سے چلا گیا۔روبینہ نے اچنبھے سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

"اسے کیا ہوا؟"

وہ حیران و پریشان پیچھے سے بولی تھیں پھر وہ فیاض کے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔ وہ نیند سے غافل تھے انہوں نے فیاض کی دواؤں کی شیشی اٹھائی جس کا لیبل اس پر سے ہٹایا گیا تھا۔انہوں نے اس شیشی کا ڈھکن کھول کر اس میں اپنے ہاتھ میں پکڑی چھوٹی سی شیشی میں سے کچھ انڈیلا ایسا کرتے ہوئے وہ اس قدر مگن تھیں کہ انہیں اندازہ ہی نہیں ہوا کہ یارڈ میں کھلتی کھڑکی سے نوروزان کی ویڈیو بنا رہا ہے۔

"تمہارا بیٹا پاگل ہے لیکن میں نہیں اللہ تمہیں بخشے فیاض۔"

نوروز نے حقارت سے انہیں دیکھتے ہوئے ویڈیو سیو کی اور آفس کیلئے نکل کھڑا ہوا۔

روبینہ کے جاتے ہی فیاض کی آنکھیں کھلی تھیں۔ نمکین پانی ان بوڑھی آنکھوں میں آن سمایا۔

"وہ عورت آپ کے ساتھ مخلص نہیں ہے فیاض، آج جو اپنے شوہر کو چھوڑ کر آپ کے پاس آسکتی ہے کل کو وہی آپ کو چھوڑ کر کسی اور کے پاس بھی جاسکتی ہے ایک دن آپ یہ جان جائیں گے۔"

انہوں نے کرب سے آنکھیں میچیں۔

"ڈیڈ میں بے قصور ہوں یہ سب مجھے پھنسانے کیلئے پلان کیا گیا ہے۔ میں نے جویا کے ساتھ کچھ نہیں کیا، میں نے نوروز کے پیسے بھی نہیں چرائے، موم کا نیکلس بیچنے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا، ڈیڈ میں نے آپ کی فائل کو نہیں جلایا میرا یقین کریں پلیز دروازہ کھول دیں ڈیڈ، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

www.novelsclubb.com

فیاض کی آنکھیں بہہ نکلیں۔

"تم کہاں ہو میری جان تمہارے ڈیڈ کو تمہاری ضرورت ہے۔"

ان کا سر چکرانے لگا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اندھیر کھائی میں گر رہے ہوں۔ انہیں شدت سے اپنی شریک حیات اور بیٹے کی یاد ستائے دے رہی تھی۔ مرنے سے پہلے

صرف ایک بار وہ ان سے ملنا چاہتے تھے صرف ایک بار۔

اسے زور کا جھٹکا لگا تھا۔ وہ اٹھ بیٹھا۔ اس کا سانس دھونکنی کی مانند چلنے لگا۔ پسینہ پور پور سے بہتا اسے مضمحل کرنے پر تلا ہوا تھا۔ مختل حواسوں کے ساتھ اس نے ہاتھ بڑھا کر لیمپ کا بٹن پش کیا نیم اندھیرے میں ہلکی نیلی روشنی اطراف میں پھیل گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ پر رکھے جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیلا اور اپنے لبوں سے لگا لیا۔ چند ثانیے لگے تھے اسے سچوئیشن سمجھنے میں اس نے غائب دماغی سے یہاں وہاں دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ صرف ایک خواب تھا۔"

اس نے خود کو تسلی دی جبکہ اس کا دل آنے والے خطرے سے آگاہ ہو چکا تھا۔

"ہاں وہ صرف ایک خواب تھا۔"

اس نے دوبارہ دھرایا۔ دھرا کر جیسے خود کو یقین دلایا۔

"آپ ٹھیک ہیں ڈیڈ آپ کو کچھ نہیں ہوا۔"

ابھی کچھ دیر پہلے وہ فیاض کو سفید کفن میں خون سے بھرا ہوا دیکھ چکا تھا اور یہ دیکھنا ہی اس کا دل کاٹنے کے مترادف تھا۔ وہ لاکھ ان سے خفا سہی ان سے نالاں سہی مگر وہ اس کے باپ تھے۔ وہ باپ جن سے آج بھی اسے محبت ہے۔ اس نے سائیڈ دراز کھولی فائلز اور دیگر چیزوں کے نیچے سے اس نے ایک الٹی رکھی ہوئی تصویر نکالی۔ نیم اندھیرے میں نیلی روشنی کے نیچے اس نے اس تصویر کو سیدھا کیا تھا۔ ایسا کرتے ہوئے اس کی بھوری آنکھوں میں نمی کی جھلک صاف دیکھی جا سکتی تھی۔

"آہ ہیپی فیملی۔"

www.novelsclubb.com

اس تصویر میں وہ تینوں تھے۔ مسکراتے تھے۔ خوشیاں ان کے چہروں کو ٹماٹر کی طرح لال کر رہیں تھی۔ ان کی آنکھوں کی روشنی ستاروں کو بھی ماند کرنے کیلئے کافی تھی۔ المیر نے گہرا سانس بھرا۔

"کیا تم اپنی ماما کو ڈھونڈو گے۔"

یہ خیام تھا جو اس سے پوچھ رہا تھا۔ یہ سوال گھر سے نکالے جانے کے ٹھیک تین دن بعد اس نے کیا تھا۔

"انہوں نے کہا تھا مجھے کبھی بھی انہیں ڈھونڈنا نہیں پڑے گا وہ خود میرے پاس آیا کریں گی۔"

وہ لکن چھپی کھیل میں کہی گئی اپنی ماما کی بات کہہ رہا تھا مگر وہ بھول رہا تھا کہ یہ اصل زندگی ہے کوئی کھیل نہیں۔

"ٹھیک ہے اگر وہ تم تک آتی ہیں تو صحیح ہے نہیں تو جب ہم بڑے ہو جائیں گے تو دونوں مل کر انہیں ڈھونڈیں گے۔"

www.novelsclubb.com

"آپ نے کتنی دیر لگا دی ماما۔"

اس تصویر پر وہ ہاتھ پھیرتا کہہ رہا تھا اس کی انگلیاں اب بھی فیاض کو چھونے سے قاصر تھیں۔

"آپ نے تو کہا تھا آپ کبھی بھی مجھ سے اتنی دیر چھپی نہیں رہ سکتیں تو پھر اب تک

خود کو کیوں روپوش رکھا ہوا ہے۔"

وہ بیڈ چھوڑ کر کمرے سے باہر آ گیا اس کا سانس اندر گھٹ سا رہا تھا۔ سناٹوں میں گھرے گھر میں وہ لان میں آیا۔ سر اٹھا کر اس نے دیکھا پورا آسمان دھند میں چھپا تھا۔ ایک گھٹن بھری دھند تھی جس نے سب چیزوں کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ وہ لان میں رکھی کین کی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

"آپ نے بھی اور ڈیڈ نے بھی شاید دونوں کو مجھ سے پیار نہیں تھا تبھی مجھے تنہا چھوڑ دیا۔"

نمی اس کے وجود پر گرنے لگی تھی۔ وہ ٹراؤزر ٹی شرٹ میں موجود سردی سے بے نیاز اپنے جلتے دل کے ساتھ وہاں بیٹھا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر آپ لوگ اپنی ضدوں پر قائم رہیں میں بھی یونہی چھپا رہوں گا۔"

گیلے کاندھے پر گرم ہاتھ کا لمس محسوس کرتے ہوئے اس نے یکدم تصویر کو الٹا کیا اور چہرہ موڑ کر دیکھنے لگا۔ خیام اس کے کندھوں پر چادر ڈالے اس کے پیچھے سے

نکل کر سامنے آ کر بیٹھا۔

"تمہاری عادت گئی نہیں اکیلے اکیلے جلنے کی چلو کوئی نہیں تم اپنے پیرینٹس پر دل جلاؤ اور میں دی گریٹ المیر رائے پر یوں بھی آج رات خاصی گیلی ہے۔ ہم دونوں کے ہی دل شاید ٹھنڈے پڑ جائیں۔"

آسمان پر نگاہ ڈال کر وہ گول گول گھوم کر آتی دھند کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ پانچ دنوں بعد یہ ان کی پہلی بات تھی۔

"اس نے مجھے کہا تھا کہ تم عروسہ کے ساتھ مل کر مجھے ڈچ کر رہے ہو اس نے مجھے تم دونوں کی ویڈیو اور تصاویر بھی دکھائیں۔ میں نے اس کے زبانی بہتان پر یقین نہیں کیا تھا۔ کیا تو میں نے اس ویڈیو کا بھی نہیں تھا لیکن میں سچ جاننا چاہتا تھا تبھی میں نے تمہارا نام دیا۔ میں شرمندہ ہوں اس پر۔"

خیام ہولے سے مسکایا۔

"ہاں اس رات میں نے ہی عروسہ کو تمہارے آفس سے فائل اٹھا کر لانے کو کہا

تھا۔اس کے ساتھ وشمہ بھی تھی۔اس نے ایک عقل کا کام کیا فائل اٹھانے کے بعد تمہارے لیپ ٹاپ سے ڈیٹا بھی نکال لائی لیکن ایک جگہ وہ چوک گئی اپنا ائیر رنگ وہاں گرا آئی۔"

المیر کی آنکھوں میں کرچیاں بھرنے لگیں۔تو یعنی وہ بات سچ تھی۔چند لمحے تو وہ کچھ بول نہیں پایا لیکن پھر اس نے خود کو کمپوز کر لیا۔

"تبھی وش کو بھی بازپرس کیلئے چنا گیا میں نے اسے ویڈیو میں دیکھ لیا تھا۔"

"تمہیں ہم دونوں کا نام دینے سے پہلے ہم سے پوچھ لینا چاہیے تھا۔ہم نے یہ قدم اپنے پراجیکٹ کو بچانے کیلئے اٹھایا تھا اور اس سپائے کو پکڑنے کیلئے یہ ایک ٹریپنگ ٹرک تھی۔مجھے خبر ملی تھی کہ ہمارا ڈیٹا لیک ہونے والا ہے اس سے پہلے کوئی اور اسے چراتا ہم نے خود نے ہی اسے چرا لیا اور چرا کر اس جاسوس کو حیران کر دیا۔ایسا میں دوبارہ کرنا چاہوں گا تاکہ اس جاسوس تک رسائی حاصل کی جا سکے کیوں کہ وہ یہ سب دیکھ کر پریشان ضرور ہو گا اور اسی پریشانی میں وہ غلطی کرے گا اور وہ ایک

غلطی ہی اسے پکڑوائے گی۔میں اسے رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتا ہوں تاکہ وہ معصوم بن کر بچ نہ جائے۔"

وہ کرسی پر نیم دراز سا کہہ رہا تھا المیر کو عروسہ کا رونا یکدم اب برا لگنے لگا۔

"تمہیں کم از کم مجھے تو آگاہ کرنا چاہیے تھا اور ایسا دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔مجھے ان کے بارے میں پتا چل گیا ہے۔"

خیام بڑا پراسرار سا مسکرایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور جاتے ہوئے کہہ گیا۔

"میں نے تمہیں معاف کیا المیر۔"

www.novelsclubb.com

المیر نے مڑ کر اسے دیکھا.اور پھر واپس نظروں کا زاویہ اس تصویر کی جانب کر لیا۔

"لیکن میں نے خود کو معاف نہیں کیا۔"

وہ بیس منٹ سے اس کے سامنے بیٹھی تھی۔بیٹھے بیٹھے اسے جمائیاں آنے لگیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیکن وہ سندس ہی کیا جو فارغ ہو جاتی۔ٹرین کی سپیڈ میں انگلیاں کی بورڈ پر چلاتی وہ اپنے کام میں بزی تھی۔بس پانچ منٹ پانچ منٹ کا کہہ کر اس نے بیس منٹ گزار دیے تھے اور بیچاری وشمہ کہنی صوفے پر ٹکائے تھکان سے بھرپور اسے دیکھنے میں مگن تھی۔

"اٹھ بھی چکو یار کب ختم ہو گا تمہارا کام۔"

ماہم اس کے سر پر آ کر دھاڑی تھی سندس نے آخری ورڈ لکھا اور سیو کر کے اٹھ گئی۔نیند سے بوجھل آنکھوں والی وشمہ نے اس کے اٹھنے پر شکر کا کلمہ پڑھا اور آنکھیں مسلتی باہر آ گئی۔آج ان سب کا مری جانے کا موڈ تھا۔تبھی سنڈے کو بھی سات بجے چہل قدمی محسوس ہو رہی تھی۔وہ لوگ باہر آئے اور آتے ہی ان کی آنکھیں پھیل گئیں کیونکہ وہاں خیام اور المیرا اپنی اپنی گاڑیوں کے ساتھ اذان، مدثر اور خلیل، اروی اور چند ایک اور کو بھی لیے کھڑے تھے۔اذان نے وشمہ کو دیکھتے ہی ہاتھ ہلایا۔

ضرور اس نے ہی پلان لیک کا ہو گا اللہ پوچھے اسے۔"

گردن کی پچھلی سائیڈ کھجاتے ہوئے وشمہ بڑبڑائی عروسہ نے بھی منہ بناتے ہوئے

اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ لوگوں کے منہ کیوں بن گئے ہیں کیا بات ہے؟"

چیونگم چباتا خیام گاڑی سے ٹیک لگائے کہہ رہا تھا۔

"آں ہماری ٹیکسی چلی گئی ہے نا اس لیے۔"

سندس نے جھٹ سے بات بنائی۔

"ٹیکسی چلی نہیں گئی ہم نے بھیجی ہے جب گاڑیاں ہیں تو ٹیکسی کی کیا ضرورت۔"

"گرلز فن کا بیڑا غرق کر دیا اس پیٹ کے ہلکے اذان نے۔"

عروسہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

"اللہ پوچھے اس ڈیش کو۔"

ماہم نے بھی اسے دیکھ کر دل کو ہلکا کرتے ہوئے کہا۔

دروازہ کھولتا ہوا وہ اندر بیٹھا تھا۔سندس ان تینوں کو دیکھتی ہوئی آگے بڑھی اس کے ساتھ ہی عروسہ نے بھی قدم بڑھائے تھے۔وہ خیام کی گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔ وشمہ المیر کو دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں پر گلاسز لگے تھے۔اس نے ابھی قدم ہی اٹھایا تھا کہ اس کا سیل بجنے لگا نمبر شانے کا تھا اس نے کال اٹھائی۔

"کیسی ہو شانے؟"

سب بیٹھ گئے تھے صرف المیر باہر کھڑا تھا وہ اس کا منتظر تھا۔

"میں ٹھیک ہوں امی آپ کو یاد کر رہیں تھی۔آپ آسکتی ہیں۔"

وہ ایک لمحے کو رک گئی پھر سب کو خود کا منتظر پا کر اس نے کہا۔

"دراصل شانے۔"

شانے نے اس کی بات کاٹ دی۔

"امی کہہ رہی ہیں دو ہفتوں سے آپ سنڈے کو نہیں آرہیں اب ٹالنا مت جلدی سے پہنچیں خوب مزے کریں گے ہم سب ساتھ۔"

وشمہ نے ایک بار پھر سے سب کو دیکھا تین گاڑیاں روانہ ہونے کیلئے تیار تھیں۔

کوئی بھی المیر کے ساتھ بیٹھنے کو راضی نہیں تھا تبھی خیام نے مدثر کو ایجنسی کی گاڑی لانے کو کہا تھا۔ بوائز اسی میں تھے اور اب اسے ہاتھ ہلا کر چلنے کو کہہ رہے تھے۔

وشمہ نے اپنے کندھے پر ڈلے بیگ کو چھیڑا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔"

فون بند کرتی وہ المیر تک آئی۔

"میرا جانا کینسل ہو گیا ہے مجھے میرے گھر جانا ہے سو آپ لوگ جائیں۔"

اس نے اونچی آواز کے ساتھ کہا تھا گاڑی سے سر نکالتے سب نے ایک ساتھ

"اووو" کیا۔

"یار وشمہ یہ کیا بات ہوئی یار۔"

اذان کے طرز تخاطب پر المیر نے سر موڑ کر اسے دیکھا وہ کچھوے کی طرح اپنی گردن اندر کر گیا۔ خیام گاڑی سے باہر آ گیا۔

"تم کہو تو میں تمہاری امی سے بات کروں۔"

وہ مسکرائی۔

"اس کی ضرورت نہیں نیکسٹ ٹائم ان شاءاللہ میں آپ لوگوں کے ساتھ چلوں گی ابھی آپ لوگ جائیں دیر ہو رہی ہو گی۔"

خیام کندھے اچکاتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"ہم تمہیں مس کریں گے۔"

جانے سے پہلے سب نے یک آواز میں کہا تھا پھر وہ سب ہاتھ ہلاتے وہاں سے چل دیے وشمہ ان کے چلے جانے کے بعد المیر کی جانب مڑی جو اسی پوزیشن میں کھڑا تھا۔وہ اسے دیکھنے لگی۔

"آپ نہیں جائیں گے۔"

اس نے مزاقا اسے چھڑا تھا۔

"جب تم نہیں جا رہی تو میں جا کر کیا کروں۔"

گولڈن شیشوں والے گلاسز اتار کر اس نے جیکٹ پر لگائے۔وشمہ نے آئی برو اچکائی۔

"رک ہی نا جائیں آپ میرے لیے۔"

المیر نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔

"میں تو رکا ہوا ہی ہوں بس تم اپنی دعا کرو، آؤ تمہیں چھوڑ دوں۔"

وہ اس کی ذو معنی بات پر ٹھٹھکی۔

"رکنے کا بھی کہہ رہے ہیں اور چھوڑنے کا بھی۔"

المیر اس کے قریب آیا۔

"تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔"

وہ اس غیر متوقع بات پر اچھلی تھی اس کا رنگ بدلا۔

"آپ کو کیسے پتا چلا؟"

کہہ کر اس نے یکدم زبان دانتوں میں لی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری حرکتوں سے اور تمہارے اس ہاتھوں والے سائن سے اور تمہارے اعتراف سے۔"

وشمہ کا گلا خشک ہوا۔

"میں نے تو اعتراف نہیں کیا۔اپنے پاس سے مت کہیں۔"

وہ پھر سے مکر گئی تھی۔

"ہاں میرے سامنے نہیں کیا مگر فیضان کو تو بتایا تھا نا اوہ کم آن وش اب جھوٹ مت بول دینا میں نے سن لیا تھا۔"

"مجھے دیر ہو رہی ہے میں جا رہی ہوں۔"

اس نے قدم بڑھائے تھے مگر اسے رکنا پڑا۔المیر کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ تھا اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔

"میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔تم کب مینرز سیکھو گی۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتا ہی اس کے سامنے آیا تھا۔وشمہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے

کترا رہی تھی وجہ وہ محبت کی قندیلیں تھی جو اس کی برداشت سے باہر تھی۔

"اگر میں کہوں کہ وہ سب جو تم کرتی پھر رہی ہو کہتی پھر رہی ہو میں بھی کرتا ہوں تو پھر یعنی میں بھی اعتراف کروں تو پھر۔"

اس نے یکدم سر اٹھایا تھا۔ سیاہ آنکھوں نے بھوری آنکھوں میں مسکن بنایا۔

"اگر میں کہوں کہ مجھے بھی تم سے محبت ہے تو؟"

وشمہ کے لب حیرت سے کھل گئے تھے۔ المیر اس کی حیرانی دیکھ کر کے محظوظ ہوا۔

"تمہارا دل میری دھڑکن چرانے لگا ہے۔ ٹھیک ہے میں نے سوچا تھا میں کبھی تم سے اعتراف نہیں کرونگا لیکن میں اب کر رہا ہوں۔ مجھے تم سے محبت ہے وشمہ۔ یہ اعتراف میں نے مری میں سب کے سامنے کرنا تھا لیکن شاید قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کہو اب تم خوش ہو۔"

اس نے المیر کے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ نکالا اور پھر اس کی پشت پر زور سے چونٹی بھری۔ سی کی آواز کے ساتھ اس نے پھر سر اٹھا کر المیر کو دیکھا جو اب سینے پر بازو

باندھے اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا۔وہ اس کی جانب آئی۔اس کے بازو پر اس نے انگلی ماری پھر ہاتھ بھی۔

ہاں یہ خواب نہیں سچ ہے وہ سچ مچ اس کے سامنے کھڑا ہے اور یہ سب کہہ رہا ہے لیکن وشمہ کو اب بھی شک ہوا وہ آس پاس دیکھ رہی تھی۔اس کا دل زور کا دھڑک رہا تھا۔اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں وہ سڑک پر ہی تھی اور یہ حقیقت ہی ہے لیکن اسے پھر بھی گمان محسوس ہوا۔وہ اپنے پاس سے گزرتی بوڑھی عورت کی جانب لپکی۔

"سنیں آنٹی یہ جو سامنے لڑکا کھڑا ہے کھڑوس سا اس نے ابھی ابھی مجھ سے محبت کا اعتراف کیا ہے کیا یہ آپ کو نظر آرہا ہے؟"

اس عورت نے ناگواریت سے اس لڑکی اور اپنی آنکھوں کے سامنے یکدم ہاتھ کا چھجا بناتے تھوڑا دور کھڑے لڑکے کو دیکھا۔

"توبہ ہے،بے شرمی تو حد سے بڑھ گئی ہے۔مجال ہے جو کسی رشتے کا لحاظ بھی ہو۔

ہمارے زمانے میں تو ایسا نہیں ہوتا تھا سیدھا گھر رشتے آتے تھے اور دوسرے دن ہی شوہر کے گھر آج کی جنریشن بھی نجانے کیا کیا کرنے پر تلی ہوئی ہے۔"

وہ اسے اچھی خاصی جھاڑ پلاتے ہوئے آگے کو بڑھ گئیں۔ وشمہ انہیں چیخ کر کچھ کہنا چاہتی تھی مگر المیر کے پکڑنے پر رک گئی۔

"کیا کر رہی ہو پورے اسلام آباد کو سنانی ہے یہ بات۔ مادام یہ حقیقت ہے کوئی خواب نہیں اور اتنی باتیں سننے کے بعد بھی تمہیں اس بات کا یقین نہیں آ رہا ہے۔ افففف وشمہ افففف۔"

وہ المیر کو دیکھ رہی تھی دیکھتی رہی پھر اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"اگر یہ خواب بھی ہے نا تو بہت خوبصورت ہے میں اسے بار بار دیکھنا چاہوں گی ویسے ایک بار پھر سے کہیں نا پلیز۔"

المیر نے اس کے بازو چھوڑے۔

"بالکل بھی نہیں ایک بار کہہ دیا بہت ہے اب تم زیادہ پھیلو مت اور ہاں اگر گھر جانا

ہے تو آجاؤ نہیں تو میں نے چلے جانا ہے۔"

وہ اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

"میں آتو جاؤں لیکن یہ بتائیں کس کے گھر لیکر جائیں گے اچھا اب ایسے گھوریں تو مت المیر سر کہہ دیں ایک بار پھر سے پلیز زز۔۔"

"بہت بے باک ہو تم توبہ۔"

وہ اپنے آفس میں بیٹھا پر سوچ انداز میں کرسٹل بال کو گھما رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں سوچوں کی پرچھائیاں اور چہرہ کسی حد تک سختی کا لحاف اوڑھے ہوئے تھا۔

کھڑکیوں کے بلینڈز نے روشنی کا داخلہ ممنوع کر دیا تھا۔وہ مصنوعی روشنیوں میں گھرا بے چین سا کرسی کی پشت پر گر گیا۔اس کی نگاہیں سیلنگ پر سرکنے لگی تھیں۔

روبینہ کی سفاکیت پھر سے اس کی آنکھوں کے سامنے آن سمائی اس کا دل اداس ہوا۔اس نے اداسی کو ختم کرنے کیلئے زویا کو کال ملائی تھی۔

"کیسے ہو نوروز کافی عرصے بعد کال کی۔"

رسمی علیک سلیک کے بعد وہ بولی تھی۔نوروز نے چھت پر ہی نگاہیں جمائے رکھیں۔

"مجھے لگا تم میری کالز سے ڈسٹرب ہوتی ہو۔"

اس نے دل کی بات کی تھی۔سامان سمیٹتی زویا کے ہاتھ رک گئے۔

"ایسا کس نے کہا۔بہت افسوس کی بات ہے اپنے پاس سے اندازے مت لگایا کرو۔"

اس نے بیگ کی زپ بند کی پھر وہ الماری کی جانب بڑھی تھی۔

"اندازہ نہیں ہے یہ میں نے محسوس کیا تھا۔تم بتاؤ پاکستان کب لوٹ رہی ہو۔"

نوروز نے کرسی کو ہلکا سا گھمایا۔وہ نہیں چاہتا تھا زویا کبھی بھی پاکستان جائے مگر اسے تو ہر حال میں جانا تھا۔

"اگلے ہفتے، پیکنگ شروع کر دی ہے میں نے مریم پہنچ گئی نا۔"

اس کی چار دن پہلے مریم سے بات ہوئی تھی جب وہ اسے پاکستان جانے کا بتا رہی تھی اس لیے اس نے پوچھا۔

"ہاں وہ چلی گئی ہے۔زویا کیا خیام مریم کو ایکسپٹ کرے گا۔آئی مین کیا وہ شادی کیلئے راضی ہو جائے گا؟"

اس کے لفظوں میں واضح ہچکچاہٹ تھی۔زویا بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔

"نوروز میری بات کا برا مت منانا یہ تلخ ضرور ہے لیکن حقیقت ہے۔خیام کو صرف وہ لڑکی چاہیے جو اس کی ہو اس سے پہلے کسی کی نہیں اور مریم کے بوائے فرینڈز کا خیام کو پتا ہے۔سبز باغ دکھانے سے بہتر ہے میں حقیقت بیاں کر دوں۔ خیام عروسہ سے محبت کرتا ہے۔وہ اس کی کالج کے زمانے کی دوست ہے۔اس لیے مجھے نہیں لگتا کہ وہ مریم کیلئے ہاں کرے گا۔"

نوروز کے لب سختی سے آپس میں پیوست ہوئے تھے۔اس نے ہمت کر کے اگلی بات کہی۔

"اور تمہارا میرے بارے میں کیا خیال ہے؟"

زویا اس کے سوال پر یکدم رکی تھی پھر اس نے کہا۔

"تم جانتے ہو اس سوال کا جواب میں تمہیں کتنی بار دے چکی ہوں۔"

نوروز سیدھا ہوا۔

"میں ہر بار یہ سوال کرونگا زویا تب تک جب تک تمہاری ناہاں میں نہیں بدل جاتی۔"

زویا نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔روما کی دھوپ اس کے سنہری بالوں کو سونے کی مانند چمکا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے افسوس ہے کہ تم بار بار اپنے دل کو تکلیف دینا چاہتے ہو۔"

"اور مجھے افسوس ہے کہ تم بار بار میرے دل کو تکلیف پہنچاتی ہو۔مت کیا کرو زویا درد دینے سے درد مل جاتے ہیں۔میں نے سنا ہے المیر کسی کو دل دے بیٹھا ہے اگر ایسا ہے تو پھر تمہاری رسائی اس تک ناممکن ہے کیونکہ وہ اپنا کر چھوڑنے والوں میں

سے نہیں ہے۔"

زویا نے کال کاٹ کر فون کو بیڈ پر پھینکا اس کا سارا موڈ غارت ہو گیا تھا۔ دوسری جانب نوروز کرسی پر گھومتا چھت کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے لب پر اسرار مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

میں انتظار کر رہا ہوں اس وقت کا میری جان جب المیر تمہیں انکار کرے گا اور تم میری جانب لوٹو گی۔ آہ ہ۔۔۔ یہ انتظار۔"

اس کا آتے ہی سامنا مریم سے ہوا تھا جو آفس میں ایسے پھر رہی تھی جیسے وہ ہی یہاں کی مالک ہو۔ وشمہ نے بیگ میز کے نیچے رکھا اور مڑ کر اس سیدھے بالوں والی نک چڑھی خوبصورت سی لڑکی کو دیکھنے لگی جس کے آنے سے عروسہ ان سکوئر ہو گئی تھی۔ اس نے وشمہ کو دیکھتے پالیا وہ اروی کو چھوڑ اس کی جانب بڑھی تھی۔

"کیا تمہیں کسی نے نہیں سکھایا کہ کسی کو چھپ چھپ کر نہیں دیکھتے اور یہ تمہارا

ٹائم ہے آنے کا، کیا دیکھ رہی تھی جلدی بتاؤ۔"

وہ ایکدم ہی اس پر چڑھائی کرنے لگی تھی وشمہ کا منہ کھل گیا۔(کیا ان کے خاندان میں سارے ہی ہٹلر بستے ہیں۔)

"میں صرف تین منٹ لیٹ ہوں اور میں اروی کی جانب دیکھ رہی تھی۔"

مریم نے زور سے اس کی میز پر ہاتھ رکھا۔وشمہ کو تھوڑا سا جھٹکا لگا۔

"سنا ہے وہ تم ہی ہو جس نے میرے بھائی کو پھنسایا ہے۔"

اس کی بات وشمہ کے گال لال کر گئی۔اسے ہتک نے آن گھیرا۔

"سمجھ نہیں آتی اس نے تم میں دیکھا ہی کیا۔"

وشمہ نے غصے کو کنٹرول کیا۔

"آپ لمٹ کراس کر رہی ہیں اور یہ چیز آپ پر سوٹ نہیں کر رہی۔"

مریم تضحیکی انداز میں مسکائی۔

"بیٹا کر لو مزے جب زویا آئے گی نا تو یہ المیر ہی ہو گا جو تمہیں گھاس تک نہیں

www.novelsclubb.com

ڈالے گا اور تمہاری اطلاع کیلئے عرض ہے وہ آج رات لینڈ کرنے والی ہے۔"

وشمہ نے سینے پر بازو باندھے۔

"وہ مجھے گھاس ڈال بھی نہیں سکتے کیونکہ یہ کام تو گدھوں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور میرے خیال سے میں وہ نہیں ہوں۔"

مریم اس کے طنز پر آگ بگولہ ہوئی۔ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اس کا اشارہ کس جانب ہے۔

"تم نے خود کیلئے بہت مصیبتیں خرید لی ہیں بے بی اب ان سے بچنا بھی۔"

وہ جانے لگی تھی لیکن پھر پلٹ آئی اور اسی انداز میں میز پر ہاتھ رکھے اس کی جانب جھک کر بولی۔

"میرے بھائی سے دور رہو۔ اس سے پہلے کہ میں تمہیں دور کر دوں۔"

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

وشمہ نے بولنے کیلئے لب کھولے تھے مگر المیر کی آواز پر وہ رک گئی۔ پلٹ کر دیکھا

وہ آنکھوں پر گلاسز جمائے کوٹ کا بٹن بند کرتا ادھر ہی آ رہا تھا۔

"کچھ نہیں بھائی میں بس ان سے انٹرو لے رہی تھی۔ ویسے آج آپ بہت ہینڈسم لگ رہے ہیں۔ کیا ایسا زویا کے آنے کی وجہ سے ہے۔"

اس نے ایش گرے ٹیکسیڈو زیب تن کیا ہوا تھا۔ آخری جملہ مریم المیر پر تھوڑا جھک کر شرارتی انداز میں کہا تھا۔ المیر سے مسکراہٹ روکنا مشکل ہو گئی۔

"بہت شرارتی ہو گئی ہو تم آ جاؤ۔"

وہ اس کے بال بکھیرتا اپنے ساتھ چلنے کا کہہ رہا تھا۔ المیر کے ساتھ جاتی مریم نے مڑ کر وشمہ کی حیرت سے کھلی آنکھیں اور منہ دیکھا پھر وہ اس پر سمائل پاس کرتی آگے بڑھ گئی۔

"یعنی یہ تو حد ہو گئی ناسلام کیا ناگڈ مارننگ کہا اور بہن کو لے کر چل دیے اور ابھی وہ زویا آئی نہیں ہے اور اس کیلئے اتنے تیار۔"

غصے سے اس نے پین میز پر پھینک کر مارا تھا۔ وہ کاغذ سمیٹتی عروسہ کی جانب بڑھی۔

"کیا تم نے المیر سر کے تیور دیکھے ہیں۔"

کام میں بزی عروسہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔رول کو فالو کرنے کیلئے ہی وشمہ اپنے ساتھ کاغذوں کا بنڈل اٹھالائی تھی تاکہ بات بھی کر سکے اور کام بھی۔

"تمہیں پوچھنا چاہیے تھا کہ کیا تم نے مریم کے تیور دیکھے ہیں۔"

کڑوے انداز میں بولتی عروسہ نے لیپ ٹاپ کی سکرین کو بند کیا۔

"جب سے آئی ہے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ان دو دنوں میں اس نے جس طرح مجھے تنگ کیا ہے نا تم سوچ بھی نہیں سکتی۔خیام کے بازو میں تو ایسے ہاتھ ڈال کر گھومتی ہے جیسے۔"

www.novelsclubb.com

وہ کچھ تلخ کہتے کہتے رکی۔وشمہ کو اپنی پریشانی بھول گئی تھی وہ عروسہ کی جانب دیکھنے لگی۔

"خیام اچھا ہے تم ٹینشن نہ لو۔"

"خیام اچھا ہے لیکن یہ مریم اچھی نہیں ہے۔تم نے اس کی ادائیں نہیں دیکھی یار۔

عورت نے تو فرشتوں کو بہکا دیا تھا یہ تو پھر دل پھینک انسان ہے۔"

وشمہ اس کی بات پر ہنسی۔

"یہ تو سراسر بہتان ہے خیام سر دل پھینک تو نہیں ہیں وہ تو بس تمہیں چھیڑنے کو ایسا کرتے ہیں۔"

جلی ہوئی عروسہ کچھ زیادہ ہی بدگمان ہو رہی تھی۔

"دیکھنا اس کی شادی مریم سے ہی ہو گی۔"

وشمہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے اسے دیکھا۔

"قبولیت کی گھڑی بھی ہوتی ہے کبھی، سوچ سمجھ کر بولا کرو یار۔"

عروسہ نے ہاتھوں پر چہرہ گرایا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو لیکن مجھے لگتا ہے ایسا ہی ہو گا۔"

وشمہ نے تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا والے انداز میں سر ہلایا۔

"ایک تو تم اور تمہاری یہ فضول گوئیاں۔"

وہ اٹھ کر باہر آ گئی تھی۔

"جب زویا آئے گی نا تو یہی المیر ہو گا جو تمہیں گھاس تک نہیں ڈالے گا۔"

وہ اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی۔

"کیا ایسا ہو گا۔"

"اور ایسا ہی ہوا۔"

زویا کے آنے کی خوشی میں خیام نے گھر میں پارٹی رکھی تھی۔ پورا اسٹاف وہاں موجود تھا۔ پورا اسٹاف المیر اور زویا کو دیکھ کر خوش بھی ہو رہا تھا اور چہ مگوئیاں بھی کر رہا تھا۔ جب سے زویا آئی تھی المیر بس اس تک ہو کر رہ گیا تھا۔ جہاں پہلے وشمہ اس کے ارد گرد پائی جاتی تھی اب زویا تھی۔ اور یہی بات تھی جو اذان کو اچھی نہیں لگ رہی تھی انسان کو کم از کم اپنی جگہ تو دوسرے کیلئے نہیں چھوڑنی چاہیے۔

"تم نے بہت برا کیا پارٹی میں نا آ کر۔"

وہ اس سے گلہ کر رہا تھا۔دوائیں خریدتی وشمہ اس کے بات پر ہنسی۔

"لو اس میں برے کی کیا بات میں آج کی رات امی کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی۔ ماہم کے سامنے ہی تو روشانے فیضان بھائی کے ساتھ مجھے لینے آئی تھی۔"

اذان نے اس کی بات پر سر جھٹکا۔

"پورا اسٹاف یہاں موجود ہے اور تم نہیں مجھے بالکل اچھا نہیں لگ رہا۔"

وشمہ پیسے دیتے ہوئے پلٹی تھی۔

"امی کو انکار نہیں کر سکتی تھی۔اچھا تم انجوئے کرو میں بعد میں بات کرونگی۔"

پاس آتی ٹیکسی کو روکتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

اذان نے فون بند کر دیا۔وہ آج سندس کو پرپوز کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔اب وشمہ نہیں تھی۔وہ کیسے اسے پرپوز کرے اس نے ارادے کو ملتوی کر دیا۔

المیر کی نظریں ہر آنے والے پر اٹھ رہی تھیں مگر وہ خالی ہی لوٹتیں جس کا اسے انتظار تھا وہ اب تک نہیں آئی تھی۔انتظار سے خائف وہ زویا کے ساتھ بیٹھے ہوئے

اپنے الٹے پاؤں کو مسلسل جھلا رہا تھا۔زویا نے اسے نگاہوں میں لیا اور بولی۔

"لگتا ہے کسی کا بے صبری سے انتظار ہے۔"

اور وہ ایسا تب ہی کرتا تھا۔جب اس کی شدت بڑھ جاتی تھی۔چہرے پر سے غیر معمولی پن کو ہٹا کر اس نے نارمل سے انداز میں زویا کی جانب دیکھا اور پھر سوال کو اگنور کر کے واپس گردن پھیر لی۔

"المیر میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔"

اسے اپنے سوال کو اگنور کرنا اچھا نہیں لگا تبھی دوبارہ کہا۔

"زویا تم جانتی بھی ہو میں جس سوال کا جواب نہ دینا چاہوں تو نہیں دیتا پلیز اب مت پوچھنا۔"

وہ اس سڑو المیر کو دیکھ کر مسکرائی۔اس کی یہ ادائیں ہی تو اسے بھاتی تھیں۔تھوڑا سا روڈ تھوڑا سا ایروگنٹ اور کچھ سفاک سا لیکن اس کا یوں کسی دوسرے کیلئے منتظر ہونا اسے بالکل اچھا نہیں لگا۔اس نے خود کو روکا اور اٹھ کر سٹاف میں چلی گئی۔المیر نے

اس کے اٹھنے کا نوٹس لیا اور پھر دروازے کی جانب نگاہ ڈال دی۔

تیز میوزک پورے گھر میں گونج رہا تھا۔ باربی کیو کی مہک نے سب کی اشتہا بڑھا دی تھی۔ سب سٹاف آ گیا تھا۔ سب وہاں موجود تھے۔ مگر وہ نہیں آئی تھی۔ آدھا گھنٹہ اوپر ہو گیا مگر وہ نہیں آئی۔ المیر اپنی جگہ سے اٹھا۔ ان سب کو چھوڑ وہ اپنے کمرے میں آیا تھا۔ زویا نے اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا دروازہ لاک کر کے اس نے وشمہ کا نمبر ملایا۔

"کہاں ہو تم؟"

فون کے اٹھانے پر وہ چھوٹتے ہی بولا تھا۔

"وہ میں امی کے پاس آئی ہوئی ہوں۔"

المیر نے تحمل سے اس کی بات سنی۔

"تمہیں تو ادھر آنا تھا نا۔"

آواز کو کسی حد تک نرم کر کے اس نے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں لیکن۔"

المیر نے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔

"وش یہ تم ریٹنگ لینے کیلئے اس طرح کی حرکتیں مت کیا کرو۔مجھے زہر لگتی ہیں یہ چیزیں۔"

وشمہ کو اس کی بات اچھی نہیں لگی۔

"میں کوئی ریٹنگ بڑھانے کیلئے نہیں کر رہی اور نہ ہی مجھے اس کی ضرورت ہے۔ امی نے بلایا تھا ان کے پاس ہوں۔آپ نے جو سمجھنا ہے سمجھ لیں۔"

المیر نے آرام سے اس کی بات سنی پھر مصلحت کا دامن تھام کر بولا۔

"اچھا یہ بتاؤ کب تک پہنچو گی۔"

وشمہ نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔

"سر، میں امی کے پاس ہوں اس لیے نہیں آ رہی۔"

اپنی بات پر زور دیتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"اور یوں بھی میرے آنے یا نہ آنے سے کیا فرق پڑتا ہے وہاں اور بھی تو بہت سے لوگ ہیں۔"

المیر نے کال کاٹ دی۔ فون کو سائلنٹ پر لگا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور باہر آ گیا۔

"ہیلو ہیلو؟"

وشمہ نے فون کی جانب دیکھا اور پھر اسے بند کرتی اندر کی آ گئی۔

"بد تمیز مجھے کہتے ہیں میسز نہیں ہیں اور خود دیکھو۔"

رمشہ نے اسے بڑبڑاتے ہوئے دیکھا تو اس کے پاس ہی چلی آئی۔ چائے کا مگ اسے تھمایا اور پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں جل رہی ہوں۔"

"میں لوگوں کے غیر اخلاقی حرکتوں پر جل رہی ہوں یعنی کوئی تمیز کوئی لحاظ ہی نہیں۔"

رمشہ نے جلدی سے چائے کا گھونٹ بھرا اور بولی۔

"اللہ خیر کرے کس نے کیا کہہ دیا تمہیں۔"

وشمہ نے گرما گرم چائے حلق میں انڈیلی۔

"کسی کے باپ کی جرات نہیں کہ وشمہ کو کچھ کہہ دے سوائے دی المیر رائے کے۔"

اس کا نام کاندھے اچکا کر اس نے بڑے برے منہ کے ساتھ لیا تھا۔

"کال کاٹ دی میری بات کے درمیان میں، مجھے ایٹی کیٹس کے طعنے دیتے ہیں انہیں خود سیکھنے اشد ضرورت ہے۔"

وہ بری طرح جلی ہوئی تھی تبھی کہہ رہی تھی۔ فیضان کے ساتھ مل کر اس نے رمشہ کو المیر کے بارے میں بتا دیا تھا۔

"یقین کرو گی جب سے وہ زویا آئی ہے میری طرف دیکھتے بھی نہیں۔ اتنا شدید اگنور کر رہے ہیں کہ تم سوچ نہیں سکتی۔ م اور ان کی بہن، وہ کہتی ہے زویا کے آنے سے المیر تمہیں گھاس تک نہیں ڈالے گا۔ اسے میں بتاؤں وہ میں ہوں جو اس کے

بھائی کو گھاس نہیں ڈالتی۔"

رمشہ اس کی بے ربط گفتگو کو چائے پیتے ہوئے سن رہی تھی۔ وشمہ نے تو غصے میں پورا مگ دو گھونٹ میں ختم کر دیا تھا۔ وہ خود جلی ہوئی تھی۔ اسے پھر اس کی گرمائش کیا محسوس ہوتی۔

"اب مجھے فون کر کے کہتے ہیں کہ میں ریٹنگ لینے کیلئے ایسی حرکتیں کر رہی ہوں۔ کیا تمہیں لگتا ہے میں ایسی ہوں۔"

رمشہ نے جھٹ سے نفی میں سر ہلایا اس سے کیا بعید تھا۔ غصے میں اسے ہی نشانہ بنادے۔

www.novelsclubb.com

"بندے کو کم از کم منا ہی لینا چاہیے نہیں سیدھا کال ہی کاٹ دی، اب کر رہے ہونگے اس زویا کے ساتھ مزے۔"

وہ روہانسی سی پوری رات یہی سوچے گئی تھی۔ اسے اپنی طرح گمان بھی بہت بڑے بڑے تھے۔ جیسے وہ سوچے بیٹھی تھی کہ المیر اسے لینے آئے گا۔ تبھی اپنا ڈریس

آئرن کر کے بالوں کو اچھے سے سیٹ کر کے وہ اس کی منتظر بیٹھی تھی لیکن رات بیت گئی المیر نہیں آیا۔ سوا تین بجے کے قریب اس نے بالوں کو کھولا اور سو گئی۔

اس رات ایک بات تو اس نے سیکھ لی تھی کہ

"المیر رائے سے امید باندھنا پاگل پن کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

زویا نے آتے ہی ایجنسی کو احسن طریقے سے سنبھال لیا تھا۔ وہ وشمہ کو زیادہ تر اپنے ساتھ ہی رکھتی تھی۔ اسی وجہ سے اس کی ملاقات المیر سے بہت کم ہو گئی تھی۔ دو تین انہوں نے پراجیکٹ لیے اور اس سے حاصل ہوتے نفع کو آکاش کی وجہ سے ہونے والے نقصان میں پورا کیا۔ آج کل وہ لوگ ایک ڈرامے کا پروموبنا رہے تھے اور اس میں سب بزی تھے۔ اسی کی شوٹنگ جاری تھی۔ ٹھنڈے علاقے میں موٹی جرسی پہننے کے بعد بھی وشمہ کو سردی لگ رہی تھی۔ وہ گرم چائے پیتی ہوئی اشتیاق سے شوٹنگ دیکھنے میں بزی تھی۔ اس کی آنکھیں بچوں جیسی معصومیت

لیے ہوئی تھیں۔اپنی سیاہ آنکھوں کے ساتھ وہ ہیروئن کو ادائیں دکھاتی روتی اور ہنستی دیکھ رہی تھی۔اچانک ہوا کا جھونکا اٹھا اور اس نے جھرجھری بھری ایسا وہ تیسری بار کر رہی تھی۔اس سے پہلے وہ ایک اور جھرجھری بھرتی ایک گرم چادر نے اس کے کندھوں پر جگہ بنائی اس نے مڑ کر دیکھا۔وہ المیر تھا۔اسے دیکھ کر ہلکے سے مسکایا۔

"تھینک یو۔"

زویا کے آنے کے بعد یہ پہلی دفعہ تھا جب وہ اسے دیکھ کر کے یوں مسکرایا تھا۔

"آج تم پیاری لگ رہی ہو کیا کر کے آئی ہو۔"

وشمہ نے فورا اپنے کپڑوں کی جانب دیکھا۔یہ تو وہی لیونڈر رنگ کا سوٹ تھا جو وہ پہلے بھی پہن چکی تھی۔بال اس کے وول کیپ میں بند تھے اور مرون رنگ کی بٹنوں والی جرسی بھی وہ پہلے پہن چکی تھی۔میک اپ بھی اس نے نہیں کیا تھا پھر وہ کیسے پیاری لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو ہی محسوس ہو رہا ہے۔مجھے تو کچھ خاص نہیں لگ رہا۔"

المیر نے گلاسز اتار کے کھڑے کالر والی جیکٹ میں لگائے اور جینز کی پاکٹس میں ہاتھ دیتے ہوئے بولا۔

" صحیح کہا، سنوزویا اچھی ہے نا۔"

وشمہ نے تحیر سے مڑ کر اس کی جانب دیکھا۔

"مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

المیر کے لبوں نے پھر سے مسکان کو پکڑا تھا۔

"اس لیے کیونکہ تم بار بار اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیتی ہو۔"

وشمہ یکدم بوکھلائی۔

"استغفراللہ بہتان مت باندھیں میں کب دیکھتی ہوں اسے۔ہاں لیکن آپ ضرور گھور گھور کر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔"

المیر کی اگلی بات پر وہ یکدم رک گئی۔

"کیا واقعی میں اسے دیکھ رہا ہوتا ہوں۔"

"مجھے تو ایسے ہی لگتا ہے۔"

المیر نے ہاتھ بڑھا کر اس کے سر سے وول کیپ اتار کر پہن لی۔

"تمہیں تو پتا نہیں کیا کیا لگتا ہے۔"

وہ کہہ کر آگے چلا گیا۔ گرے کلر کی جینٹس کیپ المیر پر زیادہ سوٹ کر رہی تھی۔

وشمہ نے کیچر میں جکڑے بالوں کو مزید سمیٹا اور چادر کو اچھے سے کندھوں پر سیٹ کرتی۔ ٹھنڈی ہوئی چائے پینے لگی۔ ہوا کا جھونکا چلا تھا اسے پھر سے جھرجھری آئی۔

"افففف یہ یہاں کا موسم بھی۔"

www.novelsclubb.com

سرخ ناک کے ساتھ وہ کام کروانے لگی تھی۔ شوٹنگ ختم ہو گئی تھی سامان سمیٹا جا رہا تھا۔ وہ بھی اذان کی ہیلپ کرواتے ہوئے اس کے ساتھ سامان سمیٹنے لگی۔

"تمہاری ناک کچھ زیادہ ہی سرخ ہو رہی ہے۔"

اذان اس کی ناک پر چوٹ کرتے ہوئے ہنس کر کہہ رہا تھا۔ وشمہ بھی اس کے ساتھ

ہنسی۔

"کیا یہ مضحکہ خیز لگ رہی ہے؟ جوکر کی طرح۔"

دونوں ایک ساتھ ہنسے پھر اذان یکدم سنجیدہ ہوا تھا۔

"وشمہ موسم اچھا ہے ہواؤں کا رخ بھی ذبردست ہے کیا کہتی ہو سندس کو پرپوز کر دوں؟"

"کیا۔"

وشمہ نے جھٹ سے کیمرہ چھوڑا اور چیخی اس کی چیخ سب نے ہی سنی تھی۔ المیر نے بھی سر موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ کھسیائی اور اذان کا ہاتھ تھامتی اسے کونے میں لے گئی۔ المیر نے آنکھیں سکیڑ کر دونوں کو دیکھا اور پھر زویا کو سننے لگا۔

"اذان یہی موقع ہے کر دو اسے پرپوز_ یقین مانو وہ بہت خوش ہو گی۔"

اس کے گالوں پر مزید یہ بات سن کر سرخی دوڑ گئی تھی۔ اذان اس کے نزدیک آیا۔

"لیکن میں چاہتا ہوں کچھ اچھا کروں یعنی ساروں کے سامنے پرپوز کرنا خاصا جرات

مندانہ کام ہے لیکن کیا اس کیلئے کچھ اور بھی لے کر آؤں۔"

وشمہ سوچ میں پڑ گئی زویا سے بات کرتا المیر وقفے وقفے سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔اسے اذان کا وشمہ کے اتنا نزدیک کھڑے ہونا اچھا نہیں لگا۔

"ہم چل کر چاکلیٹس لے آتے ہیں فلاورز کا بکے اور رنگ،انگوٹھی تو تمہارے پاس ہو گی نا۔"

اذان نے جھٹ سے اثبات میں سر ہلایا اور اپنی پاکیٹ میں سے ڈبی نکال کر اسے دیکھائی۔

"ہاں کافی دنوں سے ساتھ لیے پھر رہا ہوں،پرسوں پرپوز کرنا چاہتا تھا مگر تم نہیں آئی تو میں نے پلان کینسل کر دیا اب مجھے تمہاری ضرورت ہے۔مجھے پریکٹس کرواؤ میں کیا کہوں اسے۔"

وشمہ اسے جیکٹ سے پکڑ کر چلنے لگی۔

پہلے ہم جلدی سے سامان خرید آتے ہیں۔راستے میں پریکٹس بھی کر لیں گے۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔"

المیر نے ان دونوں کو مدثر کے پاس جاتے دیکھا اس کے بعد وہ دونوں وہاں سے چلے گئے تھے۔المیر کے ماتھے پر تیوریاں ابھرنے لگیں۔زویا نے ٹھنڈے دل کے ساتھ مسکاتے ہوئے المیر سے کہا۔

"میں دیکھ رہی ہوں کہ تم اپنا اختیار کھوتے جا رہے ہو اور یہ سب مجھے دکھ دے رہا ہے۔"

المیر اس کی بات پر چونکا تھا پھر نفی میں سر ہلایا۔

"وقت آنے پر تم سب جان جاؤ گی زویا۔بے فکر رہو میں تمہارا دل نہیں توڑوں گا۔"

وہ الجھی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"مطلب۔"

المیر نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"تم اچھی لڑکی ہو تمہارا دل نہیں ٹوٹے گا۔"

زویا پھر سے ہنسی، بے بسی والی ہنسی۔

"میں اچھی لڑکی ہوں لیکن میرا دل ٹوٹ جائے گا۔ مجھے خیام نے بتایا تھا پتا تو مجھے یہاں کے لوگوں سے بھی چلا ہے لیکن جب تک تم نہیں کہو گے نا میں یقین نہیں کروں گی۔ حالانکہ تمہاری باڈی لینگویج چیخ چیخ کر کہتی ہے کہ میں نے تمہیں کھو دیا ہے۔"

المیر کی نظریں اپنے شوز پر تھیں۔

"میں تمہارا دل نہیں توڑنا چاہتا۔ ہم کوئی اور بات کریں۔"

زویا کی آنکھوں میں آنسوں بھرنے لگے۔ اس کا دل ٹوٹ گیا تھا۔ تو یعنی اس نے واقعی المیر کو کھو دیا۔ خیام کا کہا ایک ایک لفظ سچ تھا وہ وشمہ ہی تھی جس نے المیر کو جیت لیا۔ آنسوں پیتے ہوئے اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھے دکھ ہو رہا ہے لیکن میں خوش ہوں تمہارے لیے۔ ٹھیک ہے ہم کوئی اور بات

کر سکتے ہیں۔ مریم نے تو سال بعد آنا تھا نا پھر اس کی اچانک آمد سمجھ سے باہر ہے۔"

المیر نے گہرا سانس بھرا اور چھتری کے نیچے ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھی اپنی چھوٹی بہن کو دیکھا۔

"وہ یہاں شادی کیلئے واپس آئی ہے۔"

اس نے مدھم آواز میں کہا تھا۔ روبینہ نے پچھلے دو سالوں سے مریم کو المیر کے پاس بھیجا ہوا تھا تاکہ وہ اس کی خیام سے شادی کروا سکے لیکن پھر وہ پڑھائی کیلئے چلی گئی تھی۔ المیر کو لگا تھا وہ وہیں سے سڈنی چلی جائے گی لیکن اس کا واپس وہ بھی اتنی جلدی لوٹنا اسے مشکل میں ڈال گیا تھا۔

"المیر خیام عروسہ کو پسند کرتا ہے اور میں اپنے بھائی کے دل کا خیال رکھتے ہوئے اس کی پسند کے حق میں ہوں اس نے مجھے پرسوں بھی کہا تھا کہ میں عروسہ کے گھر جا کر ان دونوں کے رشتے کی بات کروں۔"

المیر کا نچلا لب دانتوں میں جکڑا تھا اور سر جھکا ہوا تھا۔ایک طرف جان سے عزیز بہن تھی تو دوسری طرف دل سے قریب بھائی وہ دوہری مشکل میں پھنس گیا تھا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔دل کا خیال رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔"

اس کی نظر گھڑی کی جانب اٹھی تھی۔دن نے رات کی چادر اوڑھ لی۔وہ لوگ جلتی آگ کے ارد گرد بیٹھے تھے۔کل شوٹنگ مکمل ہونی تھی اس لیے آج کی رات انہوں نے ادھر ہی گزارنی تھی۔زویا نے المیر کو بار بار گھڑی کی جانب دیکھتے ہوئے پایا پھر اپنے بھائی کی جانب چل دی جہاں وہ بیچارہ چہرے پر بارہ بجائے مریم کی کمپنی میں بور ہو رہا تھا اور خود سے خفا دور بیٹھی عروسہ کو مدد طلب نظروں سے گھور رہا تھا مگر وہ تھی کہ اس سے بالکل انجان بنی بیٹھی تھی۔

المیر نے پھر سے وقت کو دیکھا۔ڈھائی گھنٹے سے اوپر ہو گیا تھا ان دونوں کو گئے ہوئے اور وہ اب تک نہیں لوٹے تھے۔

المیر نے وشمہ کا نمبر ملایا مگر اس نے کال رسیو نہیں کی المیر نے خیموں کی جانب نگاہ

ڈالی پھر سائیڈ پر آ گیا۔

"بے اختیاری اچھی چیز نہیں ہوتی یہ انسان کو تباہ کر دیتی ہے اپنے دل پر کنٹرول رکھا کرو المیر۔"

اس نے دوبارہ نمبر ملایا لیکن پھر اسے رک جانا پڑا دور سے وہ دونوں آتے ہوئے اسے نظر آ گئے تھے۔ وشمہ اذان کو وہاں چھوڑتی المیر کی جانب بھاگی۔

"آپ کو پتا ہے اذان آج سندس کو پرپوز کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ چلیں دھماکا کرتے ہیں۔"

وہ المیر کے بھڑکنے سے پہلے ہی اسے کھینچتی ہوئی سب کے سامنے لے گئی۔ پھر اس نے سب کو متوجہ کرتے ہوئے سندس کو اپنے پاس بلایا تھا۔ وہ جز بز کا شکار اٹھ کر اس کے پاس آئی۔ اس کے آتے ہی مدثر نے گانا چلا دیا۔ شرمایا لجایا سا اذان سندس کی جانب بڑھا اور انگوٹھی بڑھا کر اسے پرپوز کر دیا۔ چاروں جانب حیرت و خوشی سے بھری تالیاں گونج اٹھی تھیں۔ آنکھوں میں نمی لیے سندس نے یس کہا اور اس

کے ہاتھ سے انگوٹھی پہن

لی۔خوشگواریت سی ہر جانب پھیل گئی تھی۔وشمہ سب میں چاکلیٹ تقسیم کر کے المیر کی جانب آئی۔جو اسے پر سوچ نگاہوں دیکھ رہا تھا پھر یکدم اس نے وشمہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے سب کے درمیان لے آیا۔وشمہ بوکھلاتے ہوئے اس کے ساتھ کھچی چلی گئی۔زویا نے اس کے ہاتھ میں وشمہ کا ہاتھ دیکھ کر اپنے دل پر کنٹرول کیا۔

چاروں جانب جوش بھرا سناٹا بھر گیا تھا۔

"اذان نے سندس کو پرپوز کیا میں اس پر اسے مبارک باد دیتا ہوں۔کانگراچولیشنز بوتھ آف یو۔"

www.novelsclubb.com

اذان نے مسکراتے ہوئے اس کی مبارک باد قبول کی وہ دبے جوش کے ساتھ المیر کے ہاتھ میں وشمہ کا ہاتھ دیکھ رہا تھا جو مسلسل اپنی نگاہیں المیر پر جمائے ہوئے تھی۔

"لیکن اب آپ لوگوں کو ایک اور سرپرائز ملنے والا ہے۔"

وشمہ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔وہ ہلکی سی کپکپانے لگی تھی۔

"میں وشمہ کو پرپوز کرنے والا ہوں۔"

مریم نے جھٹکے سے مسکراتے خیام کو دیکھ کر پہلو بدلا زویا کی آنکھوں میں آنسوں ابھرے تھے۔

وہ وشمہ کے سامنے آیا اس کے دونوں ہاتھ پکڑے اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا پس منظر میں تالیوں کی گونج فضا میں بلند ہو چکی تھی۔ خیام نے حوصلہ دینے والے انداز میں اپنی بہن کے گرد بازو حمائل کیے وہ خیام کے دیکھ کر پھیکا سا مسکائی۔ ان سب کو المیر کی آواز آنے لگی۔ مدثر ہلکے دھن والے گانے کو بند کر چکا تھا۔ وہ سب صرف المیر کو سننا چاہتے تھے۔ سن رہے تھے۔

"میں نے جب پہلی بار تمہیں دیکھا تھا تبھی دل نے تمہارے لیے صدائیں لگانی شروع کر دی تھیں۔ مجھے تم اچھی لگی تھی۔ تمہارے پاگل پن تمہاری بے وقوفیوں نے میرے اندر گھر کر لیا تھا۔ مجھے تمہارا کسی اور کے ساتھ گھلنا ملنا فری ہونا بہت برا لگنے لگا۔ میں تمہیں صرف اپنا سمجھنے لگا تھا تمہارے ساتھ پوری زندگی بتانے کے

خواب دیکھنے لگا تھا۔"

زویا کی آنکھ سے آنسو بہا جسے اس نے فوراً پونچھ لیا۔المیر اپنی بھوری آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں میں ڈبوئے مزید کہہ رہا تھا۔

میں نے اپنے دل کو تمہارے دل کے ساتھ جوڑ لیا تبھی اپنی زندگی کے تمام ابواب تمہارے سامنے کھول کر رکھ دیے۔میں تم سے محبت کرنے لگا تھا وشمہ،مجھے تم سے شدید محبت ہو گئی تھی۔میں نے سوچا تھا میں تمہیں کبھی نہیں بتاؤں گا لیکن میں نے کہہ دیا کیونکہ میں بے بس ہو گیا تھا۔"

ماہم ایک ایک پل کو اپنے سیل فون کے کیمرے میں بند کر رہی تھی وہ خوش تھی خوشی اس کے چہرے سے چھلک رہی تھی۔

"بے بس تو میں اب بھی ہو گیا ہوں اس لیے کہتا ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے۔کیا تمہیں ہے؟"

بھرپور تالیاں اور سیٹیاں بجنے لگی تھیں۔

"سے یس۔"

عروسہ وہیں سے چیخی تھی۔وشمہ نے اثبات میں سر ہلایا روہانسے پن کی وجہ سے اس سے بولا بھی نہیں جارہا تھا تبھی اس نے فقط سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"کیا تم مجھ سے شادی کرو گی۔"

سب جوش سے تھم گئے۔وشمہ کا دل پورے عالم میں اپنی دھڑکنوں کا شور مچانے لگا۔اس کی آنکھیں جھلملائی تھیں انہیں میچ کر اس نے پھر سے اثبات میں سر ہلایا۔

المیر نے پھر سے پوچھا۔

"کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟"

www.novelsclubb.com

لبوں کو تر کرتے ہوئے اس نے ہلکے ہلکے کانپتے وجود کے ساتھ پھر سے اثبات میں سر ہلایا۔دھند میں قید آسمان کے نیچے گلابی پہاڑیوں کے دامن میں گھری وہ آگ کی لپٹوں کی گرمائش میں اپنے پسینے سے گیلے ہاتھوں کو المیر کے ہاتھوں میں دیے کھڑی تھی۔اسے ایک پل کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس ہاتھ کی گرفت میں سختی آئی ہو۔وہ

پھر پوچھ رہا تھا۔

"کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟"

"ہاں۔"

اس کی بہت ہلکی سی آواز نکلی تھی۔اس کی سانسیں تیز تھیں۔ان تیز سانسوں کو سنتے ہوئے المیر نے اس کے ہاتھ چھوڑے تھے۔ایک نظر سب پر خاص کر زویا پر ڈال کر اس نے وشمہ کو دیکھا اور پھر اس کا بھرپور تھپڑ وشمہ کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔

نوروز فیاض کی کراہٹ پر ہڑبڑا کر اٹھا تھا۔اس نے سرخ آنکھوں سے جگ اٹھاتے فیاض کو دیکھا اور پھر لپک کر ان کی طرف پہنچا۔

"آپ یہ،اس میں سے پیے پانی۔"

وہ رات دیر سے گھر پہنچا تھا۔آتے ہی وہ فیاض کے روم میں آیا مگر وہ سو چکے تھے۔

وہ باہر سے ان کیلئے کچھ سامان خرید کر لایا تھا، جس میں یہ پانی کی بوٹل بھی شامل تھی ابھی وہ اسی بوتل کو ان کی جانب بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ فیاض نے اسے اچنبھے سے دیکھا۔

"لیکن جگ میں ہے تو سہی پانی۔"

نیند سے بوجھل آواز میں وہ ماؤف دماغ کے ساتھ بولے تھے۔ نوروز نے اپنی سیاہ آنکھوں سے اس پانی کے جگ کو دیکھا۔ پھر دفعتاً اس کے دماغ میں روبینہ کی صبح والی واردات آئی تھی۔ وہ گھبرا اٹھا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں آپ اس میں سے پیئیں اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو۔"

فیاض نے اپنی دھندلی آنکھوں سے نوروز کا پریشان چہرہ دیکھا اور پھر پورے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آنکھیں مسلنے پر وہ انہیں کچھ صاف نظر آرہا تھا۔ نوروز کی آنکھ کے نیچے لگا کٹ وہ باآسانی دیکھ سکتے تھے۔

"تمہیں کوئی خطرہ لاحق ہے کیا؟"

نوروز نے ضبط بھری نگاہوں سے باپ کو دیکھا۔

"میں بس آپ کو کھونا نہیں چاہتا۔"

بوتل کی سیل اتار کر اس نے ان کی طرف بڑھائی تھی۔فیاض نے اسے پکڑ کر منہ سے لگایا۔چند گھونٹ لیے اور پھر واپس اس کی جانب بڑھادی۔

"ہمیں ہر کسی کو کھونا پڑتا ہے نوروز،ایک نا ایک دن، کسی نا کسی طریقے سے، یہ قدرتی عمل ہے ہم اس میں کچھ نہیں کر سکتے۔"

اس نے چہرہ اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"میں آپ کو کھونا نہیں چاہتا کبھی نہیں کسی بھی طریقے سے نہیں، میں آپ کو پاکستان لے جاؤں گا، وہاں آپ کا علاج کراؤں گا، آپ جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔"

وہ ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے محبت پاش لہجے میں چہرے پر پریشانی طاری کیے کہہ رہا تھا۔فیاض کو یکدم اس پر پیار آیا۔

"تم ایسا کر سکتے ہو کیونکہ اب تم بڑے ہو گئے ہو، میں تمہیں نہیں روکوں گا۔"

اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے وہ لیٹے تھے۔ نوروز نے ان کے لیٹنے میں مدد کی اور ان کے ساتھ ہی بیڈ پر جگہ بنالی، فیاض کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس نے لبوں سے لگایا تھا۔

"میں آپ کی سفاکیت کو عملی جامہ نہیں پہنانے دونگا موم، میں آپ کو مجھ سے میرے ڈیڈ کو چھیننے نہیں دونگا۔"

آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں بھرتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا۔ جو بھی تھا اسے فیاض سے شدید محبت تھی اور وہ اپنی محبتوں پر کمپرومائز کرنے والا بندہ تھا بھی نہیں۔ پھر چاہے سامنے روبینہ ہو یا المیر۔

دھند میں لپٹے آسمان کے نیچے وہ آنکھوں میں دھند بھرے المیر کو دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں نفرت، بے زارگی، بے حسی اور قتل کر دینے کا تاثر ٹھاٹے مار

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہا تھا۔وہ چہرے پر ہاتھ رکھے اسے دیکھے گئی۔اس کے اس اقدام سے سب اچانک اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔سناٹے میں تھے،انگشت بنداں تھے،حیرت میں غلطاں اور سانس روکے کھڑے تھے۔المیر کی آواز نے ان کی سانسوں کو مزید روکا۔

"تمہیں لگا تمہاری ڈرامہ بازی میں سمجھ نہیں پاؤں گا،تمہارے وہ سارے دھوکے سارے فراڈ میری آنکھوں سے اوجھل رہیں گے،تمہاری بے باکیاں معصومیت لگے گی خوش فہمی ہے تمہاری مس وشمہ ناصر،تم نے جتنا مجھے میری ایجنسی کو نقصان پہنچانا تھا پہنچالیا اب میں تمہیں مزید اس کی اجازت ہر گز نہیں دونگا،تم تمہاری پارٹنر اروی،خلیل اور عروسہ کو سزا ضرور ملے گی۔"

خیام نے انتہائی تحیر سے خود سے تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھی عروسہ کو دیکھا جس کا چہرہ جھکا تھا۔اروی سرخ چہرے کے ساتھ ہونٹ چبا رہی تھی۔اذان کا تو سانس اٹک گیا یہ بات سن کر،اس کی دوست سپائے ہے اسے یقین کرنے میں دشواری

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہو رہی تھی۔

"تمہیں لگا تم دلوں سے کھلو گی۔"

اس نے طیش کے عالم میں اس کا بازو پکڑا تھا۔ وہ پوری ہل کر رہ گئی۔ گرفت ایسی تھی کہ معلوم ہوتا تھا ابھی اس کی انگلیاں گوشت میں پیوست ہو جائیں گی۔

"جذبات سے کھیلو گی اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا، تم پیسوں کے لیے محبت کا ڈرامہ کرو گی اس کے بعد منظر عام سے غائب ہو جاؤ گی اور میں چپ رہو نگا، ویسے اور کتنے مردوں کے ساتھ یہ کھیل، کھیل چکی ہو یا پھر مجھ سے ہی سٹارٹ کیا ہے؟ المیر رائے کو اتنا ہلکا سمجھ لیا تم نے ہاں؟ کیا سوچا تھا میرے دل کے ساتھ کھیلو گی اور اس میں کامیاب بھی ہو جاؤ گی واؤ۔"

وہ تالیاں بجانے لگا تھا۔

"واؤ وشمہ ناصر واؤ شرم کرو اور مر جاو۔"

وہ جھٹکے سے اسے چھوڑ وہاں سے گیا تھا۔ خیام نے تلخ نگاہوں سے عروسہ کو

دیکھا، وشمہ کو برے طریقے سے اگنور کر کے وہ المیر کے پیچھے بھاگا تھا۔ خیام سے پہلے زویا تھی جو المیر کے پیچھے گئی تھی۔ وشمہ نے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر متورم نگاہوں سے سب کو دیکھا۔ اس کا سانس دھونکنی کی مانند چلنے رہا تھا۔ ٹھنڈ میں بھی اسے پسینے آنے لگے تھے۔ اپنے لیے سب کی نگاہوں میں ناپسندیدگی دیکھ کر وہ المیر کے پیچھے بھاگی تھی۔

وہ اسے ایسے نہیں جانے دے گی۔

وہ اسے سچ بتائے گی۔

وہ اسے بدگمان نہیں ہونے دے گی۔

وہ اسے اپنی مجبوری بتائے گی۔

وہ اسے خود سے نفرت کرنے نہیں دے گی۔

وہ اسے سب بتادے گی۔

وہ اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا وہ اس کی سنے بغیر نہیں جا سکتا۔ وہ اس سے نفرت

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں کر سکتا۔وہ اس کے گھر تک آئی تھی۔گھر کے اندر تک آئی تھی۔آنسوؤں کو پی کر لان عبور کر کے ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ خیام سے اس کا ٹاکرا ہو گیا۔اس نے وشمہ کو روک لیا تھا۔

"تم یہاں کیا کرنے آئی ہو چلی جاؤ یہاں سے۔"

اس کی تلخ بیگانی آواز سن کر وشمہ کا پھر سے دل بھر آیا۔لوگ کیسے بغیر کچھ جانے سمجھے آپ سے بد گمان ہو جاتے ہیں کیا واقعی اس دنیا میں ہر انسان کا بس اتنا سا ہی ظرف ہے۔

"مجھے المیر سے بات کرنے دیں ایک بار پلیز۔"

اس نے منت کی تھی اس کے سوا چارا بھی نہیں تھا۔خیام نے دروازہ بند کیا اور آگے کو آیا۔

"تم اور تمہاری دوست جو کر چکے ہیں نا وہ بہت ہے ہمارے لیے اب نہ ہی کچھ سننا ہے اور نہ ہی جاننا ہے بہتر ہے تم یہاں سے چلی جاؤ ابھی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ دبی غراہٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا۔وشمہ کے آنسوں گرنے لگے۔

"میں المیر سے بات کیے بغیر نہیں جاؤ نگی،آپ مجھے نہیں روک سکتے۔"

آگے کو بڑھ کر اس نے دروزہ کھولا تھا۔ابھی آدھا ہی دروازہ کھلا تھا کہ خیام آگے آگیا۔

"اب باقی کیا رہ گیا ہے کہنے کو،جو کرنا تھا نہ کر چکی ہو۔اس لیے چپ چاپ چلی جاؤ ورنہ مجھے مجبوراً گارڈ کو بلانا پڑے گا۔"

المیر کی آواز پر دونوں نے گردن موڑ کر دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔

"اسے آنے دو۔"

www.novelsclubb.com

خیام نے ضبط سے دانت کچکچائے تھے۔وشمہ جھٹ سے آگے بڑھی۔

آجاؤ،آجاؤ،آجاؤ جہاں اتنے جھوٹ سنے ہیں وہاں تھوڑا اور بھی سن لیتا ہوں۔خیام تم اندر جاؤ مجھے اس سے بات کر لینے دو۔بولو کیا کہنا ہے تمہیں۔"

خیام ناچار اندر چلا گیا تھا۔وہ دروازہ بند کر کے اس سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا سینے پر

ہاتھ بندھے تھے اور آنکھوں میں نفرت تھی۔وشمہ نے خود کو بولنے کے قابل کیا حالانکہ گلے میں اٹکتے گولے اور آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے بولنے میں دشواری ہو رہی تھی۔

"المیر میں مجبور تھی۔"

المیر نے کرخت آواز میں اس کی بات کاٹ دی۔

"مجھے فضولیات نہیں سننی وشمہ جو کہنا ہے پانچ منٹ میں کہو اور جاؤ یہاں سے۔"

وشمہ نے خود کو نارمل کرنے کیلئے گہرا سانس بھرا حالانکہ کھو دینے کا ڈر اس کے اندر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا تھا۔اس نے پوائنٹ پر آنا مناسب سمجھا۔

"نوروز نے کہا تھا اسے زویا سے محبت ہے۔"

المیر نے اس کی بات درمیان میں اچک لی۔

اور وہ چاہتا ہے زویا اس سے شادی کر لے لیکن وہ مجھے پسند کرتی ہے۔اس لیے اس نے تمہیں کہا کہ تم میرے ساتھ محبت کا ڈرامہ کرو تاکہ زویا مجھ سے مایوس ہو کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے پاس چلی جائے اور پھر جب میں بھی تم سے محبت کرنے لگ جاؤں تو تم مجھے چھوڑ دو۔ یہ سب میں جانتا ہوں کوئی اور بات کرو۔"

اس کی انتہا سے زیادہ بے گانی اور طیش بھری آواز وشمہ کا سانس بند کر گئی اس نے آنسوؤں کو نگلا۔

"میں نے یہ سب اپنی امی۔"

المیر نے پھر سے اس کی بات کاٹ دی۔ ایک تلخ درد بھری مسکان اس کے لبوں پر تھی۔

"تم نے یہ سب اپنی امی کیلئے کیا وہ جو میری ماں رہ چکی ہے اور ہڈیوں کے کینسر کا سامنا کر رہی ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کچھ اور کہو۔"

دل پر گرتے آنسوں المیر کی بے زاریت کی وجہ سے لاوا بن رہے تھے۔ اس لاوے میں تغیان آیا۔ حیرت سے اس نے لبوں کو تر کرتے ہوئے مزید کہا۔

"میری ایجوکیشن اتنی نہیں تھی کہ۔"

"تم صرف ایف اے پاس تھی۔اور نوکری کی تلاش میں تھی۔نوروز نے میری ماں کو ڈھونڈ کر ان کی کنڈیشن اور تمہاری کوشش دیکھ کر تمہیں ہتھیار بنایا اور میرے خلاف استعمال کیا میں یہ بھی جانتا ہوں میں سب جانتا ہوں مس وشمہ ناصر اگر کچھ اور ہے کہنے کیلئے تو کہو نہیں تو دروازہ اس طرف ہے۔"

اس کی آواز میں کتنی سرد اہٹ اور بیگانگی تھی۔وشمہ ان دونوں سے چیخ کر رہ گئی۔

دروازے کی آڑ میں کھڑا خیام ضبط سے سر جھکائے چٹان سا دکھتا تھا۔

"عروسہ سپائے نہیں ہے وہ بس میری حقیقت جانتی تھی۔صرف اروی اور خلیل تھے جو یہ کام کر رہے تھے۔میں نے کوئی بھی ڈاکومنٹس لیک نہیں کیے میرا یقین کریں۔"

المیریو نہی بیگانی نگاہوں سے سینے پر ہاتھ باندھے سن رہا تھا۔

"میں نے صرف وہ پیپر چرایا تھا جس پر آپ نے میرا نام لکھا تھا۔ہاں یہ سچ ہے میں پہلے آپ سے محبت کا ڈرامہ کر رہی تھی۔آپ کی توجہ حاصل کرنے کیلئے الٹی

سیدھی حرکتیں کرتی تھی لیکن یقین کریں جس دن آپ نے مجھے اپنے بارے میں بتایا تھا۔اسی دن میں نے نوروز کو مزید کام کرنے سے منع کر دیا تھا۔اس کے بعد میرے دل میں واقعی آپ کیلئے۔"

المیر نے پھر سے اس کی بات کاٹی تھی۔

"بس کر دو جتنا تم نے دھوکا دینا تھا نادے چکی میں مزید تمہاری باتوں میں نہیں آنے والا۔ تمہیں اور نوروز کو میں پاگل لگتا ہوں تم دونوں کو لگتا ہے کہ میں تم سے ہار جاؤنگا تمہاری محبت کو سینے میں دبائے پوری زندگی ایسے ہی گزار دونگا نہیں وشمہ ناصر یہ تم دونوں کی بھول ہے۔میں جلد ہی زویا سے شادی کرونگا اور تم دونوں کو خوش رہ کر دکھاؤگا۔"

وشمہ اس روح فرساں خبر کو سن کر سن ہو گئی وہ آگے بڑھی تھی،اس نے المیر کا ہاتھ پکڑنا چاہا مگر اس نے سرخ آنکھوں سے انگلی اٹھا کر اسے دور رہنے کو کہا۔

"المیر ہم سب ٹھیک کر لیتے ہیں۔ہمارے درمیان میں جو بھی ہو چکا ہے وہ ہم

دونوں۔"

المیر نے بلند آواز میں اسے بپھرتے ہوئے ٹوکا۔ خیام کا دل کیا کہ دروازہ کھول کر وہ باہر آجائے مگر کچھ سوچ کر پھر رک گیا۔

"ہم، ہم، ہم تمہارے اور میرے بیچ میں اب "ہم" نہیں رہا سو پلیز یہ ہم کی گردان لگانا بند کرو میں تمہیں اپنی زندگی سے نکال چکا ہوں اس لیے تم مجھ سے دور رہو۔ لیکن ایجنسی سے نہیں نکال رہا تم آؤ اپنا کام کرو مجھے تمہارے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ تم اب میٹر نہیں کرتی۔ تم جا سکتی ہو۔"

وشمہ بے بسی سے، دکھ کی زیادتی سے ڈھلی ہو گئی تھی۔ کیا یہ وہی المیر تھا جس کیلئے وہی سب کچھ تھی۔ وہ گیلے چہرے سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ المیر کو نہیں کھو سکتی تھی وہ اسے کھونے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

"ایک بار مجھے سمجھنے کی کوشش کرو، میں مجبور تھی المیر پلیز ایک بار۔"

"کسی اپنے کو خود سے دور جانے سے بچانے کیلئے اگر تمہیں پاؤں بھی پڑنے پڑیں تو

ہچکچانامت وشمہ کہ رشتے انااور عزت سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔"

"ایک بار مجھے سمجھ لو۔"

وہ اس کے آگے ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔المیر کے چہرے پر اتنی نفرت اور تلخی تھی کہ وہ اس کے بیگانے رویے کو دیکھ کر کپکپا گئی اسے واقعی کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

"اٹس اوور۔"

خیام وہاں سے ہٹ گیا تھا۔المیر نے دروازہ کھولا اور خود کو اس میں چھپالیا۔

---

www.novelsclubb.com

ایک ماہ بیت گیا تھا۔اس ایک ماہ میں اس نے المیر کی کئی جھلکیں تو دیکھی تھیں مگر اس سے سامنا نہیں کیا تھا۔وہ اب زویا کے ساتھ ہوتی تھی۔

پیاری زویا جس کے ہاتھ میں اب المیر کے نام کی انگوٹھی تھی۔جس نے اپنا ظرف وسیع کر کے وشمہ کو معاف کر دیا تھا۔وہ باقیوں کی نسبت اس سے نارمل انداز میں

بات کرتی تھی۔اروی اور خلیل کو ایجنسی سے نکال دیا گیا تھا۔ان پر تو فراڈ کا کیس بھی چل رہا تھا۔ان دونوں نے جیل بھی کاٹی تھی۔اور جرمانہ بھی بھرا تھا۔وشمہ پر بھی فراڈ کا کیس بنتا تھا مگر اسے اس سب سے دور رکھا گیا۔کیوں یہ تو وہ بھی نہیں جانتی تھی۔شاید اس لیے کیونکہ اس نے ایجنسی کا کوئی بھی راز کسی کو نہیں بتایا تھا۔ وہ تو فقط دل سے کھیلی تھی تبھی اسے جیل نہیں بھیجا گیا۔

دلوں سے کھلینے والے کب جیلوں میں جایا کرتے ہیں انہیں تو دنیا میں ہی دوزخ مل جاتی ہے۔وشمہ بھی تو اسی دوزخ کی آگ میں جل رہی تھی۔اس کی وجہ سے عروسہ کو بھی اس آگ میں جلنا پڑا۔خیام نے اس کے ساتھ سب کچھ ختم کر دیا تھا۔ وہ انگوٹھی جو اس نے عروسہ کیلئے خریدی تھی اب مریم کے ہاتھ کی زینت بنی ہوئی تھی۔

سندس،ماہم دونوں ان دونوں سے اب تک خفا تھیں۔خفا تو اذان بھی ہوا تھا لیکن دوستی کی زنجیر نے اسے مزید خفا رہنے سے منع کر دیا وہ پہلے دن ہی اس سے بولنا

شروع ہو گیا تھا۔پہلے وہ تھوڑا کھیچا کھیچا رہتا تھا پھر رفتہ رفتہ اس کی ناراضگی جاتی رہی اور وشمہ اس کے سہارے اس جگہ ٹھہری رہی اگر اذان بھی اس سے قطع تعلق کر لیتا تو اس کا یہاں کام کرنا انتہائی مشکل تھا۔

"سب لوگ کانفرنس ہال میں آئیں۔"

یہ پیغام ماہم کے تھروسب تک پہنچا تھا۔سب اپنا سامان سمیٹتے ہال میں حاضر ہوئے وشمہ نے زویا کے سامنے والی کرسی سنبھالی۔نئے المیر کا لبادہ اوڑھے وہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ سب کو تک رہا تھا۔

"اگر تم اسے واقعی نہیں کھونا چاہتی تو تھوڑا سپیس دو۔وقت کو گزر جانے دو اور پھر بات کرو۔کیونکہ گزرا وقت تلخی کے عروج کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔نفرت کو مدھم اور غصے کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور جب یہ سب چیزیں اپنی شدتیں کھو دیتی ہیں تو دماغ کام کرنے لگتا ہے۔کام کرتا دماغ ہمیشہ درست فیصلہ کرتا ہے اور وہ درست فیصلہ ہی سب سے بہتر ہوتا ہے۔جلد بازی ہمیشہ نقصان دیتی ہے۔"

وہ اپنی امی کی بات کا احترام کرتے ہوئے ہی خاموش تھی اب یوں بھی وہ خاموش رہنا چاہتی تھی۔اس نے اپنی سوچوں کو جھٹکا اور المیر کی آواز کو توجہ سے سننے لگی جو کہ یہ تھی۔

"ہم نے ہمیشہ اپنا بیسٹ دیا ہے تبھی لوگ ہم پر اتنا یقین کرتے ہیں۔ہمارے کام کو سراہتے ہیں اور ہم سے پارٹنر شپ کے خواہ ہوتے ہیں۔ پچھلے کچھ ماہ سے ہمارا کام اچھا جا رہا ہے۔اللہ کی مرضی سے ہمیں نفع بھی بہت ہو رہا ہے۔اس لیے اب یہ جو گورنمنٹ سے کمرشل آیا ہے۔میں چاہتا ہوں اس کی رقم ہم چیرٹی میں دیں۔آپ سب کو آپ کی پیز ملیں گی لیکن بونس ہم چیرٹی کریں گے۔ہر سال کی طرح اس سال بھی میں چاہتا ہوں کہ ہم بڑی رقم کو ضرورت مندوں میں تقسیم کریں۔کیا کہتے ہیں آپ سب۔"

اثبات میں ہلتے سروں کو دیکھ کر المیر ان کی رضامندی پر مسکایا ہاں اب وہ دھڑلے سے سب کے سامنے مسکرا بھی لیتا تھا۔

"گڈ چونکہ یہ کمرشل لوگوں کو ڈینگی سے آگاہ کرنے کیلئے ہے، تو میں چاہتا ہوں ہم ان لوگوں سے کونٹیکٹ کریں جو اس کے وائرس سے اپنے پیاروں کو کھو چکے ہیں یا پھر انہیں بچانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ان کا تھوڑا سا انٹرویو لیں۔اس انٹرویو میں سے بہترین کونٹینٹ کو سلیکٹ کر کے ایکٹرز کو دیں اور اس ایڈ میں ڈالیں تاکہ وہ لوگ جو بے خبر ہیں یا پھر جو بے نیاز ہو چکے ہیں انہیں پتا چلے کہ ذرا سی غفلت سے کسی اپنے کو کھو دینا کتنی تکلیف کا باعث بنتا ہے۔"

وہ سب کو دیکھ کر کہہ رہا تھا۔وہ سب جو اس کیلئے میٹر کرتے تھے اور جو میٹر نہیں کرتی تھی اس کی جانب تو وہ دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔تالیاں بجی تھیں۔المیر کی آواز پھر سے سب کو سنائی دینے لگی۔

"یہ آئیڈیا چونکہ میری ذہین منگیتر کی جانب سے آیا تھا تو آپ انہیں سراہیں۔"

"میری منگیتر" پروشمہ نے تھوڑی سی پلکیں اٹھا کر سامنے بیٹھی پراعتماد لڑکی کو دیکھا پھر خود کو بیگانہ کر لیا۔

زویا کو سر ہانے اور چند ایک اور ڈسکشن کرنے کے بعد وہ لوگ باہر آ گئے۔ وشمہ کے ہاتھ میں فائل تھی جو زویا نے اسے المیر کو دینے کو کہا تھا۔ وہ اس فائل کو تھامتی کچھ دیر بعد المیر کے آفس کا دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔

"یس" پر اس نے اندر قدم رکھے اور میز کے عین سامنے آن کھڑی ہوئی۔ المیر کی نئ سیکرٹری جس کا نام سویرہ تھا۔ المیر کے لیپ ٹاپ پر جھکی کچھ سمجھ رہی تھی۔ اس کے بال لمبے تھے اور وہ خوبصورت تھی۔ وشمہ نے ایک نظر اس پر ڈال کر المیر کو دیکھا جو آنکھوں پر نظر کے گلاسز لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ میم زویا نے آپ کیلئے بھیجی ہے کہا ہے آپ اس پر سائن کر دیں۔"

اس نے وہ سفید فائل المیر کی جانب بڑھائی۔ بہت عجیب سا لگ رہا تھا اسے یہاں، وہ ان کمفرٹیبل سا فیل کرنے لگی۔

المیر نے اس سے فائل پکڑی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔

"ٹھیک ہے آپ اسے پانچ منٹ بعد لے جایئے گا۔"

فائل کو سائیڈ پر رکھ کر وہ پھر سے سویرہ کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"جی سر۔"

وہ یہ کہہ کر مڑی تھی۔المیر نے اس کی پشت پر نگاہ دوڑائی اور پھر چرا لی۔

وہ اسے فائل دے کر خیام کے آفس میں آئی۔بیگانہ سا خیام اسے دیکھ کر مزید بیگانہ ہو گیا۔

وشمہ نے گلا کھنکھارا اور بولنا شروع کیا۔

"سر مجھے دس دن کی لیو چاہیے۔میری بہن کی شادی ہے۔"

خیام نے کمپیوٹر سے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا پھر واپس اس پر نظر ڈال کر کہنے لگا۔

"اب آپ زویا کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ان سے پرمیشن لیں۔"

ایک ماہ میں یہ بیگانگی کی دیوار کہیں سے نہیں چٹخی تھی۔وہ تلخی سے مسکائی۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن انہوں نے کہا ہے جب تک آپ اپرووو نہیں کریں گے چھٹی نہیں ملے گی۔"

خیام عجلت بھرے انداز میں بولا۔

"ٹھیک ہے پھر آپ کل سے مت آئیں۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

وہ یوں ہی لیپ ٹاپ پر توجہ مرکوز کیے کہہ رہا تھا۔

"تھینک یو سر۔"

وہ یہ کہہ کر باہر آگئی۔کلوزنگ کا وقت ہو رہا تھا۔وہ اپنا سامان اکھٹا کرنے لگی۔اذان بھی اپنے بیگ میں سامان اٹھا کر ڈال رہا تھا کہ یکدم وشمہ کو کچھ یاد آیا۔اس نے اپنے بیگ میں سے کارڈ نکال کر اذان کی جانب بڑھایا تھا۔

"میری بہن کی شادی ہے تم آؤ گے تو مجھے اچھا لگے گا۔"

وہ اس کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر خود بھی مسکرا گیا۔

"میں ضرور آؤنگا تمہارا شکریہ۔"

اس کے ہاتھ سے کارڈ لیتے ہوئے وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا۔

"سندس کو بھی لے کر آنا کیا پتا تمہارے کہنے سے وہ آجائے۔میں نے ماہم اور اسے

کارڈز دیے تھے مگر دونوں نے نہیں لیے۔"

اذان نے تاسف سے اس کے چہرے کو دیکھا۔

"وہ دونوں ناراض ہیں جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو ضرور تمہارے ساتھ پہلی جیسی ہو جائیں گی۔"

وشمہ ہنسی۔

"جب تک ان کا غصہ ختم ہو گا میں یہاں ہو نگی ہی نہیں۔اگلے ماہ امی کی آخری سرجری ہے۔اس کے بعد ہم سب کراچی چلے جائیں گے۔"

اذان کے چہرے پر مزید اداسی اتر گئی۔

"میں تمہیں بہت مس کرو نگا وشمہ۔کیا واقعی تم اب المیر سر سے دستبردار ہو چکی ہو۔"

وہ کھڑی ہو گئی تھی۔

"میرا تھوڑا سا کام رہتا ہے میں ابھی آتی ہوں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہر بار کی طرح اس بار بھی اس نے بات کو ٹال دیا۔وہ اب اس شخص کے ساتھ کیسے پیچ اپ کرنے کا سوچے جس کے ہاتھ میں کسی اور کے نام کی انگوٹھی تھی۔

اذان نے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور پھر اس کا دل اور اداس ہو گیا۔

سویرا کو بھیج کر وہ اس سفید فائل کو کتنی دیر ہاتھوں میں تھامے بیٹھا رہا تھا۔ساکت وجود کے ساتھ وہ اس فائل کو دیکھے گیا جو وشمہ اسے دے کر گئی تھی۔عرصہ بعد ایسا ہوا تھا کہ وہ اس کے آفس میں آئی تھی اور اسے کچھ دے کر گئی تھی۔اس فائل کو سائن کر کے وہ خود زویا کو دے آیا تھا۔وہ دوبارہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ فائل دینے کے بعد وہ سب سے پہلے گھر آیا تھا۔چینج کر کے اس نے جم کا رخ کیا۔ ٹریڈ مل پر دوڑتے ہوئے اب بھی وہی اس کے دماغ میں بسی ہوئی تھی۔جس نے اس کے مان اس کی محبت اس کے یقین کو تار تار کر دیا تھا۔

وہ اسے بالکل نہیں بھولا تھا۔پہلے دن سے وہ اسے یاد تھی۔وہ اس سے بے نیاز نہیں

تھا۔وہ ہر کچھ اس کے بارے میں جانتا تھا۔وہ کہاں جا رہی ہے کیا کر رہی ہے۔کیا نہیں کر رہی وہ سب جانتا تھا۔سوائے اس بات کے کہ وہ ایک ماہ بعد کراچی جانے والی ہے۔وہ کبھی کبھی اسے چھپ کر دیکھ بھی لیتا تھا۔جو بھی تھا ان دونوں کا دل کا رشتہ رہ چکا تھا۔وہ اس سے محبت کرتا تھا۔اس کے ساتھ اس نے بہت اچھا وقت گزارا تھا۔وہ دھوکے باز نکلی اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ بالکل ہی اس سے خائف ہو جائے۔اگر وہ بالکل ہی اس کی طرف سے دل بند کر لیتا تو آج وہ اس کے آفس میں کام نہ کر رہی ہوتی۔وہ بھی خلیل اور اروی کی طرح جیل جا کر ایجنسی سے باہر ہوتی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔وہ وشمہ کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

ٹریڈ مل پر دوڑتے ہوئے اس کا پاؤں تھوڑا سا پھسلا وہ سنبھل تو گیا لیکن ایک یاد نے اسے گرا دیا۔وہ یاد یہ تھی۔

یہ سنڈے کا دن تھا اور خیام اس سے خراٹے بھرنے میں مصروف تھا۔اس کے خراٹے صرف اس کے کمرے تک ہی محدود تھے۔کمرے کے باہر کھڑے المیر اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وشمہ اسے سننے سے قاصر تھے۔المیر کچھ کہتے ہوئے آگے چل رہا ہے اور وشمہ ایکسائیٹڈ سی اس کے پیچھے تھی۔

"وہاؤ، یہ ہے آپ کا جم_ یہ تو بہت ذبردست ہے۔"

المیر اس کے اشتیاق پر مسکایا تھا۔

"کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے پہلے یہاں آئی ہی نہیں۔ حیران مت ہو میں جانتا ہوں تم نے میری اس پیاری سی مشین کو خاصا ٹف ٹائم دیا تھا۔"

وشمہ پھر سے اس کے اوپر چڑھی۔

"آپ کی مشین بھی آپ کی طرح ہی بے مروت ہے کسی سدھائے ہوئے گھوڑے کی طرح اس نے مجھے نیچے پٹخ دیا تھا۔"

وہ آہستہ آہستہ اس پر چلتے ہوئے کہہ رہی تھی۔المیر اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا اور ہاتھ کو آگے کر کے رفتار بڑھادی۔دونوں آگے پیچھے فاصلے سے کھڑے ہو لے سے دوڑ رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو تمہیں کس نے کہا تھا ایک دم ہی رفتار بڑھا دو۔ ہر چیز کے سٹیپس ہوتے ہیں۔ ایک ایک کر کے مرحلے طے کرنے ہوتے ہیں تبھی کامیابی ملتی ہے۔ ایک دم سے ہی اگر تم ہواؤں میں اڑنے کا سوچو گی تو گرو گی ہی۔"

اس نے رفتار مزید بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہ ہی میں نے کبھی یہ سب کیا، اور نہ ہی مجھے اس کا علم ہے۔ وہ تو بس یوں ہی میرے سے چل گئی اور یکدم سے ہواؤں میں اڑنے کا لطف آپ کو کیا پتا۔"

اس کا سانس بری طرح پھول چکا تھا۔ پھولے سانس کے ساتھ وہ بولی تھی۔

"اب اسے روک دیں اس سے پہلے کہ میں گر جاؤں۔ میں گرنے لگی ہوں المیر سر۔"

المیر نے اس کے دائیں بائیں سٹینڈ پر ہاتھ رکھ دیے۔

"تم نے نہیں گرو گی۔ میں تمہارے پیچھے ہوں تمہیں گرنے نہیں دونگا۔"

"اعتراف کے بعد سے آپ کچھ زیادہ ہی ڈائلاگ نہیں بولنے لگ گئے۔" وہ اس کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بات پر مسکایا تھا۔

"تمہارے رنگ چڑھتے جا رہے ہیں مجھ پر، اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔"

رفتار کی زیادتی کی وجہ سے اس کا پاؤں پھسلا تھا مگر سنبھل گیا۔ وہ ہڑ بڑا اٹھا تھا۔

خوشگوار یاد کا دورانیہ ختم ہوا تلخ حال نے ویلکم کیا۔

"مجھے لگا تھا تم یہیں ہو گے۔"

زویا کی آواز پر یاد کا سلسلہ تھما تھا۔ اس نے مشین بند کی اور نیچے اتر آیا۔

"آج ورک آؤٹ کا ٹائم نہیں ملا تو سوچا اب کر لوں۔"

پیلے رنگ کے کاؤچ سے ٹاول اٹھا کر خود کو پونچھتے ہوئے وہ بولا تھا۔ اس کے قدم صوفے کی جانب تھے۔ زویا اس کے پیچھے تھی۔

"ہاں آج تو مجھے بھی وقت نہیں ملا ماشاءاللہ سے کام زیادہ ہو گیا ہے اور دن بہت چھوٹے۔"

وہ بڑی ساری گیند کو ہلاتی ہوئی المیر کے سامنے لائی اور خود اس پر بیٹھ گئی۔ المیر نے

اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔دونوں چپ ہوئے پھر اس چپ کو زویا نے توڑا۔

"آج ڈنر پر چلیں کافی وقت ہو گیا ہے ہمیں ایک ساتھ ڈنر کرتے ہوئے۔"

المیر اس کی بات پر ہنسا۔اب وہ ہنس لیا کرتا تھا۔ہنسیاں اسے اچھی لگا کرتی تھیں۔

"اتنی ہچکچا کر کیوں کہہ رہی ہو۔ڈائیریکٹ کہو المیر مجھے ڈنر پر جانا ہے اور تم لے کر جاؤ گے۔آفٹرل آل میں تمہارا منگیتر ہوں۔"

زویا اس کے کول، نارمل اور خوش چہرے کو دیکھتی رہی پھر اس نے بھی اپنے لب پھلائے تھے کہ اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

"تم بدل گئے ہو لیکن یہ اچھا ہے یا شاید بہت برا۔"

وہ اسے کہہ دیتی تھی اس لیے کہہ دیا۔

المیر کھڑا ہوا۔

"بدلنا اچھا ہوتا ہے۔اس میں بہت مزا ہے۔"

وہ باہر جا رہا تھا۔زویا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"کاش تم نہ بدلتے۔"

لیکن وہ بدل گیا تھا۔ہمہ وقت سنجیدہ رہنے والا المیر بدل گیا تھا۔

لوگوں سے خار کھانے والا المیر بدل گیا تھا۔

غصہ کرنے والا المیر اب بدل گیا تھا۔اب وہ غصہ نہیں کرتا تھا اب وہ سنجیدہ نہیں رہتا تھا اب وہ بھی ہنستا تھا اور ہنساتا تھا کیونکہ اب المیر بدل گیا تھا۔

وہ بھاگم بھاگ آفس آیا کہ اسے آج دیر ہو گئی تھی۔ہاں اب اسے ہر کام میں ہی دیر ہو جایا کرتی تھی۔ٹائی کی ناٹ کو درست کرتے ہوئے اس نے مسکراتے چہرے کے ساتھ سب کو وش کیا اور سٹاف میں سے گزرنے لگا گزرتے گزرتے اس کی نگاہ وشمہ کی سیٹ پر پڑی تھی. جو کہ خالی تھی۔وہ سر جھٹک کر اگنور کر کے اپنے آفس میں آ گیا۔دن میں اس نے کئی بار باہر کا راؤنڈ لگایا تھا لیکن وشمہ اسے کہیں نہیں ملی

تھی۔وہ لاشعوری طور پر اسے دیکھتا تھا کے خود بھی علم نہیں تھا اس چیز کا۔

اگلے دن بھی یہی ہوا تھا اس سے اگلے دن بھی اور اس سے اگلے دن بھی۔اسے سننے کو ملا تھا کہ وہ بہت جلد یہ جاب چھوڑ جائے گی۔اس نے یقین کر لیا تھا لیکن وہ جلدی اتنی جلدی ہو گی اسے معلوم نہ تھا۔وہ جاب تو چھوڑ کر گئی ہی تھی ساتھ میں اسے بتایا بھی نہیں۔وہ کیوں اس کے نہ بتانے پر خائف ہو رہا تھا۔وہ کیوں اس کے نہ نظر آنے پر بے چین تھا۔اس کیوں کا مطلب تو وہ نہیں جانتا تھا لیکن ہاں یہ خاصا تکلیف دہ تھا۔

مہندی کی رات تھی۔رنگ وہ بو کا سما تھا۔خوشبو،دھنک رنگ اور زندگی سے بھرپور چہکاریں ان کے لان میں گونج رہی تھیں۔ان چہکاروں کے بیچ پاؤں تک چھوتی سبز فراک پہنے،ماتھے پر بندی لگائے خوشی سے لال چہرے کے ساتھ وشمہ یہاں وہاں پھرتی دکھ رہی تھی۔اس کا بڑا سارا ستاروں والا گولڈن دوپٹہ سنبھالے نہیں سنبھل رہا تھا۔وہ سیفٹی پن سے اسے کندھے پر چپکائے رمشہ کے پاس آکر

بیٹھی اور اس کے کان میں کچھ کہا۔وہ مسکا دی۔

"امی کتنی خوش ہیں نا۔"

وہ شائستہ کی جانب دیکھتی کہہ رہی تھی۔رمشہ نے ان کے گلنار چہرے کو دیکھا۔

اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"ہاں اور میں دعا کرونگی اللہ ہمیشہ ہماری امی کو سلامت وخوش رکھے"

وشمہ نے آمین کہا تھا پھر کچھ دیر بعد وہ بولی۔

"اگر امی ہمیں نہ ملتیں تو ہم تو رل چکے ہوتے انہوں نے ہمارا کتنا ساتھ دیا ہے نا۔"

وشمہ کی بھی آنکھیں بھر آئی تھیں۔شائستہ نے ان دونوں کی آنکھوں میں ٹھہرے

آنسوں کو پکڑتے ہوئے شانے کو وہیل چیئر ان کی جانب لیکر جانے کو کہا۔وہ انہیں

وشمہ اور رمشہ کے پاس لے آئی۔

"تم دونوں کب بڑی ہو گی جب دیکھو آنسو بہاتی رہتی ہو۔"

وہ دونوں ان کی بات پر ہنسیں۔

"میں کوئی آنسوں نہیں بہاتی امی یہ تو رمشہ کی بچی ہے جو ہر وقت مجھے روہانسا کر دیتی ہے۔"

رمشہ کو کہنی مارتے ہوئے اس نے جان بوجھ کر آواز میں برہمی پیدا کی۔

"تم میری پیاری بیٹی پر بہتان نہیں باندھ سکتی۔یہ بہت سٹرونگ ہے۔"

شانے نے بھی درمیان میں آنا مناسب سمجھا۔

"ہاں بس نام کی جب دیکھو تو روتی رہتی ہیں۔"

"امی۔"

رشمہ نے ان دونوں کی باتوں پر احتجاج کیا۔ہنستی ہوئی وشمہ کی نظر سامنے اٹھی اور پھر پلٹنا بھول گئی۔اذان،اور عروسہ وہاں کھڑے تھے۔وہ سب کو معذرت کر کے ان دونوں کی طرف آئی۔

"ماہم اور سندس نہیں آئے؟"

اذان کے دیے گئے گلدستے کو تھامتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔عروسہ نے بالوں کو

کان کے پیچھے اڑسایااور کہا۔

"وہ لوگ کل آئیں گے۔تم پیاری لگ رہی ہو۔"

وشمہ کے لب پھیلے۔وہ ان دونوں کو سب سے ملانے لگی امی سے بھی وہ دونوں بہت پیار سے ملے تھے۔سردی تھی تبھی وشمہ نے ان کیلئے کافی بنوائی۔وہ کافی کا کپ عروسہ کو دے رہی تھی جب وہ اس کا ہاتھ تھامتی اسے سائیڈ پر لے گئی۔

"تم نے کیا سوچا ہے پھر؟"

وشمہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔اس کی آنکھیں کہہ رہی تھی۔

"کس بارے میں۔"

www.novelsclubb.com

"اوف ہو میں المیر اور تمہارے بارے میں بات کر رہی ہوں۔"

وشمہ پر یکدم حزن چڑھا جسے اس نے ایک منٹ سے پہلے ہی اتار دیا کہ یہ اس کی بہن کی شادی تھی۔اس میں وہ دکھی نہیں ہونا چاہتی تھی۔

"پہلے میں نے اچھا سوچا تھا پھر جب میں زویا کے ساتھ کام کرنے لگی تو میں نے اپنا

ارادہ بدل دیا۔المیر سر نے اس کے نام کی انگوٹھی پہنی ہے۔وہ بہت اچھی ہے دونوں ایک ساتھ خوش رہیں گے۔"

"اور تم خوش رہو گی۔"

وشمہ اس کے سوال پر چپ ہو گئی۔توقف کے بعد بولی۔

"میں رشتے خراب کرنے کی وجہ نہیں بن سکتی۔میں زویا کے دل کو نہیں دکھا سکتی۔یہ نہیں کہ میں مہان ہوں قربانی دے رہی ہوں۔اس لیے کہہ رہی ہوں کیونکہ المیر سر اسے پسند کرنے لگے ہیں۔اس لیے اب میری ان کی زندگی میں کوئی جگہ ہی نہیں رہی۔"

www.novelsclubb.com

عروسہ نے بوجھل سا سانس بھرا تھا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو وشمہ انہیں تمہارے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔انہوں نے تو ایک بار بھی نہیں پوچھا کہ تم کیوں نہیں آ رہی یا کہاں گئی ہو۔انہیں واقعی فرق نہیں پڑتا تبھی انہوں نے تمہاری غیر حاضری کا نوٹس بھی نہیں لیا۔وہ

زویا کے ساتھ بہت خوش ہیں اور"

وہ تھوڑی دیر چپ ہوئی پھر لبوں کو ہلایا۔

"خیام مریم کے ساتھ۔"

اس کی گیلی آواز پر وشمہ کو بہت برا لگا۔ فوراً اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے بولی تھی۔

"مجھے معاف کر دو میری وجہ سے تمہارا رشتہ بھی خراب ہو گیا۔"

عروسہ نے انگلی سے آنسو صاف کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"تمہارا قصور نہیں ہے۔ ہمارا رشتہ ہی مضبوط نہیں تھا۔ جو رشتے کمزور ہوتے ہیں وہ اسی طرح ٹوٹ جاتے ہیں اور ویسے بھی اب میں نے جاب چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ آخری پراجیکٹ کر لوں اس کے بعد پھر میں بھی کہیں اور اپلائے کرونگی۔"

وشمہ نے اسے گلے سے لگایا تھا۔

"ایم سوری۔"

وہ عروسہ کی پشت سہلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ عروسہ اس سے الگ ہوئی پھر پوری مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"جو لوگ چھوڑ دیتے ہیں نا انہیں چھوڑ ہی دینا چاہیے۔ ایسے یقین کا کیا جو ریت کی بھر بھری دیوار ثابت ہو۔ چلو وشمہ ہم لوگ اپنی نئی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ وہ ہم لوگوں کے بغیر خوش جی سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں۔ ان کے منگیتر ہو سکتے ہیں تو ہمارے کیوں نہیں۔ ہم بھی اپنے منگیتروں کی انگوٹھی انگلی میں پہن کر انہیں ان سے زیادہ خوش ہو کر دکھائیں گے۔ ان کا دل جلائیں گے اور پھر اسی طرح انہیں چھوڑیں گے جس طرح انہیں نے ہمیں چھوڑا تھا۔"

www.novelsclubb.com

وشمہ اس کی بات سن کر سر کھجاتی رہ گئی۔

"وہ بات تو ٹھیک ہے لیکن یہ منگیتر آئیں گے کہاں سے۔"

عروسہ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور بولی۔

"منگیتر نہ سہی منگیتر کی انگوٹھی تو آسکتی ہے نا۔"

وشمہ کی آنکھیں یکدم اس کی بات سے چمکیں تھی۔

"لیکن ہم ایسا کریں گے کیوں؟"

عروسہ کی آنکھوں میں پھر سے نمی تھی۔

"تاکہ ہم ان کا دل جلائیں جو کہ مجھے پتا ہے جلنا نہیں۔ لیکن ہم ایسا کریں گے۔ان کے سامنے خوب اپنے منگیتروں کی باتیں کریں گے،ان کی تعریفیں کریں گے اور انہیں بتائیں گے کہ ہم بھی ان کے بغیر کتنے خوش ہیں۔ہم دونوں اس جگہ کو چھوڑ رہے ہیں تو کیا ایسے ہی چلے جائیں۔جاتے جاتے کچھ کریں تو سہی۔" عروسہ بھی جاسوس نہیں تھی وہ تو بس اس ڈیل سے واقف تھی جو نوروز اور وشمہ کے درمیان ہوئی تھی۔اس ڈیل کو جاننے کے بعد ہی ناچاہنے کے باوجود اس نے وشمہ کی جاب فکس کروائی تھی۔وہ دونوں سمجھتی تھیں دل سے زیادہ زندگی اہم ہے مگر وہ یہ بھول گئیں تھی کہ دل کی موت زندگی کی موت سے زیادہ کربناک ہوتی ہے۔

اس کے آنسوں نکل آئے تھے۔وشمہ نے بھولی عروسہ کی آنکھیں صاف کیں اور

اسے شانے سے لگالیا۔

"تم جو بھی کرو گی میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

"ہم انہیں بہت تڑپائیں گے۔"

وشمہ اس کی بات پر ہنسی۔

"ضرور۔"

آفس میں بیٹھے ہوئے اس کا سیدھا پاؤں پھر سے برق رفتاری میں حرکت پذیر تھا۔ آج دسواں دن تھا اور اسے آج بھی وشمہ نظر نہیں آئی تھی۔ وہ پوچھنا بھی چاہتا تھا اور پوچھنے کا اہل بھی نہیں تھا۔ یکدم اس کے دماغ میں آئیڈیا آیا۔ اس نے انٹر کام اٹھایا تھا۔

"اذان کو بھیجو۔"

پانچ منٹ بعد اذان اس کے سامنے تھا۔

"اذان مس وشمہ کے پاس زویا نے فائل رکھوائی تھی۔میرے خیال سے وہ سفید رنگ کی تھی میگزین والی۔"

وہ اسے وہ فائل یاد کروا رہا تھا جو وہ کب کی زویا کو دے چکا تھا۔اذان نے ماتھا کھجایا۔

"آپ مجھے وہ ان سے لا دیں۔"

کہتے ہوئے اس نے کاغذات کے بنڈل کو اٹھایا اور نیچے ڈرار میں ٹھونس دیا۔

"سر میں ضرور لا دیتا اگر وہ یہاں ہوتی تو۔"

المیر نے سر اٹھایا۔

"کیوں وہ کہاں ہیں۔"

سخت لہجے میں پوچھا۔بے چارہ اذان تھوک سٹپٹا کر رہ گیا۔

"سر وہ شادی میں بزی تھی شادی تھی نا ان کی۔"

کہنا کیا تھا کہہ کیا دیا۔المیر رک گیا۔ساکت و جامد ہو گیا۔اس کا دل بھی یکدم رک گیا تھا۔اس کے چہرے پر سایا سا آ کر لہرایا۔آنکھوں میں بے یقینی طاری کیے وہ اذان

www.novelsclubb.com

کو دیکھ رہا تھا جو دل ہی دل میں وشمہ اور عروسہ کو کوس رہا تھا

"شادی۔" کسی نے اس کا دل مٹھی میں لیا تھا۔

بہت مشکل سے اس کے لب ہلے تھے۔

"جی سر آں۔۔وہ شادی کی وجہ سے چھٹیوں پر تھی۔"

المیر کے پاس الفاظ مفقود ہو گئے۔وشمہ کی شادی؟اس کا پتا نہیں کیوں دل گھبرانے لگا۔

اپنی بدلتی سچوئیشن سنبھالنے کیلئے اس نے ہاتھ سے اذان کو جانے کا کہا۔

اذان کے جاتے ہی اس نے اپنے لب زور سے کاٹے تھے۔دل کی رفتار خطرناک حد تک تیز تھی۔اتنی شدید سردی میں اسے پسینہ آرہا تھا۔کوٹ،ویسٹ کوٹ اور ٹائی کو اتار کر اس نے اپنا سر میز پر رکھا۔

"المیر اگر میں کبھی آپ سے دور چلی گئی تو آپ کیا کریں گے۔"

مارگلہ روڈ پر چلتے ہوئے وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

"تم مجھ سے کبھی دور نہیں جا سکتی مجھے یقین ہے اس بات کا۔"

سفید شرٹ اور بیلک پینٹ پہنے جیکٹ کو ہاتھ میں پکڑے چلتے ہوئے وہ کیسے دنیا کا اعتماد لفظوں میں ڈھالے کہہ رہا تھا۔

"یقین کرنا اچھا ہے لیکن اگر کبھی ایسا ہو گیا تو۔"

وہ رکا تھا۔ گھوم کر اس کے سامنے آیا۔ اس کی آنکھوں میں دیکھا اور بولا۔

"تو پھر میں خود کو ختم کر دونگا۔ تمہارے بغیر جینے کا تصور بھی ناممکن ہے۔"

المیر نے میز سے سر اٹھایا۔ ستے ہوئے چہرے کے ساتھ وہ آفس کی دیواروں کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے ٹوٹتے سانس اور کانپتے ہاتھوں کے ساتھ نوروز کا نمبر ملایا تھا۔ جسے پہلی فرصت میں ہی اٹینڈ کر لیا گیا۔

"تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا نوروز، مجھے غم دے کر تکلیف کی آگ میں ڈال کر تمہیں کیا ملا؟ بولو۔"

وہ شدت غم کی وجہ سے بول بھی نہیں پا رہا تھا۔ سڈنی آ کر اس سے تصدیق کرنے

کے بعد یہ ان کی پہلی بات تھی۔نوروز اٹھا اور اپنے کمرے کے پردے کھسکا دیے۔

"بر و یہی سوال میں تم سے کروں تو؟ جس آگ میں اس وقت تم جھلس رہے ہو نا یہ آگ مجھے پچھلے پانچ سالوں سے جلا رہی ہے۔"

المیر نے اپنا ہاتھ غلے میں میز پر مارا۔

"تمہیں میری دولت چاہیے تھی مجھ سے مانگتے یہ کھیل کھیلنے کی کیا ضرورت تھی۔"

نوروز تلخی سے مسکایا۔

"ڈیڈ کی وہ دولت جو انہوں نے آپ کے نام کر دی تھی۔اس میں مجھے رتی بھر دلچسپی نہیں، یہ موم ہی ہیں جنہیں آپ کے پیسے سے مطلب تھا۔میں شروع سے ہی زویا کو چاہتا تھا۔مجھے وہ چاہیے تھی میں نے اس کیلئے ہی یہ سب کیا۔"

المیر کا وجود کانپ رہا تھا۔وہ وشمہ کو کھونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اور کہاں اس کی شادی، اسے اپنی قسمت پر بری طرح رونا آیا۔

"میں تم ماں بیٹے کو کبھی معاف نہیں کرونگا کبھی نہیں۔ تمہیں اپنے کیے کی سزا بھگتنی ہو گی نوروز، میں سب ختم کر دونگا، سب تہس نہس کر دونگا۔ تم دیکھنا المیر رائے کیا کرتا ہے تم لوگوں کے ساتھ۔"

فون بند کر کے وہ سر پکڑے پھر سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ہاتھ مار کر اس نے میز پر سے ساری چیزیں گرادیں تھیں۔ زویا یہ آوازیں سن کر اس کے آفس میں آئی۔

"المیر کیا ہوا؟ یہ۔۔ یہ سب کیا ہے۔"

وہ بھاگتی ہوئی اس تک آئی تھی۔ کرسی پر بیٹھا المیر سختی سے دونوں ہاتھ سر پر باندھے ہوئے تھا۔

www.novelsclubb.com

زویا نے دروازہ لاک کیا اور کرسی کھینچ کر اس کے برابر آ کر بیٹھ گئی۔

"مجھے بتاؤ کیا ہوا تمہیں میں پریشان ہو رہی ہوں۔"

المیر کو ٹس سے مس نہ دیکھ کر وہ رو دینے کو ہو گئی۔

"المیر پلیز۔"

اس کی روتی آواز پر اس نے چہرہ اٹھایا۔زویا کو زور کا دھچکا لگا تھا۔اس کی آنکھیں ضبط کی شدت سے سرخ اور چہرہ برداشت کی حدت سے تمتما رہا تھا۔حواس اڑے ہوئے تھے اور رنگ بدلا ہوا تھا۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں ٹھیک ہوں۔بس سر درد ہے۔مجھے گھر جانا ہے۔"

بھاری،بوجھل،بکھری آواز کے ساتھ کہتے ہی وہ اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔زویا نے گردن موڑ کر اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔وہ اپنا موبائل بھی وہاں چھوڑ گیا تھا۔زویا اس کے موبائل کو اٹھاتی بجھے چہرے کے ساتھ خیام کے پاس آئی جو ابھی آفس لوٹا تھا۔وہ کسی کام سے گیا ہوا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا؟"

وہ اپنی بہن کی آنکھوں میں پھیلی نمی کو دیکھ کر چونکا۔زویا نے روتے ہوئے خود کو کرسی پر گرایا تھا۔

"المیر کو کچھ ہوا ہے۔وہ رویا تھا اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں وہ رویا ہے۔وہ ٹوٹا ہوا

لگ رہا تھا خیام اس نے چیزیں بھی توڑی ہوئی تھی۔"

خیام جھٹ سے اس کے سامنے بیٹھا۔

"کیا مطلب، کیا کہہ رہی ہو۔ کیا ہوا ہے المیر کو۔"

اس نے کہتے ہی المیر کا نمبر ملایا پھر زویا کے ہاتھ میں اس کا سیل فون دیکھ کر بری طرح ٹھٹھکا۔ المیر کبھی بھی اپنا سیل فون نہیں چھوڑتا تھا۔ ضرور کوئی بڑی بات تھی جس نے اسے اس قدر ماؤف کر دیا کہ وہ اپنے سیل سے ہی غافل ہو گیا۔

"پتا نہیں بھائی لیکن وہ بہت ڈپریس تھا۔"

خیام اٹھ کر اس کے پاس آیا۔ اس کا سر مرسہلایا۔

"اچھا بی بریو میں پتا کرتا ہوں تم پریشان نہ ہو۔"

وہ اسے تھپکتے ہوئے باہر آیا۔ المیر کے آفس گیا وہاں واقعی سب بکھرا ہوا تھا۔ وہ اس کے آفس کو صاف کرنے کا کہہ کر لفٹ کی جانب بڑھ رہا تھا جب عروسہ بھاگتی ہوئی اس کی جانب آئی۔

"خیام سر میری بات سنیں ایک منٹ پلیز۔"

لفٹ کے بٹن کو پش کرتے ہوئے وہ تھما،اس آواز پر پلٹ کر دیکھا تھا۔ارغوانی رنگ کی سٹائلش قمیض،کیپری میں وہ خاصی کھلی کھلی لگ رہی تھی۔خیام نے اس سے نظریں چرا کر سر ہلایا۔

"سر یہ میرا استعفیٰ ہے۔میں اگلے ماہ سے جاب پر نہیں آؤں گی۔"

اس نے الٹے ہاتھ سے کاغذ پر لکھا ریزگنیشن لیٹر اس کی جانب بڑھایا تھا۔وہ عروسہ کے الٹے ہاتھ میں پہنی گئی انگوٹھی کو دیکھ کر ٹھٹھکا تھا پھر طیش میں اس نے لفٹ کا بٹن پش کیا۔

www.novelsclubb.com

"جس دن آپ چھوڑیں گی اس سے ایک دن پہلے یہ لیٹر سبمٹ کرانا۔"

کہہ کر وہ لفٹ میں جا کھڑا ہوا۔عروسہ نے کاندھے اچکائے اور مسکراتے ہوئے مڑ گئی۔خیام کی خشمگیں نگاہیں اس کی پشت پر تھیں۔اس نے غصے میں لفٹ کی دیوار پر ہاتھ مارا۔

بڑا جھٹکا انسان کو بہت کچھ سمجھا دیتا ہے۔وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ اسے آج بھی وشمہ سے محبت تھی اور وہ آج بھی زویا کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا۔اپنی انگلی میں پہنی اس کے نام کی انگوٹھی اسے بے معنی لگنے لگی تھی۔اپنی مسکراہٹ کے جھوٹا ہونے پر اسے دکھ ہونے لگا تھا۔اس نے خود کو سمیٹا،خیام اور زویا کیلئے۔اور مسکراہٹ کو چہرے پر سجا کر اگلے دن ہی آفس آ گیا۔

دونوں کے پوچھنے پر اس نے نوروز کے ساتھ بدکلامی کا بتایا تھا۔اس کے بعد وہ جانتا تھا کہ دونوں نے ہی اس کی کلاس لی ہو گی لیکن اسے اس سے کیا۔وہ تو تباہ ہو گیا تھا۔ اس کی محبت تو اس سے چھن گئی تھی۔

اپنا کوٹ اتار کر وہ ابھی کرسی کی بیک پر رکھ ہی رہا تھا کہ اس کے آفس کے دروازے پر دستک ہوئی۔اس دستک کو وہ ہزاروں میں بھی پہچان سکتا تھا۔مٹھیاں بھینچ کر اس نے خود کو کالم ڈاؤن کیا اور اسے اندر آنے کی اجازت دی۔حالانکہ وہ اتنی جلدی

سامنا کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔

وہ اندر آئی تو دیکھا المیر فائل میں سر دیے بیٹھا ہے۔وہ دھیرے دھیرے چلتی اس کی سائیڈ پر آکر رکی پھر وہ سفید فائل میز پر رکھ کر اس کی جانب کھسکا دی۔

"سر جو فائل آپ مانگ رہے تھے وہ میم زویا کے پاس آل ریڈی جا چکی ہے ہاں یہ دوسری میرے پاس ہے۔یہ آپ دیکھ لیں۔"

المیر نے بڑے غور سے اس کی سرخ رنگ سے بھری انگلیاں اور الٹے ہاتھ کی انگوٹھی دیکھی تھی۔اس کی آنکھوں میں مرچیں بھرنے لگیں۔

"اوکے۔"

www.novelsclubb.com

خشک کھردری آواز کے ساتھ وہ یونہی بزی سا بولا تھا۔وشمہ سر ہلاتی مڑ گئی۔المیر نے نگاہیں اٹھائیں۔

"مس وشمہ۔"

وہ اس پکار پر رکی تھی۔حیرت سے مڑ کر اسے دیکھا۔کتنا عرصہ ہو گیا تھا اس کے منہ

سے اپنا نام سنتے ہوئے۔

المیر نے نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں آپ جا سکتی ہیں۔"

وشمہ اسے دیکھتی رہ گئی۔ وہ اسے پکار کر پھر سے فائل میں بزی ہو گیا تھا۔ وہ کہہ کیوں نہیں رہا تھا جس کیلئے اس نے اسے روکا تھا۔ اس نے اپنی نظریں ہٹائیں اور پھر مڑ گئی۔ المیر کی آنکھوں نے آہستہ سے جنبش کی اور پھر وہ کرسی پر گر سا گیا۔

"جب مجھے پتا چلا کہ فیاض میرے ہوتے ہوئے کسی اور کے ہو گئے ہیں تو مجھے اس روز بہت رونا آیا تھا۔ میں ان سے لڑی تھی جھگڑی تھی۔ غصہ کر کے میں نے اس سے قطع تعلق کر دیا تھا۔ مجھے لگا میرے دل میں ان کیلئے نفرت بھر گئی ہے لیکن بعد میں مجھے ادراک ہوا وہ نفرت نہیں محبت کی شدت تھی۔ جس نے اب مجھے کھا جانا ہے۔ میں بے بس ہو گئی تھی اپنے دل کے آگے، میں ان سے نفرت نہیں کر پائی کبھی بھی نہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

المیر نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔وہ دن اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے تھے جب اسے کاشف کے ایک بندے نے وشمہ کی حقیقت آکر بتائی تھی اور وہ یقین نہیں کر پایا تھا کہ وہ لڑکی جسے وہ اپنی کل کائنات سمجھ بیٹھا ہے۔وہ ہی اس کی زندگی اجاڑنے کی کوشش میں ہے۔

وہ دھوکے باز ہے۔

جھوٹی ہے۔

فریبی ہے۔

مکار اور چالباز ہے۔

www.novelsclubb.com

"سر مس وشمہ کو آپ کے بھائی نوروز نے آپ کے خلاف اپائنٹ کیا ہے۔ان کا کام آپ کو اپنے جال میں پھنسا کر پھر چھوڑ دینا ہے۔ایسا وہ کیوں کر رہے ہیں یہ میں نہیں جانتا میں نے بس اس چیز کی کھوج لگائی ہے جس کیلئے کاشف سر نے مجھے کہا تھا۔باقی وہ خلیل اور اروی ہیں جو آپ کی ایجنسی کی انفارمیشن لیک کر رہے ہیں۔"

وہ اسے محبت میں دھوکہ دے رہی ہے۔ محبت میں ؟ اگر وہ اسے کام میں ڈچ کرتی تو وہ اف تک نہیں کرتا لیکن محبت میں ؟ یہ بات اسے تسلیم کرنے میں وقت لگا تھا۔ وہ "ہاں" اور "نہیں" کے پینڈولیم میں جھولتا دل سے بدل تھا۔ بے چین تھا اور بے بس بھی۔

اس نے جان بوجھ کر اسے میسج کر کے بلایا۔ اس کی اداکاری دیکھی اور ٹوٹ گیا۔ پھر اس نے سڈنی کا رخ کیا۔ اسے سب جاننا تھا۔ سچ جاننا تھا۔ وشمہ اسے محبت میں دھوکہ دے رہی ہے اسے اس بات کی تصدیق کرنی تھی اور پھر تصدیق ہو بھی گئی۔

"ہاں میں نے وشمہ کو تمہارے خلاف استعمال کیا تاکہ وہ تمہیں اپنی محبت میں قید کر کے زویا کو تمہارے حصار سے نکال دے اور پھر میں زویا سے شادی کر لوں۔"

وہ اس اعتراف اس روح فرسا حقیقت کو ماننے سے نالاں تھا۔ وہ اس دن سنبھلا نہیں تھا۔ ٹوٹا تھا۔ بکھرا تھا۔ اس توڑ پھوڑ میں اس کی نوروز کے ساتھ اچھی خاصی جھڑپ ہو گئی تھی۔ اس کے دل کو کھلونا بنانے والے کو وہ ایسے کیسے چھوڑ آتا۔ اس

نے روبینہ سے بھی قطع تعلق کر لیا تھا۔وہ اس کی موم تھیں۔سوتیلی سہی مگر وہ ان کی عزت کرتا تھا۔ان کا احترام کرنا اس پر واجب تھا۔ تبھی وہ نہایت ادب کے ساتھ انہیں اپنی زندگی سے نکل جانے کا کہہ آیا تھا۔بہت بڑا نقصان ہوا تھا اس کا وہ مزید سہنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔

پھر وہ پاکستان آیا تھا۔وہ آنا نہیں چاہتا تھا وہیں سے وہ سپین چلے جانا چاہتا تھا مگر وہ آیا تھا۔اس کیلئے جس نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔وہ جو اسے زندگی کی سب سے بڑی ہار تھما گئی تھی۔ہاں وہ اسی کیلئے آیا تھا۔اس لیے نہیں کہ وہ اس سے محبت کرتا تھا بلکہ اس لیے کہ ایک کھیل وہ کھیل چکی تھی اور دوسرا اس نے کھیلنا تھا۔وہ محبت محبت کر رہی تھی تو چلو اسے محبت سے ہی مارتے ہیں تبھی اس نے اس کے سامنے اعتراف کیا۔

"مجھے تم سے محبت ہے۔"

وہ یہ کبھی نہ کہتا کبھی بھی نہ مگر وہ اس کے حد دیکھنا چاہتا تھا۔اس کی ہمت و جرات

تک پہنچنا چاہتا تھا۔ نہیں وہ اس سے انتقام نہیں لے رہا تھا بس وہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ سامنے والا جسے وہ دل دے بیٹھا ہے کہاں تک اس کے دل سے کھیلتا ہے اور وہ بڑا برا اس کے دل سے کھیلی۔ اس نے کتنا اس کے دل کو چوٹ پہنچائی۔ کتنی بار اسے شک میں مبتلا کر دیا کہ۔۔

"نہیں المیر یہ لڑکی ایکٹنگ نہیں کر رہی یہ واقعی تمہیں چاہنے لگی ہے۔"

"پور ہارٹ۔"

کتنا خوش فہم نکلا۔ کتنا بے وقوف نکلا اس سے امید باندھ رہا تھا جو اس کے سوکالڈ بھائی کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی تھی۔ جو وہی کرتی تھی جو نوروز کہتا تھا۔ اس کے لفظ دھراتی اس کی ہدایت پر چلتی تھی کیوں؟ کیونکہ وہ اسے بھاری رقم دیتا تھا۔

رقم، پیسہ، دولت، سارا اسی چیز کا تو کھیل ہے۔ پوری عمر روبینہ اس کے ساتھ دولت کی وجہ سے کھیلتی آئی تھی اور اب یہ۔

تکلیف سی تکلیف تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

درد سا درد تھا۔

اس درد کو کم کرنے اس تکلیف کو ختم کرنے کیلئے وہ اس سے اور چاہت کا مظاہرہ کرتا،اور اس کی طرف مائل ہوتا۔دھوکہ ہے تو اس دھوکے کو حقیقت کا روپ دیتے ہیں۔ڈرامہ ہے تو پھر آؤ اسے زندگی بناتے ہیں۔

وہ اتنی جلدی اینڈ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن زویا کی نم آنکھیں اسے پگھلا گئیں۔اس کا افسردہ چہرہ اسے دھلا گیا۔جو بھی تھا وہ اس کی مخلص دوست رہ چکی تھی۔اس کی معصوم کزن تھی وہ۔کیسے وہ اسے دکھ دے دیتا۔اس نے ختم کر دیا زویا کیلئے اپنے دل کو،اپنی روح کو اپنے جذبات کو۔اس نے وشمہ نامی لڑکی کو اپنی زندگی سے کک آؤٹ کر دیا۔حالانکہ دل نے کتنا روکا تھا۔کتنا منع کیا تھا۔ایک پل تو ایسا آیا تھا کہ وہ اس سے شادی کر کے اسی دھوکہ اسی ضم میں ساری عمر گزار دینا چاہتا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے۔

نوروز کو اس کی چاہت مل جائے بس وشمہ اس کی ہو جائے جھوٹ کے سہارے ہی

سہی وہ اس کی ہو جائے، المیر کبھی لب نہیں کھولے گا، المیر تاحیات خاموش رہے گا۔

لیکن جو چاہ ہوتی ہے وہ راہ نہیں ہوتی ان دونوں کی راہیں بھی الگ ہو گئیں۔ وہ دونوں بھی جدا ہو گئے۔

اور پھر اس کی وشمہ کسی اور کی ہو گئی۔

"تم بزی ہو؟"

خیام نے یکدم اندر آ کر اسے چونکا دیا۔ اس نے جھٹ سے پلکیں جھپکا کر خود کو نارمل کیا اور کرسی پر آگے ہو کر بیٹھ گیا۔

"ہاں کہو کیا کام ہے۔"

خیام نے اس کی غائب دماغی اور چہرے کے اتار کو پڑھ لیا تھا۔ کرسی سنبھال کر وہ اس کے چہرے کو تکنے لگا جو پچھلے کچھ دنوں سے بے حد پراسرار سا ہو چلا تھا۔

"وشمہ کی وجہ سے پریشان ہو یعنی تم اس کی آمد سے ڈسٹرب ہو رہے ہو۔"

المیر نے ماتھے پر اپنا ٹریڈ مارک سجایا۔

"کون وشمہ ؟"

ان دو لفظوں میں اس نے بات ہی ختم کر دی تھی۔ خیام نے کاندھے اچکائے لیکن وہ پھر بھی اس کے بارے میں بات کرنے سے باز نہیں آیا۔

"میں نے سنا ہے وہ آنے والے مہینے میں کراچی شفٹ ہو رہی ہے۔"

المیر کو یہ خبر سن کر جھٹکا ضرور لگا تھا لیکن اس نے پھر سے چہرے پر بے زاریت سجا کر خیام کو دیکھا۔

"تم کس کے بارے میں بات کر رہے ہو مجھے سمجھ نہیں آ رہی بہر حال جو کہنے آئے ہو کہو۔"

خیام نے گہرا سانس بھرا۔

"میں تو ایسے ہی تم سے باتیں شاتیں کرنے آیا تھا۔ لنچ ٹائم میں بھی تم یونہی ادھر پڑے رہو گے تو میں بیچارہ تو بور ہو جاؤں گا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

المیر اس کی بات پر ہنسا تھا۔

"تم اگر بور ہونے لگ گئے تو کیا ہی بات ہے۔"

وہ ہنسا ضرور تھا مگر اس کی ہنسی میں بھی الجھن کی آمیزش تھی۔ خیام گہری نگاہوں سے اسے جانچنے لگا۔ دفعتا پھر سے اس کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا وہ وشمہ تھی۔ اس کے چپ رہنے پر خیام نے اندر آنے کی اجازت دی۔

وشمہ ہاتھوں میں بڑا سارا باکس اٹھائے چلی آ رہی تھی۔

"خیام سر یہ زویا میم نے آپ کیلئے بھیجا ہے۔ آپ اپنے آفس میں نہیں تھے اس لیے میں اسے یہاں لے آئی۔"

المیر نے اس کے آتے ہی خود کو بیگانہ کر لیا تھا۔ خیام نے باکس کو دیکھا اور پھر المیر کو اس کا ستا چہرہ بیگانی آنکھیں اسے بہت کچھ کا ادراک کرا رہی تھیں۔ باکس پکڑتے ہوئے اس نے وشمہ کے الٹے ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنی گئی انگوٹھی دیکھی۔

معاملہ سمجھ آگیا تھا۔ تبھی اس نے پوچھ بھی لیا۔

"آپ کی منگنی ہو گئی ہے۔؟"

اس سوال پر المیر نے پہلو بدلا تھا۔ وہ بے چین سا دکھنے لگا۔

وشمہ نے بد تمیز عروسہ کی اس حکمت عملی پر لعنت بھیج کر سچ کہا۔

"نہیں میرا مطلب ہے ہاں۔"

المیر کے ہاتھ میں سجی گئی انگوٹھی کو دیکھ کر اس نے جھٹ سے ارادہ بدلا مزید کہا۔

"نکاح ہونا تھا حاتم تو بہت فورس کر رہے تھے لیکن آپی کی شادی کی وجہ سے امی کو کافی تکان ہو گئی تھی اس لیے اگلے ماہ تک ٹال دیا ہے۔ اگلے مہینے جب میں کراچی جاؤں گی تب ہی نکاح کے بعد فورا رخصتی بھی ہو گی۔"

اس نے تفصیل کے ساتھ جواب دیا۔ صرف منگنی کا سن کر المیر کی گردن حیرت میں اٹھی تھی۔ یعنی یہ اس اذان کی حرکت ہے جس نے اسے اتنے دن ان دیکھی آگ میں جلائے رکھا۔ اس کے دل میں غصہ بھرنے لگا۔ وہ اسے چھوڑے گا

نہیں۔

ساری تکان، سارا بوجھ، ساری کلفت ہوا کی نظر ہو گئی۔

"شاید آپ بھول رہی ہیں کہ ابھی آپ کا یہاں سال مکمل ہونے میں کافی ٹائم باقی ہے اگر اس سے پہلے آپ نے جاب چھوڑی تو آپ کو فائن بھرنا ہو گا۔ فائن بھر سکتی ہیں تو ٹھیک ہے آپ آج ہی اپنی اپیلی کیشن جمع کرا دیں۔"

خیام نے آئبرو اچکاتے ہوئے المیر کو دیکھا۔ وہ سر ہلاتی، منہ بناتی وہاں سے چل دی۔

اس سے پہلے کہ خیام کے لب کھلتے المیر نے وضاحت دینا مناسب سمجھا۔

"یہ رول سب کیلئے ہے۔ اس بات سے تم اچھے سے واقف ہو۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا تھا۔ اسے یکدم اپنا آپ ہلکا ہلکا لگنے لگا۔ وہ اس سے خفا ہے لمبے عرصے تک رہے گا۔

مگر وہ اس سے محبت کرتا ہے اور پوری زندگی کرتا رہے گا۔

"میں چاہ کر بھی کبھی اس سے نفرت نہیں کر پائی،اس کی ہر زیادتی پر میں یہ سوچتی رہی کہ وہ بھی میرے جیسا دل رکھتا تو کتنا اچھا ہوتا نا۔"

کانفرنس ہال میں وشمہ اعتماد سے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی۔اس کی دائیں جانب جھک کر یزدانی بیٹھا ہوا تھا اور بائیں جانب اذان۔فرنٹ سیٹ کے اس پار کھڑی عروسہ ونٹر کلیکشن کے ایڈ کے بارے میں بریفنگ دے رہی تھی اور المیرا اپنی کرسی ٹیڑھی کیے اسے سن رہا تھا۔اس کے ماتھے پر سنجیدہ سا جال تھا۔ہونٹوں پر انگلی رکھی تھی،درمیانی انگلی اور انگوٹھے نے تھوڑی پر جگہ بنائی ہوئی تھی۔

دوسرے ہاتھ کی دونوں انگلیوں میں پن کو دبائے وہ مسلسل ہلا رہا تھا۔پروجیکٹر کے آگے کھڑی عروسہ کی سپیچ ختم ہوئی۔المیر نے رخ سیدھا کر کے یزدانی کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا جو شانے اچکائے بولنے کو تیار تھا۔

"کونٹینٹ اچھا ہے لیکن ونٹر کلیکشن میں زیادہ تر ویسٹرن طرز آتا ہے،تو یہاں پر

آپ نے جو مشرقی لک دکھانے کیلئے پیچھے چھابڑی والے اور کچے گھروں کا ذکر کیا ہے میں چاہتا ہوں اسے کٹ کر کے آپ باریا پھر کسینو بھی دکھا سکتی ہیں۔"

عروسہ نے پن کو میز پر دھر دیا۔

"یعنی کہ آپ پورے آئیڈیے کو ہی مسترد کر رہے ہیں۔"

یزدانی آگے کو جھکا پھر سب پر طائرانہ نگاہ دوڑا کر بولا۔

"میں اپنے اس کمرشل میں یہ گاؤں شاؤں اور روائیتی چیزیں نہیں دکھانا چاہتا۔ دنیا کافی آگے بڑھ گئی ہے آپ کو بھی آگے کی سوچنی چاہیے جو تھیم آپ نے بتایا ہے وہ کافی پرانا ہے۔ مجھے کچھ انرجیٹک کچھ راکنگ چاہیے۔"

المیر نے عروسہ کو چپ رہنے کا اشارہ کیا اور کرسی کو جھلاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہنے لگا۔

"مسٹر یزدانی دنیا آگے بڑھ گئی ہے لیکن ہمارے روائیتیں اب تک وہیں کھڑی ہیں تو جو چیز موجود ہے ہم اس پر ہی کام کریں گے یوں بھی آج کی جنریشن پرانی چیزوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کو خاصی پسند کرتی ہے۔یہ بار، کسینو،پبزان سے زیادہ وہ اس طرح کی چیزوں سے فیسینیٹ ہوتی ہے۔آئیڈیا بے شک پرانا ہے لیکن تھیم نیو ہے۔ہم اولڈ میں موڈ کو دکھانا چاہتے ہیں آگے آپ کی مرضی۔۔"

اپنی بات ختم کر کے اس نے زویا کی جانب تائیدی انداز میں دیکھا جو پر سوچ نگاہوں سے المیر کو تکنے میں مگن تھی۔

یزدانی کا سر اثبات میں ہل رہا تھا۔اس نے کہا سب نے سنا۔

"ٹھیک ہے آپ اس میں سے پرانے تھیم کو نکال دیں میں بولڈ چاہتا ہوں تو میوزک بھی مجھے ویسا ہی چاہیے رہی لباس کی بات تو وہ ڈیزائنر دیکھ لے گا۔"

المیر نے پن کو چھوڑ کر ہاتھ پھیلائے عروسہ کی تو غصے سے ناک ہی پھول گئی تھی۔

اتنی محنت کر کے سب ٹیم نے مل کر اس پر کام کیا اس نے دل جمعی سے سکرپٹ لکھی تھی۔سلوگان ڈھونڈا تھا اور کیا ہوا سب پانی میں،المیر کی آواز پر اس نے سر جھٹک کر غصے کو رفع کیا۔

"ٹھیک ہے ہم آپ کے معیار کے مطابق سب کر دیں گے لیکن آپ ماڈل سے بھی تو پوچھ لیں کہ وہ اس بولڈ نس میں ایزی رہیں گی۔"

وشمہ نے ہولے سے پلیکس اٹھا کر انجان سے المیر کو دیکھا۔اس کی نگاہ عروسہ پر پڑی تھی جو نفی میں سر ہلا کر اسے منع کرنے کا کہہ رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ یزدانی اس سمے وشمہ پر چل رہا ہے اگر وشمہ نے انکار کر دیا تو اس نے تھیم بدلنے والے فیصلے سے ہٹ جانا ہے لیکن وشمہ نے انکار نہیں کیا۔

"مجھے اس سے کوئی پرابلم نہیں میں نے تو شوٹ کرنا ہے چاہے پھر وہ بولڈ کمرشل ہو یا پھر عام۔"

www.novelsclubb.com

یزدانی کی جانب مسکان اچھالتے ہوئے المیر کی ہلکی گلابی آنکھوں کو اگنور کر کے اس نے عروسہ کی محنت کی بھی پرواہ نہیں کی تھی۔یزدانی اس کے فیصلے سے خوش ہوا۔

"اوکے ڈن جب آپ کی ماڈل کو ہی کوئی شکایت نہیں تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ عروسہ سکرپٹ میں تھوڑی سی ردوبدل کر دیں۔پرسوں شوٹ پر ملتے ہیں۔"

اپنی بات ختم کر کے کسی سے بھی ہاتھ ملائے بغیر وہ وہاں سے اٹھ کر گیا تھا۔ باہر آتے ہوئے اس نے اپنے گلے سے ٹائی کو کھینچ کر نکال دیا۔ دھمک پیدا کرتے ہوئے وہ انتہائی سنجیدہ چہرے کے ساتھ سٹاف میں سے گزر کر اپنے آفس میں آیا۔ ٹائی کو میز پر اچھال کر دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ مرر وال کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی نگاہیں غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں اور دماغ ماؤف تھا۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ جو مرضی کرے اس کی بلا سے وہ بھاڑ میں جائے۔

وشمہ ناصر کون ہے؟

وہ کون تھی؟

www.novelsclubb.com

یہ بات وہ بھلا چکا ہے۔

ٹھیک ہے اسے اس سے آج بھی اس سے محبت ہے۔ وہ آج بھی اس کیلئے پریشان و اداس ہو جاتا ہے۔ اس کا دل آج بھی وشمہ کے قبضے میں ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس کے پیچھے پاگل ہی ہو جائے کل ہوئی باتوں کے بعد تو وہ اس کے

بارے میں سوچے گا بھی نہیں اس نے ٹھان لیا تھا۔ کل کی باتیں کچھ یوں تھیں۔

"میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے تاکہ جان سکوں کہ تم یہ انتہائی قدم اٹھانے پر کیوں مجبور ہوئیں۔ مجھے بتاؤ میں تمہاری ہر ممکن حد تک مدد کرنے کی کوشش کرونگا۔"

بہت سوچ وبچار کے بعد اسے لگا تھا کہ واقعی کوئی بہت بڑی پریشانی ہے۔ جس کے سبب وشمہ نے یہ فیصلہ کیا وہ سچے دل سے اس کی بات سننے کے بعد اس کے مدد کرنا چاہتا تھا۔ ابھی بھی اس کا لہجہ انتہائی نرم تھا۔ ویسا جیسے پہلے کبھی اس کیلئے ہوا کرتا تھا لیکن وشمہ کی بات نے اس کا سارا موڈ غارت کر دیا۔

"آپ کے پوچھنے کا شکریہ لیکن مجھے بھیک نہیں چاہیے سر۔"

المیر نے اس کی بات کو بڑی مشکل سے ہضم کیا۔

"میں نے بھیک کی بات تو کہی نہیں، میں نے مدد کی بات کہی ہے۔"

وہ اب بھی نرم تھا۔ یہ تو پتا چل گیا تھا کہ وہ ضرورت کے تحت یہ ایڈ کر رہی ہے

ٹھیک ہے پھر وہ اسے نہ بتائے لیکن وہ بھی جان کر رہے گا۔

"المیر سر مجھے آپ سے کوئی مدد بھی نہیں چاہیے۔ جتنا آپ میرے ساتھ کر چکے ہیں وہ کافی ہے۔"

المیر نے آنکھیں بند کر کے خود کو کول ڈاؤن کیا۔

"میں پرانی باتوں کو درمیان میں نہیں لانا چاہتا۔ میں آج کی بات کر رہا ہوں، اس لیے بہتر ہے کہ تم بھی ابھی کی بات کرو۔"

دانت پیستے ہوئے وہ دبے لہجے میں بولا تھا۔ وشمہ تضحیکی انداز میں مسکائی۔

"میں تو پرانی باتوں کو سوچتی ہی نہیں کجا کہ درمیان میں لاؤں۔ یہ تو آپ ہیں جو کچھ بھول ہی نہیں رہے۔"

یہ چوٹ، یہ طعنہ المیر کے دل پر لگا تھا۔ ماتھے پر بل لا کر آگے کو جھک کر وہ انتہائی تعجب سے بولا۔

"ایکسکیوز می حد میں رہو اوکے، اور اپنی آنکھوں سے یہ خوش فہمی کی پٹی اتار دو تو

بہتر ہے۔دماغ میں رکھو یہ بات کہ اب میرے پاس زویا ہے مجھے کسی دوسرے کے بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ مسکائی تھی جیسے بڑے بچوں کی باتوں پر مسکاتے ہیں۔

"آپ کے پاس زویا ہے لیکن آپ زویا کے پاس نہیں ہیں۔کیونکہ آپ اب تک میرے حصار سے نکلے ہی نہیں۔"

المیر نے ہاتھ پھیلا کر پردے برابر کر دیے۔

"تمہیں اس خوش فہمی میں سے بھی نکلنا ہو گا وشمہ ناصر۔"

"میں المیر سے ملنا چاہتا ہوں۔"

ریسپشنٹس کے بتانے کے بعد وہ لانگ کوٹ پہنے اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ سر اٹھائے وہاں سے گزر رہا تھا۔کئی چہرے اسے مڑ مڑ کر دیکھنے پر مجبور ہو گئے تھے۔وہ چیونگم چباتا آگے بڑھ رہا تھا کہ اس کے قدموں کو رکنا پڑا۔

www.novelsclubb.com

"ہے ای تم ابھی تک یہاں ہو۔مجھے لگا تھا سچ جاننے کے بعد المیر تمہیں نکال دے گا۔"

کمپیوٹر پر انگلیاں چلاتی وشمہ اس آواز پر تھمی تھی جھٹ سر اٹھا کر دیکھا۔نوروز اپنی سیاہ روشن آنکھوں کے ساتھ دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اپنے آفس سے نکلتا المیر ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر آتش فشاں بنا۔ گرم خون یکدم اس کے دماغ میں گھومنے لگا تھا۔

"تم ادھر کیا کر رہے ہو۔"

وہ کھڑی ہوئی تھی سنبھل کر بولی۔نوروز نے شانے اچکا دیے۔

"خاصا عجیب سوال ہے۔یہ میرے بھائی کا آفس ہے میں یہاں ہو سکتا ہوں۔"

وشمہ نے لب کچلے۔

"سو اس نے تمہیں یہاں سے نہیں نکالا یعنی وہ اب بھی تمہیں پسند کرتا ہے ایم آئی رائیٹ۔"وشمہ کے چہرے پر آئی لٹ کو چھونے ہی لگا تھا جب وہ یکدم سے پیچھے

ہوئی۔المیر تیز قدم بڑھاتاان تک آیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔"

غرائی آواز میں اس نے آہستگی سے پوچھا تھا کہ یہاں اسے اپنی ریپو بہت عزیز تھی۔

نوروز نے خوشگوار حیرت سے مڑ کر المیر کو دیکھا اور اس کے گلے لگ گیا۔المیر نے دانت پیسے تھے اس نے وشمہ کو تلخ نگاہوں سے دیکھ کر نوروز کو خود سے الگ کیا۔

"آپ سے ملنے آیا ہوں بھائی ڈیڈ بھی میرے ساتھ ہیں۔"

وہ المیر کے سرخ چہرے کو نگاہوں میں لیکر کہہ رہا تھا۔اسے المیر کو ایسے دیکھتے ہوئے اب برا لگا کرتا تھا۔ٹھیک ہے اس نے غلط کیا لیکن یہ سب اس نے صرف زویا کی خاطر کیا تھا۔رہی بچپن کی بات تو تب تو وہ چھوٹا تھا اور چھوٹے سے تو غلطیاں ہو ہی جایا کرتی ہیں۔

"آپ مجھے اپنے آفس میں آنے کا نہیں کہیں گے۔"

المیر نے قدم موڑ لیے تھے۔جاتے جاتے بھی اس نے وشمہ کو زخمی نگاہوں سے

دیکھا تھا۔اسے رہ رہ کر یہ احساس کھائے جا رہا تھا کہ کیسے وہ نوروز کو اس کے بارے میں بتاتی ہو گی اور وہ اس کے پاگل پن کا مزاق بناتے ہوئے اس کے جذبات پر ہنستا ہو گا۔وہ اسے لیے اپنے آفس میں آ گیا۔خیام کو جیسے ہی معلوم ہوا وہ برے تیوروں سے وہاں پہنچا تھا۔

"آپ تو بالکل ہی الگ ہو گئے ہم سے ایسی بھی کیا ناراضگی کہ یوں ہی غائب ہو جائیں۔ارے خیام کیسے ہو یار۔"

بات کرتے کرتے اس کی نگاہ اندر آتے خیام پر پڑی وہ اس سے گلے ملنے کیلئے کھڑا ہوا تھا لیکن اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

"میں ٹھیک ہوں کہو کیسے آنا ہوا۔"

سیٹ سنبھال کر اس نے روکھے انداز میں کہا تھا۔کاندھے اچکاتا نوروز اس کے برابر بیٹھ گیا۔

"ڈیڈ کو لیکر آیا ہوں ان کا ٹریٹمنٹ کرانا ہے یہاں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خیام کی نگاہیں المیر پر ہی جمی تھیں جو غیر آرام دہ انداز میں بیٹھا تھا۔

چاروں جانب خاموشی دیکھ کر نوروز جھنجھلایا تھا۔

"آپ لوگ تو مجھ سے پانی بھی نہیں پوچھ رہے۔"

ماحول کی کثافت کے اثر کو زائل کرنے کیلئے وہ فضول میں ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔خیام کی بات نے اسے چپ لگا دی۔

"جو حرکت تم کر چکے ہو اس پر تمہیں پانی نہیں زہر دینا چاہیے۔تمہاری ہمت کو داد دینی پڑے گی المیر سے مار کھانے کے بعد بھی کیسے ڈھٹائی سے یہاں موجود ہو۔"

نوروز نے سینے پر ہاتھ باندھے اور آنکھیں سکیڑ کر المیر کی جانب دیکھا۔

"المیر مجھے مار سکتا ہے کیونکہ وہ میرا بھائی ہے۔"

خیام نے اس کی بات پر سر کو جھٹکا تھا۔

میں نے جو کیا اپنی محبت کو حاصل کرنے کیلئے کیا بھائی کی جگہ کوئی بھی ہوتا میں یہی کرتا۔اب بھی میں زویا کیلئے کوشش کرونگا جہاں تک مجھ سے ہو سکا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

المیر نے تلخی سے چہرہ موڑا تھا۔وہ اس سمے کچھ بھی بولنے سے قاصر تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اگر وہ پھر سے پھٹ پڑا تو بہت برا ہو جائے گا۔

"تم شاید بھول رہے ہو زویا اب المیر کی منگیتر ہے اور یہ دونوں بہت جلد شادی کرنے والے ہیں نہ بھی کرتے تو میں پھر بھی تم سے اسے شادی نہ کرنے دیتا۔"

نوروز نے دل چسپی سے خیام کی طرف رخ کیا پھر اس کے لب کا کنارہ بڑے ہی پراسرار انداز میں پھیلا تھا۔

"زویا کی شادی مجھ سے ہی ہو گی خیام اگر نہ ہوئی تو۔"

اس نے بات کو درمیان میں روک کر المیر کی جانب دیکھا جس کے ماتھے پر ابھرتی رگ صاف پھڑکتی نظر آ رہی تھی۔

"میں وشمہ سے شادی کر لوں گا۔کیا اس نے کبھی آپ لوگوں کو بتایا کہ اسے مجھ پر کرش تھا اور میرا ابھی دل وشمہ پر پھسلا تھا۔میں نے موم سے کہا تھا اگر زویا مجھے نہ ملی تو میں وشمہ سے شادی کر لوں گا۔یہ الگ بات ہے کہ وہ نہیں جانتیں کہ کون

وشمہ۔"

المیر کی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہو گئیں اس کی مٹھیاں آپس میں اس طرح بھینچی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا ابھی گوشت پھاڑ کر نکل جائیں گی۔

"اپنی حد میں رہو نوروز اور دفع ہو جاؤ یہاں سے تم۔"

المیر کی ناک کو پھول پچک کر دیکھتے ہوئے خیام نے سخت آواز میں اس سے کہا۔

"ہاں ہاں جا رہا ہوں۔بس بھائی کو یہی کہنے آیا تھا کہ زویا مجھے لوٹا دیں نہیں تو پھر بعد میں اعتراض نہ کریں کہ میں نے اس بار بھی ان کی فیورٹ چیز ان سے چھین لی۔

خدا حافظ۔"

www.novelsclubb.com

کالر کو درست کرتے ہوئے وہ وہاں سے اٹھ کر گیا۔اس کے جاتے ہی المیر نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں خیام بس کچھ دیر اکیلے رہنا چاہتا ہوں۔کسی کو بھی میرے روم میں مت آنے دینا پلیز۔"

وہ اٹھ کر اس کے پاس آ رہا تھا جب المیر نے اس سے کہا۔ وہ سر ہلاتا باہر آیا دیکھا نوروز وشمہ سے کچھ کہتے ہوئے جا رہا تھا وہ بڑے ڈگ بھرتا وشمہ کی جانب بڑھا اس کہنی سے تھام کر ایک کارنر میں لے آیا۔ حواس باختہ سی وشمہ اس کے یہ تیور دیکھ کر گھبرا گئی تھی۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے تم کیا کر بیٹھی ہو۔ مجھے گھن آتی ہے یہ سوچ سوچ کر کہ کبھی میں تمہیں اپنی بہن تصور کرتا تھا، تم تو۔۔

وہ سخت بات کہتے کہتے رک گیا۔

"یو نو واٹ تم جیسی لڑکی کو نوروز ہی سوٹ کرتا ہے۔ یہ اپنی شوٹنگ مکمل کرو اور نکلو ہماری کمپنی سے میں نے معاف کیا سارا فائن۔ میں مزید تمہیں بیس دن یہاں برداشت نہیں کر سکتا اس لیے اس ایک ہفتے کے بعد تم مجھے یہاں نظر نہ آؤ۔"

وہ جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر وہاں سے گیا تھا۔ وشمہ کا وجود کانپنے لگا۔ اس کے حلق میں گولا سا اٹک گیا تھا۔ آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے ہوئے وہ بڑی

ساری مسکان چہرے پر سجائے پورا دن کام کرتی رہی ہنستی رہی ہنساتی رہی۔

وہ اذان اور عروسہ تو ماہم اور سندس کو جلانے کیلئے مری کی سیر کو بھی گئے تھے ڈھیر ساری پیکس بنوا کر ویڈیوز بنا کر سٹیٹس لگا لگا انہیں جلایا بھی تھا۔ ہو ٹلنگ کرتے تھے۔ خوب ہلا گلا کر کے خود کو موج مستیوں میں بزی رکھتے تھے۔ میچ ہوتا تھا تو اس میں بھی سب سے زیادہ آوازیں عروسہ اور وشمہ کی ہوتی تھیں۔ ان کی ایکسائیٹمنٹ اتنی زیادہ ہوتی تھی کہ ایک پل کو تو خیام اور المیر خود پر لعنت بھیجنے سے روک نہیں پاتے تھے۔ حتیٰ کہ خود کو خوش کرنے دکھانے کے چکر میں وہ دونوں یہ بھی بھول گئی تھیں کہ یہ مزاق میں ہے یا حقیقت میں۔

آج بھی گھومنے کا پلان تھا۔ ندیدی نگاہوں سے گھورتی آؤٹنگ کی دلدہ ماہم کو جلانے اور کافی عرصے سے فن سے محروم ہوئی سندس کو تپانے کیلئے ان کا جناح پارک جانے کا ارادہ تھا لیکن خیام کی بات نے وشمہ کو روک دیا۔ وہ اس کی تلخ باتوں سے اتنا ٹوٹی تھی کہ اب تو جھوٹے منہ بھی مسکرانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

اس لیے کلوز نگ کر کے وہ ڈائیر کٹ اپنی امی کے پاس آ گئی۔ان کے پاس لیٹتے ہوئے جیسے اسے زمانے بھر کا سکون ملا تھا۔

"دس دن بعد آپ کی سر جری ہے آپ کو ہمارے لیے ٹھیک ہونا ہے امی۔"

اس کی امی مسکائی تھیں فرشتوں جیسی مسکان تھی ان کی۔

"مجھے اللہ پر یقین ہے جب تک میں اپنے تمام فرائض سے سبکدوش نہیں ہو جاتی مجھے کچھ نہیں ہو گا۔"

وہ اس کے بالوں پر ہاتھ چلاتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔وشمہ کے منہ سے بے اختیار "ان شاءاللہ" نکلا تھا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن اس کے بعد تمہیں اپنی سٹڈی کمپلیٹ کرنی ہو گی۔نہیں تو مجھے پوری زندگی یہی گلٹ رہے گا کہ میری بچی میری وجہ سے نہیں پڑھ پائی۔"

وشمہ نے بوجھل دل کے ساتھ مسکرا کر چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"بس آپ ٹھیک ہو جائیں پھر جو آپ کہیں گی میں کرو نگی۔"

انہوں نے محبت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"تمہاری آنکھیں نم لگ رہی ہیں کیا تم دکھی ہو؟ میں بہت مس کرتی ہوں اپنی شرارتی وشمہ کو۔"

وشمہ نے بھرپور طریقے سے نمی کو پیچھے دھکیلا۔

"آپ کی شرارتی وشمہ واپس آگئی ہے امی اور۔۔"

آنسوؤں کی زیادتی کی وجہ سے اس کی آواز درمیان میں رک گئی۔

"وہ اب آپ کی ناک میں دم کرنے والی ہے۔"

"میں سن رہی ہوں وشمہ تمہارے اندر کی آواز مجھ سے کچھ کہہ رہی ہے۔ کہہ دو دل ہلکا ہو جائے گا۔"

اور پھر ضبط کیے آنسوؤں چھلک پڑے۔

"سب مجھ سے نفرت کرنے لگے ہیں۔"

"کیا تم ان سے محبت کرتی ہو۔"

اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا کہ بولنے میں دشواری ہونے لگی تھی۔

"پھر وہ نفرت نہیں ہے ناراضگی ہے اور دیکھنا بہت جلد وہ بھی تم سے محبت کرنے لگیں گے۔انتظار کرو سب بہتر ہو گا۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے آنسوں صاف کیے۔

"سب چاہتے ہیں میں ان کی زندگی سے دور چلی جاؤں۔"

اس نے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے اس کے بعد ہی تو پھر وہ تمہاری قدر جانیں گے۔ڈیڈ لائن کیا دی ہے تمہیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ ہولے سے بولی۔

"ایک ہفتہ۔"

"ٹھیک ہے پھر اس ایک ہفتے میں تم اپنی زندگی کے بہترین پل جیوان کے ہاتھوں میں خوبصورت یادیں پکڑاؤ اور پھر ان کی زندگی سے نکل جاؤ۔دیکھنا ایک ہفتے میں

ہی وہ سب تم تک لوٹیں گے۔جب تک انسان پاس ہوتا ہے اس کی قدر نہیں ہوتی

جو نہی منظر عام سے غائب ہوتا ہے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔"

اس نے نفی میں سر ہلایا جیسے وہ اپنی امی کی بات سے متفق نہیں تھی۔

"کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا وہ سب تو مجھے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔"

وہ حد سے زیادہ بد گمان تھی۔اس کی امی پھر سے مسکرائیں۔

"کوشش کرنے میں کیا جاتا ہے۔"

اس نے پھر سے سر اٹھا کر امی کو دیکھا۔

"اگر انہیں پھر بھی میری قدر نہ ہوئی تو؟"

اس کی امی مسکائیں۔

"پھر انہیں ناقدرا جان کر بھلا دینا اور اللہ کا شکر ادا کرنا کہ اس نے تمہیں ان جیسے

دوغلے لوگوں سے بچا لیا۔"

"پھر دل کیا کرونگی جو صرف ان لوگوں کے بارے میں سوچتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

اس کی امی نے بالوں میں ہولے ہولے انگلیاں چلانی شروع کیں۔

"دل کو صبر آجاتا ہے، جھوٹے لوگوں پر تو بہت جلدی آتا ہے۔"

"میں جھوٹی تھی تبھی ان کے دلوں کو مجھ پر صبر آگیا۔"

اس نے دل میں سوچا نمی پھر سے آنکھوں میں جگہ بنانے لگی۔

خوش رہا کرو وشمہ تم مسکراتی ہوئی بہت اچھی لگتی ہو۔"امی کی بات پر اس نے زبردستی لبوں کو کھینچا اور

پھر ہولے سے مسکاتے ہوئے ان کے بازوؤں میں اپنا منہ چھپا لیا۔

"ایک ہفتہ کھل کر جیو اور سب بھول جاؤ۔"

اس نے اپنی امی کی بات پر عمل کیا اور خود پر خول چڑھائے وہی پرانی وشمہ بنی ایجنسی میں حاضر تھی۔

آج اس کا فوٹو شوٹ تھا۔ جینز پر بٹنوں والا کوٹ پہنے، سر پر وولن کیپ سجائے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بالوں کو دائیں بائیں پھیلاتی وہ بڑی ساری سی گرین پینسل ہیل میں سنبھلتے ہوئے چلتی وہاں تک آئی۔اس کا نچلہ لب دانتوں تلے دبا تھا۔آنکھوں میں دنیا جہان کا اشتیاق سجائے اس نے خود کو لائیٹ اور کیمرا ز کے آگے کھڑا پایا۔

"کیا یہ ہیل ضروری ہے مجھے لگتا ہے میں اس میں گر جاؤں گی۔"

کچھ زیادہ ہی اونچی ہیل میں وہ کھڑی پینڈولم کی طرح یہاں وہاں جھول رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے عین سامنے المیر اور زویا ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔دائیں جانب خیام اور یزدانی تھا۔اور پیچھے اس کے اس فیصلے سے ناخوش سا اذان کھڑا تھا۔دور اسے ماہم اور سندس بھی کھڑی دکھ رہیں تھی۔جبکہ عروسہ گرین روم میں موجود ڈریسز کو دیکھنے ان پر بحث کرنے میں مگن تھی۔

"اس کوٹ کے ساتھ یہی ہیل جائے گی۔اور یہ اتنی اونچی بھی نہیں کہ تمہیں اتنی دشواری ہو کہ لٹو کی طرح گھومنے لگ جاؤ۔"

ضرورت سے زیادہ بولتے سٹائلٹس کو المیر نے مڑ کر دیکھا۔اس کی نگاہ کے پیغام کو

پہچانتے ہی وہ چپ ہو گیا تھا۔

"اچھا پھر خود پہن لو نا آؤ پتا چلے تمہیں بھی اس تنکے جیسے ہیل میں کیسے کھڑا ہوا جاتا ہے۔"

زویا نے مسکان چھپانے کیلئے ہونٹوں پر انگلیوں کا چھجا بنایا۔

"تم تو ویسے بھی زنانی دکھتے ہو۔"

اس کی بڑبڑاہٹ تھی اور خاصی اونچی تھی۔سب ایک منٹ کو سناٹے میں آ گئے یعنی اتنے بڑے سٹائلٹس سے اس طرح کی بات۔وہ بیچارہ تو اپنی اتنی عزت پر کھسیا گیا کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ مقابل "دی رائے" اور "دی یزدانی" کی فیورٹ میں سے لگتی تھی پھر وہ اس کا کو ایکٹر تھا جو آگے اسے تھامنے کیلئے بڑھا۔

"کول ڈاؤن ہم کر لیں گے یہ۔"

وشمہ کو شانے سے تھام کر خود سے لگاتے ہوئے وہ ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر پوز بنا کر کھڑا ہو گیا۔وشمہ نے المیر کو دیکھا پھر کہنی مار کر اس ایکٹر کو خود سے دور رہنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کو کہا۔

"زیادہ ٹچی مت ہو مجھے پتا ہے میرا کام۔"

اس سے تھوڑا دور کھڑی وہ چہرے کا پاؤٹ بنا رہی تھی، مسکرا رہی تھی۔اپنی تصاویر اتروا رہی تھی۔بھاگ کر جاتی میک اور کپڑے چینج کر آتی اور پھر ڈائیر کٹر کی ہدایت کے مطابق پوز بنا کر کھڑی ہو جاتی۔اس کے آخری ڈریس کی آخری تصویر بننی تھی۔

وہ جرسی فراک تھی جس کا رنگ سفید تھا۔تنگ بازو تھے اور ٹخنوں سے اونچی فراک کے ساتھ سفید شوز تھے جن پر سفید ہی ستارے لگے ہوئے تھے۔ بالوں کو کرل کر کے کافی اوپر چڑھا کر ہلکے میک اپ اور پنک لپ اسٹک لگے ہونٹوں کے ساتھ وہ وہاں سپاٹ پر موجود تھی۔

"ایک تو میں ان سے بہت تنگ ہوں ہر منٹ بعد ان کا ہونٹ دانتوں میں ہوتا ہے۔ گلوسی لپس کی ڈیمانڈ ہے لیکن یہ محترمہ انہیں گلوسی رہنے دیں گی تو کچھ ہو گا نا۔"

بیوٹیشن پھر سے وہی شیڈ اس کے ہونٹوں پر لگاتے ہوئے خائف سا کہہ رہا تھا۔

"ان کے ہونٹ ہیں بھی تو پیارے۔"

کو ایکٹر کی آواز پر سیل فون میں بزی المیر نے سخت نگاہ اس پر ڈالی تھی جو سب سے کٹ کر وشمہ کے ہونٹوں پر نگاہیں جمائے کھڑا تھا جہاں بیوٹیشن لپ اسٹک کو سیٹ کر رہا تھا۔

"مسٹر نبیل تھوڑا دھیان سے ہاں، میں کوئی ایکٹریا ماڈل نہیں ہوں جو اس بات پر ہی ہی کر لوں گی۔ میں نے منہ توڑنے میں منٹ نہیں لگانا۔"

کسی کے بھی نوٹس لینے سے پہلے وہ بولی تھی۔ اس کے کو ایکٹر نے ڈرنے والے انداز میں دونوں ہاتھ اٹھائے تھے۔ کافی ساری پوز تھے جو اس نے کرنے سے منع کر دیے تھے لیکن پھر کچھ سوچ کر وہ اس والے پر حامی بھر بیٹھی تھی اب بھی وہ اس پوز کو منع کر سکتی تھی۔ زویا کے یزدانی کو کہنے، خیام کے ٹوکنے اور عروسہ کی الجھنے پر بھی اس نے یہ پوز کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔ وہ تو بس اس بات پر اندر سے دکھی

تھی کہ المیر کسی بھی چیز میں ٹوک نہیں رہا تھا۔اس لیے اس کے نہ بولنے پر اس نے جی کڑا کر کہ یہ پوز کرنے پر خود کو راضی کیا جو کہ کچھ یوں تھا۔

اس کا کو ایکٹر جس کے ہاتھ میں چھتری تھی۔وہ اس کے انتہائی قریب آ کر کھڑا ہوا۔ فوٹو گرافر کے کہنے پر وشمہ نے چھتری پر رکھے اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔ المیر کے ماتھے پر بے شمار جال بن گئے۔وہ بولڈ پیکس کے بارے میں سن تو رہا تھا مگر یہ اس قدر بولڈ ہو نگی اس نے سوچا نہ تھا۔موبائل کو سائیڈ پر رکھ کر وہ دانت پیستا وشمہ کو دیکھ رہا تھا جو اس انسان کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے کھڑی ہو گئی تھی ایسے کہ یوں لگتا تھا چھتری دونوں نے تھام رکھی ہو۔

"گڈ، نبیل وشمہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے مزید قریب کریں نو سپیس۔"

آواز ابھری آواز کے ساتھ ہی المیر کھڑا ہوا تھا۔

"کیا بے ہودگی ہے یہ، کس نے لکھا ہے یہ سین۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے عروسہ کی جانب دیکھا جو نفی میں سر ہلا رہی تھی۔وشمہ نے نبیل کے ہاتھوں پر سے اپنے ہاتھ ہٹا لیے۔

فرق نہیں پڑتا فرق نہیں پڑتا کہنا والا اب کیسے سیکنڈوں میں کھڑا ہوا تھا۔وشمہ کے لب ہولے سے مسکان میں ڈھلے۔

"یہ تصویر نہیں اترے گی, مس وشمہ ہٹیں وہاں سے۔"

اس کی سخت کھردری آواز پر سب چونکے تھے۔زیادہ حیران زویا تھی کیونکہ آج تک کیسے کیسے شوٹ ہو چکے تھے مگر مجال تھی جو المیر کچھ کہہ لیتا تو پھر آج؟اس نے چور نگاہوں سے خیام کو دیکھا جو بے زار سا وہاں بیٹھا تھا مگر غصے کی لکیریں اس کے ماتھے پر بھی تھیں۔

"لیکن مسٹر رائے یہ تصویر ہی بل بورڈ کی زینت بننی ہے۔یہ ہی تو مین سین ہے۔ میں اسے کٹ نہیں کر سکتا۔"

یزدانی وہیں سے بولا تھا۔المیر نے خود پر ضبط کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یزدانی صاحب لمٹ بھی کوئی چیز ہوتی ہے یہ انڈیا یا امریکہ نہیں ہے جس میں آپ اس طرح کا بے ہودہ سین کروائیں گے۔"

یزدانی المیر کی بات پر ہنسا۔

"مسٹر رائے تبھی تو یہ سین بنوا رہا ہوں کہ اب ہم انڈیا اور امریکہ سے کافی آگے نکل چکے ہیں۔"

المیر نے ماتھے کو مسل کر وشمہ کی جانب خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔اس کا فشار خون بڑھا ہوا تھا۔دل کر رہا تھا سامنے کھڑی لڑکی کو شوٹ کر دے۔

"میں نے تو آپ کو پہلے ہی واضح کر دیا تھا کہ مجھے اسی طرح کی چیزیں چاہیے آپ نہیں کر سکتے تو میں کسی اور ایجنسی سے کروا لیتا ہوں۔"

اور یہیں پر المیر بے بس تھا وہ جانتا تھا دوسری ایجنسی نے پھر اس کے کہنے پر کیا کیا کر دینا ہے اگر سامنے وشمہ نہ ہوتی تو وہ سو بار اس پر لعنت بھیج چکا ہوتا۔

"کیا آپ ریڈی ہیں اس کیلئے؟"

اس نے ڈائیر کٹ وشمہ سے پوچھا۔وہ سب کو دیکھتی رہی پھر اس کا اثبات میں ہلتا سر سب کو حیرت میں غلطاں کر گیا۔ماہم نے بہت برا منہ بنایا تھا جیسے اسے وشمہ سے گھن آ رہی ہو۔

"میں کرونگی یہ سین لیکن یہ میری کمر پر ہاتھ نہیں رکھے گے۔میں ان کا ہاتھ نہیں تھاموں گی۔ان کے ہاتھ کے نیچے سے چھتری کو پکڑ لوں گی اور میں ان کے ذیادہ قریب بھی نہیں ہونگی۔وہ سب آپ لوگ بعد میں سیٹ کر لیجئے گا اگر کوئی مسئلہ ہے تو بتادیں۔شوٹنگ کینسل کر لیتے ہیں۔"

اور پھر اس کی اس بات پر سب نے نجات والا سانس لیا تھا۔یزدانی نے اوکے کہہ دیا کہ اسے ہر صورت وشمہ ہی اپنے ایڈ میں چاہیے تھی۔المیرا اثبات میں سر ہلاتا بیٹھ گیا۔

وشمہ نے وہی کیا جو اس نے کہا تھا۔نبیل سے دور وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔فوٹو شوٹ مکمل ہوا۔کل شوٹنگ ہونی باقی تھی۔وہ کپڑے چینج

کرتی وہاں سے چلی گئی۔المیر نے تمام تصاویر دیکھیں پھر وہ کیمرہ مین کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا۔

جاتے سمے اس کے چہرے پر سکون کا راج تھا۔

شام کے ڈھلتے ساؤں میں مسکراہٹ کا مکھوٹا اتار کر وہ سنجیدگی کے عالم میں ٹیکسی کا انتظار کر کے تھک کر چلنے لگی تھی۔اس کا بھورا بیگ کاندھے پر گرا ہوا تھا۔سٹائلٹس نے بالوں کو جو ترتیب دی تھی وہ اب بھی برقرار تھی۔میک بھی چہرے پر ہنوز موجود تھا۔وہ ایک جیسی پرنٹڈ لانگ قمیص اور ٹراؤزر پہنے لونگ اپر سے خود کو ڈھانپے چل رہی تھی۔آج سردی تھوڑی کم تھی اور موسم خوشگوار۔وہ اس خوشگوار شام میں اپنے سفید اپر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالی موکا کیفے کے سامنے سے گزری کہ دفعتاً اس کے قدموں کو رکنا پڑا۔

ایک چیز نے اسے ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔اس نے دو قدم پیچھے کو ڈالے گردن

گھمائی اور پھر اس کی آنکھیں اور منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔وہ ساکت ہو گئی ایک لمحہ لگا تھا اسے سنبھلنے کیلئے۔چہرے کے تاثرات سخت کر کے پیچھے کو دیکھتی وہ کیفے کے اندر آئی۔اور ان دونوں کے سروں پر پہنچ گئی۔

"تو یعنی یہ بھی تمہاری چال تھی۔تم اتنے گھٹیا ہو میں سوچ نہیں سکتی تھی۔"

نوروز بڑی گہری مسکان سجا کر کھڑا ہوا۔اس کے نئے روپ کو دیکھ کر اس نے سیٹی بجائی تھی۔

"واؤ تم تو گروم کر گئی ہو،سنا تھا آکاش کہ لڑکے لڑکیوں کو گروم کرتے ہیں آج دیکھ بھی لیا۔"

www.novelsclubb.com

اس نے کافی پیتے آکاش کو آنکھ مار کر کہا تھا وہ اس بات پر چونکا کیونکہ اس کی نگاہیں ابھی بھی وشمہ پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"تم اتنے برے ہو نوروز میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی مجھے دکھ ہے کہ المیر جیسے انسان کا تم سے کوئی تعلق بھی ہے۔"

نوروز نے جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے صبیح دمکتے چہرے کو نگاہوں کے حصار میں لیا اور کہنے لگا۔

"میں نے جو بھی کیا اپنی محبت کے حصول کیلئے کیا۔ المیر کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو میں یہی کرتا ڈئیر، المیر کو تمہاری طرف سے کانشس کرانا ضروری تھا۔ اس کے جذبوں کو پختہ کرنا ضروری تھا اور اس سب میں اگر میں نے اپنے دوست کی مدد لی تو کیا برا کیا۔ المیر کونسا دودھ کا دھلا ہے جس کی تم اتنی طرف داری کر رہی ہو، اسے بہت پہلے پتا چل گیا تھا کہ تم کیا ہو لیکن پھر بھی وہ تمہارے دل سے کھیلتا رہا، پیار کا ڈھونگ رچایا تم سے، تمہارے نزدیک رہا۔ کیا وہ برا نہیں بلکہ وہ تو اس صدی کا سب سے برا انسان ہے کیونکہ اس نے نا صرف میری محبت چھینی بلکہ تمہیں بھی دھوکا دیا اور تو اور یہ جاننے کے باوجود کہ تمہاری امی اس کی ماما ہیں وہ تو ان سے بھی ملنے نہیں گیا۔ تو بیٹا المیر پر دکھ کرنے کی بجائے اسے پر ترس کھاؤ کیونکہ وہ ہے ہی اس قابل۔"

وشمہ نے لب کچلے۔

"تم اسے برا نہیں کہہ سکتے اس میں اور تم میں زمین آسمان کا فرق ہے۔اسے میرا پتا چل گیا تھا پھر بھی۔"

نوروز نے اس کی بات درمیان میں اچک لی۔

"پھر بھی اس نے تمہیں بھرے مجمع میں ذلیل کیا۔وہ اپنی نفرت کا اظہار اکیلے بھی کر سکتا تھا لیکن اس نے تمہیں پوری دنیا کے سامنے دو کوڑی کا کر کے رکھ دیا۔دیکھ لو کتنا زہر ہے اس شخص کے اندر۔"

آکاش وشمہ کے چہرے پر پھیلتے سرخ رنگ کو دیکھ رہا تھا۔اپنا کپ رکھ کر اس نے درمیان میں بولنا مناسب سمجھا۔

"تلخ باتوں کو جانے دو نوروز بیٹھ جاؤ کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔مس وشمہ آپ بھی بیٹھ جائیں بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔"

وشمہ نے حقارت بھری نظر آکاش پر اچھالی اور پھر نوروز کی جانب انگلی اٹھا کر بولی۔

"تمہیں ہر چیز کا حساب دینا ہو گا نوروز تمہارے چہرے کے پیچھے جو شیطان چھپا ہے اسے میں جان گئی ہو اور میں دعا کرو نگی کہ زویا تمہیں کبھی نہ ملے۔"

وہ مڑنے لگی تھی جب نوروز نے جارحیت سے اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے خود کے سامنے کیا۔ کیفے میں بیٹھے لوگ ایک پل کو ان کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔ وشمہ کی آنکھیں تحیر سے پھیل گئیں وہ نوروز سے اس چیز کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

"کر لو دعا لیکن اگر ایسا ہو گیا نا تو پھر وہ تم ہو گی جو میری زندگی میں آئے گی انڈر سٹینڈ۔"

وشمہ نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور دو قدم پیچھے ہوئی۔

"بھول ہے تمہاری مسٹر لوزر۔"

وہ یہ کہہ کر وہاں سے نکلی تھی۔ نوروز بگڑے موڈ کے ساتھ کرسی پر بیٹھا۔ آکاش جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا کہا ہے ابھی تم نے۔"

نوروز نے گرم کافی کا بڑا سا سپ لیا۔

"میں ایسا ہی کرونگا بڈی، المیر نے میری محبت چھینی ہے تو میں اس سے اس کی محبت چھین لونگا۔ چاہے پھر وہ جائز طریقہ ہو یا ناجائز۔"

وشمہ نے باہر نکلتے ہوئے رکے آنسوؤں کو بہنے دیا۔ اس نے ٹیکسی کرائی اور المیر کے گھر آگئی۔ رینٹ دے کر وہ کافی دیر مین گیٹ کے باہر کھڑی رہی بلا آخر اس نے بیل پر ہاتھ رکھا تھا۔ چوکیدار نے کیمرے سے اسے دیکھا پھر گیٹ کھول کر سامنے آگیا۔

"سلام بی بی صاب لوگ تو جی بار گومنے گیا ہے۔"

چوکیدار کے بات سن کر اس کے اعصاب چٹخے تھے۔

"کب گئے تھے؟۔"

بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

"وہ تو جی ابی ابی نکلا ہے۔ آدا گنٹا ہوا ہے۔"

وشمہ نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ گئی۔ گھر آ کر اس نے بیگ کو صوفے پر پھینکا اور ٹیرس پر بیٹھی ماہم کے پاس چلی آئی جو نجانے کن سوچوں میں گم تھی۔ وشمہ کو اپنے پاس بیٹھے دیکھ اس نے منہ پھیرا تھا۔

"زندگی بھی کتنی کھٹی میٹھی ہے نا۔ کتنے اونچ نیچ خود میں سموئے رکھتی ہے کبھی شہد جیسی میٹھی ہو جاتی ہے تو کبھی کریلے سے بھی کڑوی۔ ایک دور تھا جب ہم لوگ مٹھاس سے بھری لائف گزار رہے تھے اور ایک یہ دور ہے کہ اس کی کھٹاس نے جینا کا مزا ہی کرکرا کر دیا ہے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا سب بیکار سا ہے۔"

اس نے وقفہ لیا پھر خود کو ذبردست اگنور کرتی ماہم کی جانب دیکھ کر گہرا سانس بھرا۔

"دس دن بعد میری امی کی سرجری ہے۔ تم دعا کرنا اللہ انہیں زندگی کے ساتھ صحت بھی نوازے۔ تمہارے کپڑے لانڈری کیلئے رکھے ہیں میں لے جاؤں۔"

"میں اپنا کام خود کر سکتی ہوں۔"

ماہم نے جھٹ سے کہا تھا۔وشمہ کھڑی ہوئی۔

"جانتی ہوں لیکن کیا حرج ہے اگر میں انہیں لے گئی تو۔ادھار سمجھ لو کبھی تم میرے کپڑے لانڈری کر دینا۔"

اور وہ جانتی تھی کہ اب وہ "وقت" کبھی نہیں آئے گا ماہم چپ رہی۔وشمہ کے جانے پر اس نے گردن موڑی تھی پھر وہ خود کو بولنے سے روک نہیں پائی۔

"تم نے میڈیا میں آنے کا فیصلہ اچھا نہیں کیا۔یہ فیصلہ بھی اتنا ہی برا ہے جتنا تم نے دل سے کھیلنے کا کیا تھا۔"

وشمہ نے ہولے سے گردن کو جنبش دی اور وہاں سے چلی گئی کہ وہ جانتی تھی اب یہ الفاظ اسے ہر ایک سے ہی سننے ہیں۔

فیاض کا ٹریٹمنٹ اچھا جا رہا تھا وہ جلدی ہی ریکور کر رہے تھے ان کی نگاہ بھی بحال ہونا شروع ہو گئی تھی اور صحت میں بھی واضح فرق دیکھا جا سکتا تھا۔"الکیمسٹ" کو

ختم کرنے کے بعد انہوں نے بیڈ سائیڈ پر رکھا تھا۔خود پر سے کمبل اتار کر شانوں پر چادر پھیلا کر وہ باہر آ گئے۔نرس نے انہیں باہر آتے ہوئے دیکھا تو وہ مسکا دی۔

"مسٹر فیاض بے شک آپ اب تک ہینڈسم ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اپنی اس خوبصورتی سے لڑکیوں کا دل دھڑکانے باہر نکل آئیں ابھی آپ کو آرام کی ضرورت ہے اس لیے میری مانیں واپس چلے جائیں۔"

فیاض نے اس نرس کی بات پر قہقہ لگایا تھا۔

"بیٹا ڈاکٹر نے کہا تھا کہ آپ چہل قدمی کر سکتے ہیں اور یوں بھی میں اب فٹ ہوں اور چاہتا ہوں کہ اسلام آباد کی لڑکیاں میری فٹنس پر اپنا دل تھام لیں۔"

شرارت سے کہتے ہوئے وہ اپنی ہی بات پر خود ہی ہنسے تھے پھر چادر کو اچھے سے پھیلا کر وہ باہر آئے۔سبزے پر چلتے ہوئے انہوں نے سیل فون پر آیا میسج پڑھا۔

شانے کے قدموں میں عجلت تھی وہ ڈسپنسری سے انجیکشن لینے گئی تھی جو ڈاکٹرز نے ارجنٹ منگوائے تھے۔وہ انجیکشنز کو تھامے تقریبا بھاگ رہی تھی جب سیل

فون میں بزی ایک انکل سے ٹکرائی۔

"اوہ ایم سوری انکل۔"

فیاض کا سیل فون نیچے گرا تھا۔ شانے نے عجلت میں انہیں اٹھا کر دیا۔ سیل فون پکڑتے فیاض کے ہاتھ ڈھیلے پڑے تھے۔ وہ اس بچی کو دیکھ کر ٹھہر گئے۔ انہوں نے جھٹ سے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ شانے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں پا کر چونک کر مڑی جو اسے عمیق نگاہوں سے تک رہے تھے۔

وہی نقوش وہی آواز ان کا ہاتھ کانپا تھا۔ شانے پریشان ہو گئی۔

"آپ ٹھیک تو ہیں انکل۔"

www.novelsclubb.com

اسے اپنی امی کے پاس جانے کی بھی جلدی تھی لیکن سامنے کھڑے آدمی کو دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی کیونکہ ان کی حالت غیر لگ رہی تھی۔

"بیٹا آپ کی ماما کا نام کیا ہے؟"

اس سے پہلے وہ جواب دیتی نور وز وہاں آ گیا۔ پہلے تو وہ اپنے باپ کو سردی میں باہر

کھڑے دیکھ کر چونکا تھا پھر اس لڑکی کا ہاتھ تھامے دیکھ ٹھٹھک گیا۔

"سب ٹھیک ہے ڈیڈ۔"

نوروز کے بولنے کی دیر تھی کہ شانے اپنا ہاتھ ان سے چھڑاتی اندر کی جانب بھاگی تھی۔

"نوروز یہ بچی تمہاری بہن ہے یقیناً۔"

نوروز نے جھٹکے سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوشگواریت بھی تھی۔

"کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔"

آواز بھی خوشگوار حیرت سے نکلی۔

"مجھے پورا یقین ہے تم اس کے بارے میں پتا کروا بھی۔"

وہ روہانسے ہو گئے تھے۔نوروز انہیں خود سے لگاتا اندر کی جانب بڑھنے لگا۔

"ہاں ٹھیک ہے میں پتا کرتا ہوں۔آپ پریشان نہ ہوں۔"

www.novelsclubb.com

وہ انہیں کمرے میں چھوڑتا باہر آیا۔پورے ہاسپٹل کا چکر لگانے کے بعد وہ اسے ڈسپنسری کے باہر سائیڈ پر کھڑی ملی تھی۔اس کے چہرے پر پریشانی کے سائے تھے اور آنکھوں میں خوف۔

نوروز تیز قدم اٹھاتا اس کے پاس آیا تھا۔جب وشمہ کے ساتھ اس نے معاہدہ طے کیا تھا کہ وہ المیر کو ڈچ کرے گی۔تب اس نے خود کو اپنی سٹپ مام اور ان کی باقی فیملی سے چھپا کر رکھا تھا۔بس اسے یہ پتا تھا کہ وہ ہڈیوں کے کینسر کو سفر کر رہی ہیں۔اسی بات کو ڈھال بنا کر اس نے وشمہ کو ٹریپ کیا اور اپنا کام کروایا۔وہ تیزی سے اس چھوٹی سے لڑکی کے پاس آیا جس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

"سب ٹھیک ہے۔"

نوروز نے اس کے پاس آکر پوچھا تھا۔روشانے نے چہرہ اٹھا کر اسی لڑکے کو دیکھا پھر آنسوں پی کر اثبات میں سر ہلایا۔

"اگر کوئی مسئلہ ہے تو آپ مجھے بتا سکتی ہیں آپ میری بہنوں کی طرح ہیں۔"

شانے کو کچھ سمجھ نہ آئی اس لیے وہ بول اٹھی۔

"میری امی کا سانس اچانک رک رہا ہے۔اے ٹی ایم میں پیسے ختم ہو گئے ہیں۔آپی کو کال کر رہی ہوں پر وہ اٹھا نہیں رہیں۔فیضان بھائی کا نمبر بھی انگیج جا رہا ہے۔"

کہتے کہتے اس کے آنسوں نکل آئے تھے۔نوروز نے سمجھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے نسخہ لیا۔تمام میڈیسنز اور انجیکشنز لیکر وہ اس کے ساتھ گیا تھا۔ڈاکٹرز کے ساتھ معاملہ سمجھنے بات کرنے اور اس کی امی کے ٹھیک ہونے تک وہ اس کے ساتھ رہا تھا۔ابھی جب ڈاکٹرز نے بتایا کہ وہ غنودگی میں ہیں اور بہتر ہیں تو نوروز کینٹین سے چائے اور سنیکس لیکر اس کے پاس آ گیا۔اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اس نے چائے کا ڈسپوزل کپ اس چھوٹی سی دوپٹے کے ہالے میں بیٹھی لڑکی کی جانب بڑھایا۔وہ ہچکچا گئی۔

"گھبراؤ نہیں میں نے کہا نا تم میری بہن ہو،لو۔"

شانے نے ہچکچاتے ہوئے اس سے کپ تھاما تھا نوروز شائستگی سے مسکا گیا۔

"نام کیا ہے تمہارا۔"

"روشانے۔"

وہ ہولے سے منمنائی۔

"بہت پیارا نام ہے۔میں نوروز ہوں نوروز فیاض۔تمہارے ڈیڈی کا نام کیا ہے۔"

روشانے نے پلکیں اٹھائیں اور ہلکے سے بولی۔

"فیاض رائے۔"

نوروز کی آنکھیں خوشی سے چمکی تھیں اس کا دل عجیب لے میں دھڑکنے لگا۔

"فیاض رائے، کہاں ہوتے ہیں وہ؟۔"

اس نے پر جوشیت سے پوچھا شانے نے چائے کا سپ لیا اور استفہامیہ نگاہوں سے

اس کی منتظر نگاہیں دیکھیں۔

"وہ سڈنی میں رہتے ہیں۔"

نوروز ہنسا ہنستے ہوئے اس نے شانے کو دیکھا۔وہ واقعی اس کی بہن تھی اس کے ڈیڈ سے ملتی ہوئی۔گہرا سانس بھرتے ہوئے اس نے کرسی کے پشت سے سر ٹکایا۔پھر چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔اس میں اور مریم میں زمین آسمان کا فرق تھا۔مریم اور اس کی اس لیے کبھی نہیں بنی تھی کیونکہ وہ باغی تھی۔ضرورت سے زیادہ بولڈ اور اوپن۔ایسا نہیں تھا کہ وہ تنگ ذہن تھا بس وہ لڑکیوں کو ایک لمٹ میں دیکھنا پسند کرتا تھا جیسے زویا تھی۔بولڈ تھی لیکن اسے اپنی حفاظت کرنا آتا تھا۔اوپن تھی مگر ایک حد تک اسے پتا تھا کہ اس نے کیسے اپنے جسم کو ڈھانپ کر رکھنا ہے۔بوائے فرینڈز کے چکروں سے وہ بالکل آزاد تھی اور ایک مریم تھی کتنی دفعہ اس نے اسے اسی کے دوستوں کے سامنے شرمندہ کروایا تھا۔نوروز نے آگے بڑھ کر ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔

"دیکھو اس ہاسپٹل کے تھرڈ فلور پر میرے ڈیڈی ایڈمٹ ہیں۔تھوڑے بیمار ہیں لیکن جلد صحت یاب ہو جائیں گے تو کچھ دنوں کیلئے میں یہیں ہوں۔تمہیں کوئی

بھی مسئلہ ہو کوئی بھی ٹینشن ہو تم میرے پاس آنا۔ ٹھیک ہے اور ایسے رونا مت۔ بی بریو اوکے۔"

اپنا نمبر اس کے سیل میں سیو کرتے ہوئے اس نے نرمی سے کہا تھا۔ اس نے جیسے ہی شانے کے سر پر ہاتھ رکھا تھا وہ نامحسوس طریقے سے کسمسا کر پیچھے ہوئی تھی۔

اسے اس کی احتیاط بہت بھائی وہ مسکرا اٹھا۔

"میں اب چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ روشانے نے ایک بار پھر وشمہ کا نمبر ملایا مگر اس بار بھی اس نے کال نہیں اٹھائی۔ یکدم کچھ یاد آنے پر اس نے شاپرز چیک کیے وہاں دواؤں کی پرچی تو تھی مگر بل غائب تھا۔

"تھرڈ فلور۔"

اس کے دماغ میں کلک ہوا تھا پھر وہ اس کا نمبر دیکھنے لگی۔

اس نے شوٹنگ میں بہت تنگ کیا تھا۔اسے آتی ہی نہیں تھی کرتی کیسے اس لیے پورا دن گزر گیااور اس پورے دن میں وہ آدھا کمرشل ہی کر پائے تھے۔المیر قنوطی بنے ریحان کے پاس بیٹھا اس کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا۔اس نے جانے کیا کہا تھا کہ وہ کمرشل جو پورے دن میں آدھا بنا تھا۔دو گھنٹے میں مکمل ہو گیا۔وشمہ خوشی سے پاگل سب کے ساتھ اس شوٹنگ کے مکمل ہو جانے پر تالیاں بجا رہی تھی۔

یزدانی اس تک چلتا آیا۔اس کی جانب جھکا اور پھر کچھ کہنے لگا۔

اذان نے پینسل توڑی۔

"تمہیں کیا ہوا۔"

سندس نے قریب آکر اس کے آگ بگولہ چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میرا دل جل رہا ہے اور پوچھتی ہو تمہیں کیا ہوا؟"

سندس نے انتہائی مشکوک انداز میں آنکھیں سکیڑیں کیونکہ اذان کی نگاہیں وشمہ پر تھیں۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا دل کیوں جل رہا ہے۔"

وہ کمر پر ہاتھ رکھے کھردری آواز میں پوچھ رہی تھی۔اذان اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا تبھی اسے اس کے تیور پتا نہیں چلے۔

"میری بہن جیسی دوست غلط چیزوں میں پڑ رہی ہے اور میں کچھ نہیں کر سکتا یہ دکھ کی بات نہیں تو اور کیا ہے۔"

اس نے سندس کی جانب منہ کیا پھر اس کی نگاہیں سندس کے دونوں ہاتھوں پر گئیں جو لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر بندھے تھے۔اس نے کھسیا کر جلدی سے ہاتھ ہٹائے۔

www.novelsclubb.com

"تم کر سکتے ہو تم اسے منع کر سکتے ہو۔"

اس نے یکدم بوکھلاتے ہوئے کہا اذان کا گہرا سانس بے ساختہ تھا۔

"وہ میری بات کہاں سنتی ہے پھر اس کی مجبوری بھی تو ہے کاش میں امیر ہوتا۔"

سندس کے لب پھیل گئے اسے اذان کے صاف دل پر یکدم پیار آیا تھا۔

"میں امیر نہیں ہوں تو کیا ہوا میں ذہین تو ہوں۔"

جانے اس کے دماغ میں کیا آیا تھا کہ وہ یہ بات کہہ کر فوراً وشمہ کی جانب بھاگا۔

یزدانی کو کہنی سے پکڑ کر پیچھے کر کے وہ اس کے کان میں بولا۔

"دیکھو کام اپنی جگہ عزت اپنی جگہ، اسے دور رکھو خود سے۔"

یزدانی کو گھوری لگا کر وہ وشمہ کو لیے سائیڈ پر آ گیا المیر نے عینک اتار کر اسے دیکھا۔

"میں نے سن لیا ہے وہ تمہیں اپنے گھر بلا رہا ہے خبردار جو تم اس کے گھر گئیں تو۔"

اس نے یہ بات جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہی تھی۔المیر نے جھٹ سے مڑ کر وشمہ کی پشت کو دیکھا۔اس کی آنکھوں میں برداشت کی سرخی اور کرچیاں بھری تھیں۔

"کہو میں جاؤ نگی۔"

وہ اس کے کان میں پھسپھسایا۔وشمہ نے "ہیں" والی نظروں سے اسے دیکھا۔اس کے اکسانے پر وہ بولی۔

"لیکن میں کیسے نہ جاؤں جانا تو بنتا ہے نا۔ نہیں تو وہ باقی کے آدھے پیسے نہیں دے گا۔"

اذان نے جو سیل فون میں ٹائپ کیا تھا۔ وشمہ اسے پڑھتی گئی پھر اس نے نا سمجھی سے اذان کو دیکھا۔ المیر کے ماتھے کی رگیں تن گئیں۔ یزدانی کی اتنی ہمت کہ وہ وشمہ کو اپنے گھر پر انوائیٹ کرے۔ اس نے کھا جانے والی نگاہوں سے دور ہنستے ہوئے یزدانی کو گھورا۔

"اچھا تو تم پیسوں کے چکر میں اپنی عزت گنواؤ گی مجھے تم پر افسوس ہو رہا ہے وشمہ۔"

www.novelsclubb.com

"المیر سر پیچھے ہیں۔"

اس نے ہولے سے پوچھا اذان نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ وشمہ کے لب بھی شرارتی انداز میں پھیل گئے۔

"المیر سر پیچھے ہیں اور ہماری دائیں سائیڈ پر خیام سر آتش فشاں بنے کھڑے ہیں خبر

دار دیکھنا مت۔"

وشمہ نے اذان کے سیل فون والا ہاتھ پیچھے کیا اور اپنی اوور ایکٹنگ کو مزید اوور بنایا۔

"میرے پاس اور کوئی آپشن بھی نہیں ہے اور یوں بھی کونسا میرا کوئی بھائی یا باپ جسے میری عزت کی پرواہ ہو گی۔ میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔"

اذان نے اس کی ایکٹنگ کو بھی مات دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"تمہارا کوئی بھائی نہیں۔ وشمہ تم نے یہ بات کہہ کر میرا دل توڑا ہے۔ میں غریب ہوں لیکن عزت دار ہوں تمہیں بہن کہا تو کہا ہے بس طے ہوا تم یزدانی کے پاس نہیں جاؤ گی۔"

www.novelsclubb.com

وشمہ نے اس کے دونوں ہاتھ تھامے دوسری جانب خیام اور المیر کے اندر ہولے ہولے لاوا پک رہا تھا۔ دونوں کا دل کر رہا تھا کہ یزدانی کا گلا گھونٹ دیں۔ وشمہ نے جو بھی کیا تھا ان دونوں کا اس کے ساتھ لنک رہ چکا تھا۔ وہ اسے ہر گز یزدانی کے پاس جانے نہیں دیں گے۔

"مجھے مت روکو اذان تم جانتے ہو میں کتنی مجبور ہوں۔ میں اس کے ساتھ جا رہی ہوں میرے لیے دعا کرنا۔"

وہ مڑی تھی۔ المیر اور خیام کی آواز یکدم ان دونوں کے کانوں سے ٹکرائی۔

"وشمہ۔"

وہ یک آواز میں بولے تھے۔ اذان دانت نکالتے ہوئے آگے کو بڑھا کہ اسے ابھی ایک اور مشن سرانجام دینا تھا۔ وشمہ نے انجان نگاہوں سے مڑ کر ان دونوں کو دیکھا جو اس کی سمت چلے آ رہے تھے۔

"یزدانی نے کیا کہا ہے تمہیں۔"

پوچھنے والا المیر تھا۔ سخت آواز لیے وہ آنکھوں کو سرخ کیے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"بتاؤ کیا بکواس کی ہے اس نے تم سے۔"

اس نے خیام کا بھی ضبط سے بھرا لہجہ سنا۔ اس کا دل کھل اٹھا۔

"محبت دونوں کرتے ہیں مگر انتہائی روڈ ہیں دونوں کے دونوں۔"

www.novelsclubb.com

اس نے خود کو انجان ثابت کیا۔

"کس بارے میں بات کر رہے ہیں آپ۔"

المیر نے دانت کچکچائے اتنی زور سے کہ آواز باہر تک آئی۔

"تم اچھے سے جانتی ہو ہم کس بارے میں بات کر رہے ہیں۔"

دبی غراہٹ کے ساتھ وہ اس کا رخ اپنی جانب کرتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"یہ میرا پرسنل معاملہ ہے المیر سر بہتر ہو گا آپ دونوں اس سے دور رہیں۔"

خیام نے بہت بہت برا منہ بناتے ہوئے غصہ پی کر اپنے دونوں ہاتھ پھلائے تھے۔

خود کو بیچ رہی ہو تم پیسوں کیلئے تو ڈوب مرو۔ مجھے گھن آ رہی ہے یہ سوچ سوچ کر کہ کبھی میں نے تم جیسی لڑکی کو چاہا تھا اگر اتنا ہی شوق ہے نا ان چیزوں کا تو اس جگہ چلی جاؤ جہاں تم جیسی لڑکیوں کا ٹھکانا ہوتا ہے یہاں کیا کر رہی ہو۔"

خیام نے اس کے حد سے بڑھ جانے پر بازو تھام کر کنٹرول رہنے کا اشارہ دیا۔ وشمہ کے دل پر اوس پڑی اتنی گندی بات وہ المیر سے توقع نہیں کر رہی تھی۔ اسے وقت

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لگا بولنے میں۔

"ٹھیک ہے میں نے جو کیا غلط کیا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ مجھے اس طرح بے عزت کریں۔ محبت اپنی جگہ عزت اپنی جگہ۔ جب کسی کی حقیقت یا مجبوری کا نہ پتا ہوں نا تو یوں تلخ باتیں نہیں کہی جاتیں تھینک یو مجھے میری اوقات یاد دلانے کیلئے۔"

وہ جانے لگی تھی جب المیر نے اسے پکار لیا۔

"رک جاؤ وشمہ۔"

وہ نہ ہی رکی اور نہ ہی مڑی۔

"اٹس اوور مسٹر المیر رائے۔"

اس کی قدم یزدانی کی جانب تھے المیر کا دل اس کے ہر اٹھتے قدم کے ساتھ دب رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پھیلی تکلیف خیام کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں تھی۔ اس نے دور کھڑی کام میں مصروف زویا کو دیکھا اور پھر المیر کو اس کا دل گہرے دکھ سے بھر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گیا۔

یہ کچھ دنوں پہلے کی بات تھی جب وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے دی رائے ایڈورٹائزنگ میں ہوتے شور وغل کو دیکھ رہی تھی۔ایک بہت بڑا پراجیکٹ ان کے ہاتھ لگا تھا جس نے اس کمپنی کو بلندیوں تک لے جانا تھا۔وہ چھوٹی سی کمپنی جو ڈوبنے کے دہانے پر تھی اب اپنی چھاپ پوری دنیا میں پھیلا رہی تھی۔زویا اٹلی سے آئی تھی اور وہاں سے اپنی ایک دوست کو لے آئی تھی جس کی شو برانڈ تھی۔وہ اس برانڈ کی سمر کلیکشن لانچ کروا رہی تھی اور اس کیلئے اسے ایک اچھی ایجنسی کی ضرورت تھی جو بہت سلیقے اور نفیس طریقے سے اس کے شوز کو دنیا کے سامنے ریپریزنٹ کرے۔ایڈ مکمل ہو گیا تھا اور اس کی ٹی آر پی نے نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں ہی دھوم مچادی تھی۔کامیابی بہت بڑی تھی تبھی کیک کاٹا جا رہا تھا۔سب موجود تھے۔سب خوش تھے۔ایک ساتھ گول دائرے میں کھڑے وہ المیر

اور زویا پر نظریں ٹکائے ہوئے تھے جن کے ہاتھ میں ربن بندھی چھری تھی اور چہرہ گلنار تھا۔ بلیک فورسٹ تین منزلہ کیک ان کے سامنے تھا۔ سفید کیک پر چاکلیٹ کی دھاریاں تھیں اور ٹاپ پر چاکلیٹ فلاور سجا ہوا تھا۔ وشمہ اپنی سیٹ پر بیٹھی ایک ہاتھ پر سر ٹکائے مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"یہ سب ہماری جیت کے نام۔" خیام نے پوپر کو رول کیا تو دھماکے کے ساتھ بہت سارے رنگ برنگے ٹکڑے ان دونوں پر گر گئے۔ وہ وہاں تنہا بیٹھی انہیں دیکھ رہی تھی۔ کسی نے اسے نہیں بلایا تھا، کسی کو وہ یاد نہیں رہی تھی۔ گنتی شروع کی گئی تھی ابھی وہ لوگ سات پر ہی پہنچے تھے کہ اس کا سیل فون بج اٹھا۔ بیگ میں ہاتھ مار کر اس نے موبائل نکالا۔ روشانے اسے کال کر رہی تھی اس نے جلدی سے فون کو کان سے لگایا۔

"آپ کی بہت ضرورت ہے آپی جلدی آجائیں۔" اس کی آواز کے ڈر نے وشمہ کا دل جکڑ لیا۔ وہ اپنا سامان سمیٹتی تالیوں کی آوازوں کو گنور کر کے وہاں سے بھاگی

تھی۔المیر نے اسے دیکھ لیا تھا۔ایک وہ ہی تو تھی جسے وہ دیکھا کرتا تھا اس کے علاوہ اور کون تھا بھلا؟

"کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے؟"حواس باختہ سی وہ سوال کر رہی تھی۔فیضان افسردہ سا سائیڈ پر کھڑا تھا۔

"آپریشن کیلئے جو رقم ڈاکٹرز نے بتائی ہے وہ بہت زیادہ ہے وشمہ،مجھے سمجھ نہیں آ رہا کیا،کیا جائے۔"فیضان کی بات پر وہ ڈھیلی ہوئی۔دیوار سے لگی وہ اسے سن رہی تھی۔

"انہوں نے لاکھوں کی ڈیمانڈ کی ہے۔میں نے ہر طرح سے پتا کر لیا ہے کہیں سے انتظام نہیں ہوا،تین دن تک پیسے جمع کرانے ہیں اور گھر بھی نہیں بک رہا سمجھ نہیں آ رہا کیا کریں۔روشانے کہتی ہے پچھلی بار بھی تمہاری کمپنی نے لون دیا تھا کیا اس بار بھی ایسا ہو سکتا ہے؟"اور وہ انہیں کیا بتاتی کے پچھلی بار اس نے کس طرح پیسوں کا انتظام کیا تھا۔ہنستی مسکراتی وشمہ اداسی کا مجسمہ بنی وہاں کھڑی تھی،مجسمے میں سے

آواز آئی۔

"ہو سکتا ہے۔آپ پریشان نہ ہوں، پیسے کل تک آجائیں گے آپ امی کا خیال رکھیں میں چلتی ہوں کام چھوڑ کر آئی ہوں۔"انہیں تسلی دے کر وہ بجھے دل کے ساتھ وہاں سے گئی تھی۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ اپنے پاؤں کو دیکھ کر پیدل چل رہی تھی۔ کوئی راستہ کوئی سبیل اسے نظر نہیں آرہی تھی۔ کیا وہ المیر سے بات کرے؟ نہیں، وہ تو اسے دیکھتا بھی نہیں کجا کہ بات سن لے یوں بھی وہ اسے پیسوں کا پجاری سمجھتا ہے کتنا اچھا ہوتا نا اگر وہ ایسا نہ سمجھتا۔

چلتے چلتے اس نے یونہی نظر اٹھائی تھی۔بل بورڈ پر موجود سائرہ کا دانت دکھاتا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔

"میں نیو فیس لانچ کرنا چاہتا ہوں۔"یزدانی کی آواز ایک دم سے اس کے کانوں میں گونجی۔اس نے آنکھیں بند کیں۔آنکھیں بند کرنے سے پہلے اس نے وہ فیصلہ نہیں کیا تھا جو آنکھیں کھولنے کے بعد کر بیٹھی تھی۔

"آپ کیلئے یہ بھی صحیح۔"تصور میں اپنی امی سے مخاطب ہوتے ہوئے وہ ایک نمبر ملا رہی تھی۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہاری دوست کا، جانتی بھی ہے یزدانی کس فطرت کا انسان ہے پھر اس کے کمرشل کیلئے حامی بھر لی اس نے، یعنی کوئی حد ہوتی ہے دولت کی چاہ کی بھی۔"وہ غصے میں بپھرا کھڑا تھا۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی یزدانی اس سے مل کر گیا تھا۔اس نے اپنی اور وشمہ کی گفتگو اسے بتادی تھی لیکن المیر نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔وہ وشمہ کے منہ سے سننا چاہتا تھا تبھی اب تک کسی بھی کانٹریکٹ پر سائن نہیں کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سر اسے دولت کی حوس نہیں ہے۔وہ یہ سب مالی تنگی کی وجہ سے کر رہی ہے اور کچھ نہیں۔"عروسہ کی سپاٹ آواز پر صوفے پر بیٹھے خیام نے ایک نظر اس پر ڈالی تھی۔اس کا چہرہ سنجیدہ تھا۔

"پیسوں کی بات ہے تو اپیلی کیشن دیں کمپنی انہیں لون دے گی، یہ ضروری تھوڑی

ہے کہ وہ سڑکوں کی زینت بنیں۔"اس کا غصہ ابھی بھی ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔وشمہ ایسے کیسے کر سکتی ہے سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"سر۔"عروسہ کے الفاظ لبوں میں ہی رہ گئے وجہ وشمہ کا ناک کر کے اندر آنا تھا۔ عروسہ کچھ بھی کہے بنا وہاں سے چلی گئی۔خیام بھی میگزین کو میز پر پھینک کر کوٹ جھٹکتا وہاں سے گیا تھا۔

"یہ کیا سن رہا ہوں میں۔"عرصے بعد دو بدو ان کی یہ پہلی گفتگو تھی۔وشمہ نے نظریں اٹھائیں۔

"اب تم ٹی وی پر آؤ گی، کمرشلز کرو گی، میڈیا میں جاؤ گی یہی خواہش ہے تمہاری، دلوں سے کھیلنے کی حسرت پوری ہو گئی ہے کیا؟"وشمہ اس کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھیں کچھ کہہ رہی تھیں اور لب کچھ۔

"پیسوں کی اتنی حوس کیوں ہو گئی ہے تمہیں وشمہ۔"

"آپ کچھ بھی کہیں۔"اس کی آواز بھاری ہونے لگی تھی لیکن اس نے گلا کھنکھار کر

اسے درست کر لیا۔"میرا یہی فیصلہ ہے۔"

"میں پیسے دیتا ہوں تمہیں، انکار کر دو اسے۔"وہ اس کی آفر پر چیخ اٹھی تھی۔کتنا فاصلہ آ گیا تھا دونوں کے بیچ میں۔

"آپ ایسا کیوں کریں گے، کون ہوں میں آپ کی؟"المیرا جواب ہوا تھا۔اس کی نظریں تاہنوز وشمہ کے چہرے پر ہی تھیں۔وہ کہہ سکتا تھا وہ اس کی "خواہش" ہے اس کی واحد "وش" لیکن اس نے نہیں کہا کچھ باتیں یوں بھی کہا نہیں جاتیں۔

"ایکچوئلی یو آر رائیٹ، تم کچھ بھی نہیں ہو میرے لیے، تم جا سکتی ہو۔"دروازے کی طرف اشارہ کر کے وہ پھنکارتے ہوئے اسے کہہ رہا تھا۔آنکھوں میں آتے آنسوؤں کو وہ گہرا سانس بھر کر پیچھے دھکیلتے ہوئے وہاں سے گئی تھی۔المیرا اس کے جاتے ہی دونوں ہاتھ میز پر رکھ کر جھک کر کھڑا ہو گیا۔

"جب دل میں بستے لوگ دسترس سے دور لگنے لگتے ہیں تو بہت بے بسی محسوس ہوتی ہے اتنی زیادہ کہ خود پر رونے کا دل کرتا ہے۔"اس کی آنکھیں بند تھیں اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گردن کی ہڈی تواتر سے اوپر نیچے ہو رہی تھی۔

وہ اس کے آفس سے نکل کر سیدھا واش روم گئی تھی۔دروازہ بند کر کے دونوں ہاتھ منہ پر سختی سے جمائے وہ رو دی تھی۔اس کے آنسوں آبشار کی طرح بہہ رہے تھے اور وجود ہچکیوں کی وجہ سے ہل رہا تھا۔

"ایک بات یاد رکھنا وشمہ، کبھی بھی خود کو کمزور مت سمجھنا، ناحق باتوں پر رونا مت اور جو بات دل دکھائے، کسی بہت اپنے کے لفظ روح کو چھلنی کر دیں تو کھل کر رونا پھر ڈھیر سارا پانی چہرے پر مارنا اور کہنا میں مضبوط ہوں، اب میں نہیں روؤں گی۔"

اس نے جلدی سے دونوں ہاتھوں سے چہرے کو پونچھا، پانی کے ڈھیر سارے چھنٹے مار کر وہ خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔

"اب میں نہیں روؤں گی۔" وہ خود سے کہہ رہی تھی اور آنسوں باغی بچوں کی طرح

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پھسلے چلے جا رہے تھے۔اس کی تھوڑی پر بل پڑ چکے تھے۔وہ روتے ہوئے بالکل اچھی نہیں لگتی تھی بھلا آنسوں بھی وشمہ ناصر کیلئے بنے ہیں؟ہر گز نہیں۔

"میں نہیں روؤں گی بلکہ اب المیر سر روئیں،اللہ کرے ان کی منگنی کی انگوٹھی گم ہو جائے آمین۔"دوپٹے سے چہرے کو رگڑتے ہوئے وہ کافی دیر وہاں کھڑی رہی تھی جب اس بات کا یقین ہو چلا کے اس کے آنسوؤں کا اثر منہ پر سے ختم ہو گیا ہے۔وہ لبوں کو کھینچتے ہوئے باہر آئی۔آتے ہی اس کا ٹاکرا اذان سے ہوا تھا جو اس سے خفا تھا شدید خفا۔

"محترمہ،دیکھ کر چلا کرتے ہیں ابھی میری چائے گر جاتی۔"بیگانہ لہجہ،سرد انداز،دھیمی آواز۔

"سوری۔"وہ اس کے پاس سے گزر جانا چاہتی تھی لیکن اذان کی آواز پر رک جانا پڑا۔

"تم روئی ہو؟"

"بیڑا غرق۔" وشمہ کا منہ بنا مڑ کر اسے دیکھا اور کاندھے اچکا کر بولی۔

"ایسا کیوں کہا، مجھے تو نہیں لگتا۔" اذان کی آنکھیں پھر سے چندھیا گئی تھیں۔

"تمہاری آنکھوں کا چھوٹا اور ناک کا سرخ ہونا بتا رہا ہے کہ تم بزدلوں والی حرکتیں کر چکی ہو۔" وشمہ کی آنکھوں میں ایک بار پھر سے آنسوں آنے لگے۔

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو، میں بہت سارا رو چکی ہوں اور مزید رونے کا ارادہ رکھتی ہوں۔" چھوٹے دل کا اذان جو اس سے خفا تھا روہانسا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"تو پھر ایک کام کرتے ہیں ساتھ روتے ہیں دل کا غبار خالی کر کے فریش ہو جاتے ہیں، میں اپنی ناراضگی کو کچھ وقت کیلئے بھول جاتا ہوں بعد میں پھر سے کانٹی نیو کر لوں گا۔"

"نہیں۔" وشمہ نے اسے ٹوک دیا۔ "یہ میرا درد ہے اسے میں تنہا ہی جھیلوں گی تمہارا شکریہ۔" اس سے پہلے وہ دوبارہ رو دیتی اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ وہاں ایک سفید چھوٹا سا باکس تھا جس پر گلابی ڈوٹس لگے ہوئے تھے۔ اس نے آہستہ سے اس

باکس کو کھولا اندر وہی کیک موجود تھا جو المیر اور زویا نے کٹ کیا تھا۔اس نے باکس واپس بند کر دیا۔

"کتنا اچھا ہوتا میں المیر سر کی زندگی میں ہی نہ آئی ہوتی۔"وہ سوچ رہی تھی اس سوچ اور تھکا دینے والے کام میں پورا دن بیت گیا تھا۔اس دوران یزدانی بھی آیا تھا۔کانٹریکٹ سائن کرنے کے بعد وہ بھی کیک کھا کر گیا تھا اور خاصا خوش گیا تھا۔ وشمہ ان کے ساتھ زیادہ دیر نہیں بیٹھی تھی۔ایک دو پیجز پر سائن کر کے وہ واپس اپنے کام میں جت گئی تھی اور اب جب سب جا رہے تھے۔اس کے کندھے جواب دینے لگے تھے۔سامان سمیٹ کر بیگ کو شانے پر ڈالے وہ اپارٹمنٹ آئی تھی جہاں ماہم،سندس اور عروسہ پارٹی میں جانے کی تیاریاں کر رہی تھی ہاں اب اسے کمپنی سے دیر سے چھٹی ملا کرتی تھی۔زویا کے کام کا طریقہ بالکل الگ تھا جلدی آؤ اور دیر سے جاؤ گویا اس کیلئے فرض تھا تبھی وہ وشمہ اور زویا ہی ہوتی تھیں جو سب سے اینڈ میں کمپنی سے جاتی تھیں۔

"تم چل رہی ہو نا پارٹی میں، گورے بھی موجود ہوں گے وہاں؟" عروسہ تھوڑے ہلکے پھلکے انداز میں کہہ رہی تھی تاکہ اس کی رینبو کا موڈ اچھا ہو جائے۔

"مجھے گورے دیکھنے کا قطعی شوق نہیں۔" اس نے دوٹوک انکار کیا۔

"تمہارا فیصلہ درست ہے۔ ہر بار کی طرح میں اس بار بھی تمہارے ساتھ ہی ہوں۔ المیر سر پر توجہ نہ دو وشمہ، وہ لوگ بہت دور ہیں ہم سے بالکل ان تاروں کی طرح جنہیں ہم دیکھ تو سکتے ہیں لیکن حاصل نہیں کر سکتے۔" عروسہ کے لہجے میں خیام کی جدائی کا دکھ بول رہا تھا۔ وشمہ نے اسے گلے سے لگایا بیچاری عروسہ، بیکار میں اس کی وجہ سے پھنس گئی۔

www.novelsclubb.com

"ہمیں کرنے بھی نہیں، ٹھنڈے برف کے گولے جیسے لوگ ہم دونوں کو سوٹ نہیں کرتے، ہم موو آن کرتے ہیں اور خوش رہتے ہیں۔ میں تمہارے ساتھ چل رہی ہوں پارٹی میں، مجھے اچھا سا تیار کر دینا۔"

وہ بھی اس کا موڈ بحال کرنے کی خاطر حامی بھر گئی تھی حالانکہ کے دل رتی برابر

بھی نہیں مان رہا تھا جانے کو۔

رنگ بو کا سماں تھا۔شور و غل اتنا تھا کہ کان پڑتی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔مصنوئی دھواں،رنگ برنگی لائٹس،نیم اندھیرا اور ڈی جے کا میوزک۔۔۔وہاں قدم رکھتے ہی وشمہ کو اپنا آپ مس فٹ محسوس ہوا۔اس نے سیاہ لانگ قمیص کے ساتھ کھلا ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔ہلکا میک ایپ،نفیس سی جیولری اور بلاک ہیل،عروسہ نے ہیل کا ہک بند کرنے سے پہلے اس سے پوچھا تھا کہ کیا وہ اسے کیری کر سکتی وہ مسکرا کر اسے جواب دے گی۔

www.novelsclubb.com

"اب میں سب کیری کر سکتی ہوں۔"اور وہ ایک بار پھر سے جھوٹی نکلی،ہیل میں وہ تنگ ہو رہی تھی لیکن یہ ماحول بھی تھا جو اسے تنگ کر رہا تھا۔ہاں یہ سچ ہے وہ سب کیری نہیں کر سکتی،ہاں یہ سچ ہے وہ یہاں کیلئے نہیں ہے۔

ایسا گماں ہوتا تھا جیسے مغرب یہاں اٹھ کر آ گیا ہو،ماہم،سندس اور عروسہ کے

کپڑے بھی تو ویسے ہی تھے کچھ کچھ ،اس نے شانوں پر ڈلے دوپٹے کو سیٹ کیا اور یوں ہی کھلے بالوں میں گراہ لگا کر ایک کونے میں بیٹھ گئی۔

"تم کیوں اداس بلبلوں کی طرح یہاں بیٹھی ہو؟"اذان دھپ سے اس کے پاس آ کر بیٹھا اور کافی کینڈی اس کی طرف بڑھائی۔وشمہ نے جھپٹنے کے سے انداز میں لی اور آنکھیں میچ کر بولی۔

"میں اداس کر کے نہ چھوڑوں کسی کو کجا کے خود ہوں، تم دیکھ رہے ہو یہاں کتنی گھٹن ہے واللہ اس نکلی دھوئیں سے دم گھٹ رہا ہے میرا۔"وہ چیخ کر گردن کی رگیں پھلائے کہہ رہی تھی کیونکہ ڈی جے کچھ زیادہ ہی فارم میں نظر آ رہا تھا۔

"ہاں ہاں وشمہ ناصر صحیح کہہ رہی ہو تم، دیکھ لو جس فیلڈ میں اینٹری مارنے کا سوچ بیٹھی ہو ناوہ اس سے بھی زیادہ گھٹن آمیز جگہ ہے۔"وشمہ نے کینڈی کو دانتوں تلے ایسے چبایا جیسے وہ اذان ہو۔ایک جھٹکے سے وہ وہاں سے اٹھی تھی۔ڈانس فلور درمیان میں تھا۔اس کے آس پاس وقفے وقفے سے صوفے اور کرسیاں بچھی تھیں

لیکن اس سے پہلے چوکور میزیں تھیں جن کے گرد چار چار لوگ کھڑے ہوئے تھے۔وشمہ اذان سے دور اسی طرح کی ایک میز پر آ کر رکی،جوس کا گلاس اٹھایا اور اسے پینے لگی۔اسے المیر نظر نہیں آیا تھا۔اسے تو کوئی جان پہچان والا ہی نظر نہیں آ رہا تھا۔وہ عجیب سی گھبراہٹ کا شکار ہونے لگی۔

"کیا بیکار جگہ ہے۔"میوزک کا شور،لوگوں کا شور افف اس کے سر میں درد اٹھنے لگا۔ایڑھیاں اوپر اٹھا اٹھا کر وہ کسی جان پہچان والے کو ڈھونڈنے کی سعی میں تھی۔ وہ تو نہ ملے ہاں مصیبت مل گئی۔چار لڑکے ہاتھوں میں مشروب سے بھرا کرسٹل کا گلاس تھامے اس کے پاس آ کر رکے۔

"معلوم ہوتا ہے آپ کسی کو تلاش رہی ہیں۔"وہ چاروں تھرک رہے تھے،ہولے ہولے ہلتے ہی اس تک آئے تھے۔

" صحیح کہا میں اپنے منگیتر کو ڈھونڈ رہی ہوں۔"دفعتاً اس کی نگاہ اپنی خالی انگلی پر پڑی،اسے یاد آیا عروسہ نے بتایا تھا کہ المیر اور خیام نے اپنے سورسز سے پتا لگوا لیا

ہے کہ وہ دونوں ابھی تک سنگل ہیں یعنی جھوٹ ایک بار پھر وشمہ کے کھاتے میں آیا اور المیر مزید اس سے ایک قدم دور چلا گیا۔

"اوہ اچھا، کیا ہم آپ کو جوائن کر سکتے ہیں۔" میڈیا سے وابستہ لوگ تھے، چمکتے دمکتے پر اندر سے شدید میلے۔

"نہیں آپ کا شکریہ۔" وشمہ نے بہت برا منہ بناتے ہوئے کہا تھا۔ اس کی نگاہیں ابھی بھی مدد طلب انداز میں یہاں وہاں بھٹک رہی تھیں۔ کوئی نہیں تھا اپنا سبھی انجانے لوگ تھے۔

"چانس تو دے کر دیکھو۔" چیونگم چباتا دوسرا لڑکا بے ڈھنگے پن سے ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔ وشمہ نے بڑے آرام سے جھک کر بلاک ہیل کا ہک کھولا اسے اٹھا کر میز پر رکھا، سیاہ جوتے کی ہیل خاصی بڑی تھی اور اس پر سلور کور چڑھا ہوا تھا۔ وہ کور یقیناً سٹیل کا تھا۔ اس نے دوسرے جوتے کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا تھا پھر ہاتھ میں پکڑے سیل فون کا کیمرہ آن کیا اور مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہیلو گائز یہ میں ہوں وشمہ ناصر جس کے حال ہی میں چار لاکھ فالوورز ہوئے ہیں (جھوٹ) یہاں میں آج ایک ایڈورٹائزنگ ایجنسی کی پارٹی میں شرکت کیلئے آئی ہوں اور آپ سب تو جانتے ہیں وشمہ جہاں جاتی ہے آگ لگا دیتی ہے۔ آج جن تیلیوں کو میں آگ لگا رہی ہوں وہ یہ ہیں اور جن سے لگا رہی ہوں وہ یہ ہیں۔" اس نے فرنٹ کیمرہ آن کیا ہوا تھا۔ وہ چاروں لڑکے پہلے خود پر اور پھر جوتوں پر کیمرے کو جاتے دیکھ ہونق ہو گئے۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہو تم پیچھے ہٹو سنکی لڑکی۔" وہ لڑکے چار لاکھ فالوورز کا سن کر ہی سکتے میں چلے گئے تھے رہی سہی کسر ان جوتوں نے پوری کر دی تھی۔ سبکی کے ڈر سے وہ وہاں سے کھسکے تھے ورنہ تو ان کا ارادہ بہت غلط تھا۔

"ہنہہ۔۔۔ مجھے ہراساں کریں گے۔ میں المیر سر سے نہیں ہوئی تو تم سب کس کھیت کی مولی ہو۔ وشمہ ناصر کو اپنی حفاظت کرنی آتی ہے۔" جوتوں کو نیچے رکھ کر وہ پہن کر جونہی کھڑی ہوئی بری طرح ٹھٹھک گئی وجہ المیر کا وہاں ہونا تھا۔ رائل

بلیو ٹکسیڈو میں وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ وہاں موجود تھا۔

"کیا کہہ رہے تھے وہ چاروں؟"معلوم ہوتا تھا وہ ساری کاروائی دیکھ چکا ہے۔وشمہ نے شانے اچکا دیے۔

"مجھے آپ کی آواز نہیں آرہی۔"المیر چند ثانیے اسے تکتا رہا پھر وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے وہاں سے لے جا رہا تھا۔دروازے کو پار کرنے کے بعد وہ جونہی ہال میں آئے کانوں میں سنسناہٹ ہونے لگی تھی کیونکہ شور پیچھے دب گیا تھا۔المیر اسے اپنے ساتھ پول سائیڈ پر لایا جہاں کوئی شور وغل نہیں تھا۔رات کی خاموشی تھی اور چاند کی چاندنی۔

www.novelsclubb.com

"اب بتاؤ کیا کہہ رہے تھے وہ؟"

"آپ کو کیوں جاننا ہے؟"اس کے بال ابھی بھی گرہ میں قید تھے لیکن وہ گرہ المیر کے ساتھ کھنچے چلے آنے کی وجہ سے بہت زیادہ ڈھیلی ہو گئی تھی اتنی کہ اس کے آدھے بال کھل گئے تھے۔

"زیادہ خوش فہم مت ہو پوچھ اس لیے رہا ہوں تاکہ ان کے بارے میں کوئی ایکشن لے سکوں تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تب بھی میں یہی کرتا۔ وہ تورش کی وجہ سے مجھے راستہ نہیں مل رہا تھا آنے کا ورنہ وہیں بتاتا انہیں۔" وشمہ اس کا چہرہ دیکھتی رہی نا جانے کیوں اسے المیر خود سے بہت دور لگ رہا تھا یا شاید وہ واقعی اس سے دور چلا گیا تھا۔

"فکر نہ کریں بد تمیزی نہیں کی انہوں نے، میں منہ توڑ سکتی ہوں۔"

" صحیح کہا جو دل توڑ دیں منہ توڑنا ان کیلئے نہایت آسان ہوا کرتا ہے۔" وہ اس کے طنز پر جلبلا گئی تھی دل تو کیا منہ توڑ جواب دے مگر پھر مصلحت آڑے آ گئی مصلحت کے ساتھ زویا بھی درمیان میں آ گئی تھی۔ جس طرح المیر اسے نہیں چھوڑتا تھا اسی طرح زویا اسے نہیں چھوڑتی تھی۔ امارت چھلکاتے وجود کے ساتھ وہ اس کے برابر میں آ کر کھڑی ہوئی تھی۔ وشمہ کو وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مکمل لگے تھے۔ ایک جیسی ہائیٹ، ایک جیسا رتبہ اور ایک جیسی ہی خوبصورتی ہک ہاو شمہ

ناصر تم دونوں کا کپل واقعی بے جوڑ ہے۔

"میں نے تمہیں آتے ہوئے دیکھ لیا تھا سب ٹھیک ہے؟" وہ اس کے بازو میں ہاتھ ڈالے پوچھ رہی تھی۔ وشمہ کی نظر المیر کے بازو پر ہی تھی۔ اس نے لبوں کو کھینچا۔

"ہاں اب سب ٹھیک ہے۔" ایک نظر المیر پر ڈال کر وہ مڑ گئی تھی۔ وہ اس سے دور جا رہی تھی بہت دور۔

سب اس سے خفا ہو گئے تھے یہاں تک اذان بھی، کوئی اس کی بات نہیں سمجھ رہا تھا۔ سب کو یہی لگتا تھا وشمہ پیسوں کے پیچھے پاگل ہے تو ٹھیک ہے لگنے دو، اسے کون سا ان سے فرق پڑتا ہے۔ وہ کون سا ان کے ساتھ زندگی گزارنے والی ہے۔ المیر سر نے زویا کا ہاتھ تھاما ہے دونوں امیر ہیں ہوتے رہیں اس کی بلا سے، دونوں پرفیکٹ کپل لگتے ہیں، لگتے رہیں اسے کیا۔ دونوں ایک دوسرے کو بہت اچھے سے سمجھتے ہیں سمجھتے رہیں اسے کون سا فرق پڑتا ہے ہنہہ۔

"تمہیں خیام سر بلا رہے ہیں۔"لٹھ مارنے جیسے انداز میں ماہم یہ پیغام سنا کر آگے بڑھ گئی تھی وشمہ نے غصیلی نظروں سے اسے مڑ کر دیکھا۔

"بدتمیز۔"وہ اپنا سامان سمیٹتی اٹھی تھی۔ناک کر کے وہ خیام کے کمرے میں تھی جہاں المیر بھی موجود تھا۔وہ کھڑا تھا اور لیپ ٹاپ پر جھک کر کچھ کرنے میں مصروف تھا۔

"مس وشمہ آج فائنلی طور پر ہم یزدانی کے اس پروجیکٹ کے ساتھ کنیکٹ ہو جائیں گے،آپ نے اچھے سے سوچ لیا ہے آپ کو یہ کمرشل کرنا ہے۔"

(مجھے لگتا ہے اپنے گلے میں ایک پٹی باندھ کر گھومنا پڑے گی جس پر لکھا ہو گا ہاں میں یہ کمرشل کرنا چاہتی ہوں۔۔ہنہہ آئے بڑے)اس نے سوچا یہ تھا لیکن جواب کچھ اور دیا مجال تھی جو وہ ہٹلر کے سامنے یہ بول دے،برف کے گولے سے کیا بعید تھی اپنی آنکھوں سے ہی اسے جما کر رکھ دے افف۔

"جی کچھ ایسا ہی ہے۔"خیام نے المیر کو دیکھا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر اسی ہفتے شوٹنگ شروع ہو گی اپ سٹائلسٹ سے ملنا چاہیں تو مل سکتی ہیں۔" ماہم سے بھی زیادہ لٹھ مار تا انداز تو اس انسان کا تھا۔ یہاں کا تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے افف وشمہ ناصر کہاں پھنس گئی ہو تم۔

"ضرورت نہیں ہے اب میں جاؤں۔" المیر نے ترچھی نظر اٹھا کر اسے دیکھا وشمہ نے اور گردن کو اکڑا لیا۔

"ہنہہ دیکھ تو ایسے رہے ہیں جیسے کھا جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے آپ جا سکتی ہیں۔" وہ ایکدم مڑی تھی مڑتے ہی ٹیڑھی رکھی صوفے نما کرسی کی ٹانگ اس کے گھٹنے پر لگی تھی اور کیا زوردار انداز میں لگی تھی کہ بیچاری وہ کرسی بھی گھوم کر رہ گئی اور وشمہ کراہ کر۔

"تم ٹھیک ہو؟" المیر بے اختیار ہی آگے بڑھا تھا وشمہ کی آنکھوں میں درد سے پانی اکھٹا ہو گیا کیونکہ چوٹ گھٹنے کی کیپ پر لگی تھی ایسا لگ رہا تھا مانو ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔

"میں ٹھیک ہو۔" وہ کھڑی ہوئی۔ المیر کی آنکھوں میں تفکر تھا اس تفکر نے وشمہ کو

اور زیادہ روہانسا کر دیا مگر وہ مضبوط بنی رہی۔

"تھوڑی دیر مت چلو، بیٹھ جاؤ یہاں پر۔" بے اختیار ہی اس نے کرسی بھی اس کی طرف کھسکا دی۔ وشمہ کی نظریں خیام پر پڑیں جو لب بستہ سا یہ تمام مناظر تک رہا تھا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں میں چلوں گی اب آپ کا شکریہ۔" المیر کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں موجود انگوٹھی چمک رہی تھی جبکہ خیام کا دل بجھ گیا تھا تبھی وشمہ منظر سے ہٹنا چاہتی تھی۔ زویا اچھی ہے وہ زویا کے ساتھ برا نہیں کرے گی اس نے سوچ لیا تھا۔ اس لیے وہ دکھتے پاؤں کے ساتھ وہاں سے چلی گئی تھی۔ زندگی میں تو اس سے بڑے بڑے دکھ جھیلے تھے اس نے یہ تو ان سب کے سامنے کچھ نہیں یا پھر وہ دکھ اس کے سامنے کچھ نہیں ہے جو ابھی ابھی المیر نے اسے دیا تھا۔

حال میں واپس آتے ہیں المیر کے تلخ جملوں کو پھر سے سنتے ہیں۔

خود کو بیچ رہی ہو تم پیسوں کیلئے تو ڈوب مرو۔ مجھے گھن آ رہی ہے یہ سوچ سوچ کر کہ

کبھی میں نے تم جیسی لڑکی کو چاہا تھا اگر اتنا ہی شوق ہے نا ان چیزوں کا تو اس جگہ چلی جاؤ جہاں تم جیسی لڑکیوں کا ٹھکانا ہوتا ہے یہاں کیا کر رہی ہو۔"

خیام نے اس کے حد سے بڑھ جانے پر بازو تھام کر کنٹرول رہنے کا اشارہ دیا۔ وشمہ کے دل پر اوس پڑی اتنی گندی بات وہ المیر سے توقع نہیں کر رہی تھی۔ اسے وقت لگا بولنے میں۔

"ٹھیک ہے میں نے جو کیا غلط کیا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ مجھے اس طرح بے عزت کریں۔ محبت اپنی جگہ عزت اپنی جگہ۔ جب کسی کی حقیقت یا مجبوری کا نہ پتا ہوں نا تو یوں تلخ باتیں نہیں کہی جاتیں تھینک یو مجھے میری اوقات یاد دلانے کیلئے۔"

وہ جانے لگی تھی جب المیر نے اسے پکار لیا۔

"رک جاؤ وشمہ۔"

وہ رکی اور نہ ہی مڑی۔

"اٹس اوور مسٹر المیر رائے۔"

اس کی قدم یزدانی کی جانب تھے المیر کا دل اس کے ہر اٹھتے قدم کے ساتھ دب رہا تھا۔اس کے چہرے پر پھیلی تکلیف خیام کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں تھی۔اس نے دور کھڑی کام میں مصروف زویا کو دیکھا اور پھر المیر کو اس کا دل گہرے دکھ سے بھر گیا۔

وہ بڑے ڈگ بھرتا اس کے سامنے آیا۔اپنے چوڑے وجود سے وہ اس کا راستہ روک چکا تھا۔وشمہ نے سر اٹھا کر تحمل سے اسے دیکھا کہ کہیں اس کی انتہا سے زیادہ کڑی بات پر وہ آنسوں ہی نہ بہا بیٹھے۔

"تم یوں پوری بات سنے، سمجھے بغیر نہیں جا سکتی۔مجھے سنو میں وہ نہیں کہنا چاہتا تھا جو کہہ دیا میں غصے میں تھا وشمہ۔"

وہ اُس وقت غصے میں تھا مگر ابھی وہ ہوش میں تھا۔ تبھی شرمندگی اس کے چہرے پر

چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔اس کے سامنے اس طرح کھڑے ہونے بات کرنے سے بھی نہیں کترایا تھا۔اس وقت اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی فقط اُس کے۔

"غصے میں انسان ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے مسٹر المیر رائے۔آپ نے وہ کہا جو آپ کے دل میں تھا۔"

المیر نے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر گہرا سانس بھرا پھر بے بسی سے اس کی جانب دیکھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں تمہارے بارے میں ایسا سوچ سکتا ہوں۔ٹھیک ہے تمہارے ڈچ کرنے پر بہت سے منفی خیالات آئے تھے میرے دماغ میں مگر اس طرح کے نہیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وشمہ اس سے بدگمان ہو گی مگر وہ ہو گئی۔

"آپ کے لفظ بہت سخت تھے۔میں سوچنے کی روادار نہیں مگر آپ کہنے کے ہیں۔آپ کے دماغ میں پنپتے منفی خیالات کو میں روک نہیں سکتی، لیکن میرا اللہ جانتا ہے جس کو دھوکا دیا اسی سے محبت کی،اس کے علاوہ کسی کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہیں

دیکھا۔"

المیر کا وجود یکدم ڈھیلا پڑا۔ وشمہ کی آنکھوں کی نمی اس کے سچا ہونے کا ثبوت دے رہی تھی۔

"میرے دماغ نے بار بار مجھ پر ملامت کی، مجھے شرمندہ کرنا چاہا کہ کیسے انسان ہو تم۔ محبت کر بیٹھے ہو مگر اس محبت میں خود کو بھلا بیٹھے ہو۔ اپنی عزت کو، اپنے وقار کو، اپنی انا کو کہاں سلا بیٹھے ہو۔ دستبرداری کا سوچتے ہو مگر اس سے اور دل کو جوڑ دیتے ہو۔ نفرت کا سوچتے ہو محبت کی حد کر بیٹھتے ہو۔ قطعی تعلق کر کے ایک آنکھ بند کرتے ہو تو چالیس آنکھیں کھول لیتے ہو۔ دل کو مضبوط بناؤ المیر، اسے سمجھاؤ یہ کیوں اس کے پاس سے گزرنے پر بھی ہلچل مچا دیتا ہے۔ ایڑھیاں رگڑتا ہے۔ منتے ترلے کرتا ہے اگر یہ محبت ہے تو میں دعا کرونگا اللہ اس بیماری سے سب کو بچائے۔"

المیر نے آنکھیں بند کر کے کھولیں پہلی بار اس نے خود کے اندر اٹھتی آواز سنی اور

گہرا سانس لے بیٹھا۔

کافی دیر کی ان دونوں کو دیکھتی زویا وہاں پہنچی۔

"کیا ہوا ہے۔؟"

المیر کے بازو میں ہاتھ ڈال کر وہ ان دونوں کو دیکھتی پوچھ رہی تھی۔ وشمہ نے ان کے بازوؤں کو پھر سے دیکھا۔ اس کے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔ جی کڑا کر کے بولی۔

"سب ختم ہو گیا ہے۔"

وہ مڑ گئی زویا کا چہرہ المیر کی جانب تھا المیر کی نگاہیں وشمہ کی پشت پر۔

"میں لاکھ اس سے دستبرداری اختیار کر لوں دل پھر بھی نہیں مانتا تھا اس سے قطعی تعلق کرنے کو۔ اس سے نفرت کرنے کے باوجود میں نفرت نہیں کر پائی۔ محبت نہ کرنے کے باوجود میں اس کی انتہا کر بیٹھی۔"

المیر کا دل عجیب ہوا۔ اس نے نامحسوس انداز میں زویا کا ہاتھ پیچھے کیا اور دوسری سمت چل پڑا۔ زویا نے اپنے لب کاٹتے ہوئے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی دیکھی پھر اپنے

دل کو مار کر اس نے وہ انگوٹھی اتار دی۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر فیاض نے سر اٹھایا۔ نوروز مسکاتا ہوا ان کے پاس آ بیٹھا۔

"مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ پیاری سی لڑکی میری بہن ہے لیکن یہ بات سچ ہے ہاں وہ ہماری ہے۔"

فیاض کی آنکھیں یکدم ڈبڈبا گئیں۔ جھٹ سے کمبل خود پر سے ہٹایا تھا۔

"مجھے اس سے ملنا ہے آؤ چلتے ہیں وہ یہاں ہے تو یقیناً۔"

وہ کچھ کہتے کہتے رک گئے تھے۔

"میں روبینہ سے شادی کر چکا ہوں۔ تم یہاں رہنا چاہو تو رہ سکتی ہو۔ تمہیں کوئی روک ٹوک نہیں ہو گی۔ بس میں چاہتا ہوں تم میری اولاد کو مجھے سونپ کر جاؤ۔ رہی المیر کی بات تو میں اسے قطعی تمہیں نہیں دے سکتا۔"

"جب ہماری بیٹی ہو گی تو میں اس کا نام روشانے رکھوں گا۔دیکھو اس بار مجھے بیٹی ہی چاہیے۔"

ان کے ہاتھ سست پڑ گئے تھے۔نوروز آگے بڑھا۔

"کیا واقعی آپ آنٹی سے ملنا چاہتے ہیں۔"

ان کے کاندھوں پر شال ڈال کر انہیں خود سے لگائے وہ پوچھ رہا تھا۔فیاض نے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھالتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔نوروز انہیں تھام کر لفٹ میں لے گیا۔

وہ اس تمام عرصے میں خاموش تھا۔اس نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔

فرسٹ فلور پر آ کر وہ دائیں جانب مڑا تھا۔چند قدموں کا فاصلہ پاٹ کر وہ اس کمرے کے سامنے تھا جس کے باہر رکھی کرسیوں پر اب وہ ننھی لڑکی نہیں بیٹھی تھی شاید وہ اندر چلی گئی تھی۔فیاض نے نوروز کا ہاتھ چھوڑا۔

"تم ادھر ہی انتظار کرو۔"

وہ اسے حکم دیتے دروازہ کھول رہے تھے۔

نوروز کرسی پر اپنا سیل فون لے کر بیٹھ گیا۔اس نے زویا کی تصویر نکالی اور دیکھنے لگا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی تمہیں کیسے حاصل کروں۔کیسے تمہیں اس المیر سے دور کروں۔پوری دنیا میں تمہارا دل گیا بھی تو کس پر۔کاش کوئی سبیل نکل آئے۔کاش میں المیر کو تم سے دور کر پاؤں۔"

سوچتے سوچتے یکدم اس کے دماغ میں بجلی کا کوندا سا لپکا تھا۔اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔چہرہ جیسے پھولوں کی مانند کھلا تھا۔وہ جلدی سے۔ایک نمبر ڈھونڈنے لگا۔

فیاض نے دروازہ کھولا۔آہستہ آہستہ جیسے وہ ایک دنیا سے دوسری دنیا میں داخل ہوئے تھے۔تیز چمکتی روشنی میں سفید بیڈ پر لیٹی وہ جیسے کوئی اپسرا لگ رہی تھی۔ وجود پر سفید چادر تھی۔نالیوں میں جکڑے جسم کے ساتھ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔دروازہ کھلنے پر کھڑکی کے پاس کھڑی لڑکی نے مڑ کر دیکھا۔آنکھوں میں سوال پیدا کر کے پردے برابر کرتی ہوئی وہ ان تک آئی۔

"انکل آپ یہاں۔"

اس کی امی نے شاید دروازے کی آواز نہیں سنی تھی تبھی شانے کے بولنے پر گردن موڑی اور ٹھٹک گئیں۔آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا۔چہرے کی جھریاں جیسے شادابیوں میں ڈھلنے لگیں۔وہ دروازہ تھامے اپنے شریک حیات کو دیکھ رہی تھیں جو نا جانے کس بات پر اتنے آبدیدہ ہو رہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا ابھی اشک چھلک پڑیں گے۔انہوں نے شانے کو جانے کا کہا۔

فیاض نے اس بچی کے جانے کے بعد ہمت کر کے دروازہ بند کیا اور جھکے کندھوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر ان کے ساتھ رکھی کرسی پر آ کر بیٹھ گئے۔

"کیسی ہو؟"

کافی دیر کی بوجھل خاموشی کے بعد ان کے لب ہولے سے ہلے تھے۔

"اب ٹھیک ہوں۔"

گلوگیر لہجے میں کہتے ہوئے ان کے آنسوں چھلک پڑے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے لگا تھا تم سوڈان میں ہو گی۔ شادی کی تم نے؟"

انہوں نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

"میں بے وفا نہیں تھی نہ ہی پہلے اور نہ ہی اب۔"

فیاض کی آنکھیں ندامت سے جھک گئیں۔

"معاف کر سکتی ہو۔"

"کس لیے۔"

"تم پر شک کیا تھا۔ تمہیں گھر سے نکالا تھا۔"

وہ ہولے سے مسکا دیں۔

"جس محبت میں شک ہو وہ ذلالت کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے تو مجھے ذلالت سے بچایا تھا۔ اچھا کیا تھا اگر اس وقت آپ مجھے نہ نکالتے تو شاید اس وقت آج آپ میرے سامنے یوں نہ بیٹھے ہوتے۔ بچے کیسے ہیں۔"

فیاض کا دل ڈوب گیا۔ گردن پوری جھک گئی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے پتا چل گیا تھا المیر کی گمشدگی کا۔بہت ہی چھوٹی عمر میں وہ گھر سے نکل گیا تھا یا پھر نکالا گیا تھا جو بھی ہوا تھا اس کیلئے بہتر ہوا۔نہیں تو اس کے دماغ میں وہ زہر بھرتا جو تاحیات اس کی شخصیت کو تباہ کیے رکھتا۔کیا وہ آپ سے ملتا ہے؟"

انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"روبینہ نے کہا تھا کہ وہ گمشدہ ہو گیا ہے۔اس نے یا پھر خیام کی ماں نے مجھے بھنک بھی نہیں لگنے دی کہ وہ ان کے پاس ہے۔ایک عرصہ میں سوچتا رہا کہ وہ لاپتا ہے۔اس سوچ نے ایک عرصہ مجھے مارے رکھا۔میرے کتنے ہی سور سزا سے تلاشنے میں ناکام ہوئے پھر سالوں بعد مجھے پتا چلا کہ وہ خیام کی فیملی کے ساتھ رو رہا ہے۔وہ مجھ سے نہیں ملا۔"

شائستہ نے اپنے آنسوں صاف کیے۔

"اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچا کر آپ نے اچھا نہیں کیا۔وہ آپ سے کتنی محبت کرتا تھا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم بھی تو مجھ سے محبت کرتی تھیں۔کیا تم نے نکاح ختم کروایا؟"

انہوں نے پھر ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

"میں بے وفا نہیں تھی۔"

فیاض نے ان کا ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگالیا۔

"مجھے معاف کردو۔ایک موقع دو میں سب ٹھیک کرلوں گا پلیز۔"

اذان نے یہاں وہاں دیکھا پھر وہ کیمرہ اٹھایا جس میں وشمہ کی تصاویر تھیں۔اس نے دل کی دھڑکن کو کنٹرول کیا اور پھر اللہ کا نام لیکر ان تمام تصاویر کو ڈلیٹ کر دیا۔یہ کرتے ہوئے اس کے ہاتھ پاؤں ضرور کانپ رہے تھے مگر جیسے اندر سکون سا برپا ہو گیا تھا۔

"آیا بڑا یزدانی میری دوست کو پردے پر لائے گا۔دنیا کی نظر سے دیکھا گا۔تیری آنکھوں کو تو میں ختم کرتا ہوں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ڈلیٹ کا بٹن دبا کر اس نے جھٹ سے کمیرہ رکھا اور لیپ ٹاپ کی جانب بڑھ گیا۔

وہاں سے بھی سب کچھ ڈلیٹ کرنے کے بعد اس کے قدم ریحان کے روم کی جانب تھے۔ یہاں وہاں ادھر اُدھر دیکھ کر وہ چپکے سے اندر گیا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ سب باہر بزی تھے۔ اذان نے ان کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر آج کی ہوئی شوٹنگ ڈلیٹ کر دی۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ وہ سب کچھ ڈلیٹ کر چکا ہے تب وہ سینہ چوڑا کیے خوشی سے مغلوب باہر آیا۔ ابھی اس نے کمرے کا دروازہ بند ہی کیا تھا کہ اس کی ناک کسی کے شانے پر لگی۔ اس نے رکی سانسوں کے ساتھ آنکھوں کے ساتھ چہرہ بھی اٹھایا تھا۔ سامنے کھڑے بندے کو دیکھ اس نے جیسے کلمہ پڑھ لیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

المیر کے ہاتھ جیبوں میں تھے اور ماتھے پر تیوریاں۔ اذان نے تھوک نگلا۔

"وہ میں، آں۔۔۔ ہاں میں یہاں سب انتظام دیکھنے آیا تھا کہ آل سیٹ تو ہے نا ہماری وشمہ دی ماڈل کی تمام تصاویر اور ویڈیوز محفوظ ہیں نا انہیں کسی سر پھرے

نے ڈلیٹ تو نہیں کر دیا۔"

ہاں یہ ٹھیک ہے اگر وہ اس طرح بولے گا تو المیر سر اس پر شک نہیں کریں گے بھلا کوئی اپنے منہ سے اس طرح کی باتیں نکالتا ہے جن سے پھسنے کا خدشہ ہو۔

المیر نے اس کی بے ربط گفتگو پر آبرو اچکایا۔

"مجھے یاد آیا زویا میم کو مجھ سے کچھ کام تھا۔"

وہ جست لگاتا وہاں سے نو دو گیارہ ہوا۔المیر نے اسے جاتے ہوئے دیکھا پھر اندر آ کر اس نے کرسی پر جگہ بنائی تھی۔بٹن پش کرتے ہوئے اس کی نگاہیں بڑی ساری سکرین پر مرکوز تھیں۔اس نے سسٹم آن کیا اور کیمرے کی آنکھ میں محفوظ وشمہ کو دیکھنے کیلئے تیار ہوا لیکن یہ کیا وہاں تو سیاہ پٹی کے سوا کچھ نہیں تھا۔اس نے دوبارہ چلانا چاہا مگر بے سود بار بار چلانے پر اس نے دوسری جگہوں پر سیو ویڈیوز نکال کر چلانی چاہیں مگر پھر بھی سکرین بلینک ہی رہی۔المیر کے لب پھیلے۔وہ وہاں سے فورا اٹھا تھا جب باہر آیا تو فوٹو گرافر کسی پر چیخ رہا تھا۔

"فائل کرپٹ کیسے ہو سکتی ہے آج تک میرے کیمرے میں محفوظ کوئی چیز یہاں سے وہاں نہیں ہوئی تو اب کیسے۔"

فوٹو گرافر کی گونج پورے ہال میں اٹھ رہی تھی۔ خیام پریشان سا کھڑا تھا جبکہ المیر سینے پر بازو باندھے آہستہ سے چلتے ہوئے اذان کے پیچھے آن کھڑا ہوا۔

"تمہیں ایسا کرنے سے پہلے پوچھ لینا چاہیے تھا۔"

اس نے اذان کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ وہ اسے صور کی طرح سمجھ کر چہرہ سفید کر بیٹھا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا، میں بے قصور ہوں۔"

منمناتے ہوئے جیسے اسے اپنی موت دکھ رہی تھی۔ چلو کوئی نہیں دوست کیلئے یہ موت بھی قبول ہے۔

المیر نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور آگے بڑھ گیا۔

"کیا ہو گیا ہے ران اتنا کیوں چیخ رہے ہو۔"

ران نے المیر کی آنکھوں کو دیکھا پھر اپنی ایکٹنگ کو داد دیتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے کیمرے سے ماڈل کی تمام تصاویر غائب ہیں فائل کرپٹ ہو گئی۔"

"اوہ۔ہ۔"

المیر نے برا سا منہ بنایا پھر خیام کی جانب مڑا جو اس کے اتنے کول رویے پر شک میں مبتلا ہو گیا تھا۔

"خیام یزدانی کو اطلاع کر دو اور پلیز اسے سنبھال بھی تم خود لینا میرے سر میں درد ہے۔"

ماتھے کو مسلتے ہوئے وہ ایک بار پھر اذان کے کندھے پر تھپکی دیتا بڑھا تھا۔ باہر آتے آتے اس کی مسکان ہنسی میں بدل گئی۔

"مجھے تمہاری پرواہ ہے یہ میں ظاہر نہیں کرونگا مگر میں تمہاری ہر قدم پر حفاظت کرونگا۔"

اس کا سیل گونجا وٹس ایپ آن کر کے اس نے تصویر دیکھی اور پھر زمین اس کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

قدموں کے نیچے سے نکلی تھی۔

وہ یزدانی کے ساتھ کبھی بھی نہیں جاسکتی تھی۔جانا تو دور کی بات وہ تو اس بارے میں سوچنا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔اس نے یزدانی سے کہا تھا کہ جونہی کمرشل ٹی وی کی زینت بنے گا وہ اس کا گھر دیکھنے آئی گی مگر وہ اندر ہی اندر کہیں جانتی تھی۔ یقین تھا اسے کہ المیر اس کمرشل کو کبھی بھی چلنے نہیں دے گا۔یہ یقین خاصا پختہ تھا اور سچا بھی۔

دل کی تنہائی کو ختم کرنے کیلئے وہ یوں ہی سڑک کنارے رکھی بینچ پر بیٹھی تھی جب اس کی نگاہ سامنے سڑک کو دو حصوں میں بانٹتے سپیڈ بریکر پر پڑی۔یاد کا جھماکا ہوا تھا جیسے۔

وشمہ بھٹا کھاتے ہوئے المیر کے ساتھ چل رہی تھی وہ بہت ہنس رہی تھی۔باتیں کر رہی تھی۔سنجیدہ سا المیر جیبوں میں ہاتھ ڈالی اس کے ہنسی میں جیتا جیسے مبہوت

تھا۔اس کی مبہوتیت اس وقت ٹوٹی جب ون پیس وشمہ سپیڈ بریکر پر چڑھی اور المیر کو بھی اس پر چڑھنے کا کہنے لگی۔

"نا بابا میرا کوئی موڈ نہیں بیچ سڑک کے گرنے کا۔"

وہ دونوں ہاتھ اٹھاتا انکار کر رہا تھا۔

"اوف ہو المیر سر آئیں تو بہت مزا آئے گا۔"

وہ اسے کھینچ چکی تھی۔

"تمہارا یہ مزا کہیں سزا ہی نہ بن جائے۔یاد ہے نا کل کتنا کام ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ پھیلائے توازن بناتی اس پر چلنے لگی۔المیر اس پر چڑھا۔وشمہ پر حفاظتی خول بناتے ہوئے اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے پیچھے پھیلائے اور اس کے قدموں کے ساتھ قدم اٹھانے لگا۔

"مجھے پتا ہے یاد کروانے کی ضرورت نہیں۔"

وہ لڑکھڑانے لگی تھی جب المیر نے جھٹ سے اپنے بازو آگے کیے۔

"تم شروع سے ٹیڑھی تھی یا اب ہوئی ہو؟"

وشمہ نے سامنے فوکس رکھتے ہوئے کہا۔

"جب سے آپ کی سنگت میں آئی ہوں تب سے مجھے اپنے دماغ کا اوپر والا پورشن خالی خالی لگ رہا ہے۔"

المیر اس کی بات پر ہنسا۔ وہ اس کے ساتھ جتنا ہنس چکا تھا۔ جتنا جی چکا تھا شاید ہی اپنی انیتس سالہ زندگی میں جیا ہو گا۔

"ہاں اس سے پہلے تو جیسے تم آئن سٹائن تھی نا۔ دیکھو اگر تم گر گئی تو میں نے نہیں سنبھالنا۔ تمہیں اپنی بات یاد ہے نا کہ ہر لڑکی خود اپنی ذمہ دار ہوتی ہے۔"

اس کا پاؤں پھر سے لڑکھڑایا تھا۔ وہ اس کی لڑکھڑاہٹ دیکھ کر چوکنا ہوا تبھی کہا۔

"اور جیسے میں تو آپ کے سہارے کیلئے مری جا رہی ہوں میں خود اپنی۔۔۔"

ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ دھڑام سے نیچے گر گئی۔ المیر نے اسے بڑی جتاتی ہوئی نظروں سے دیکھا تھا۔

"مان لو وشمہ خانم تمہیں ہر قدم پر میرے سہارے کی ضرورت ہے۔"

وہ بڑی ساری وین کو اپنے پاس رکتا دیکھ کر چونکی تھی۔اس وین کا دروازہ کھلا اور اس میں سے کچھ آدمی باہر نکلے۔ان کے چہرے پر ماسک تھے اور ہاتھوں میں پسٹل۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ جگہ خالی تھی جہاں وشمہ بیٹھی تھی۔بس وہاں اس کا رومال گر گیا تھا جو اس نے فیشن کے طور پر ہاتھ پر باندھا ہوا تھا۔

وہ ہوا پر سوار ہاسپٹل پہنچا تھا۔اس کے حواس مختل تھے۔دل بری طرح سے دھڑکا ہوا تھا اور جان نکلی جاتی تھی۔نوروز سے موصول ہوئی اپنے ڈیڈ کی تصویر اس کا دل نیچے گرا گئی تھی۔تمام رنجیشیں، شکوؤں کو کنارے لگا کر وہ دوڑا چلا آیا تھا۔یہی تو ہوتا ہے خون کے رشتوں میں کتنی ہی ناراضی سہی ایک دوسرے سے کنارہ کشی سہی جب زرا سی بھی آنچ پڑتی ہے نا تو خون کے رشتوں میں یکدم احساس کا ابال

دوڑ پڑتا ہے۔پرانی تمام وہ باتیں کہ

"آج کے بعد میں اس کا منہ بھی نہیں دیکھوں گا۔وہ میرے لیے مر چکے۔اچھا کونسا باپ۔"

یہ تمام باتیں اپنی ہوا میں اڑ کر مدغم ہو جاتی ہیں۔پیچھے رہ جاتی ہے تو احساس کی فکر۔ وہ یہی فکر چہرے پر سجائے ان کے پاس پہنچا تھا۔ان کے ساتھ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اس کے آنسوں نکل آئے تھے۔

"آپ نے مجھے ڈرا دیا۔"

کمرے میں اس کی گیلی آواز ہولے سے ابھری تھی۔

"تم تو مجھے پچھلے کئی سالوں سے ڈراتے آرہے ہو۔"

اپنا بوڑھا ہاتھ اس کے چہرے پر پھیرتے ہوئے اسے محسوس کر کے وہ دل گرفتگی سے بولے تھے۔انہیں ہارٹ اٹیک آیا تھا۔یہی بات المیر کا سانس روکے دے رہی تھی اگر انہیں کچھ ہو جاتا تو۔اسے کبھی نہیں بتایا گیا تھا کہ اس کے ڈیڈی اتنے بیمار

ہیں۔اسے تو صرف یہ پتا تھا کہ شوگر لیول بڑھتا یا گھٹتا رہتا ہے۔نوروز نے جب اسے اطلاع دی تھی کہ ڈیڈ بیمار ہیں۔وہ راتوں کو سو نہیں پاتا تھا۔کتنا ہی ٹائم لگا تھا اسے سنبھلنے میں۔کتنا ہی عرصہ وہ بے چین رہا تھا ان کے بارے میں سوچتے ہوئے۔

"کونسا درد تھا جس نے آپ کے دل کو اتنا دکھایا کہ۔"

اپنی سرخ آنکھیں بوڑھے باپ کے چہرے پر ڈالے وہ ضبط کی انتہا پر کھڑا پوچھ رہا تھا۔لہجہ تھوڑا اجنبی تھا مگر محبت اندر دبی تھی۔

"وہ درد نا قابل بیاں ہے۔"

اس نے ان کا ہاتھ تھام کر بڑی دقت سے اسے لبوں سے لگایا۔فیاض کے پورے وجود میں جیسے سکون سا اتر گیا تھا۔

"چپکے چپکے ماں سے ملنے چلے جاتے تھے۔اس کے ماتھے پر،ہاتھوں پر بوسہ دیتے تھے۔وہ اٹھ نہ جائے کوئی آنہ جائے کہ ڈر سے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ کر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چلے جاتے تھے۔ باپ کا خیال کیوں نہیں آیا۔ مجھے بہت دکھ ہوا جب مجھے پتا چلا کہ تم عرصہ سے اپنی ماں سے ملنے جاتے ہو۔ تم اس سے روبرو کیوں نہیں ملتے تھے۔"

المیر کی آنکھوں میں تحیر تھا کہ یہ سب انہیں کیسے پتا چلا مگر اس نے ظاہر نہیں کیا مسکرا دیا۔

"آپ جیلیس ہو رہے ہیں۔"

"بہت زیادہ۔"

"کیسے ہیں آپ۔"

"تم کیسے ہو؟"

www.novelsclubb.com

"میں ٹھیک۔۔۔ نہیں ہوں۔"

"میں بھی۔"

"تم ٹھیک کیوں نہیں ہو۔؟"

المیر نے ان سے نظریں ملائیں پھر اس کی مدھم آواز گونجی تھی۔

"میں نے جس سے محبت کی اس نے مجھے دھوکہ دے دیا۔"

فیاض اسے دیکھتے رہے۔

"اور میں نے اسے دھوکہ دیا جو مجھ سے محبت کرتی تھی۔"

المیر نے ناسمجھی سے اپنے باپ کو دیکھا۔

"تمہاری ماما ہر طرح سے بے قصور تھیں۔ان کا کسی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔یہ سب روبینہ نے کیا۔ جھوٹے فرد کی جھوٹی کہانیاں سنا کر مجھے اس سے بدگمان کر دیا جسے مجھ پر سب سے زیادہ گمان تھا۔روبینہ نے آج تک تمہیں جو بھی بتایا وہ سب جھوٹ تھا۔"

www.novelsclubb.com

المیر نے سختی سے لب بھینچے ہوئے تھے۔

"تم بے قصور ہو مجھے پتا چل گیا تھا۔میں نے تمہیں ڈھونڈنا چاہا مگر تم مجھے کہیں نہیں ملے۔میں تم سے معافی مانگنا چاہتا تھا۔ کہنا چاہتا تھا کہ اگر میں نے غصے میں تمہیں دروازے کے باہر کھڑا کر بھی دیا ہے تو اس کا یہ مطلب تھوڑی تھا تم غائب

ہی ہو جاؤ۔ تمہیں یاد کر کے بہت رویا ہوں میں المیر۔ کیا میں تمہیں کبھی یاد آیا۔"

وہ چپ رہا گردن نیچے جھکی تھی۔ آنکھوں میں نمی تھی۔

"آپ کبھی بھولے ہی نہیں تھے لیکن ایک دور ایسا تھا جب مجھے لگنے لگا تھا کہ میں آپ سے نفرت کرنے لگا ہوں۔"

اس نے سچ کہا تھا۔ فیاض تلخی سے مسکائے۔

"میں ہوں بھی اس قابل۔ کیا تم نے مجھے معاف کر دیا۔"

المیر نے نظریں اٹھائیں۔

"آپ کی ماما سے بات ہوئی؟ ملے ان سے۔؟"

فیاض نے آہستہ سے سر کو جنبش دی تھی۔ المیر کے حلق میں گولا سا اٹکا۔

"پھر کیا کہا انہوں۔"

فیاض نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔ المیر نے انہیں بیٹھے ہی رہنے دیا۔

"انہوں نے کہا کہ اپنے بیٹے سے پوچھو کب سے ہمارے ساتھ ہیپی لائف شروع

کرنا چاہتا ہے۔"

المیر روہانسا سا مسکرایا مگر پھر اس کی مسکراہٹ یکدم مانند پڑی تھی۔

"میں ماما کے کھونے سے خوف کھاتا ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہیں انہیں۔"

اس نے دانستہ بات درمیان میں چھوڑ دی۔ ڈر کی خوفناک لکیریں واضح اس کے چہرے پر نظر آ رہی تھیں۔

"وہ کہتی ہیں انہیں کچھ نہیں ہو گا اور مجھے ان کی بات پر یقین ہے۔ کیا تم زویا سے شادی کرنا چاہتے ہو؟"

المیر کی نظر تھی تو فیاض کی جانب مگر دماغ کہیں اور ہی تھا۔

"لیکن جب مجھے ڈاکٹر نے بتایا کہ انہیں ہڈیوں کا کینسر ہے تو آپ سوچ نہیں سکتے میرے دل پر کیا گزری تھی۔ میں ان کی ہر ممکن مدد کرنا چاہتا تھا مگر ڈاکٹر نے کہہ دیا تھا۔ پیشنٹ نہیں چاہتی کہ کوئی بھی ان کو خیرات دے۔ کیا میں ان کو خیرات دے سکتا تھا۔ وہ میرا پیسہ قبول نہیں کر رہے تھے وہ مجھے دھتکار رہے تھے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے لفظوں میں صدمہ تھا۔چہرہ بھی دکھی دکھتا تھا۔

"تمہیں پتا تو ہے اپنی ماما کی عادت کا۔وہ شاید چاہتی تھی۔تم منظر عام پر آکر حق سے اس کے اخراجات اٹھاؤ نہ کہ یوں چھپتے چھپاتے اگر تم سامنے جا کر اس کی مدد کرتے تو وہ یقیناً ایک فیصد بھی تمہارے پیسے لینے سے نہ ہچکچاتی۔تم اور زویا کب شادی کر رہے ہو؟"

المیر کے ہاتھ میں اب بھی ان کا ہاتھ تھا۔

"میں کیسے جاتا ان کے سامنے میں ان سے خفا تھا لیکن ہاں ان کے ہر آپریشن پر میں وہاں ہی ہوتا تھا۔اس کے بعد بھی میں ان سے ملنے جاتا تھا۔مجھے ڈر تھا اگر انہوں نے مجھے پہچاننے سے انکار کر دیا تو۔آخر کو اتنے سال گزر گئے ہیں۔"

فیاض نے اپنا ہاتھ اس کے چہرے کے نقوش پر پھیرا۔

"انسان اپنا آپ کیسے بھلا سکتا ہے المیر۔تم شائستہ ہی تو تھے۔اُس کے وجود کا حصہ اُس کا خون۔وہ کروڑوں میں بھی تمہیں پہچان لیتی تم جاتے تو سہی۔اب بتاؤ زویا

کے ساتھ نکاح کرنے کا کب ارادہ ہے تمہارا؟ تمہاری ماما کی اور میری بڑی خواہش ہے تمہیں سیٹل دیکھنا۔"

المیر کا چہرہ پھر سے جھک گیا تھا۔

"انہیں معلوم تھا میں ان سے ملنے آتا ہوں اگر وہ ان وقتوں میں آنکھیں کھول کر مجھے دیکھ لیتیں تو کیا ہو جاتا۔ میں روز اس امید سے جاتا تھا کہ آج تو ماما مجھے دیکھ لیں گی۔ سینے سے لگائیں گی۔ ڈھیر ساری باتیں کریں گی۔ دعائیں دیں گی اور مجھے ہمیشہ اپنے پاس ہی رکنے کا کہہ دیں گی مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔"

فیاض نے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا اور ڈائریکٹ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔

"زویا کے ساتھ شادی کا کب تک پلان ہے۔"

وہ جان گئے تھے المیر جان بوجھ کر اس ٹاپک کو اگنور کر رہا ہے۔ جانتے تو وہ یہ بھی تھے کہ دونوں بھائیوں کے درمیان کیا چل رہا ہے مگر ابھی اسے ڈسکس کرنا مناسب وقت نہیں تھا۔

"مجھے لگتا نہیں تھا کبھی میں یوں آپ کے سامنے اس طرح بیٹھوں گا۔ کسی بھی جذباتی سین کے بغیر ہم اتنی جلدی فارمل ہو جائیں گے۔"

فضول میں مسکرا کر کہتے ہوئے وہ انہیں احمق لگا تھا۔ فیاض کی آنکھوں میں پریشانی ابھری جو شک انہیں کب سے ہو رہا تھا وہ یقین کی چادر اوڑھ کر انہیں کو مزید ٹینشن میں ڈال رہا تھا۔

"المیر میں نے پوچھا ہے کہ زویا کے ساتھ شادی کب تک کر رہے ہو تم۔"

"اور ہم دونوں یوں آپس میں اس طرح کی باتیں کریں گے۔ ماما کو ڈسکس کریں گے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ میری زندگی میں اتنی آسانی سے یہ لمحہ آ گیا۔"

"المیر میں نے کچھ پوچھا ہے۔"

اب کے انہوں نے پریشانی سے اونچی آواز کے ساتھ کہا۔ وہ انہیں دیکھتا رہا پھر یکدم اٹھ کر باہر گیا تھا۔ نوروز نے اسے باہر آتے دیکھا تو کھڑا ہو گیا۔ المیر کا چہرہ اسے غیر معمولی لگا تھا۔ وہ ستا ہوا تھا۔ سرخ تھا اور تھوڑا تھوڑا سوجا سا بھی۔ وہ دو قدم اس کے

پیچھے گیا پھر اندر فیاض کے پاس آ گیا۔

"المیر کو کیا ہوا ہے؟"

فیاض نے بند ہوتی آنکھیں کھولیں اور پھر بولے۔

"اسے بھی محبت نے مارا ہے۔"

نوروزان کی بات پر ٹھہر گیا۔ پھر وہ جھٹ سے باہر آیا تھا۔ سیل فون نکال کر اس نے کچھ کہا اور المیر کے پیچھے جانے لگا مگر وہ دیر کر چکا تھا۔ المیر جا چکا تھا۔

"کچھ بتایا اس نے کہاں جا رہی ہے؟"

فیضان نے تیسری دفعہ یہ بات روشانے سے پوچھ لی تھی اور وہ تیسری دفعہ ہی کہہ رہی تھی۔

"آپی نے کہا تھا کہ وہ کچھ دنوں کیلئے ایجنسی کے کام سے لاہور جا رہی ہیں۔"

اس نے کل شام میں آیا وشمہ کا میسج پھر سے فیضان کو سنایا جو برا سا منہ بنائے کھڑا

تھا۔

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ میسج کر دیا کہ جا رہی ہوں اسے کم از کم آ کر اطلاع تو دینی چاہیے تھی۔امی سے مل لیتی پرسوں ان کی سرجری ہے۔"

رمشہ نے فیضان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پر سکون رہنے کو کہا۔

"کچھ نہیں ہوتا آپ ٹینشن نہ لیں۔وہ پہلے بھی گئی تھی پھر آ گئی تھی۔ایجنسی اپنی ذمہ داری پر بھیجتی ہے۔وہ ٹھیک ہو گی۔"

شانے نے رشمہ کی بات کی حمایت کی تھی۔

"جی بھائی آپی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔"

فیضان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر کچھ سوچنے لگا۔چند دن پہلے کی باتیں اس کے دماغ میں گونج رہی تھیں۔

"فیضان بھائی میں اب یہ جاب چھوڑنا چاہتی ہوں۔بس یہ ہی ہفتہ ہے اس کے بعد کہیں اور نوکری کرونگی۔میرا دل ہے میں کراچی میں ہی کوئی جاب تلاش لوں۔"

وہ اس وقت ان کے گھر پر موجود تھی۔رشمہ چائے بنانے گئی تھی جب اس نے فیضان سے یہ بات کہی۔

"تمہاری سوچ اچھی ہے لیکن میں چاہتا ہوں اب تمہاری بھی شادی کر دی جائے۔ میرا ایک دوست ہے۔بہت اچھی فرم میں اچھی پوسٹ پر ہے۔دو بھائی ہیں۔ دونوں بہت ہی قابل اور نیک بچے ہیں۔میری ان کے گھر اچھی علیک سلیک ہے۔ ان کی ماما نے ہی مجھ سے کہا ہے۔میرا دل ہے جو نہی ہم لوگ کراچی شفٹ ہوں تم دونوں کی شادی کر دوں۔سٹڈی اور جاب تو پھر بھی ہوتی رہے گی۔رمشہ سے بات کی تھی میں نے اسے بھی یہ رشتہ مناسب لگ رہا ہے۔"

وشمہ اس کی بات پر خاموش رہی کچھ نہیں بولی۔

"دیکھو وشمہ اگر اس بندے کا انٹرسٹ شادی تک ہوتا تو بخدا میں خود اس کے پاس تمہارا رشتہ لیکر جاتا، میں نے تمہیں بہن کہا ہے تو مطلب تم میری بہن ہو۔تمہاری خوشی ہی اولین ترجیح ہے میری لیکن جب وہ ہی تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا۔

تمہیں اس طرح دکھ دے رہا ہے تو میں کیسے کہہ دوں کہ آگے جا کر وہ کچھ سوچ لے۔ جبکہ تم نے کہا ہے اس کی منگنی بھی ہو چکی ہے۔"

اس نے اپنے کارنامے کے بارے میں گھر والوں کو بھنک بھی نہیں لگنے دی تھی۔

وہ کیسے کس منہ سے بتاتی کہ وہ کیا کر بیٹھی ہے۔ المیر کے صاف دل کو میلا کر کے اس میں کبھی بھی کسی پر بھی اعتماد نہ کرنے کا پودا لگا آئی ہے۔ وہ کیسے بتا دے یہ سب۔ وشمہ نے دونوں ہاتھوں سے آنسوں صاف کیے۔ کہنے کو بہت کچھ تھا مگر اس نے کہا تو فقط اتنا ہی۔

"جیسے سب کی مرضی ہو گی ویسے ہی ہو گا۔ مجھے اب کوئی اعتراض نہیں۔"

وہ سوچوں میں گم تھا جب رمشہ نے اس کے آگے ہاتھ ہلایا تھا۔

"کہاں کھو گئے؟"

وہ چونکا۔

"ہم۔۔ نہیں کہیں بھی نہیں۔"

"کیا مجھے ایک بار المیر رائے سے بات کرنی چاہیے لیکن کیسے کروں وہ تو منگنی کر کے بیٹھ گیا ہے۔اُف وشمہ تم بھی کہاں پھنس گئی۔"

وہ دوسری سمت چلنے لگا تھا۔

ادھر المیر کے آفس میں یزدانی کی اونچی آواز گونج رہی تھی۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ پوری پکچرز اور ریکارڈنگ ہی ختم ہو گئی۔میں نہیں مانتا اس بات کو ضرور یہ کسی نے حرکت کی ہے۔"

وہ غصے میں گھرا اپنے پیسے ڈوبنے اور وقت برباد ہونے پر ہر ایک کو قتل کر دینا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مسٹر یزدانی بات تو آپ ایسے کر رہے ہیں جیسے ہمیں شوق ہو اپنا ہی نقصان کرنے کا۔آدھی پے منٹ کی ہے آپ نے، آدھی ابھی رہتی ہے اور آپ یہ بھول کیوں جاتے ہیں کہ پہلے بھی حادثاتی طور پر ایک بار ایسا ہو چکا ہے۔"

یہ خیام تھا جو اس کے مسلسل ایک ہی گردان سے عاجز آ چکا تھا تبھی کوئی بھی لحاظ

رکھے بغیر روکھے لہجے میں بولا تھا۔یزدانی نے ہنکارہ بھرتے ہوئے سر جھٹکا۔

"مسٹر رائے وہ پرانی بات تھی میں آج ابھی کی بات کر رہا ہوں۔"

خیام نے سر پکڑ لیا۔اس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"ہم آپ کو پیسے لوٹا رہے ہیں۔معذرت کر رہے ہیں اور کیا کریں۔"

وہ جانتا تھا اگر دوبارہ بھی شوٹنگ کر لی تو بھی یہ ہی حال ہونا ہے المیر داسنکی کبھی بھی وشمہ کو سکرین پر آنے نہیں دے گا۔اسی لیے اس نے پیسے لوٹانے کا کہا تھا۔

"او بھئی پیسے کا میں اچار ڈالوں۔میری جو میڈیا میں اتنی سبکی ہونی ہے وہ۔کیا کہوں گا لوگوں کو کہ جو کمرشل میں بنوا رہا تھا وہ ختم ہو گیا۔"

خیام نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"ہم نے ابھی میڈیا تک کوئی بات نہیں پہنچائی اور نہ ہی نیو فیس کو لانچ کرنے کا کہا ہے اگر آپ نے یہ سب کیا ہے تو ہم کچھ کر نہیں سکتے سوائے اس چیز کہ کہ آپ کسی دوسرے فیس کو اپنے کمرشل میں استعمال کر لیں کیونکہ مس وشمہ سے ہم نے

رابطہ کیا تو وہ دو ٹوک انکار کر چکی ہیں کہ اب دوبارہ وہ کوئی کمرشل کی شوٹنگ نہیں کریں گی۔"

یزدانی تو یہ بات سن کر اور بھڑک گیا۔

"ارے ایسے کیسے نہیں کریں گی۔ پیسے لیے ہیں اس نے مجھ سے کانٹریکٹ سائن کیا ہے۔"

المیر جو خاصی دیر سے اس کی بکواس کو انجوائے کر رہا تھا۔ کرسی پر جھولتے جھولتے بولا۔

"مسٹر یزدانی پیسے انہوں نے اس محنت کے لیے ہیں جو وہ کر چکی ہیں۔ اب کمرشل آن ائیر ہو یا نہ ہو اس سے انہیں کیا سروکار اور رہی بات کانٹریکٹ کی تو اس میں بھی اسی کمرشل کا ذکر تھا۔ یہ لکھا تھا کہ وہ یہ کمرشل مکمل کریں گی جو کہ انہوں نے کیا۔ کیا نہیں کیا؟"

یزادنی نے تحمل بھرا سانس لیا۔

"بات تو ٹھیک کہی ہے آپ نے لیکن اب کیا کریں۔"

خیام نے شکر کا کلمہ پڑھا کہ چلو کچھ تو اسے سمجھ آئی۔

"اب یہ ہی کیا جا سکتا ہے کہ آپ کسی اور فیس کو لے لیں ہمارے پاس کافی سارے نیو فیسز کی لسٹ ہے۔ ہم آپ کو دکھا سکتے ہیں۔"

اس نے اسی طرح مزے سے جھولتے ہوئے کہا۔

"مس وشمہ سے بات نہیں ہو سکتی۔"

المیر نے چندھی آنکھوں سے اسے دیکھا اور کہا۔

"نہیں انہوں نے صاف انکار کیا ہے۔ چاہیں تو آپ خود بات کر کے دیکھ لیں۔"

یزدانی نے اس پر لعنت بھیجی اور کسی دوسرے فیس کو لانچ کرنے کا کہہ دیا۔ المیر اس جیت پر دل سے مسکرایا تھا۔

روبینہ نے تمام پیکنگ مکمل کر لی تھی بس ابھی کچھ دیر بعد ہی ان کی فلائیٹ تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جب انہیں ایک میل موصول ہوئی جسے پڑھ کر ان کے پاؤں سے زمین نکلی تھی۔ غصے میں پھنکارتے ہوئے انہوں نے اٹلی سے آیا قیمتی واز توڑا تھا۔ میل میں درج تھا کہ فیاض نے باقی کی تمام دولت بھی المیر کے نام کر دی ہے اور روبینہ کو پندرہ دن کا نوٹس دیا گیا ہے کہ وہ ان کا گھر خالی کر دیں کیونکہ وہ روبینہ کو طلاق دے چکے تھے۔

"فیاض میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔ میں انہیں اپنے ساتھ ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔"

چیختے ہوئے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ انہوں نے نوروز کا نمبر ملایا مگر وہ بزی جا رہا تھا۔ ناچار انہیں المیر کو کال ملانی پڑی جو ہمیشہ کی طرح پہلی بار میں ہی اٹھا لی گئی تھی۔

"اسلام علیکم, کیسی ہیں آپ؟"

سرد سپاٹ آواز انہیں سنائی دی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ چلتے ہوئے ان سے باتیں کر رہا ہے۔

"المیر تم نے دیکھا تمہارے ڈیڈی میرے ساتھ کیا کر چکے ہیں۔وہ مجھے طلاق دے کر اس گھر سے نکل جانے کا کہہ رہے ہیں۔تم دیکھو میری وفاؤں کا وہ کیسے صلہ دے رہا ہے۔"

پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے انہوں نے المیر کے قدموں کو تھما دیا تھا۔جو بھی تھا وہ اس کی موم تھیں۔سوتیلی سہی مگر تھی تو سہیں۔بھلے وہ ان کی وجہ سے گھر سے نکلا۔ان کی سازشوں کا لمحہ بہ لمحہ شکار ہوا لیکن یہ روبینہ ہی تھیں جو اس کے ہر قدم پر اس کے ساتھ رہی تھی۔اس کی خبر گیری ہر وقت انہیں رہتی تھی۔اس کی زندگی کے ہر معاملے میں وہ تھیں۔اپنے مفاد کیلئے ہی سہی مگر وہ اس کے ساتھ تھیں اور کچھ بھی تھا۔المیر کو ان سے لگاؤ تھا۔وہ اس بارے میں بے بس تھا۔

"آپ ٹینشن نہ لیں اللہ بہتر کرے گا۔آپ پلیز روئیں مت۔"

اور وہ جو سمجھی بیٹھی تھیں کہ وہ اس کے ساتھ ہمدردی کرے گا۔ان کی دل جوئی کرے گا۔اپنے باپ سے نفرت کا اظہار کرے گا لیکن اس نے یہ سب نہیں کیا۔وہ

اس کے اتنے نارمل انداز پر ٹھٹھک گئیں۔

"کہیں اس کی اور فیاض کی ملاقات تو نہیں ہو گئی۔"

"المیر وہ مجھے چھوڑ چکا ہے۔اس نے مجھے طلاق کے ساتھ نوٹس دیا ہے اور تم کہہ رہے ہو ٹینشن نہ لوں۔ تم جانتے ہو میرے دل پر کیا گزر رہی ہے۔"

انہیں حقیقی صدمہ پہنچا تھا۔صدمے کے زیر اثر ہی کہا۔

"اور میرے دل پر کیا گزری تھی اس وقت مومِ جب آپ نے صالحہ کو میری زندگی سے دور کیا تھا۔ کبھی سوچا ہے آپ نے۔میرا چھوڑیں ماما کا سوچیں ان کے دل پر کیا گزری تھی جب آپ نے ان کا شوہر ان سے چھین لیا تھا۔"

وہ نہیں کہنا چاہتا تھا مگر کہہ گیا۔روبینہ کے قدموں سے زمین کھسکی تھی۔المیر ان سے نفرت کرنا شروع ہو چکا ہے۔وہ ان سے بدزن و بدگمان ہونا شروع ہو چکا ہے۔یہ بات تو وہ کافی عرصے سے جانتی تھیں مگر وہ اس حد تک جانے والا ہے یہ انہوں نے نہیں سوچا تھا۔

"اپنی حد میں رہو المیر تم شاید بھول رہے ہو کس سے بات کر رہے ہو۔"

غصے سے کپکپاتے ہوئے انہوں نے اسے ٹوکا۔

"میں تو اپنی حد میں ہی ہوں لیکن کاش آپ نے اپنی حدیں نہ پھلانگی ہوتیں۔"

"بکواس بند کرو۔"

طیش کے عالم میں انہوں نے اس کی بات کاٹی۔

"مت بھولو یہ میں ہی ہوں جس نے برے وقت میں تمہارا ساتھ دیا۔ جب تمہارے باپ نے تمہیں اپنی زندگی سے بے کار شے کی طرح نکال دیا تھا تو یہ میں ہی تھی جو ہمہ وقت تم سے کانٹیکٹ میں تھی۔ تمہارے سر پر سائے کی طرح رہی۔ کبھی تمہیں تنہا ہونے کا احساس نہیں دلایا۔ تم سے تب بھی ملتی رہی جب تمہارے باپ نے مجھے تم سے ملنے سے روکا (جھوٹ) اور شاید تم بھول رہے ہو یہ میں ہی ہوں جس نے تمہاری خاطر تمہارے باپ سے مار بھی کھائی مگر نکلے نا تم بھی اپنی ماں کی طرح احسان فراموش۔"

ہر کام کو کول طریقے سے ہینڈل کرنے والی روبینہ اس نہج پر آ کر بوکھلا گئی تھیں اور بوکھلاہٹ میں جانے کیا کیا بول گئیں۔المیر نے ضبط سے ان کی بات سنی تھی۔

"میں اپنی ماما کے بارے میں اب ایک لفظ بھی نہیں سننا چاہتا سو پلیز ان کے بارے میں کچھ بھی مت کہیں اور ہاں یہ بات آپ بھی جانتی ہیں اور میں بھی کہ آپ کس نیت سے میرے سر پر رہیں۔تھینک یو مجھ سے میری خوشیاں چھیننے کیلئے اور اب میں آپ کے کسی بھی جھوٹ پر یقین نہیں کرنے والا۔سوری بٹ آپ جھوٹ بولنا بند کر دیں آپ کی زندگی کے آدھے مسائل حل ہو جائیں گے۔"

اس نے کال کاٹ دی۔روبینہ نے زلزلوں میں آ کر سیل کی طرف دیکھا اور پھر پوری قوت سے اسے دیوار پر دے مارا۔وہ سر پکڑیں بیٹھ گئیں۔

"نہیں یہ سب بہت غلط ہے۔وہ اس غلط کو سہی کریں گی انہیں کرنا ہی پڑے گا۔"

المیر نے سیل فون کوٹ میں رکھا اور افسردگی سے ماتھے کو مسلا۔پہلے ہی وہ وشمہ

کے ایجنسی چھوڑ جانے سا کچھ دنوں سے اپ سٹ تھا اوپر سے روبینہ کی باتیں اور طلاق۔اس کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے۔وہ وہیں ایک کونے میں کھڑا سٹاف کو دیکھتا رہا۔سب مکمل تھا مگر پھر بھی غیر مکمل سا تھا۔پرسوں ہی اسے خیام نے بتایا تھا کہ وشمہ اس ایجنسی کو اسی ہفتے چھوڑنے کا ارادہ رکھتی ہے مگر یہ ارادہ اتنی جلدی عمل پزیر ہو گا اور اس قدر چھاپ چھوڑے گا اس نے سوچا نہ تھا۔

"سر میں نے سلوگان کا ڈیزائین تیار کر لیا ہے آپ اگر تھوڑا سا وقت نکال کر دیکھ لیں تو۔"

اذان بجھا بجھا سا اس سے کہہ رہا تھا۔اسے وشمہ کا بغیر بتائے ایجنسی چھوڑ جانا افسردہ کر گیا تھا۔وہ اس سے ناراض ہو گیا تھا بسس۔

المیرا اس کی آواز پر چونکا پھر سر ہلاتے ہوئے اس کے ساتھ آ گیا۔

"آپ کو معلوم ہے مس وشمہ نے اتنی اچانک جاب کو گڈ بائے کیوں کہا؟"

لیپ ٹاپ پر نگاہ دوڑاتے ہوئے وہ معمولی سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔"

اذان کا سپاٹ لہجہ اسے چونکا گیا۔ نظر پھیر کر اسے دیکھا۔

"لیکن میں آج اس کی فیملی سے ملنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

المیر نے سر ہلایا۔

"گڈ۔"

"سر آپ سے کوئی مسٹر فیضان ملنے آئے ہیں۔"

سویرہ نے آکر اسے اطلاع دی تھی۔ اذان فوراً اس بات پر کھڑا ہوا۔

"کہیں یہ وشمہ کے بہنوئی تو نہیں۔"

www.novelsclubb.com

المیر سیدھا ہوا اور سویرہ کے ساتھ جانے لگا۔ اذان نے بھی جلدی جلدی فولڈر کو بند کیا اور اس کے پیچھے بھاگا۔ وہ ٹھیک تھا یہ وشمہ کی بہن کا شوہر ہی تھا جو المیر کے آنے پر کھڑا ہو گیا تھا۔ ویزٹنگ روم کا دروازہ بند ہونے سے پہلے اذان بھی اندر آیا تھا۔ المیر نے اسے مڑ کر دیکھا۔ اس سے پہلے وہ اسے جانے کا کہتا وہ کھسیا کر ایک

سائیڈ پر بیٹھ گیا۔

"اسلام علیکم مسٹر فیضان۔"

اس نے مصافحہ کیلئے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔ فیضان نے اس کا ہاتھ تھاما اور سلام کا

جواب دیا۔

"آپ کچھ لیں گے؟"

اذان سے ملنے کے بعد المیر نے اس سے پوچھا تھا۔

"نہیں آپ کا شکریہ۔"

وہ تھوڑی دیر چپ ہوا پھر کہنے لگا۔

"میں یہاں وشمہ کے سلسلے میں آیا ہوں۔ ایکچوئلی کل اس کی امی کی لاسٹ سرجری

ہے اور میں چاہتا ہوں اپنی امی کی سرجری کے دن وہ ان کے ساتھ ہوں۔ اگر آپ

اسے لاہور سے بلوا دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔"

المیر کے ماتھے پر نا سمجھی سے لکیریں ابھریں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لاہور سے مطلب؟"

فیضان کے لب پریشانی سے پھیلے۔آنکھوں میں تفکر ابھرا۔

"مسٹر المیر آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے آپ کو معلوم نہیں۔ تین دن پہلے وشمہ ایجنسی کے کام سے لاہور گئی تھی اور اب تک نہیں لوٹی۔اس نے میسج کیا تھا کہ وہ لاہور ایجنسی کے کام سے جا رہی ہے۔"

اور المیر کا وجود یکدم ڈھیلا پڑ گیا۔وہ ساکت سا فیضان کو دیکھے گیا۔یہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔اس کی آنکھوں کے پتلیوں نے اذان کی جانب حرکت کی جو تفکر کے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا پھر وہ سنبھل گیا۔

www.novelsclubb.com

"آں ہاں وہ۔۔انہیں بھیجا گیا ہے کام سے اور آپ بے فکر رہیں میں کل ہی انہیں بلواتا ہوں۔آپ یہ بتائیں کہ آپ کیسے ہیں۔"

اذان کو اشارہ کر کے وہ کنڑولڈ سا کہہ رہا تھا جبکہ دل کی حالت خاصی غیر تھی۔

آتش فشاں بس پھٹنے کو بے تاب تھا۔

"میں ٹھیک ہوں آپ کا شکریہ بس آپ وشمہ کو جلد از جلد بلوا دیجئے۔اب میں چلتا ہوں چائے پھر کبھی پیوں گا۔"

ابھی ابھی رکھ کر گئی سویرہ کی چائے کو چھوئے بغیر وہ کھڑا ہوا اور ان سے مل کر باہر چلا گیا۔المیر نے اس کے جاتے ہی دروازہ بند کیا اور اذان کی جانب مڑا جو اسی طرح بت بنا بیٹھا تھا۔

"یہ بات تم میں اور مجھ میں ہی رہے گی۔اذان ایم رپیٹنگ کہ یہ بات تم میں اور مجھ میں ہی رہے گی۔"

وہ ضبط سے پھولے سانس کے ساتھ کہہ رہا تھا۔اذان کا سکتہ ٹوٹا وہ ایکدم کھڑا ہوا۔

"وشمہ تین دن سے غائب ہے۔وہ تین دن سے غائب ہے۔"

وہ باہر کی جانب لپکنے لگا تھا جب المیر نے طاقت لگا کر اسے کھینچ کر صوفے پر پھینکا۔

"اذان وشمہ کو رسوا مت کرو۔"

وہ اسے دونوں بازوؤں سے تھامتا اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کہہ رہا تھا۔

"میری بات غور سے سنو۔ یہاں کسی کو بھی نہیں پتا چلنا چاہیے وشمہ کا۔ تم۔۔ میں، ہم دونوں اسے ڈھونڈ لیں گے۔ اسے کچھ نہیں ہوا وہ ٹھیک ہے۔ وہ ٹھیک ہے اذان۔ وہ بالکل ٹھیک ہے۔"

اذان کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"وہ کہتی تھی اس کا کوئی بھائی نہیں، اس کے سر پر کسی مرد کا سایا نہیں، صرف فیضان بھائی ہیں جو اپنے کاموں میں اتنے مصروف ہوتے ہیں کہ ہفتے لگ جاتے ہیں ان کی شکل دیکھتے ہوئے۔ وہ کہتی تھی وہ اپنے گھر کی مرد بن گئی ہے۔ لیکن اسے مرد بننا بالکل پسند نہیں ہے۔ وہ لڑکی رہنا چاہتی ہے۔ وہ لڑکی جس کا بھائی ہوتا ہے، باپ ہوتا ہے۔ المیر سر اس نے مجھے اپنا بھائی کہا تھا اور میں اس کی حفاظت نہیں کر سکا۔ میں کتنا بے کار ہوں۔ کتنا بے کار ہوں۔"

المیر نے اذان کے بازو چھوڑ دیے۔

"آپ جانتے ہیں مجھے بہت اچھا لگتا ہے جب آپ میری حفاظت کرتے ہیں۔ میری

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پرواہ کرتے ہیں۔مجھے چوٹ تو نہیں آئی۔میرے سر میں درد تو نہیں۔میں بیمار تو نہیں ہو گئی۔میں تھک تو نہیں گئی۔میں اتنی دیر کہاں تھی۔اپارٹمنٹ کیوں نہیں پہنچی اب تک۔میرا فون کیوں بند تھا۔مجھے چھینک کیوں آئی۔یہ کون تھا جو میرے نزدیک آنے کی کوشش کر رہا تھا۔کوئی مجھے تنگ تو نہیں کر رہا۔مجھے بہت اچھا لگتا ہے یہ سب المیر اور میں چاہتی ہوں آپ ہمیشہ میری یونہی پرواہ کرتے رہیں۔یہ احساس بہت اچھا ہے کہ آپ میرے پیچھے ہو میرے ساتھ ہو۔اس لیے مجھے کچھ نہیں ہو سکتا۔"

"تم بے کار نہیں ہو۔تم نے اس کی حفاظت کی۔تم نے اسے ٹی وی پر نہیں آنے دیا۔اسے سڑکوں کی زینت نہیں بننے دیا۔تم نے اس کی حفاظت کی ہے اذان اور میں چاہتا ہوں آگے بھی کرو۔اٹھو ڈھونڈو اسے۔"

وہ یہ کہہ کر باہر آ گیا تھا۔جب کے باہر آتے آتے اس کا خود کا ضبط جواب دے گیا۔اس کے قدم کہاں تھے وہ جانتا تھا۔

اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔سب دھندلا دھندلا سا تھا۔اس نے دوبارہ آنکھوں کو سختی سے میچ کر کھولا۔سامنے بیٹھے لوگوں پر جیسے ہی اس کی نگاہ پڑی توشناسائی کی رمق اس میں جاگ گئی۔وہ سیدھی ہوئی تھی۔

"تم۔۔تم لوگوں نے ایسا کیوں کیا؟کیوں مجھے یہاں لے کر آئے؟"

سویرہ نے پانی کا گلاس بھر کر اسے پکڑایا۔

"کیوں کہ میں آخری بار دیکھنا چاہتی ہوں کہ واقعی المیر بس تمہارا ہے یا اس کے دل میں میرے لیے تھوڑی سی بھی گنجائش ہے۔"

اس کی نظر ٹانگ پر ٹانگ رکھے زویا کی طرف اٹھی جو شکستہ چہرے کے ساتھ اسے دیکھتی کہہ رہی تھی۔

"مطلب؟"

زویا نے شانے اچکا دیے پھر وہ وشمہ کو غور سے دیکھنے لگی اتنے غور سے کہ وشمہ ڈر

گئی۔

"یعنی آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں اب۔"

اس نے ہمت کر کے پوچھا۔

"تم المیر کی زندگی سے چلی بھی جاؤ پھر بھی اس کے دل سے نہیں جا سکتی۔ تم مر بھی جاؤ تب بھی تم اس کے وجود میں ہمیشہ کیلئے رہ جاؤ گی۔ میں تمہیں مار بھی نہیں سکتی اور یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ غائب ہو جاؤ۔ کیونکہ میں جانتی ہوں المیر تمہیں ڈھونڈ لے گا۔ بس میں آخری بار یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ تمہارے لیے کس حد تک جا سکتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

وشمہ نے افسوس زدہ نگاہوں سے زویا کے معصوم چہرے کو دیکھا جو محبت کی ناکامی سے مرجھا گیا تھا۔

"یہ سب کر کے آپ میں اور نوروز میں کوئی فرق نہیں رہا۔ افسوس اسے برا کہتے کہتے آپ خود بری بن گئیں۔ آپ مجھے کہتی میں خود ہی غائب ہو جاتی ایسا کر کے خود

تو نہ گرتیں۔"

زویا کے آنسوں نکلے۔

"میں جانتی ہوں میں نوروز کی لمٹ سے بھی آگے نکل چکی ہوں اور یہ بھی پتا ہے کہ تم اسی ہفتہ کو ایجنسی چھوڑ کر جا رہی تھی۔ مگر یو نو واٹ المیر تمہیں کبھی نہ جانے دیتا۔ چلی بھی جاتی تو بھی تمہارے پیچھے آ جاتا۔"

سویرہ اٹھ کر باہر چلی گئی۔ جاتے سمے اس نے دروازہ بند کیا تھا۔

"پھر اگر آپ ساری باتوں میں اتنی کلئیر ہیں تو یہ کڈنیپنگ کیوں؟ اس سے کیا پتا چلے گا آپ کو۔"

www.novelsclubb.com

"یہی کہ اب ہماری شادی ہو سکتی ہے یا نہیں۔"

وشمہ کو اس کی منطق سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"مجھے یہاں کب تک رہنا ہو گا۔"

"جب تک المیر تمہیں ڈھونڈ نہیں لیتا۔"

اس کی آنکھیں پھیلیں۔

"لیکن میری امی کی سرجری ہے اور مجھے وہاں ہونا ہے ہر حال میں۔"

وہ زویا کی بات سے گھبرا گئی تھی اس لیے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈونٹ وری المیر تمہیں تب تک ڈھونڈ لے گا۔"

وہ یہ کہہ کر باہر گئی تھی۔وشمہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"آپ نے اس سے جھوٹ کیوں بولا۔سیدھا سیدھا یہ کیوں نہیں کہا کہ یہ سب آپ نے ان دونوں کے بیچ حائل تلخی کو ختم کرنے کیلئے کیا ہے۔"

زویا سویرہ کو دیکھ کر مسکرائی۔

"بس ایسے ہی۔"

وہ یہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

نوروز اپنے دوست سے فون پر بات کر رہا تھا جب کسی نے یکدم اسے پیچھے سے کھینچا

www.novelsclubb.com

اور زوردار مکا اس کے منہ پر جڑ دیا۔مارنے والے پر اس نے ہاتھ اٹھانا چاہا تھا مگر رک گیا، کیوں کہ وہ المیر تھا جواب اس کا گریبان تھامے طیش میں چیخ رہا تھا۔

"وشمہ کہاں ہے؟"

اس طرز تخاطب،اس لہجے،اس بات پر وہ کچھ برا کہتے کہتے تھم گیا۔اچنبھے سے المیر کو دیکھا۔

"کیا کہہ رہے ہو؟ مجھے کیسے پتا ہو سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔"

المیر نے ایک اور گھونسا اس کے منہ پر جڑ دیا۔نوروز کے دانت سے خون نکلنے لگا تھا۔ اس نے گردن کی تنی رگوں کے ساتھ المیر کی اور دیکھا۔م جو اسے گھسیٹتا ہوا اب دیوار سے لگا چکا تھا۔

"مجھے بکواس نہیں سننی نوروز بتاؤ وشمہ کہاں ہے؟"

نوروز نے اس کا ہاتھ اپنے گریبان سے جھٹکنا چاہا مگر گرفت سخت تھی۔

"شاید آپ کو سنائی نہیں دے رہا کہ میں نے کہا ہے مجھے نہیں پتا۔"

المیر نے ہاتھ اٹھانا چاہا تھا مگر کسی نے تھام لیا۔اس نے چہرہ موڑ کر انگارہ بنی آنکھوں سے دیکھا وہ خیام تھا جو جانے کب ادھر آ گیا تھا۔

"اسے واقعی نہیں پتا چھوڑ اسے۔"

المیر نے اس کا گریبان جھٹکے سے چھوڑا۔ سر پکڑ کر دو قدم پیچھے چلتا وہ پھر نوروز کے منہ کے پاس آیا۔

"دیکھ اگر تو تو نے اسے کہیں چھپایا ہے تو آرام سے ابھی بتا دے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کچھ نہیں کہوں گا۔بتا دے وشمہ کدھر ہے۔"

نوروز کی سیاہ آنکھیں اسے وشمہ کی آنکھوں کی یاد دلا رہی تھیں۔یہ سوچ سوچ کی اس کی جان نکلی جاتی تھی کہ وہ تین دن سے غائب ہے۔وہ کہاں ہے؟ کس حال ہے میں ہے؟اس کے ساتھ کچھ ہو تو نہیں گیا۔یہی سوچیں اسے بے جان کیے جا رہی تھیں۔خیام نے المیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔اس نے اذان کے ذریعے معاملے کی نوعیت کو جان لیا تھا جو بوکھلایا سا اپنا سامان سمیٹتا المیر کے پیچھے بھاگنے کی

کوشش میں تھا۔ مگر خیام نے اسے روک کر اکسا کر اس سے سب معلوم کر لیا۔ تبھی وہ اسے ایجنسی میں رو کے خود یہاں تھا مگر وہ اذان ہی کیا جو رک جاتا۔ وہ بھی اب وہاں موجود تھا اور نوروز کو زخمی دیکھ رہا تھا۔

"میں برا ہوں لیکن اتنا بھی نہیں کہ ایک لڑکی کو اتنے دن تک دوسروں کے سہارے پر رکھ سکوں۔ ہاں میں نے ایسا سوچا تھا۔ اپنے دوست سے مشورہ بھی کیا تھا مگر مریم اور شانے کا سوچ کر میں رک گیا۔ میں بس وشمہ کا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ کرانا چاہتا تھا۔ جس سے میں تمہیں احساس دلا سکوں کہ تم مجھ سے زویا کو چھین کر کتنی بڑی غلطی کر رہے ہو۔ لیکن پھر میں نے اس خیال کو بھی رد کر دیا یہ جان کر کہ تمہیں بھی محبت نے مارا ہے۔"

المیر نے آنکھوں کے سامنے ہاتھ کا چھجا بنایا ہوا تھا۔ وہ سیخ پا سا یہاں سے وہاں ٹہل رہا تھا۔ دل کی حالت ایسی تھی کہ سب کو آگ لگا دے لیکن اسے خود پر کنٹرول کرنا تھا اور وہ اس چیز میں ناکام ہو رہا تھا۔ اس نے کوٹ سے سیل فون نکالا۔

"شعیب وشمہ کا نمبر ٹریس کر کے بتاؤ وہ کہاں ہے۔مجھے ابھی دس منٹ میں پتا چلنا چاہیے پلیز۔"

فون بند کر کے وہ کرسی پر سر پکڑے بیٹھ گیا۔خیام بے بسی سے اسے دیکھے گیا۔اس کے ہاتھ میں زویا کے نام کی انگوٹھی اور چہرے پر وشمہ کے نام کی محبت، خیام کا صبر جواب دے رہا تھا۔ایک طرف بھائیوں جیسا کزن تھا تو دوسری جانب عزیز از جان بہن۔بہتے دل کے ساتھ وہ دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

نوروز آگے بڑھا۔

"بچپن میں میں نے آپ کے ساتھ واقعی بہت برا کیا۔"

اس کی آواز گونجی تھی۔المیر نے اسے ٹوک دیا۔

"مجھے تمہاری کوئی بکواس نہیں سننی۔"

مگر نوروز رکا نہیں بولتا رہا۔

"میں آپ سے جیلس ہو گیا تھا۔آپ کی قابلیت سے چڑنے لگا تھا۔وجہ ڈیڈ کی محبت

تھی۔ میں نے اس دنیا میں آنکھ کھولنے پر صرف موم کو ہی پایا تھا۔ نہ ہی کوئی بہن تھی اور نہ ہی بھائی۔ سکول میں بچے جب اپنے ڈیڈی کے ساتھ آتے تھے۔ ان کی باتیں کرتے ان سے پیار کرتے تھے تو میرا بڑا دل کرتا تھا کہ میرے بھی ڈیڈ ہوں۔ مجھ سے پیار کریں۔ مجھ پر فخر کریں اور میری تعریف کریں۔ اسی لیے جب موم نے ڈیڈ سے شادی کی تو میں بہت خوش ہوا۔ اتنا زیادہ کہ مجھے دنیا پھولوں کا گلدستہ لگنے لگی۔ میں پہلی نگاہ میں ان سے محبت کر بیٹھا تھا اور خوش تھا کہ فائنلی اب میرے پاس بھی ڈیڈ ہیں۔"

"لیکن مجھے ان کا آپ سے محبت کرنا بالکل اچھا نہیں لگا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ بس میں ہی ہوں جس سے وہ محبت کریں۔ جس کی وہ تعریف کریں۔ اسی وجہ سے اسی لیے میں الٹی سیدھی حرکتیں کرتا تھا۔ بچہ تھا عادت بن گئی موم نے بھی نہیں ٹوکا۔ شاید نہیں یقیناً وہ بھی ایسا ہی چاہتی تھی کہ میں ڈیڈ کا فیورٹ بن جاؤں۔ لیکن یقین کریں میں نے کبھی آپ کا برا نہیں چاہا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ گھر سے نکلیں۔

آپ مجھے اچھے لگتے تھے۔میں آپ سے نفرت نہیں کرتا تھا۔یہ بات آپ بھی جانتے ہیں۔"

وہ رک کر سپاٹ چہرے کے ساتھ بیٹھے المیر کو دیکھ رہا تھا۔

"یونیورسٹی میں گینگ سے لڑائی کی وجہ سے جب میں جیل گیا تھا اور آپ نے مجھے وہاں سے چھڑوایا تھا۔تب مجھے احساس ہوا تھا کہ میں کتنا غلط کر بیٹھا ہوں بچپن میں۔کتنا کچھ برا ہو چکا ہے آپ کے ساتھ۔یہ سب نہیں ہونا چاہیے تھا۔واللہ میں آپ کے دل کو کبھی نہیں دکھانا چاہتا تھا۔میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ اس تکلیف سے گزریں۔وشمہ کو پہلی نظر میں ہی دیکھ کر مجھے پتا چل گیا تھا کہ یہی وہ لڑکی ہے جو آپ کو سمیٹ سکتی ہے۔آپ سے محبت کر کے آپ کی خالی دنیا کو بھر سکتی ہے اور اس نے ایسا ہی کیا۔میں جانتا تھا کہ آپ زویا کو پسند نہیں کرتے۔آپ اس سے شادی نہیں کرنا چاہتے۔آپ فقط مجبوری اور اس کے دل کی خاطر ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔جبکہ میں اسے شدتوں سے چاہتا ہوں۔میں نے یہ سب اپنی محبت کے حصول

کیلیئے کیا۔اور مجھے لگتا ہے میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔میں جانتا تھا وشمہ ان لوگوں میں سے ہے جو ایک بار دل میں کسی کو بٹھالے تو اسے نکالتے نہیں۔یہ گیم حقیقت بن جائے گی مجھے اس کا اندازہ تھا۔میں نے اسے کہا تھا کہ وہ آپ کے دل سے کھیلے،آپ سے اظہار محبت کرے اور پھر جب آپ پورپور اس کی محبت میں ڈوب جاؤ تو وہ آپ کو چھوڑ دے تاکہ پھر آپ زویا سے بھی شادی نہ کر پاؤ لیکن میں جانتا تھا جب محبت ہوتی ہے تو اسے چھوڑا نہیں جاتا۔بھلایا نہیں جاتا۔وہ ہمیشہ دل میں بس جاتی ہے۔وشمہ آپ کے دل میں بس جائے گی آپ وشمہ کے دل میں بس جاؤ گے۔اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے بھلا۔"

www.novelsclubb.com

المیر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"اپنی غلطی کو جسٹی فائے کرنے کا اچھا طریقہ ہے لیکن افسوس یہ طریقہ مجھ پر نہیں چلنے والا۔تمہیں اگر زویا چاہیے تھی نا تو ڈائریکٹ آتے میرے پاس کہتے المیر میں اس لڑکی سے محبت کرتا ہوں۔میں تمہارے راستے سے ہٹ جاتا۔لیکن نہیں

تمہیں تو گیم کھیلنی تھی۔مجھے ایک بار پھر سے ہرا کر ٹوٹتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔تو لو ہو جاؤ خوش میں ٹوٹ گیا۔"

نوروز تلخی سے مسکایا۔

"میں آپ سے کہہ بھی دیتا تو پھر زویا کیسے میرے پاس آتی۔آپ کے دل میں کسی اور کی محبت دیکھ کر وہ اپنے پاؤں موڑ لے گی اتنا اندازہ تھا مجھے۔جب آپ کا دل ہی خالی ہوتا تو کیسے وہ اپنے قدم پیچھے ہٹاتی۔"

المیر کا سیل بجا جو لوکیشن اسے بھیجی گئی تھی اس نے المیر کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکال دی۔وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں کھڑا ہوا تھا۔اس کے قدم باہر کی جانب تھے۔خیام اس کے پیچھے لپکا،اذان اور نوروز بھی گئے تھے۔بیس منٹ بعد المیر اس جگہ پر موجود تھا۔اس کی گاڑی کے ہارن پر زویا نے وشمہ کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے اس کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔

روبینہ دھاڑ سے دروازہ کھولتے ہوئے ان کے کمرے میں آئی۔سامنے ہی فیاض شائستہ کا ہاتھ تھامے بیٹھے تھے۔اس منظر کو انہوں نے بڑی مشکل سے نگلا اور قدم قدم چلتی ان تک آئی۔

"تو اس کی وجہ سے آپ نے میری اتنے سالوں کی وفا کو مٹی میں روند دیا۔میرے غرور کو مجھ سے چھین کر مجھے بے سروساماں کر دیا۔اس کی وجہ سے جس کی زندگی کا کچھ پتا نہیں۔"

ان کی آنکھوں میں نفرت تھی۔حقارت تھی،غصہ اور پشیمانگی تھی۔فیاض نے تلخ نگاہوں سے روبینہ کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھا،انہیں نفرت محسوس ہوئی۔

"کیا تمہیں اپنی زندگی کا پتا ہے؟کیا معلوم تم یہیں کھڑی کھڑی مر جاؤ اور کاش کہ ایسا ہو بھی جائے۔"

روبینہ کی مٹھیاں بھینچ گئی تھیں۔

"فیاض تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔"

شائستہ کو سالوں پہلے والا واقعہ یاد آیا جب روبینہ کی جگہ وہ تھیں۔واقعی کرما سامنے آتا ہے۔دنیا گھوم پھر کر اسی پوائنٹ پر آکر رک جاتی ہے جہاں سے وہ شروع ہوئی تھی۔

"اور تم نے جو کیا میرے ساتھ میری بیوی بچے کے ساتھ۔تم نے جھوٹ اور بدگمانی کی انتہا کرتے ہوئے مجھے میری پاکیزہ بیوی سے غافل کر دیا۔مجھے اس پر شک کرنے پر مجبور کر دیا۔میرے بچے کے دماغ میں الٹی سیدھی چیزیں ڈال کر اسے گھر سے نکلوا دیا۔اور تم وفاؤں کی بات کرتی ہو۔یہ وفا ہے تمہاری کہ روز مجھے سلو پوائزن دیتی رہی تاکہ میں مر جاؤں اور وہ دولت جو ابھی پوری طرح سے المیر کے نام نہیں ہوئی میرے مرنے کے بعد تم اس کی حق دار بن جاؤ۔یہ محبت ہے تمہاری؟ یہ وفائیں ہیں۔"

شائستہ نے شاکڈ انداز میں ان دونوں کو دیکھا۔کیا ایسا ممکن تھا۔روبینہ کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ۔۔یہ سب جھوٹ ہے۔ من گھڑت باتیں ہیں۔آپ اپنی غلطی کو چھپانے کیلئے مجھ پر بہتان مت باندھیں۔"

فیاض نے دکھ سے اس عورت کو دیکھا جس سے وہ کبھی محبت کر بیٹھے تھے۔

"کاش یہ بہتان ہی ہوتا۔ مگر تھام لو اپنے دل کو کیونکہ یہ بات نوروز بھی جانتا ہے۔ اس کے پاس تمہارے کارنامے کی ویڈیو ہے۔وہ تبھی مجھے یہاں کسی کو بھی بتائے بغیر لے آیا۔تاکہ میں صحت یاب ہو سکوں اور دیکھو میں تندرست ہوں جو تمہارے فارن ڈاکٹرز نہیں کر سکے وہ میرے ملک کے ڈاکٹروں نے کر دکھایا۔میں زندہ ہوں روبینہ۔"

www.novelsclubb.com

روبینہ کی ہتھیلیاں پسینے میں ڈوب گئیں۔ان کا شک حقیقت بن گیا۔نوروز کو سب پتا ہے۔ان کا دل بیٹھنے لگا۔

"میں نے یہ سب اپنے بچوں کیلئے کیا۔"

شائستہ نے دکھ سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں تم نے یہ سب اپنے لالچ میں کیا اور دیکھو اس کا انجام تم تہی دست رہ گئی۔"

روبینہ آگے بڑھ کر ان کے پاؤں میں بیٹھ گئی۔

"فیاض مجھے معاف کر دو ایسا ظلم مت کرو۔ دیکھو میں وہ ہی کروں گی جو تم کہو گے۔ میں تمہیں شکایت کا موقع ہر گز نہیں دونگی۔ پلیز ایک چانس اور دے دو۔"

انہوں نے روبینہ کے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے ہٹائے۔

"اب بہت دیر ہو گئی ہے۔ تم جا سکتی ہو۔"

"کوئی دیر نہیں ہوئی۔"

وہ چیخی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ابھی بھی کوئی دیر نہیں ہوئی۔ لیکن میں جانتی ہوں تم یہ سب اس کے کہنے پر کر رہے ہو۔ اتنے سالوں کے بعد یہ اپنی دشمنی کا بدلہ ایسے لے گی مجھے نہیں پتا تھا۔ آپ اس کی اور اپنے بیٹے کی محبت میں اندھا ہو کر ہمیں نہیں بھلا سکتے میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی۔"

وہ یکدم پینک ہوئی تھیں۔ سسٹر فوراً اندر آئی اور انہیں پکڑ کر باہر نکالنے لگی۔

"میں نہیں ہونے دوں گی ایسا۔"

دروازہ بند ہونے کے ساتھ ان کی آواز بھی بند ہوئی تھی۔ شائستہ نے فیاض کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال لیا۔

"ایسا مت کریں اس کے ساتھ۔ معاف کر دیں اسے۔"

فیاض نے نفی میں سر ہلایا۔

"اس کے گناہ بہت بڑے ہیں۔ اگر نوروز اچھا نہ ہوتا ماں کی طرح ہوتا یا پھر مریم کی طرح غافل ہوتا تو آج اس وقت میں یہاں نہ ہوتا۔ اب تک مجھ پر مٹی ڈل چکی ہوتی۔"

انہوں نے اپنی عینک اتار کر صاف کی جو دھندلی ہو چکی تھی۔

"بچے ہیں آپ کے ان کا کیا ہو گا۔"

فیاض نے گہرا سانس بھرا۔

"مریم کی شادی ہونے والی ہے۔نوروز شادی کرنا چاہتا ہے۔ان کی لائف سیٹل ہے۔آپ ٹینشن نہ لیں۔"

شائستہ نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

المیر بڑے ڈگ بھرتا اندر بڑھا۔سامنے ہی ایک صوفے پر وشمہ سر جھکائے بیٹھی تھی اور اس کے ساتھ دوسرے صوفے پر زویا تھا۔اذان فوراً سے وشمہ کی جانب بڑھا جو المیر کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟ میں پریشان ہو گیا تھا۔"

وشمہ نے اثبات میں سر ہلایا۔المیر کے دائیں بائیں کھڑے خیام اور نوروز کو دیکھا اور پھر اسے جو قدم قدم چلتا اس تک آ رہا تھا۔وہ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔وشمہ کا دل دھک دھک کرنے لگا۔المیر نے قوت سے اپنا ہاتھ اس پر اٹھایا پھر ہوا میں ہی روک دیا۔وشمہ اس کی اس حرکت سے کانپ گئی تھی۔دو قدم پیچھے ہٹی۔نوروز اور

خیام آگے بڑھتے وہیں رک گئے تھے۔زویا تحیر میں منہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہوئی تھی۔

"میرا دل کر رہا ہے تمہیں جان سے مار دوں۔تم اتنی۔۔اتنی چھوٹی ہو سکتی ہو کہ میری توجہ حاصل کرنے کیلئے یہ چیپ حرکت کرو گی۔اتنی چھوٹی ہو تم۔"

وہ دھاڑا تھا۔اس کی دھاڑ پورے گھر میں گونجنے لگی۔وہ المیر کے ہی گھر میں تین دن سے رہ رہی تھی اور اسے پتا ہی نہ چلا۔

وشمہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے ہراساں انداز میں یکدم زویا کو دیکھا۔

"تمہیں اپنے گھر والوں کا اپنی ماں کا بھی خیال نہیں آیا۔میں تمہیں نہ ڈھونڈتا تو تم یہیں رہتی چاہے تمہارے پیچھے انہیں کچھ بھی ہو جاتا تمہاری بلا سے۔"

"المیر میری بات سنو۔"

زویا آگے بڑھی تھی۔المیر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں روک دیا۔

"سب جائیں یہاں سے۔"

المیر کے حکم پر وشمہ نے فوراً اذان کا بازو تھاما۔المیر نے آگے بڑھ کر اسے جھٹکے سے چھڑوا دیا۔

"کول ڈاؤن المیر۔"

خیام کی بات کو بھی اس نے بپھرے شیر کی طرح کاٹا۔

"آئی سیڈ آؤٹ۔"

وشمہ رو پڑی تھی۔سب وہاں سے ایک ایک کر کے جانے لگے۔وہ آنسوں صاف کرتی المیر کو دھندلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔جس کی آنکھوں پر ایک اور بد گمانی کی پٹی بندھ گئی تھی۔وہ کانپتی ٹانگوں سے خون آشام نگاہوں سے گھورتے المیر کو تکے جا رہی تھی جواب چلتا ہوا اس کے منہ کے قریب آیا۔

"یہاں بستی تھی تم۔"

اس نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے دل کے مقام پر رکھا۔المیر کی بے ترتیب دھڑکنوں سے وشمہ کا ہاتھ کانپ گیا۔

"جب پہلی دفعہ تمہیں میری ماما کیلئے تڑپتا روتا ہوا دیکھا تھا۔ان کیلئے یہاں وہاں پاگلوں کی طرح بھاگتے ہوئے دیکھا تھا۔ تبھی تم یہاں آکر بس گئی تھی۔بہت پرانی بات ہے یہ آج سے تقریباً چار پانچ سال پرانی بات،تب سے تمہیں دل دے بیٹھا تھا۔تب سے ہی چاہتا تھا تمہیں۔اپنی ایجنسی میں دیکھ کر مجھے لگا تھا۔شاید یہ دل کی بن مانگی دعا ہے۔بن کہی خواہش ہے جسے اللہ جان کر سن کر قبول کر کے تمہیں میرے مقابل لے آئے اور تمہیں میرے دل سے نکال کر میرے روبرو کھڑا کر دیا۔"

وشمہ سانس روکے اسے سن رہی تھی۔اس کا ہاتھ المیر کے ہاتھ کے نیچے رکھا کپکپا رہا تھا۔

"میں تمہاری محبت میں مزید دبنے لگا۔نہ نہ کرنے کے باوجود میں قید ہوتا چلا گیا۔ تمہارے لیے جو شک ہواؤں میں اٹھ رہے تھے۔شعیب جو مجھے کہہ رہا تھا میں ان تمام باتوں پر آنکھوں پر پٹی باندھے تمہیں معصوم کہتے ہوئے تمہارے جال میں

پھنستا چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ جو لڑکی اتنی شدت سے کسی دوسری عورت کو اپنی ماں کہتے ہوئے اس کے لیے پاگل ہو رہی ہے ان کیلئے رو رہی ہے وہ بھلا کہاں دھوکے باز ہو سکتی ہے۔ نہیں وہ ایسی ہر گز نہیں ہو سکتی۔ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔ سچی والی محبت۔ مگر میں غلط تھا۔"

اس نے وشمہ کے ہاتھ کو بھینچنا شروع کیا۔ گرفت آہستہ آہستہ سخت ہوتی چلی گئی۔

"میرا یقین غلط تھا۔ میری محبت غلط تھی۔ تم نے مجھے دھوکا دیا۔ تم نے مجھے پیسوں کی خاطر دھوکا دیا۔ نوروز کے کہنے پر دھوکا دیا۔ تمہیں زرا خیال نہیں آیا کہ تمہارے اس دھوکے کی وجہ سے میرا کیا ہو گا۔"

گرفت اتنی سخت ہو گئی تھی کہ وشمہ کو لگنے لگا کہ اس کی انگلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔

"المیر سر۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ منمنائی تھی۔

"تم مجھے دھوکا دے رہی تھی اور میں تم سے پاگلوں کی حد تک محبت کر رہا تھا۔ تم مجھے دھوکا دے رہی ہو۔ جس دن مجھے پتا چلا اسی دن میں تمہارے ساتھ بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ رات کو تم سے فون پر باتیں کر رہا تھا۔ جانتی ہو کیوں؟ کیوں کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو شاید میں تمہیں مار دیتا یا پھر خود کو۔"

وشمہ کو لگا اس کے ہاتھ کی ہڈی نے کڑک کیا ہے۔ آنسوں اس کے گالوں پر بہنے لگے۔

"لیکن میں اس سے بڑا کرنا چاہتا تھا۔ میں بھی تمہارے دل میں محبت ڈال کر تمہیں جیتے جی مارنا چاہتا تھا۔ تاکہ تمہیں بھی تو پتا چلے اس کا غم کتنا بڑا ہے۔ یہ درد کتنا گہرا ہے۔ اسی لیے میں نے تمہیں چھوڑ دیا۔"

اس نے یکدم اس کا ہاتھ چھوڑا تھا۔ وشمہ کو وہ بے جان لگا۔

"نکل جاؤ میری زندگی سے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ آگے بڑھنے لگی تھی جب المیر نے اسے روک دیا۔

"میں کچھ نہیں سنوں گا تمہارے جھوٹوں نے اور تمہارے دھوکوں نے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اب۔ تم نے یہ حرکت کر کے آخری کیل بھی ٹھونک دی ہے۔اس لیے چلی جاؤ یہاں سے۔"

اسے اب زویا کی بات سمجھ آئی تھی۔اب وہ تمام معاملہ سمجھی تھی۔وہ جانتی تھی کہ المیر وشمہ کو ہی جھوٹا مانے گا۔اسے ہی مکار سمجھے گا۔اسی لیے اس نے یہ سب کیا۔ وشمہ کو یہاں لا کر ہمیشہ کے لیے المیر کے دل سے نکال دیا۔اس نے آنسوں بھری نگاہوں سے المیر کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"المیر۔"

"گیٹ۔۔۔۔۔ آؤٹ۔"اس کی دھاڑ در و دیوار ہلا گئی۔وشمہ ڈر گئی بہت زیادہ پھر وہ ہمت مجتمع کر کی اس کے پاس سے نکل گئی۔

"اس کی زندگی سے جانا آسان نہیں تھا۔ مگر میں نے ایسا کر دیا کیونکہ وہ ایسا چاہتا تھا

اور جو اس کی چاہ تھی وہی تو میری بھی چاہ تھی۔"

سرجری کامیاب گئی تھی۔اس کی امی کو اللہ نے نئی زندگی دے کر وشمہ کے دکھ کو ہلکا کر دیا تھا۔ماہم،سندس، عروسہ اور اذان اس سرجری میں اس کے ساتھ ہی تھے۔فیضان بھائی فیاض کو دیکھ کر خوش بھی تھے اور متفکر بھی۔خوش اس لیے کہ اب امی اکیلی نہیں تھیں اور متفکر اس لیے کہ کیا اب وہ لوگ دوسرے ملک چلے جائیں گے۔

خیام اور زویا بھی المیر کے ساتھ وہاں موجود تھے۔اس کی امی سے مل کر انہیں پھول پکڑا کر سب آہستہ آہستہ وہاں سے چلے گئے۔وشمہ اپنے نئے بابا کو دیکھ کر آسودہ تھی کہ جن کی باتیں جن سے محبت کے قصے منسلک تھے اس کی امی کے بلا آخر اب وہ ان کے پاس تھے۔

شانے اس کی بہن ہے۔یہ بات المیر کو پتا چل گئی تھی۔وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر

ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اسے خود کے ساتھ لے گیا تھا۔نوروز بھی وہاں سے چلا گیا کہ وہ جان گیا تھا کہ وشمہ ابھی اس کا چہرا بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔اور وہ جو کسی کا چہرہ بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی ایک کونے میں چپ چاپ بیٹھی تھی۔

"تم اداس دکھتی ہو۔"

فیاض کی بات پر اس نے چہرہ اٹھایا۔پھیکا سا مسکا کر پھر سے جھکا لیا۔

"کچھ دن منظر عام سے ہٹ جاؤ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

ان کی بات پر اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ناسمجھی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"میں نے المیر کو دو بار تمہیں تکتے پایا ہے۔بلاشبہ وہ دیکھنا اتفاقاً دیکھا یا گیا تھا۔مگر ان نظروں میں جو احساس تھا وہ کہیں نہیں ملتا۔وہ تم سے خفا ہے۔اس کی ناراضگیاں بہت طویل ہوتی ہیں۔اس لیے اس کی نظروں سے کچھ عرصے کیلئے اوجھل ہو جاؤ۔"

وہ سر ہلاتی اپنی امی کے پاس آئی ان کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اس نے

اپارٹمنٹ کا رخ کیا تھا۔ وہاں آ کر اس نے اپنا تمام سامان پیک کیا اور اس خالی کمرے کو دیکھنے لگی جہاں اس نے اپنی زندگی کے اچھے وقت گزارے تھے۔ اچھے وقت تو اس نے اس ایجنسی میں بھی گزارے تھے۔ جہاں سے اب اس کے رخصت کا وقت آن پہنچا تھا۔ اس کی زبان پر دو دنوں سے قفل لگا تھا۔ خاموشی کی مورت بنی وہ چپکے سے اپنا تمام سامان چھوٹے سے باکس میں منتقل کر رہی تھی۔ ننھا یونیکارن اٹھاتے ہوئے اس کی آنکھیں بھرا گئیں۔

"یہ چھوٹا سا پیارا سا یونیکارن میری پیاری سی دوست کیلئے۔"

اذان نے ایک صبح آ کر یہ چھوٹا سا ٹوائے اسے گڈ لک چارم کیلئے دیا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

"اور یہ لٹل اینجل کس لیے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔ اذان اس کے قریب آیا اور کان میں پھسپھسایا۔

"یہ لٹل اینجل بڑے ڈیول سے بچنے کیلئے ہے۔"

اور پھر وشمہ کی کھلکھلاہٹیں آفس میں گونجنے لگی تھیں۔

اس نے سر جھٹکا۔ باکس کو بند کیا اور کانفرنس ہال کے دروازے کو دیکھا جہاں وہ سب لوگ میٹنگ میں بزی تھے۔ وہ باکس اٹھاتی المیر کے آفس میں آئی۔ پن اٹھا کر وائیٹ بورڈ پر لکھنے لگی۔

,The truth is now unfold

,The story is now told

،Crying eyes

،Hidden lies

,Just too many goodbye

,Now it is forever,like before

,But now is different

www.novelsclubb.com

,I have closed the door

,Sorry is just a word

And now the memories will become

...blurred

اس کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئی تھیں۔پن کی کیپ لگا کر اس نے آنسوں صاف کیے اور ایک پوری نظر اس کی آفس میں ڈال کر باہر آ گئی۔

"مجھے لگتا تھا زندگی بہت ہی پیچیدہ ہے۔اس کی ہر پرت میں دکھ کی سیاہی اور رنج کی لکیریں ہیں۔خوشیاں جیسے اس سے روٹھ گئی ہیں۔آسودگیاں جیسے مٹ کر رہ گئی ہیں اور میری یہ بات سچ نکلی، حقیقت کی مہر اس وقت لگی جب میں اسے چھوڑ کر چلی گئی۔پلٹنے کی امید لے کر کبھی نہ پلٹنے کیلئے۔"

المیر نے کانفرنس ہال کا دروازہ دھکیلا اور اپنے نئے مارکیٹنگ آفسر سے کچھ کہتا ہوا اپنے آفس کی جانب بڑھنے لگا۔وہ خوش تھا کیونکہ اس کی ایجنسی بیسٹ

ایڈورٹائزنگ ایجنسی کیلئے نامینیٹ ہوئی تھی اور جو پراجیکٹ ہاتھ لگے تھے وہ بھی کم نہ تھے۔وہ مسکراتے ہوئے اپنے نئے امپلائے کے کام کو سراہا کر آفس میں آیا۔

دروازہ بند کر کے وہ جونہی پلٹا ٹھٹھک گیا۔رفتہ رفتہ اس کی مسکان جاتی رہی۔جوش مانند پڑتا رہا اور دل دھڑکنا بھول گیا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا جب میں آپ کو چھوڑ کر جاؤں گی۔آپ بھی کہیں گے تب بھی میں آپ کی زندگی سے نہیں نکلوں گی۔یہ وعدہ ہے وشمہ ناصر کا۔"

وہ آگے بڑھا۔چال میں شکست پنہاں تھی۔

"بہت زیادہ اکڑو اور گھمنڈی مت بنا کریں آپ۔وہی رہیں نا جو ہیں شائستہ خو،نرم دل،بچگانہ،اور بہت زیادہ احساس کرنے والے۔"

"ایکسکیوزمی میں کب بچگانہ ہوں۔"

"آپ ہیں۔آپ میں بچوں جیسی خواہشیں ہیں۔"

"جیسے؟"

"جیسے رہنے دیں آپ برا منا جائیں گے۔"

"میں برا منانا چاہتا ہوں۔"

"لیکن میں نہیں چاہتی۔آپ کو کبھی بھی برا لگے میں ایسا کبھی نہیں چاہوں گی۔"

اس نے خود کو وائیٹ بورڈ سٹینڈ کے پاس روکا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔

"مجھے جس دن پتا چلا تھا کہ تم مجھے دھوکا دے رہی ہو۔اسی دن میں نے خود سے عہد کیا تھا کہ تم سے اس دھوکا کا بدلہ لونگا۔محبت سے ماروں گا تمہیں اور پھر پوچھوں گا کہ "بتاؤ شمہ ناصر دل ٹوٹنے پر کیسا محسوس ہوتا ہے۔"کیسا لگتا ہے جب آپ کا یقین سب سے اٹھ جائے۔آپ خود سے بھی گھن کھانے لگو کہ کس چیز میں ہارے ہو۔لیکن میں نہیں کر پایا۔میں ایسا نہیں کر پایا کیونکہ تم دھوکہ دے رہی تھی اور میں دھوکا کھانے کے بعد بھی تم سے محبت ہی کر رہا تھا۔یہ فرق ہے تم میں اور مجھ میں۔"

اس نے ہاتھ اٹھا کر آہستہ سے ایک لفظ کو مٹایا۔سفید بورڈ سے مٹتی سیاہی اس کی

انگلیوں پر ان مٹ دُکھ کی طرح اپنے نشان چھوڑ رہی تھی۔

"تم نے ایسا کیوں کیا۔ تم جانتے تھے اس سب میں وشمہ کا قصور نہیں پھر بھی تم نے اسے ہی خود سے جدا کر دیا کیوں؟"

"میں نے صرف وہ کیا جو زویا چاہتی تھی۔"

"تم نے وہ کیا جو زویا چاہتی تھی لیکن تم نے وہ نہیں کیا جو وشمہ تم سے امید لگائے بیٹھی تھی۔ ٹھیک ہے اس سے غلطی ہوئی بہت بڑی غلطی ہوئی لیکن پھر وہ اس پر شرمندہ بھی تو تھی۔ اس نے تم سے معافی مانگ لی تھی۔ ایک بار نہیں کئی بار۔ جب تم اپنی فیلنگز کے بارے میں شیور ہو تو دو کشتیوں کے سوار مت بنو ڈوب جاؤ گے۔"

پوری لائن مٹ گئی تھی۔ ختم ہو گئی تھی۔ اس کا ہاتھ دھیرے دھیرے سارے لفظوں کو اپنی زندگی سے مٹا رہا تھا۔

"تم جانتے تھے میں تمہیں شروع سے پسند کرتی ہوں پھر تم نے اپنے دل کے

دروازے اس کیلئے کیوں کھولے۔اگر تمہیں محبت کرنی ہی تھی تو مجھ سے کرتے۔ مگر تم نے ایسا نہیں کیا۔تم نے وہ کیا جو میں چاہتی تھی۔تم نے یہ کر کے مجھے اپنے احسان کے بوجھ تلے دبا دیا ہے المیر۔کاش یہ سب تم میری محبت میں کرتے تو میں اس کی قدر کر پاتی لیکن تم نے یہ سب محبت میں نہیں مروت میں کیا ہے۔ایسی محبت کا میں کیا کروں جو مجھے ہی نیچا دکھا دے۔اسی لیے میں نے نوروز کے ساتھ شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔تمہیں وشمہ مبارک ہو۔"

سب سے آخری لائن کو مٹاتے ہوئے اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"میں آپ کی خوشی کیلئے آپ سے دور جا سکتی ہوں۔کبھی آزمایئے گا۔"

اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔جو اس وقت وشمہ کے لفظوں سے سیاہ پڑ چکا تھا۔

"کہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہو۔؟"

عروسہ اس کے سر پر کھڑی پوچھ رہی تھی۔بیگ کو کاندھے پر ڈالے وشمہ نے مڑ کر

اسے دیکھا پھر مسکرا دی۔

"وہیں جہاں پہلے جا رہی تھی کراچی۔ تم بتاؤ کب ریزائن دے رہی ہو؟"

سر پر شال اوڑھے اس نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔ عروسہ کی تھکی ہوئی سانس اس نے بغور سنی تھی۔

"تیس کو آخری بار جاؤں گی۔ سوچتی ہوں میں بھی کراچی آ جاؤں۔ کیا کہتی ہو۔"

اس نے گھڑی کو کلائی میں باندھا اور اس کے ساتھ باہر آ گئی۔

"بہت اچھا خیال ہے۔ میں تمہارا انتظار کرونگی وہاں پر۔"

اس سے گلے مل کر وہ فیضان کی گاڑی میں بیٹھی تھی۔ آج اس کی امی کی سرجری کو ہفتہ بیت گیا تھا۔ ماشاءاللہ سے وہ جلدی جلدی صحت یاب ہو رہی تھیں۔ وشمہ ان ہی سے اجازت لیکر فیضان کے ساتھ کراچی جا رہی تھی۔

"میں تمہیں مس کرونگی وشمہ، دیکھو تو ماہم اور سندس کو کتنے بے مروت نکلے۔ تمہیں گڈ بائے بھی نہیں کہنے آئے۔"

آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلک لیے وہ اس سے گاڑی کی کھڑکی پر جھکی ہوئی کہہ رہی تھی۔وشمہ پھیکی سی ہو گئی۔

"وہ اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔تم اداس مت ہو۔اپنا خیال رکھنا۔"

گاڑی چل پڑی تھی۔عروسہ نے اسے ہاتھ ہلایا اور بھاگی دوڑی آفس آگئی۔آتے ہی اس کا ٹاکرا خیام سے ہوا تھا جو مریم کے ساتھ کچھ زیادہ ہی ہنستے ہوئے کافی پی رہا تھا۔اس نے اپنی ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو ہلایا اور پھر اتار کر بیگ میں رکھ دیا۔ایسی جھوٹی منگنی کا کیا فائدہ جس کا اثر خیام کے بچے پر ہو بھی نہیں رہا تھا۔

"کیا وشمہ چلی گئی؟"

www.novelsclubb.com

ہچکچائی سی آواز پر وہ چونکی تھی۔رخ موڑ کر دیکھا تو وہ ماہم تھی جو انگلیاں مروڑے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں وہ چلی گئی ہے۔"

اثبات میں سر ہلاتے نارمل سے لہجے میں کہتے ہوئے بھی وہ اس سے خفا دکھتی تھی۔

ماہم کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"ایم سوری۔"

عروسہ اس کی گیلی آواز پر چونکی۔اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"مجھے معاف کر دو۔میں جانتی ہوں کچھ زیادہ ہی زیادتی کر بیٹھی ہوں تم دونوں کے ساتھ۔مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔میں غلط تھی۔"

عروسہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکائی۔

"تم ٹھیک تھیں اور معافی مت مانگو اچھا نہیں لگتا۔"

وہ اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"کیا وشمہ ہمیشہ کیلئے چلی گئی ہے۔کبھی نہیں آئے گی؟"

عروسہ کے ہاں میں سر ہلانے پر ماہم کے دل پر اوس گری تھی۔

"میں نے اسے گڈ بائے نہیں کہا۔سوری نہیں کیا،میں کتنی مین ہوں۔"

اداسی سے کہتی ہوئی۔وہ عروسہ کو بہت پیاری لگی تھی۔

"ہم اس سے ملنے چلے جائیں گے۔"

ماہم نے جوش سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

المیر اس کے پاس بیٹھا اس کی کاروائیوں پر لب بستہ تھا۔دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے انہیں لبوں پر رکھے۔اس کی نگاہ ساکت تھی اور دماغ سوچوں کے ہجوم میں پھنسا ہوا۔

"اس سب کی کیا ضرورت ہے۔مجھے سمجھ نہیں آ رہی تم ایسا کیوں کر رہی ہو۔"

وہ زویا کی پیکنگ پر چوٹ کر رہا تھا جو کچھ دنوں سے اس سے کلام بھی نہیں کر رہی تھی اور اب وہ ابروڈ جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"مجھے بھی خود کچھ نہیں پتا کہ میں ایسا کیوں کر رہی ہوں۔بس یہ سمجھ لو میں ہم دونوں کی زندگی کو بچا رہی ہوں۔"

اس نے نوروز سے نکاح کر لیا تھا۔وہ امیجیٹلی رخصتی بھی چاہتی تھی مگر خیام نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اتنی جلد بازی پر انکار کر دیا۔ایک تو وہ پہلے ہی زویا کے فیصلہ سے خفا تھا۔اوپر سے رخصتی کی ڈیمانڈ۔اس نے صفاچٹ انکار کر دیا تھا کہ وہ دو تین ماہ سے پہلے اس بارے میں سوچے گا بھی نہیں۔بس یہی بات تھی جس نے زویا کو ان سے خفا کر دیا اور وہ یہ دو تین ماہ باہر گزار کر آنا چاہتی تھی۔

"تم ہم سے خفا ہو کر جا رہی ہو۔ایسی بات ہے تو میں آنٹی اور خیام سے بات کرتا ہوں۔بس تم ناراض مت ہو۔"

وہ مڑی تھی مڑ کر اس نے جن نظروں سے المیر کو دیکھا تھا وہ اسے ٹھنڈا کر دینے کیلئے کافی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"میں تم سے نہیں خود سے ناراض ہوں۔مجھے لگنے لگا ہے جیسے میں بہت بہت بری ہوں۔میں نے بہت برا کیا ہے۔میں نور وز ہی ڈیزرو کرتی تھی۔"

المیر کھڑا ہوا۔اس کے مقابل آ کر رکا۔

"نور وز کبھی بھی برا انسان نہیں تھا۔وہ اچھا تھا۔وہ اچھا ہے تو آج ڈیڈ زندہ ہیں۔وہ

برا ہوتا تو ڈیڈ ہمارے ساتھ نہ ہوتے۔ وشمہ صحیح سلامت نہ ہوتی۔ یا میں زندہ نہ ہوتا۔ وہ تمہیں حاصل کرنے کیلئے مجھے مروا سکتا تھا۔ وشمہ کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔ اس کیلئے آسان تھا یہ سب کرنا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اٹس مین اس میں اچھائی موجود ہے۔ ہم سب مکمل نہیں ہیں زویا۔ ہم سب میں کوئی نہ کوئی برائی ہوتی ہے۔ اب تم خود دیکھ لو چاہے تمہاری جو بھی نیت تھی مگر تم نے وشمہ کو تین دن محصور رکھا۔ رکھانا۔ تو اسی طرح نوروز نے بھی کیا۔ اس نے جو بھی کیا تمہیں حاصل کرنے کیلئے کیا۔ کیوں؟ کیونکہ وہ تم سے محبت کرتا ہے اور وہ واقعی تم سے بہت محبت کرتا ہے زویا۔ تم اس کے ساتھ بہت خوش رہو گی۔ جو خوشی جو سکون وہ تمہیں دے سکتا ہے او نسٹلی میں کبھی نہ دے پاتا۔ وجہ تمہیں معلوم ہے۔"

زویا نے آنسوں پونچھے تھے۔

"کیا تم نے سچ جاننے کے بعد بھی اس سے نفرت نہیں کی۔"

وہ حیران تھی۔ حیرانگی سے ہی پوچھا۔ المیر کا سر نفی میں ہلا تھا۔

"کوشش کی تھی مگر ناکام گئی۔"

زویا نے لبوں کو کاٹا اور واپس پیکنگ میں مصروف ہو گئی۔

"اگر تمہیں ابھی بھی نوروز اور تمہارے رشتے کے بارے میں ڈاؤٹ ہے تو اٹھا لو کوئی قدم، کیونکہ ابھی بھی دیر نہیں ہوئی ہے۔ لیکن یہ بات ذہن میں رکھنا کہ میری طرف آتا تمہارا آخری راستہ بھی اب بند ہو چکا ہے۔"

زویا نے پھر سے مرچی بھری نگاہوں سے اس کو دیکھ کر شکوہ کیا۔

"میری طرف تمہارا کوئی راستہ آتا ہی نہیں تھا المیر۔ تم نے تو اپنے سارے راستے اس ایک کیلئے ہی چھوڑ دیے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

المیر نے اس کا ہاتھ بیگ سے اٹھا دیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ زویا ان لوگوں سے ناراض ہو کر کہیں جائے۔ ٹھیک ہے وہ سپیس لے سکتی ہے لیکن اس کیلئے باہر جانے کی کیا ضرورت تھی۔

"اس میں میرا کوئی قصور نہیں اور نہ ہی تمہارا ہے۔ ہم دونوں بے قصور ہیں۔ یہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دلوں کی غلطیاں ہیں جسے ہم دونوں سہہ رہے ہیں۔میں نے تمہارے لیے گلگت میں رہنے کا انتظام کر دیا ہے۔تم وہاں جاؤ ریسٹ کرو اور واپس آ جاؤ۔بس اس کے آگے میں کچھ نہیں سننے والا۔تم کوئی باہر واہر نہیں جا رہی۔"

وہ کچھ کہنے کیلئے منہ کھول رہی تھی۔جب المیر نے اسے ٹوک دیا۔

"بھائی۔"

روشانے کی آواز پر المیر نے مڑ کر دروازے کی سمت دیکھا۔اور مسکراتا ہوا اس کے پاس آیا۔

وہ اس کا ہاتھ تھامے باہر لے جا رہی تھی۔

"آپی کراچی چلی گئی ہیں۔"

چلتے چلتے اس نے کہا تھا۔المیر کچھ لمحے کو ٹھہر سا گیا۔

"کس کے ساتھ اور کب؟"

چلتے چلتے ہی اس نے پوچھا تھا۔شانے لاؤنج میں اسے لے آئی۔

www.novelsclubb.com

"فیضان بھائی کے ساتھ گئی ہیں۔رمشہ آپی نے بھیجا ہے انہیں۔"

شانے کو وہ سب کچھ معلوم ہوا تھا جو اسے بتایا گیا تھا۔باقی المیر کو ڈچ کرنے والی بات ابھی پوشیدہ ہی تھی۔

"تمہاری آپی ایک نمبر کی بے وقوف لڑکی ہے۔خیر اسے جانے دو تم یہ بتاؤ ایڈمیشن فارم فل کر دیا ہے اپنا۔"

شانے اس کی بات پر انگلیاں چٹخانے لگی۔المیر نے اس کی ہچکچاہٹ اور پریشانی کو بھانپ لیا۔

"اپنا بھی ایڈمیشن فارم فل کرو اور اپنی اس نالائق آپی کا بھی۔ابھی کچھ دنوں کیلئے ماما ہوسپٹل میں ہیں۔وہاں ان کی اچھی حفاظت ہو رہی ہے پھر ڈیڈ اور نوروز بھی ہیں۔جب ڈسچارج ہو جائیں گی تو یہاں آجائیں گی اور یہاں میں نے ان کیلئے نرس کا بندوبست کر دیا ہے۔تم ان سب چیزوں کی ٹینشن نہ لو۔صرف اپنی پڑھائی پر فوکس کرو۔"

شانے اس کی بات پر چونکی۔

"وشمہ آپی کا فارم؟ لیکن وہ تو کراچی ہیں نا اور انہوں نے کبھی کہا بھی نہیں آگے پڑھنے کا۔"

المیر نے مسکراتے ہوئے جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔

"اسے تو یہی لگتا ہے جو وہ کہے گی وہی ہو گا اور جو نہیں کہے گی اس کے بارے میں کوئی سوچے گا بھی نہیں۔ اینی ویز تم اس کا فارم فل کر کے ڈاکومنٹس اٹیچ کر کے مجھے دے دو۔ میں کل جا کر سبمٹ کر آتا ہوں۔ کاپیز تو ہوں گی نا اس کے ڈاکومنٹس کی تمہارے پاس؟"

www.novelsclubb.com

شانے نے اثبات میں سر ہلایا تھا وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر کہہ نہیں پا رہی تھی۔ المیر نے سینے پر بازو باندھے۔

"شانے میں تمہارا بھائی ہوں۔ تم مجھے کچھ بھی کہہ سکتی ہو کیا ہوا ہے۔؟"

شانے نے انگلیاں چٹخائیں پھر گیلی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا اور دو قدم چلتی اس سے

لگ گئی۔المیر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"بھائی میں بہت ڈرتی تھی جب امی کے پاس اکیلی ہوتی تھی۔وشمہ آپی آفس میں ہوتی تھی۔رمشہ آپی سکول۔اس دوران امی کی طبیعت خراب نہ ہو جائے یہی ڈر ستائے رہتا تھا مجھے۔میرا آگے پڑھنے کا بہت دل کرتا تھا لیکن امی کے علاج پر بہت پیسے خرچ ہو رہے تھے۔وشمہ آپی نے کہا تھا وہ مجھے آگے پڑھائیں گی۔آپ جانتے ہیں انہوں نے مجھے پڑھانے کی خاطر اپنی سٹڈی چھوڑ دی تھی۔رمشہ آپی اور انہوں نے امی کیلئے بہت محنت کی ہے۔وہ بہت اچھی ہیں۔"

اس کے سینے سے لگی وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔المیر نے اسے خود سے الگ کیا۔دونوں ہاتھوں سے اس کے آنسوں پونچھ کر وہ اس سے کہہ رہا تھا۔

"تمہاری اس اچھی سی آپی کے ساتھ میں اپنی اچھی سی زندگی گزارنا چاہتا ہوں تو میری اچھی سی بہن اسے اچھے سے راضی کر لے گی نا میرے لیے۔"

شانے پر اسراریت سے مسکائی تھی۔

"مجھے پتا ہے آپی آپ کو پسند کرتی ہیں۔میں نے ایک بار ان کی اور فیضان بھائی کی باتیں سن لی تھیں وہ ان سے آپ کے بارے میں کہہ رہی تھیں۔"

المیر کی دلچسپی بڑھی۔

"اچھا تو کیا کہہ رہی تھی وہ میرے بارے میں؟"

شانے نے کندھے اچکائے۔

"یہی کہ وہ آپ کو پسند کرتی ہیں۔"

المیر نے مسکراتے ہوئے اس کے بال بکھیرے۔

" صحیح اب تم ایک کام کرو اپنا اور اس کا فارم فل کر کے مجھے دے دو اوکے۔"

وہ یہ کہتا آگے بڑھا تھا۔شانے اس کے جاتے ہی پر جوشیت سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"خیام شادی کب کر رہے ہو میرے ساتھ؟"

اس آواز پر اس نے سر اٹھایا اور پھر موڈ کے خراب ہونے پر کہنے لگا۔

"جب وقت آئے گا کر لوں گا اتنی جلدی بھی کیا ہے۔"

اس کے بے رخی سے کہنے پر مریم اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

"کیا مطلب کہ وقت آئے گا منگنی ہو چکی ہے نکاح بھی کر لیتے ہیں اور کتنا ویٹ کروں میں۔"

خیام نے اس کی ہٹ دھرمی پر سرخ نگاہیں اٹھائیں۔ابھی کچھ دیر پہلے کی ہی تو بات تھی جب عروسہ اس ایجنسی کو چھوڑ گئی تھی۔وہ لمحہ کتنا دل شکن تھا یہ صرف خیام کا دل ہی جانتا تھا۔اسے اب محسوس ہو رہا تھا کہ المیر کو کیسا لگا ہو گا جب وشمہ اس آفس سے گئی تھی۔اسے خود پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے کیوں جذبات کی رو میں بہک کر وشمہ کو کھڑے کھڑے نکل جانے کو کہا۔کاش وہ ایسا نہ کرتا۔

"مریم میں تم سے شادی نہیں کر سکتا۔ منگنی کر لی تھی بہت ہے۔یہ لو اپنی انگوٹھی اور میرا پیچھا چھوڑ دو۔"

اس نے اپنی موجودہ کیفیت کو دباتے ہوئے۔انگوٹھی اتار کر اس کے سامنے پھینکی تھی۔مریم کا اس توہین پر منہ سرخ ہوا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم اندازہ بھی ہے تمہیں کیا کرنے جا رہے ہو۔مت بھولو کہ تمہاری بہن کا نکاح میرے بھائی سے ہو چکا ہے۔"

خیام نے تضحیکی ہنکارہ بھر کر تحیر سے اس کی جانب دیکھا۔

"سو واٹ۔"

مریم نے دانت کچکچائے تھے۔

"تمہارا جو بھائی ہے نا پاگل ہے میری بہن کے پیچھے۔کتنے پاگل پن کیے ہیں اس نے میری بہن کو حاصل کرنے کیلئے یہ تم نہیں جانتی اس لیے فضول بک کر میرا اور اپنا موڈ خراب مت کرو۔اپنی چھوٹی سوچ کو اپنے تک ہی محفوظ رکھو۔بہتر ہو گا اپنا منہ بند ہی رکھو۔"

سر کو جھٹک کر اس نے غصے میں فائل اٹھائی تھی۔

"تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے میں المیر کو کہوں گی۔"

خیام یکدم کھڑا ہوا۔اس کی جانب آیا۔ہاتھ تھام کر اسے خود کے ساتھ گھسیٹنے لگا۔

مریم اس افتاد پر بوکھلاتے ہوئے اس کے ساتھ المیر کے آفس پہنچی تھی جو لگتا تھا

ابھی ابھی آیا ہے کیونکہ وہ اپنا بریف کیس نیچے ٹیبل کے پاس رکھ رہا تھا۔ان دونوں

کو اس طرح دیکھ کر وہ سیدھا ہوا۔نگاہیں خیام کی جانب تھیں۔

"تیری بہن کے ساتھ میں نے منگنی توڑ دی ہے۔کیونکہ میں عروسہ سے شادی کرنا

چاہتا ہوں۔یہ مجھے تیری تڑیاں دے رہی ہے بول کیا کہنا ہے اب تجھے۔"

المیر نے لبوں کو کچل کر بے بسی سے خیام کی جانب دیکھا۔پھر اس کی نظریں مریم

کی جانب اٹھیں جو اس سے اپنا ہاتھ چھڑواتی المیر کے بازو سے آ لگی تھی۔

"المیر یہ کہتا ہے مجھ سے شادی نہیں کرے گا۔منگنی کر لی ہے بہت ہے بٹ شادی

نہیں کرے گا۔اسے سمجھاؤ یہ ٹھیک نہیں کر رہا۔"

خیام نے سینے پر ہاتھ باندھے۔

"تم باہر جاؤ۔"

مریم کے اچنبھے سے دیکھنے پر اس نے دوبارہ کہا تھا۔

"باہر جاؤ۔"

وہ باہر چلی گئی۔المیر نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور خیام کی جانب مڑ کر کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ وہ شروع ہو گیا۔

"ناہی کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی بچنے والی ہے۔میں عروسہ سے محبت کرتا ہوں دیٹس اٹ۔آج جب وہ یہ جگہ چھوڑ کر گئی تب مجھے احساس ہوا کہ وہ میرے لیے کتنی اہم ہے۔سوری المیر لیکن میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔تمہاری بہن کو اگر تھوڑی بھی مجھ سے محبت ہوتی تو میں سوچتا۔لیکن اسے مجھ سے محبت تو کیا لگاؤ بھی نہیں ہے۔وہ بس آصف کو دکھانے کیلئے مجھ سے شادی کر رہی تھی اور میں تمہاری خاطر عروسہ سے الگ ہوا تھا مگر اب نہیں اب یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔"

المیر نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"میں سمجھ سکتا ہوں تمہاری بات کو۔ یہ بتاؤ کوئی اچھا لڑکا ہے تمہاری نظر میں جو مریم کو اپنا سکے۔"

خیام نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھ کر منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"میں رشتے کرانی والی کوئی آنٹی نہیں ہوں۔ میرا موڈ پہلے ہی خراب ہے مجھے اور کوئی بکواس نہیں سننی۔"

وہ سر جھٹک کر کرسی پر بیٹھا تھا۔ المیر نے اس کے سامنے میز پر جگہ بنائی۔

"کیوں ٹینشن میں ہے۔"

وہ اس کے حقیقت میں سرخ چہرے اور تھکی ہوئی آنکھوں کو بھانپ کر پوچھ رہا تھا۔ خیام نے میز کی سطح پر ہی نگاہیں جمائے کہا۔

"میں نے اس کے ساتھ بڑی زیادتی کی ہے یار۔ بہت تنگ کیا ہے اسے پتا نہیں وہ مجھے معاف کرے گی بھی یا نہیں۔"

المیر اس کی بات پر ہنسا تھا۔ خیام نے جلے دل کے ساتھ اس کا قہقہ سنا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بھائی وہ بہت معصوم ہے منٹوں میں معاف کر دے گی۔مجھے دیکھ پہاڑ کو سر کرنے کے مترادف ہے اس آفت کو منانا۔کراچی چلی گئی ہیں محترمہ اور بتایا بھی نہیں۔"

خیام نے جھٹ سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہیں کیا واقعی کب گئی؟"

اپنا غم بھول کر وہ اس کی بات میں انٹرسٹ لینے لگ گیا تھا۔

"کل۔"

خیام کا چہرہ سوالیہ بنا۔

"تو،تو گیا کیوں نہیں اس کے پیچھے۔"

اسے المیر کے اس رویے پر حیرت ہوئی تھی۔

"میں کیوں جاؤں وہ خود آئے گی۔"

شانے اچکا کر وہ کھڑا ہوا اور وائیٹ بورڈ کی جانب منہ کر لیا جہاں اس نے "گڈ بائے" لکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اگر بی الفرض وہ نہ آئی تو؟"

المیر پن اٹھا کر اسے گھامنے لگا۔

"وہ آئے گی لیکن تو زرا نارمل رویہ رکھ مریم کے ساتھ۔ میں اسے سمجھالوں گا وہ سمجھ جائے گی۔"

خیام نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"آپ نے دیکھا اسے نہیں فرق پڑا۔ اسے کیا کسی کو بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ مجھے یہاں آئے چھ دن ہونے کو ہیں اور ان چھ دنوں میں کسی نے بھی مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ میں جانتی تھی ایسا ہی ہوگا۔ میرے منظر عام سے غائب ہونے پر میں سب کے دلوں سے نکل جاؤں گی اور میں نکل گئی۔"

گیلی آنکھوں کے ساتھ وہ ایک ایک کی آئی ڈی ان کی مصروفیات چیک کرتی دکھے دل سے سوچ رہی تھی۔ وہ سب کے سٹیٹس دیکھتی تھی۔ گروپ کا نور سیشنز

پڑھتی تھی۔ان کی ہنسیاں ان کے مزاق ان کی انجوائمنٹ دیکھ کر کڑھتی تھی کیونکہ وہ ان سب میں نہیں تھی۔

"میں جن کا حصہ تھی۔آج وہ مجھ سے الگ ہیں۔"

ناچاہتے ہوئے بھی اس نے یہ سٹیٹس لگا دیا تھا۔وہ اپنے اندر کی باتیں،دکھ،پریشانیاں، کبھی بھی دوسروں کو نہیں دکھاتی تھی۔نہ ہی ان سب کو دکھانے کیلئے وہ کبھی اس طرح کے سٹیٹس لگاتی تھی مگر آج اندر کی حالت ایسی تھی کہ اس نے ان الفاظوں کو دنیا کے سپرد کر دیا اور دنیا نے اسے برے طریقے سے اگنور کیا۔اس کی آنکھیں بھر آگئیں۔

www.novelsclubb.com

" صحیح کہتے ہیں خوشی میں ہر ایک آپ کے ساتھ ہوتا ہے لیکن دکھ میں جو ساتھ ہوتا ہے وہ بھی دور ہوتا ہے۔"

اس نے سیل فون کو بیڈ پر رکھا اور باہر آگئی۔

"تم کہیں جا رہی ہو بیٹا؟"

فیضان کی امی نے اسے شال اوڑھے باہر نکلتے دیکھ کر پوچھا۔

"میرا دل سمندر دیکھنے کو کر رہا ہے۔"

اس نے آہستہ سے کہا تھا۔ فیضان کی امی چونک گئیں۔

"لیکن اس وقت جانا اچھا نہیں بارہ بجنے کو ہیں اور یہاں کے حالات کا تو تمہیں پتا ہے۔"

انہوں نے پانی کا جگ اٹھا کر میز پر رکھا اور اس کے پاس آ کر بولیں۔

وشمہ نے انہیں غائب دماغی سے دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا اور چادر کو صوفے پر رکھ کر واپس کمرے میں آ گئی۔ اس کے سائلنٹ پر لگے فون کی روشنی کال آنے کا سندیسہ دے رہی تھی۔ وہ پاس آئی۔ سکرین پر نگاہ ڈالی۔ وہ اذان کا فون تھا۔ اس نے جھٹ سے کال اٹینڈ کی اور کھڑکی کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔

"کیسی ہو؟"

اکھڑے سے لہجے میں پوچھا گیا۔ وشمہ نمی بھری آنکھوں سے مسکا دی۔

"اداس ہوں۔"

اذان کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا تو آواز پہلے سے بھی زیادہ اکھڑ تھی۔

"اللہ کرے رج کر ہو۔"

وشمہ ہنسی تھی۔اس کی ہنسی میں باہر روڈ پر کھڑے ہو کر موٹے اپر میں دبکے کافی پیتے اذان کے لب بھی ناراضی سے پھیلے تھے۔

"رج کر ہی ہو رہی ہو ڈونٹ وری تم بتاؤ کیسے ہو؟"

اذان نے گردن کو موٹی جیکٹ میں دبکاتے ہوئے گرما گرم کافی کا گھونٹ بھرا اور دھند سے بھری سڑک پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں تو ہمیشہ کی طرح اچھا ہوں۔ تمہیں اطلاع دینی تھی کہ میں نے سندس کا باقاعدہ ہاتھ مانگ لیا ہے۔پرسوں ہمارا نکاح ہے آنا چاہو تو آجانا نہیں تو تمہاری مرضی۔"

وشمہ کی خوشی سے چیخ نکلی تھی۔ساری اداسی اور ڈھلا پن اڑن چھو ہوا اور وہ خوشی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے مغلوب لہجے میں چیخی۔

"کیا سچ میں؟ تمہیں بہت بہت مبارک ہو۔ کیا تمہارے پیرنٹس آ گئے؟ اگر ہاں تو انہوں نے کیسے سندس کا ہاتھ مانگا۔"

اذان کے لب پھیلے پھر چہرے پر شرمیلی مسکان سجاتا وہ بہت دھیمی آواز میں پھسپھسایا۔

"تمہارا شکریہ۔ وہ ایک زبردست فیملی ڈنر تھا اور پھر چھوٹی سی رسم وسم ہوئی۔ یونو روایتی ٹائپ چیزیں۔"

نارمل شرمیلے لہجے میں کہتے کہتے وہ یکدم سیدھا ہوا گلا کھنکھارا اور خود کو یاد دلایا کہ وہ تو اس سے خفا تھا۔

"یعنی میرے پیرنٹس آئے ہیں تو انہوں نے اس کا ہاتھ مانگا ہے نا۔ تمہیں نکاح کیلئے انوائیٹ کر رہا ہوں۔ کارڈ واٹس ایپ کر دوں گا۔ آنا چاہو تو آ سکتی ہو۔"

وشمہ کا جوش جھاگ کی طرح بیٹھا تھا۔ کال کاٹ کر اس نے ویڈیو کال کا بٹن پش

کیا۔اذان پہلے فون کٹنے پر دل برداشتہ ہوا پھر یکدم ویڈیو کال پر توسیل اس کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا۔پلاسٹک کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے ڈسپوزیبل کپ دوسرے ہاتھ میں تھاما اور یس کا بٹن پش کیا۔وشمہ کا روہانسا سا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔

"کیا تم ابھی بھی مجھ سے ناراض ہو۔"

مسکینوں جیسا منہ بناتے ہوئے رونے کو تیار وشمہ نے اس سے پوچھا۔نرم دل اذان یکدم اسے دیکھ کر پگھل گیا تھا۔اب وہ بیچارہ خفا رہ سکتا تھا؟ہر گز نہیں۔

"جب تم ایسی شکل بنا کر سامنے آؤ گی تو کون کافر تم سے ناراض رہے گا۔ویسے تم بالکل میری چھوٹی بہن جیسی ہو اسی کی طرح پوری ڈرامہ باز،سفاک اور بے حس۔"

وہ چپ ہوا۔وشمہ اس کے بولنے کی منتظر۔

"المیر سر سے ناراضگی تھی نا تمہاری تو ان تک ہی رکھتی۔ہم دوستوں کو اس میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیوں گھسیٹا۔ منہ اٹھا کر بنا بتائے چلی گئی کراچی۔ عروسہ کو بتایا دیا وہ ہی تمہاری سب سے اچھی دوست ہے تو بس اب اس تک ہی رکھنا دوستی۔"

وشمہ کے آنسوں نکلنے کو بے تاب تھے مگر وہ سٹرونگ تھی۔اس نے اسے پلکوں کی باڑ تک ہی محدود رکھا نیچے نہیں گرنے دیا۔

"میں نے ان کے ساتھ بہت برا کیا تھا لیکن میری مجبوری تھی۔انہوں نے مجھے دو دفعہ سب کے سامنے ذلیل کیا۔یہ ان کی حکمت عملی تھی۔جس محبت میں عزت نہیں وہ ذلالت کے سوا کچھ نہیں۔میں بس اس ذلالت سے خود کو بچانے کی خاطر یہاں آگئی تھی۔"

www.novelsclubb.com

مضبوط لہجے میں کہتے ہوئے وہ اسے کمزور لگی۔

"اس امید کے ساتھ کہ وہ تم تک لوٹیں گے،سب تم تک لوٹیں گے اگر تمہیں اپنی عزت کا اتنا ہی خیال تھا وشمہ تو تم نے اس خیال کو دل میں کیوں ڈالا کہ اگر تم منظر سے ہٹ گئی تو تمہارے ہی نظارے ہر جانب ہوں گے۔نہیں وشمہ جو ایک بار چلا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جاتا ہے وہ بس چلا جاتا ہے۔اس کے نقوش پھر آہستہ آہستہ مٹ کر رہ جاتے ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ تم نے اپنا دفاع کیے بغیر ہی خود کو سب کی نظروں سے اوجھل کر دیا۔"

وہ بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔

"پھر میں کیا کرتی۔ہاں میں یہ ہی سوچ کر یہاں آئی تھی کہ اگر میں ان سب کی زندگی سے چلی جاؤں تو میری قدر بڑھ جائے گی۔ مگر مجھے کیا پتا تھا کہ میری قدر ہی کوئی نہیں۔"

اس کے افسردہ چہرے پر اذان کا دل کیا اُڑ کر اس کے پاس آ جائے۔

"اپنا سٹیٹس ہٹا دو۔دنیا کو موقع مت دو کہ وہ تم سے ہمدردی کریں، یہ اچھی بات نہیں ہے۔"

وہ غائب دماغی سے مسکائی۔

"پرسوں نکاح ہے۔"

اذان نے اسے دوبارہ یاد دلایا تھا۔اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس نے فون بند کیا۔

اپنا سٹیٹس ہٹا کر اس نے ان چیک سٹیٹسز پر نگاہ ڈالی تو ٹھٹھک گئی۔سب سے اُوپر

المیر کا سٹیٹس تھا۔اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ اس پر کلک کیا۔

الفاظ کچھ یوں لکھے تھے۔

نہ دبی دبی سی محبتیں!

نہ ڈھکی چھپی اب عداوتیں!

نہ دکھاوے کی اب مسکراہٹیں!

نہ روگ جاں یہ قباہتیں!

میں تھک گیا ہوں جھوٹ سے

مجھے چاہیے اب سچ یہاں

گر!رنجشیں،تو رنجشیں!

گر!چاہتیں،تو چاہتیں!

www.novelsclubb.com

وہ سنجیدہ تھی۔اس کی آنکھیں سنجیدہ تھیں۔المیر کے الفاظ سنجیدہ تھے۔نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے اس کا نمبر ڈائل کیا۔ٹراؤزر شرٹ میں بکھرے بالوں کے ساتھ وہ اس کے فون کا ہی منتظر تھا۔وہ جانتا تھا کہ وشمہ اسے کال کرے گی۔اس کے یقین نے وجود اوڑھا اور وشمہ کی تصویر اس کے سیل کی پوری سکرین پر جگمگانے لگی۔المیر نے گہرا سانس لیکر خود کو سخت بنایا اور فون اٹینڈ کر لیا۔

"اسلام علیکم علیزے کیسی ہو؟"

فون کے اٹینڈ ہوتے ہوئے۔اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں تھی۔اس لیے جھٹ سے بات بنائی۔المیر نے کان سے سیل کو ہٹا کر دیکھا پھر مسکراہٹ کو لبوں پر سجا کر بلوٹوتھ کو کان میں لگایا۔

"وعلیکم اسلام! لگتا ہے آپ نے غلط نمبر ملا دیا ہے۔"

وشمہ نے تھوک نگلا۔

"اوہ آپ۔۔سوسوری میں علیزے کو ملا رہی تھی کال۔"

اس نے آواز کو متوازن رکھتے ہوئے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔

"پھر آپ علیزے سے بات کر لیں میں فون رکھتا ہوں۔"

اگر وہ دنیا جہان کی ایکٹنگ خود میں سموئے اسے کہہ سکتی تھی تو وہ بھی پھر بے رخی کی انتہا کر کے فون رکھ سکتا تھا مگر اسے وشمہ کے اگلے جھوٹ کا انتظار تھا تبھی اس نے کال ڈسکنیکٹ نہیں کی۔

"میں کر لوں گی اس سے بات۔۔آپ کیسے ہیں؟"

المیر کی نگاہیں سکرین پر جگمگاتے اس کے چہرے پر تھیں۔اس نے آنکھوں کو بند کر کے کھولا۔

www.novelsclubb.com

"میں اچھا ہوں۔تم کیسی ہو؟"

بیگانہ لہجہ وشمہ کا دل ڈوبا گیا۔بد تمیز نہ ہو تو۔

"میں۔۔بھی ٹھیک ہوں۔"

المیر نے سر ہلایا۔

"اچھا ہے۔"

"سوری آپ کو تنگ کیا۔"

"کب نہیں کرتی۔"

"جی؟" وہ اس کی بڑبڑاہٹ سن نہیں پائی تھی اس لیے ہلکی آواز میں پوچھا۔

"کچھ نہیں، تمہاری سیلری رہتی ہے۔" بات کو طول دینا تو کوئی اس سے سیکھے۔

"ضرورت نہیں اب۔" وشمہ کے لہجے میں ناراضی گھلی تھی۔

"میں کسی کا حق نہیں رکھتا، تمہیں تمہارا حق پورا پورا لوٹاؤں گا اذان کے نکاح میں آ رہی ہو؟" وشمہ کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکنے لگا تھا۔ پتا نہیں وہ اس سے خفا کیوں نہیں ہو سکتی تھی۔

"معلوم نہیں۔" جان بوجھ کر ایسا کہا۔

"مرضی تمہاری۔"

وہ چپ ہو گیا تھا۔ وشمہ کو اس کی چپی بہت کھلی۔

اس نے دل برداشتہ ہو کر فون کاٹ دیا۔المیر کے سیل سے وشمہ کی تصویر اوجھل ہوئی تھی۔اس کے ماتھے پر بل پڑے مگر پھر بھی تصدیق کی خاطر اس نے ہیلو کہا لیکن رابطہ ختم ہو چکا تھا تو جواب کہاں سے آتا۔

"بدتمیز،ال مینرڈ لڑکی ایک بار میرے پاس آنے دو دیکھنا کیسے اس کی ساری بدتہذیبیاں نکلاتا ہوں میں۔"

فون کو پھینک کر اس نے جلے دل کے ساتھ کچن کا رخ کیا تھا۔

"بگڑی ہوئی۔"

---

www.novelsclubb.com

عروسہ ٹپ ٹاپ سی تیار ہاتھ میں سی وی لیے اپنی باری کا انتظار کر رہی تھی۔بالوں کو فرنچ چوٹی میں گوندھے ویسٹرن طرز کا لباس پہنے ہوئے وہ تھوڑی الجھی ہوئی اور ناخوش دکھتی تھی۔بار بار گھڑی پر بھی نگاہ بھٹک جاتی تھی۔اس کا نام پکارا گیا۔وہ کھڑی ہوئی اور گہرا سانس بھرتے ہوئے آفس کا دروازہ دھکیل کر اندر آ گئی۔

مگر یہ کیا؟

اندر آفس میں انٹرویو ٹیکر کے علاوہ خیام بھی بیٹھا تھا۔اس کے ہاتھ میں کافی کا مگ تھا جسے وہ وقفے وقفے سے لبوں پر لگاتا اس کو دیکھ رہا تھا۔چہرے پر دلچسپی تھی اور آنکھوں میں تھوڑی سی شرارت۔ عروسہ اپنی بے ساختہ اس پر اٹھنے والی نگاہ پر کنٹرول پا کر کرسی پر آ کر بیٹھی اور رزیوم اپنے سامنے بیٹھے انتہائی سوبر سے آدمی کو پکڑانے لگی۔ جس نے اس سے اس کی سی وی پکڑتے ہی میز پر الٹی کر کے رکھ دی تھی۔وہ کہہ رہا تھا۔

"مس عروسہ مجھے ایک اہم کام سے جانا ہے۔سوری فار دیٹ لیکن آپ کا انٹرویو مسٹر خیام لیں گے۔اوکے۔"

پیشہ وارانہ مسکان اس پر اچھالتے ہوئے وہ کوٹ کا بٹن بند کرتا ہوا باہر گیا۔ عروسہ پزل سی وہاں بیٹھی رہی۔اس کے تو وہم و گمان میں نہ تھا کہ خیام اور مسٹر چغتائی آپس میں کنیکٹ ہو سکتے ہیں اگر اسے ایک فی صد بھی معلوم ہوتا تو وہ یہاں کبھی نہ

آتی۔

خیام چغتائی کے جانے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی جگہ پر آ کر بیٹھا اور عروسہ کی سی کو غور سے پڑھنے لگا۔اس نے کافی وقت لیا تھا اس کی رزیوم کو پڑھنے میں پھر مگ کو نیچے رکھ کر وہ دونوں ہاتھوں کو تھوڑی پر باندھ کر اسے تکنے لگا، تکنے لگا، تکتا گیا۔

عروسہ نے اپنا گلا کھنکھارا تو وہ سیدھا ہوا اور ماتھے پر بل ڈال کر پوچھنے لگا۔

"سو مس آپ اپنا انٹروڈکشن کرائیں گی مجھے۔"

عروسہ نے اس کے پوچھنے پر اپنا نام، کوالیفیکیشن۔ایکسپیرینس سب فر فر بتا دیا۔

خیام نے جمائی روکی تھی۔

"ہمم امپریسو تو اب میں آپ سے کچھ سوالات پوچھوں گا اور آپ کو اس کے فٹافٹ جواب دینے ہوں گے۔"

وہ اٹینٹو ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سو آپ کی ہابیز کیا ہیں؟"

عروسہ نے "ہیں" والے انداز میں اسے دیکھا پھر جھٹ سے بولی۔

"نیو چیزیں کرئیٹ کرنا۔"

"ہمم۔"

خیام نے سر کو ہلایا تھا۔

"کیا آپ کسی کو پسند کرتی ہیں؟"

وہ اس سوال پر چونکی تھی۔ خیام نے شانے اچکائے تھے۔ عروسہ نے جھٹ سی نفی میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں میں کسی کو پسند نہیں کرتی۔"

"ویری گڈ! تو یعنی آپ کے دل کا پیالہ خیالی ہے۔ میں اس میں اپنی پسند کا رنگ بھرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی؟ مس عروسہ۔"

اور عروسہ کے سر پر گویا چھت آ کر گری ہو۔ وہ شاک میں آ گئی۔ منہ اور آنکھیں

دونوں کھل گئیں۔ پھر رفتہ رفتہ اس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔ خیام اٹھ کر اس کے پاس آیا اور ساتھ والی کرسی پر بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"میں نے کوشش کی تھی تمہیں بھلانے کی، تم سے ناراض ہوا تھا کیونکہ ایک طرح سے تم نے مجھے دھوکا دیا تھا۔ دوست کے پیچھے ہی سہی مگر تم نے مجھے دھوکا دیا۔ اس چیز نے ہی مجھے ہرٹ کیا تھا۔ مگر اب میں جان گیا ہوں، چاہے تم سے کتنا بھی خفا ہو جاؤں تم سے جدا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے پلیز مجھے معاف کر دو اور واپس آ جاؤ میری زندگی میں۔"

عروسہ کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھرنے لگی اس کے حلق میں گولا سا اٹک گیا۔ بہت مشکل سے اس نے آواز نکالی۔

"اور مریم؟"

خیام نے اپنا بائیاں ہاتھ آگے کیا۔ خالی انگلی کو دیکھ کر عروسہ کی آنکھیں بلا آخر بہہ ہی گئیں۔

"سو مس۔" وہ ایکدم اس کا ہاتھ چھوڑ کھڑا ہوا۔

"کیونکہ مجھے آپ پرسنلی اچھی لگی ہیں۔اس لیے میں آپ کو اپنے دوست کی فرم میں نہیں بلکہ اپنی فرم کیلئے اپائنٹ کرتا ہوں۔لیٹر ابھی تھوڑی دیر میں آپ کے گھر پہنچ جائے گا اس لیے کل سے آپ مجھے میرے آفس میں دکھیں۔اب آپ جا سکتی ہیں۔"

"میں تم سے ناراض ہوں اس لیے اس آفر کو رد کر رہی ہوں۔"

"ایسا مت کرو پلیز تم جانتی ہو نا میں نے بھی کتنا سفر کیا ہے۔ایک موقع دو سب ٹھیک کر دوں گا۔"

www.novelsclubb.com

"تم بہت برے ہو۔"

"جانتا ہوں اس برے کو ایک اچھا سا موقع دے دو پلیز ز۔"

وہ آنسوں پونچھتی سر ہلاتی اٹھی پیارے سے خیام کو دیکھا اور دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھ دیا۔

"عروسہ۔"اس پکار پر اس نے گردن موڑی تھی۔

"ہمیں وشمہ کے متعلق بھی بات کرنی چاہیے۔"

وہ سر ہلاتی دروازہ کھول گئی۔ باہر آتے ہی اس نے وشمہ کا نمبر ملایا جو کہ آف جا رہا تھا۔ وہ تیزی تیزی چلتی ہوئی ٹیکسی میں آکر بیٹھی۔ اس کا رخ ہاسپٹل کی جانب تھا۔ رینٹ پے کر کے وہ اندر کی اور بھاگی تھی۔ کاریڈور پار کر کے ابھی وہ کمرے کے باہر ہی آکر کھڑی ہوئی تھی کہ اسے المیر کی آواز آنے لگی وہ وہیں تھم گئی۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ وہ دونوں جن کے ملنے کی، جن سے بات کرنے امید میں کھو چکا تھا وہ ایک ساتھ اچانک ہی مجھے مل جائیں گے۔ میں اس اتفاق سے بہت خوش ہوں۔ کیا آپ مجھے دیکھ کر خوش ہوئیں۔"

عروسہ نے موبائل نکال کر ریکارڈنگ کرنا شروع کی۔ وہ تو یہاں شائستہ کو بتانے آئی تھی کہ خیام اور اس کا پیچ اپ ہو گیا ہے مگر المیر کو دیکھ کر رک گئی۔

"تم بہت بڑے ہو گئے ہو۔ اچھے خاصے بڑے۔ میں ہر روز تمہیں دیکھا کرتی تھی

لیکن چاہتی تھی کہ تم خود سامنے آؤ۔"

وہ ہنسا۔اس کی ہنسی بھلی تھی۔

"اب یہی بڑا آپ سے آپ کی شرارتی بیٹی کا ہاتھ مانگنا چاہتا ہے۔کیا آپ اجازت دیں گی۔"

عروسہ نے جوش سے منہ پر ہاتھ رکھا۔اگلی بات سننے کیلئے اس کا دل انتہا سے زیادہ بے تاب تھا۔

"میری شرارتی توکب سے خود کو تمہیں دے بیٹھی ہے۔میں کیا اجازت دوں۔"

المیر نے خجالت سے سر کھجایا۔

"میں جلد از جلد نکاح کرنا چاہتا ہوں اس کے ساتھ۔"

ہچکچاتے ہوئے کہتے اس نے شکوے بھری نگاہوں سے صوفے پر بیٹھے فیاض،نوروز اور شانے کو دیکھا تھا جو اس کا مقدمہ لڑنے سے صاف ہاتھ اٹھا بیٹھے تھے۔شائستہ نے المیر کا سرخ، کنفیوزڈ سا چہرہ دیکھا پھر ان کی آواز کمرے میں ابھری تھی۔

"میں سوچوں گی اس بارے میں۔"

المیر نے تحیر سے اپنی ماں کو دیکھا پھر اس کے منہ پر برہمی چھائی تھی۔

"سوچنے والی کیا بات ہے۔"

اس کی مدھم آواز پر پیچھے بیٹھے تینوں نے اپنے قہقہوں کا گلا دبایا تھا۔ شائستہ نے بھی مسکان کو پیچھے دھکیلا۔ جبکہ عروسہ تو حیرت میں مبتلا ہو گئی۔

"وہ میری بیٹی ہے اور میں اپنی بیٹی کو اتنی جلدی کسی کے بھی نکاح میں نہیں دے سکتی۔ پہلے میں اس کی مرضی پوچھوں گی پھر چھان بین کرواؤں گی۔ پھر سب سے مشورہ کر کے ہی کوئی قدم اٹھانے کا سوچوں گی۔ شادیاں ایسے تھوڑی نہ ہوتی ہیں۔ سال دو سال تو لگ ہی جاتے ہیں۔ اب فیضان اور رمشہ کو ہی دیکھ لو۔ نکاح کے چار سال بعد ان کی شادی کی تھی میں نے اور وشمہ کو تو ابھی پڑھنا بھی ہے۔ اگر میں نے نکاح کر بھی دیا تو کم از کم اس کے ماسٹرز سے پہلے میں نے رخصتی نہیں دینی۔"

اور المیر کا دل نیچے گر گیا۔ وہ جو سوچے بیٹھا تھا کہ اس کی مانگ پر شائستہ پہلی فرصت

میں وشمہ کو اس کے حوالے کر دیں گی تو یہ اس کی خام خیالی ہی ثابت ہوئی۔اتنی بھیانک باتوں پر اس نے چپ بیٹھے تینوں کو پھر سے مدد طلب نگاہوں سے دیکھا۔وہ تینوں ایک ساتھ شانے اچکا گئے۔

"لیکن ماما آپ۔"

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے۔چار سال ہی اس کے دماغ میں اٹک گئے تھے۔

"چار سال بعد نکاح کریں گی؟"

شائستہ نے ناں میں سر کو ہلایا۔

"نکاح میں اگلے سال کروں گی وہ بھی تب جب مجھے لگے گا کہ تم میری وشمہ کے قابل ہو۔"

پیچھے بیٹھی اوڈئنس کے پھیپھڑے اب کسی بھی وقت پھٹنے کو تیار تھے۔اس لیے وہ ایک ایک کر کے باہر جانے لگے۔سب سے پہلے فیاض نکلے تھے۔عروسہ کو وہاں

www.novelsclubb.com

المیر جیسا ہی دیکھا انہوں نے زور سے منہ پر ہاتھ جمایا اور اپنے قدموں کو باہر کی اور ڈال دیا۔فیاض کو فالو کرتے ہوئے شانے اور نوروز نے بھی یہی کیا تھا۔ان کے جاتے ہی المیر نے شائستہ کے ہاتھ تھامے اور ہمت کر کے بولا۔

"ماما میں وعدہ کرتا ہوں بہت خوش رکھوں گا وشمہ کو۔اور شادی کے بعد اسے پڑھاؤں گا بھی۔انفیکٹ آپ شانے سے پوچھیں میں نے اس کا ایڈمیشن کروا بھی دیا ہے۔اسے کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہیں ہو گی میں اس کی خود ہیلپ کیا کروں گا پڑھائی میں۔آپ دس دن لے لیں میری انویسٹی گیشن کیلئے چاہیں تو کسی سے بھی کروالیں۔میں صرف کبھی کبھی سگرٹ پیتا ہوں اور میری کوئی گرل فرینڈ بھی نہیں ہے۔پلیز میں ونٹر ویڈنگ چاہتا ہوں۔"

یہ اس کی اپنی ماما سے چوتھی ملاقات تھی۔ تبھی وہ ان سے اتنے نارمل انداز میں بات کر رہا تھا۔آج شائستہ کے ڈسچارج ہونے کا دن تھا اور وہ سب المیر کے گھر جا رہے تھے اس کے اسرار پر۔فیضان اور رمشہ آل ریڈی اس کے گھر پہنچ چکے

تھے۔نوروز اور فیاض نے کب کے ڈیوز کلئیر کر دیے تھے۔وہ تو بس جانے کیلئے نکل رہے تھے جب المیر نے یہ بات فیاض کے کہنے پر چھیڑ دی۔

"المیر مجھے تنگ مت کرو۔میں نے کہہ دیا ہے۔میں کسی بھی صورت اس کی چار پانچ سال سے پہلے شادی نہیں کروں گی۔چلو اب چلتے ہیں خاصی دیر ہو گئی ہے۔"

وہ ان کا بازو تھام کر انہیں اٹھانے لگا۔اس کے چہرے پر سوچ کی لکیریں تھی اور وہ اترا ہوا تھا۔شائستہ نے پراسرار مسکان کے ساتھ اس کی غائب دماغی کو دیکھا اور اس کے ساتھ باہر آ گئیں جہاں اب عروسہ موجود نہیں تھی۔

---

www.novelsclubb.com

یہ اذان کے نکاح کا دن تھا۔جہاں سب موجود تھے۔ان سب میں وشمہ کا شمار بھی ہوتا تھا جو شانے کاٹ دیا گیا سفید نیٹ کے سوٹ کے ساتھ سرخ گوٹے والا دوپٹہ پہنے ایک سائیڈ پر کھڑی اذان کی تصاویر اتار رہی تھی۔اس سے کچھ فاصلے پر منہ بناتا ہوا المیر کھڑا تھا۔کیونکہ اچانک سے خیام نے عروسہ کے ساتھ نکاح کا اعلان کر دیا تھا۔

منگنی وہ دونوں بڑوں کی مرضی سے کچھ دن پہلے ہی کر چکے تھے۔زویانوروز کے بازو میں ہاتھ ڈالے کھڑی تھی۔اس نے سمجھوتا کر لیا تھا۔یہ سمجھوتا اس کیلئے بہت فائدہ مند ثابت ہونے والا تھا اس کا ادراک اسے ہو گیا تھا۔

اذان اور سندس کے بعد خیام اور عروسہ کے نکاح کی مبارکبادیں فضاء میں اٹھنے لگیں۔المیر کی نگاہ بے نیاز سی وشمہ کی جانب اٹھیں۔

"چار سال۔"

پھر سے اس کے دماغ میں گونجنے لگے۔اس نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔شائستہ اس کے پاس آکر کھڑی ہوئیں۔

"اگر میں آج تمہارا نکاح وشمہ کے ساتھ کرادوں تو کیا تم یہ ملک چھوڑ جاؤ گے۔وہ بھی وہاں جہاں میں چاہوں گی۔"

فیاض بھی اس کی دوسری جانب آکر کھڑے ہوئے۔المیر نے حیرت سے اپنی ماں کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"بٹ ماما میرا یہاں بزنس ہے۔"

"اس کی تم ٹینشن نہ لو۔"

یہ فیاض تھے جو کہہ رہے تھے۔

"اسے خیام اور نوروز سنبھال لیں گے۔فی الحال تم نکاح کا سوچو ہم تمہارا نکاح وشمہ سے کرا دیتے ہیں لیکن نکاح کے ہوتے ہی تمہیں اس ملک کو چھوڑنا ہو گا۔ تمہیں مالدیپ جانا ہو گا اور وہاں میرا ریزورٹ سنبھالنا ہو گا۔چار سال سے پہلے تم وہاں سے نہیں لوٹو گے۔باقی سب کی ٹینشن مت لو کیونکہ یہاں موجود تمہارا کام ہم دیکھ لیں گے۔"

www.novelsclubb.com

وہ شش و پنج میں گھرا سوچوں میں غلطاں ہوا۔جوڑ توڑ کر کے اس نے دور کھڑی وشمہ پر نگاہ ڈالی اور پھر اس نے خود کو کہتے ہوئے سنا۔

"ٹھیک ہے۔آپ میرا نکاح کرائیں میں جانے کیلئے راضی ہوں۔"

فیاض نے اس کے کاندھے پر تھپکی دی۔

"ویزہ تمہارا کنفرم ہو چکا ہے اور ٹکٹ تمہاری سائیڈ ٹیبل پر رکھی ہے۔"

اس نے آگے کو قدم بڑھا دیے۔ وشمہ کو بتا دیا گیا تھا کہ اس کا نکاح ابھی کچھ دیر بعد المیر سے ہونے والا ہے اور نکاح ہو گیا۔ وہ اس افتاد پر غائب دماغ ہی رہی۔ ہر جانب مبارک کی صدائیں بلند ہوئی۔ مٹھائیاں بٹنے لگیں۔ المیر نے اپنی ماما سے دعائیں لیتی وشمہ کو استحقاق سے دیکھ کر قدم بڑھائے ہی تھے کہ اسے رکنا پڑا۔

"برخوردار اگلے آدھے گھنٹے بعد آپ کی فلائیٹ ہے اس لیے گھر جانے کی کرو میں نہیں چاہتا کہ جو مہنگی ٹکٹ میں نے خریدی ہے وہ ضائع ہو۔"

المیر نے مڑ کر بھنویں اچکائیں۔

"غالباً آپ بھول رہے ہیں کہ ماشاءاللہ سے میں ایک اچھا خاصا کماؤ پوت ہوں۔ ایسی سو ٹکٹس کے پیسے بھر سکتا ہوں۔"

فیاض کے ماتھے پر بل ابھرے۔

"کیا مطلب ہے؟ کیا تم ہمیں چیٹ کرنے والے ہو؟"

المیر نے کاندھے اچکائے۔

"میں نے ایسا کب کہا میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ کچھ دن بعد چلے جانے میں کیا حرج ہے۔"

فیاض کے ماتھے پر موجود بلوں نے مزید جگہ بنائی۔

"مسٹر المیر رائے وہاں میرا اتنا بڑا سرمایا ڈوبنے کے دھانے پر کھڑا ہے اور آپ یہاں اتنے ریلیکس ہو کر کہہ رہے ہیں کہ کچھ دن بعد چلے جانے میں کیا حرج ہے۔ شاید آپ بزنس کے اصولوں کو بھولتے جا رہے ہیں اور مجھے اس بات کا افسوس ہے۔ خیر شکریہ آپ کی اتنی مدد کا بھی۔ ابھی میری ہڈیوں میں اتنی طاقت ہے کہ میں اپنا کام خود سنبھال سکتا ہوں۔"

انہوں نے ڈیڈ کارڈ کھیلا اور المیر اس کارڈ میں الجھ گیا۔ اس کی نگاہ دور کھڑی وشمہ پر پڑی پھر اس نے کہا۔

"اچھا اب اتنے اموشنل تو مت ہوں۔ جا رہا ہوں میں۔ بس کیا دو منٹ میں اپنی

بیوی سے بات کر سکتا ہوں۔"

چہرے کو اتار کر آنکھوں میں خفگی سجائے وہ بجھے دل سے کہہ رہا تھا۔فیاض کے لب کھل اٹھے۔

"میں بلا دیتا ہوں اسے لیکن صرف دو منٹ اس سے ایک سیکنڈ بھی اوپر نہیں۔"

المیر گہری سانس بھرتے ہوئے ایک کونے میں رکھی خالی ٹیبل پر آ کر بیٹھا۔اس کا دائیاں پاؤں پھر سے عجلت میں ہل رہا تھا۔اس نے اپنے پورے سٹاف اور فیملی پر نگاہ ڈالی۔آج وہ چلا جائے گا۔چار سال بعد اس کی واپسی ہو گی۔یہ چار سال کیسے کٹے گیں وہ یہ نہیں سوچ رہا تھا۔سوچ رہا تھا تو فقط اتنا کہ اتنے عرصے بعد ملی پوری فیملی کو وہ کیسے الوداع کہے گا۔وہ نہیں جانا چاہتا اسے اپنے ڈیڈ یکدم سفاک لگے۔

"بھائی!"

مریم کی آواز پر وہ چونکا اور پھر مسکرا دیا۔وہ بھی پھیکا سا مسکائی۔

"آپ فکر مت کریں یہ چار سال اچھے گزریں گے۔"

اس نے ہاتھ پکڑ کر مریم کو اپنے پاس بٹھایا۔سب کو خبر تھی کہ المیر بس اب جانے والا ہے۔

"میں تمہیں مس کرونگا تمہارا شکریہ کہ تم نے میری بات کی عزت رکھتے ہوئے اپنے قدم خیام کی جانب سے موڑ لیے۔تم دکھی تو نہیں ہو؟"

مریم نے گردن موڑ کر خوشی سے پھولتے خیام کو دیکھا اور پھر نفی میں سر کو ہلا کر کہنے لگی۔

"میں ہوں بھی اور نہیں بھی۔"

المیر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"اللہ تمہارے لیے اچھا کرے گا۔میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔موم کیسی ہیں؟"

وہ روبینہ کا پوچھ رہا تھا۔مریم نے گہری سانس بھری۔

"ڈاکٹرز کہتے ہیں انہیں مینٹل ہاسپٹل میں شفٹ کرنا پڑے گا۔ان کی انا پر لگی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ضرب نے ان کے ہوش گما دیے ہیں۔"

المیر نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے تحفظ کا احساس دلایا۔

"تم پریشان مت ہونا۔ یہاں سب ہیں۔ نوروز ہے، زویا ہے، ڈیڈ ہیں ماما بھی، تمہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔ انفیکٹ میں نے ڈیڈ کو کہتے سنا تھا کہ وہ یہاں موجود اپنے دوست کے بیٹے سے تمہاری بات کرنا چاہتے ہیں اگر فیملی مناسب لگی تو تمہاری جلد از جلد شادی کر دیں گے۔"

مریم کا سر اثبات میں ہل رہا تھا جبکہ اس کا دماغ غائب غائب سا تھا۔ اس کے آس پاس سے پروٹیکشن ختم ہو گئی تھی۔ اس کی ماما اپنی انا میں حواس کھو بیٹھیں تو ڈیڈی اپنی پہلی بیوی سے پیچ اپ کر بیٹھے تھے۔ سرنڈر اور ان کی بات ماننے کے علاوہ اس کے پاس کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ رہا نوروز تو اس نے کب اسے بہنوں جیسا درجہ دیا تھا۔ اس کی سانس بے ساختہ تھی۔

"اُف دیکھیں میں کتنی بھلکڑ ہوں کہنے کیا آئی تھی کہہ کیا رہی ہوں۔"

وہ سر پر ہاتھ مارتی کہہ رہی تھی۔

"ڈیڈ نے کہا ہے کہ وشمہ آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔انفیکٹ وہ یہاں سے چلی بھی گئی ہے تو آپ جلدی سے جا کر پیکنگ کریں اور ائیر پورٹ کیلئے روانہ ہوں۔"

المیر کی آنکھیں اچنبھے سے سکڑیں۔

"کیا کہا وشمہ یہاں سے چلی گئی ہے؟"

ابھی اس نے وشمہ کو نوروز کے ساتھ باہر جاتے ہوئے دیکھا تو تھا مگر اسے یہ نہیں پتا تھا کہ وہ جانے کیلئے باہر جا رہی ہے۔

"جی وہ چلی گئی ہے اب آپ بھی اٹھیں۔میں نے بھی آپ کے ساتھ ہی جانا ہے۔"

المیر کے جبڑے بھنچے تھے۔

"اسے کہا تھا کہ میں نے بات کرنی ہے؟"

مریم کھڑی ہوئی۔

"آف کورس المیر کہا ہی تھا۔"

اہانت سے اس کا منہ سرخ ہوا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا تھا۔ گھر آ کر اسے نے فٹافٹ پکنگ کی جس میں اس کی مدد مریم نے بھی کرائی تھی۔ سیل فون اور ویزہ کارڈ کو جیکٹ کی پاکٹ میں رکھتے ہوئے وہ مریم کے ساتھ ہی ائیر پورٹ پہنچا۔ ادھر اس کا ٹاکرا سب سے ہوا تھا۔ سب اسے وہاں وش کرنے اور اچھا سفر کٹنے کی دعائیں لیے کھڑے تھے۔ ان سب سے سخت چہرے کے ساتھ مل کر وہ اندر کی جانب ابھی بڑھنے ہی لگا تھا کہ خیام نے اسے روک دیا۔

"تجھے مس کرونگا یار۔ آؤنگا اگلے سال تب تک کیلئے اپنا خیال رکھنا۔"

وہ جلدی جلدی بھاگتا ہوا آیا تھا۔ اس سے گلے ملتے ہوئے کہا۔ المیر سر ہلاتا آگے بڑھ گیا۔ سب وہاں پر جوش سے کھڑے اسے ہاتھ ہلا رہے تھے۔ ایک آخری بار المیر نے امید بھری نگاہوں سے مڑ کر دیکھا اور پھر آنکھوں میں ڈھیروں خفگی لیے وہ وہاں سے چل دیا۔

آسمان گھرا نیلا پانیوں جیسا دکھتا تھا۔ جس پر چھوٹے چھوٹے روئی کے گالے ادھر اُدھر منڈلا رہے تھے۔ رات کی سیاہی میں بھی اس کی نیلاہٹ مانند نہیں پڑی تھی۔ آسمان اور زمین نے یہاں ادلا بدلی کر دی تھی۔ نیچے آسمان سا منظر تھا تو اوپر سمندر سا تاثر۔

یہ ودھو آئی لینڈ تھا۔ جس کا پانی اپنے ساتھ چھوٹے چھوٹے ستارے لا کر ریت پر چھوڑ رہا تھا۔ پانی میں موجود نیلے چمکدار ذرے جب ہر لہر کے ساتھ اٹھتے تو سمندر میں ستاروں سے بھرے خلاء کا سا احساس ہوتا تھا۔ لوگوں کے شور و غل سے پرے المیرا اپنی جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چھوٹے قدم اٹھا کر چلتا ہوا اسب سے بیگانہ دکھ رہا تھا۔ اسے نہ ہی اس ستاروں بھرے سمندر میں دلچسپی ہو رہی تھی اور نہ ہی کچھ دور بنے اس بڑے سے ریزورٹ میں۔ وہ ابھی کچھ دیر قبل ہی پہنچا تھا۔ اپنے کمرے کی کھڑکی میں سے اس نے اس "سی آف سٹارز" کو دیکھا۔ جہاں کبھی نہ کبھی اس نے آنے کا سوچا تھا۔ تبھی اس سمندر کی کشش میں کھنچتا ہوا وہ وہاں موجود تھا۔

مگر عجیب بات تھی وہاں آکر اس کا دل خالی سا ہو گیا تھا۔ تبھی ایک نگاہ اس مشہور "ستاروں کے سمندر" پر ڈال کر وہ اپنی سوچوں میں چلتا جا رہا تھا۔

نیلے پانی میں موجود ہیرے بھی اسے مغلوب کرنے سے قاصر تھے۔

موٹی جیکٹ کو پہنے سر پر وول کیپ جمائے وشمہ نے یہاں وہاں نظر دوڑائی۔

"المیر تو یہاں نہیں ہیں۔"

اس نے نوروز سے کہا تھا جو اس کی بات پر ہنسا۔

"بھائی کا سیل فون بتا رہا ہے کہ وہ اس وقت لفٹ سائیڈ پر ہیں۔ آؤ چل کر دیکھتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ تیز تیز اس کے ساتھ جانے لگی تھی کہ یکدم اسے ٹھٹھک کر رکنا پڑا پھر اس کی خوشی بھری چیخیں بے ساختہ تھیں۔

"اوہ مائی گاڈ! یہ خواب ہے یا سچ ہے۔"

سمندر کی لہریں نیلے چمکتے ذرات کو اپنے اوپر اٹھاتی ہوئی لا رہی تھیں۔ ان ذرات کی

چمک ایسی تھی کہ ہیرے کو بھی پیچھے چھوڑ دیں۔ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سمندر کی لہروں میں آسمان سے تارے ٹوٹ کر گر گئے ہیں۔وہ قدرت کے اس شاہکار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئی تھی۔اس کے لبوں سے ایک سیکنڈ میں سبحان اللہ نکلا تھا۔

"بالکل سچ ہے اب چلیں مجھے دیر ہو رہی ہے۔میری فلائیٹ ہے۔"

وشمہ نے چونکتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔سمندری ہواؤں کے سبب اس کے بال کیپ میں سے اڑ اڑ جا رہے تھے۔

"تم رک لیتے کچھ دیر۔"

وہ چلنے لگی تھی۔نوروز ہنسا۔

"میرا کوئی ارادہ نہیں کہ میں آپ ہز بنڈ وائف کو ڈسٹرب کروں۔اس لیے ٹاٹا وہ دیکھیں وہ رہا آپ کا شوہر۔"

وشمہ نے جھٹ سے گردن موڑی۔اسے المیر ننگے پاؤں ریت پر چلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔اس کے ہر اٹھتے قدم کے بنتے نشان میں پانی کے ساتھ نیلے ستارے جمع ہوتے

ہوئے دکھ رہے تھے۔وہ دور سے اس کے چمکتے ہوئے نشانات کو دیکھ کر نوروز کی جانب متوجہ ہوئی۔

"اپنا خیال رکھنا۔"

"اور آپ بھی،رخصتی مبارک ہو۔"

اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر وہ یہ کہتا ہوا جینز کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے مڑ گیا تھا۔وشمہ نے گھری سانس بھری۔پھر اپنے جوتے اتار کر المیر کے قدموں کے نشانات کے پاس اپنے نشان چھوڑتی ہوئی چلنے لگی۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

"میں جانتی ہوں میری زندگی بھی آپ کے ساتھ ایسے ہی چمکے گی جیسے یہ نشان چمک رہے ہیں۔"

وہ دبے قدم چلتی ہوئی اس تک پہنچی اور تھوڑا ڈرتے ہوئے اس کی کہنی تھام لی۔

"تم نے کتنی دیر کر دی آنے میں،میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔"

وشمہ جھٹکا کھا کر یکدم اس کے آگے آئی۔اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔مطلب

سارے سرپرائز کا بیڑا غرق ہو گیا۔

"آپ کو کیسے پتا کہ میں آنے والی ہوں۔"

المیر کے لب پھیلے۔ ہوا کے دوش پر اڑتے اس کے بال دائیں بائیں ہل رہے تھے۔

"کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرے ڈیڈ کا کوئی بھی ریزورٹ یہاں نہیں ہے۔ تو سیدھی سی بات ہے وہ یہاں ہمیں ایک ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کیلئے بھیج رہے ہیں۔"

وشمہ نے کڑوے منہ کے ساتھ اس کی کہنی پر ہاتھ مارا۔

"اور میں سوچے کھڑی تھی کہ آپ مجھے یہاں دیکھ کر انتہا سے زیادہ حیران ہونگے پھر میں آپ سے کہوں گی کہ میں سب کچھ چھوڑ صرف آپ کی خاطر یہاں آئی ہوں۔ اس سے آپ مجھ سے بہت خوش ہونگے اور غصہ نہیں کریں گے۔"

المیر اس کی باتوں پر ہنسا۔ اسے لگا سمندر بھی اس پر ہنسنے لگا ہے۔

"یعنی تم اپنے ٹیم میٹس کو بھی دھوکا دو گی۔ وہ نہیں کہو گی جو انہوں نے تمہیں کہنے کو کہا ہے۔ تمہاری عادت جانے والی نہیں۔"

وشمہ اس چوٹ پر رک سی گئی۔اس کا چہرہ یکدم سنجیدہ ہوا تھا۔المیر کے چہرے کو اپنی نگاہ میں رکھا اور پھر کہا۔

"انہوں نے مجھے کچھ بھی کہنے کو نہیں کہا۔لیکن اگر آپ کے دل میں میرے لیے کوئی بھی میل ہے تو ابھی نکال دیں ورنہ آگے جا کر بہت مشکل ہو جائے گی۔"

اس کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئی تھیں۔المیر نے اس کے روتے چہرے کو دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر کے اس نے گہرا سانس بھرا تھا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا وشمہ۔"

وشمہ کے آنسوں ٹپکے۔

"میں آپ سے مزاق کر رہی تھی لیکن آپ مجھ سے اب بھی ناراض ہیں۔پچھلی باتیں سلجھا لیتے ہیں نا۔"

اسے لگا تھا کہ المیر اس سے راضی ہو گیا ہے تبھی وہ اس سے نکاح کر بیٹھا ہے۔اسے کیا پتا تھا کہ المیر اس سے خفا ہے اور یہ نکاح بھی وہ اس سے بدلہ لینے کی خاطر کر رہا

www.novelsclubb.com

ہے۔

"اُف وشمہ اُف۔۔ سلام ہے تمہاری ان منفی سوچوں پر۔ تمہیں لگتا ہے میں بدلہ لینے کی خاطر تم سے نکاح کرونگا آفرین ہے تم پر۔"

وہ زچ سا کہتے ہوئے چلنے لگا۔ وشمہ بھی اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

"لیکن میں نے تو ایسا نہیں کہا۔"

المیر نے رک کر اسے دیکھا پھر اپنا سیل فون نکال کر فرنٹ کیم آن کر کے اس کے چہرے کے سامنے لایا۔

"دیکھو اور بتاؤ کیا نہیں لکھا تمہارے چہرے پر کہ یہ نکاح میں نے تم سے بدلہ لینے کی خاطر کیا ہے۔ تم جو سوچ رہی ہو وہ تمہارا چہرہ کہہ رہا ہے۔"

وشمہ نے جلدی سے آنسو صاف کیے۔

"آپ مجھ سے ناراض ہیں تو مجھے لگا۔"

المیر نے سیل کو واپس جیب میں رکھتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھ کر اس کی بات کاٹی۔

"تمہیں لگا میں یہ گھٹیا حرکت کرونگا۔اول تو میں تم سے ناراض نہیں، ہوتا تو ابھی یہ نکاح نہ کرتا۔دوسرا میں چاہ کر بھی تمہیں ہرٹ نہیں کر سکتا۔اگر کرتا تو تم یہاں اس حیثیت سے میرے سامنے نہ کھڑی ہوتی۔جن سے محبت ہوتی ہے ناوشمہ وہ چاہے قتل بھی کر دے پھر بھی دل اسے غلط کہنے اسے نقصان پہنچانے پر آمادہ نہیں ہوتا اور نہ ہی زیادہ دیر تک اس سے بدگمان ہوا جاتا ہے۔"

"وش کہیں نا اگر خفا نہیں ہیں تو۔"

"فی الحال وشمہ پر ہی گزارا کرو۔"وشمہ کا منہ کڑوا ہوا۔

"ہمارے ساتھ وہی معاملہ ہے۔۔۔وہ کھڑوس سا مسلسل، میں معصوم سی ہمیشہ۔"المیر نے ائبرو اچکائی۔

"وش خانم معصوم ہو ہی نہ جائیں۔"

وشمہ کی آنکھیں چمکیں تھی۔ان کی چمک اتنی تھی کہ اس نے ستاروں کی چمک کو بھی ماند کر دیا۔المیر بے ساختہ ہی اسے وش کہہ بیٹھا تھا۔اس بات کا احساس اسے

بھی ہو گیا تھا تبھی مسکراہٹ روکنے میں ناکام ہو رہا تھا۔

"آپ مجھ سے اب بھی محبت کرتے ہیں؟"

المیر کے چہرے سے یکدم غصے کے رنگ اترے۔ وہ رُکا پھر سنبھلا اور پھر گردن اکڑائی اور چلنے لگا۔

"رات زیادہ ہو گئی ہے۔ مجھے لگتا ہے اب ہمیں چلنا چاہیے۔"

"المیر یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔"

"تمہارا سوال فضول ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے پھر ہم پرانی باتوں کو سلجھا لیتے ہیں۔"

"میں پچھلا سب بھول چکا ہوں۔"

"اچھا کیا ہماری کھٹی میٹھی نوک جھونک ہماری محبت کو بھی۔"

"وشمہ کیا تم کچھ دیر کیلئے چپ نہیں ہو سکتی۔"

"ناہ اب تو آپ کو پوری زندگی مجھے سننا ہو گا۔ یہ آپ کی خود کی ہی چوائس ہے۔"

"اُف بے چارہ میں۔"

"اُف بیچارے آپ۔"

وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی تھی۔ہنستے ہوئے تشکر بھری گیلی آنکھوں سے اس نے گردن موڑ کر اپنے اور المیر کے چمکتے ہوئے قدموں کو دیکھا پھر وہ اس کے ساتھ تیز تیز چلنے لگی۔

---

www.novelsclubb.com